# دخترِ شب

افریقہ کے اس دیوی کا قصہ جو جادو نگری
میں رہتی تھی ایک دہشت ناک داستان



مظہر الحق علوی

# تمہید

غالباً اس کتاب میں' میں نے کسی جگہ اپنے اس حیرت انگیز اور جان لیوا سفر پر روانہ ہونے کی کوئی وجہ بیان نہیں کی چنانچہ یہ سرگذشت پڑھنے والے کے دل میں لامحالہ یہ سوال پیدا ہوگا کہ مجھے یہ سفر کرنے کا خیال سب سے پہلے کب اور کیوں آیا۔ ظاہر ہے کہ دماغ میں سب سے پہلے کسی ارادے یا خیال کا بیج پڑتا ہے جو اپنے وقت پر پھوٹ کے رفتہ رفتہ تناور درخت بن جاتا ہے۔ جیسا کہ زولو کہتے ہیں۔ چنانچہ میرے دماغ میں بھی "مون" یا "تالاب مقدس" اور اس کے ساحل پر بسے ہوئے ایک قبیلے تک جانے کے خیال کا بیج ہی پڑا تھا۔ یہ قبیلہ جو "داباندا" کہلاتا تھا۔ "تالاب مقدس" ساحل پر یا اس سے کچھ دور بسا ہوا تھا۔

خیر تو تمہید کی یہ چند سطور' ایلن کواٹرمین' یہی بتانے کے لئے لکھ رہا ہوں کہ اس تالاب اور قبیلہ داباندا کے متعلق مجھے سب سے پہلے کس طرح معلوم ہوا کہ افریقہ کے قلب میں ایسا کوئی تالاب ہے جو تالاب مقدس کہلاتا ہے اور وہاں ایک عجیب وغریب قبیلہ اپنی عجیب و غریب رسومات کے ساتھ آباد ہے۔

ماتاں میں ایک خانقاہ تھی جہاں میں اکثر جایا کرتا تھا اور جہاں میرا استقبال کیا جاتا تھا۔ اس خانقاہ میں ایک پادری تھا جس کا اصل نام تو پتہ نہیں کیا تھا۔ البتہ وہ خانقاہ میں برادر امبروز کے نام سے مشہور تھا۔ بڑا عالم فاضل تھا یہ پادری سویڈنی تھا' مخلص تھا اور اگر یہ شخص پادری نہ بن گیا ہوتا تو علم انسانیت کا ماہر ہوتا۔ حالانکہ ہمارے اعتقادات میں زمین و آسمان کا فرق تھا۔ تاہم برادر امبروز نہ صرف میرا احترام کرتا بلکہ اپنے اکثر تحقیقی راز بھی مجھے بتا دیتا تھا۔ افریقہ اور اس کے قبائل کے متعلق اس کی معلومات وسیع تھیں اور یہ معلومات حیرت انگیز ہیں جو اس نے خانقاہ میں بیٹھ کر حاصل کی تھیں۔ میں ایک شکاری ہوں اور میں نے افریقہ کے صحراؤں کی خاک چھانی ہے' دور دراز کے سفر کئے ہیں' اس تاریک براعظم کے ان تاریک ترین گھاؤں میں پہنچا ہوں جہاں مجھ سے پہلے کسی سفید فام

کے قدم نہیں پہنچے تھے اس کے باوجود برادر امبروز افریقی قبائل کی تاریخ' ان کے مذاہب اور رسم و رواج سے اس قدر واقف تھا کہ بعض اوقات اس کے سامنے مجھے اپنا علم ناکافی معلوم ہوتا تھا۔ بہرحال چونکہ ہم دونوں کو ہی افریقی قبائل' ان کے مذاہب اور ان کی عجیب وغریب رسومات سے دلچسپی تھی چنانچہ ہم دونوں کی جب بھی ملاقات ہوتی یہی موضوع چھڑ جاتا۔ صرف یہی نہیں بلکہ ہم میں خط و کتابت کا سلسلہ بھی جاری تھا۔

برادر امبروز اب اس دنیا میں نہیں رہا لیکن اس کے خطوط میرے پاس محفوظ ہیں۔

ایک دفعہ یہی برادر امبروز تبلیغ کے سلسلے میں موزمبیق گیا ہوا تھا اور وہاں سے اس نے مجھے کئی خطوط لکھے تھے چنانچہ اس کے انہی خطوط میں سے ایک خط کی چند سطور میں حرف بہ حرف نقل کئے دیتا ہوں۔

برادر امبروز لکھتا ہے:

"اس جزیرے میں میری ملاقات ایک آزاد شدہ غلام سے ہوئی۔ جس نے اپنے آخری وقت میں میرے ہاتھ پر ہمارا مذہب قبول کرلیا۔ یہ شخص چونکہ سینٹ پیٹر کے تہوار کے دن عیسائی بنا تھا اس لئے اس کا نام سینٹ پیٹر کے نام پر پیٹر ہی رکھا گیا' جب پیٹر بستر مرگ پر پڑا ہوا تھا تو میں خود اس کی تیمارداری کررہا تھا۔ چنانچہ اس نے اپنے قبیلے کے متعلق بہت سی باتیں مجھے بتائیں' لیکن پہلے میں یہ بتادوں کہ پیٹر کا ڈیل ڈول اور چہرے کے نقوش عربوں کے سے تھے۔ اور اس کی مادری زبان عربی زبان سے ملتی جلتی تھی لیکن پیٹر نہ تو عرب تھا اور نہ ہی حبشی اس کی آنکھیں بڑی بڑی اور گول تھیں۔ الو کی آنکھوں جیسی اور حیرت انگیز بات تو یہ ہے کہ وہ الو کی ہی طرح اندھیرے میں دور کی چیزیں دیکھ سکتا تھا۔ پیٹر خاصا قبول صورت تھا۔ اور اس کے چہرے پر افسردگی منجمد سی ہو کر رہ گئی تھی' یہ افسردگی اس لئے نہ تھی کہ پیٹر کی زندگی بڑی تلخ گزری تھی' جی نہیں' یہ افسردگی اسے ورثے میں ملی تھی۔"

"پیٹر نے مجھے بتایا کہ اس کا قبیلہ بڑی جھیل کے اس پار' اب یہ میں نہ معلوم کرسکا کہ بڑی جھیل سے اس کی مراد کون سی جھیل ہے' کافی دور کوہ روگا کے دامن میں یا اس کے



قریب آباد ہے۔ یہ پہاڑ یا سلسلہ کوہ جو "روگا" کہلاتا ہے افریقہ کے قلب میں بہاور دریائے کانگو کی کسی شاخ سے زیادہ دور نہیں ہے اگر میں نے پیٹر کا مطلب غلط نہیں سمجھا ہے۔ تو پھر اس کا قبیلہ زمین کے ایک وسیع و عریض "دباؤ" (یہی لفظ اس نے استعمال کیا تھا) میں آباد ہے' یہ وسیع و عریض "دباؤ" (کھڈ یا پستی) بلند پہاڑوں سے گھیرا ہوا ہے' یعنی اس کے چاروں طرف پہاڑوں کی قدرتی فصیل سی کھڑی ہوئی ہے۔ اس وسیع و عریض "دباؤ" کے ٹھیک بیچ میں پانی کی ایک زبردست چادر (غالباً تالاب) بچھی ہوئی ہے۔ اس چادر یا تالاب کے چاروں طرف گھنا جنگل ہے جو پیٹر کے بقول مقدس سمجھا جاتا ہے۔"

"جب میں نے پیٹر سے پوچھا کہ یہ جنگل مقدس کیوں سمجھا جاتا ہے تو اس نے جواب دیا کہ تالاب میں ایک جزیرہ ہے اور اس جزیرے پر ایک دیوی بستی ہے جو دیوتا یا دیوتاؤں کا "سایہ" ہے یہ دیوی یا سایہ ایک بے حد حسین عورت ہے جو زبردست جادوئی قوتوں کی مالک ہے۔ یہ دیوی غیب کی باتیں بتاتی اور اپنے پرستاروں پر رحمتیں نازل کرتی ہے میں سمجھتا ہوں یہ دیوی یا یوتا کوئی بت ہے یا پھر بت کی کاہنہ ہے جسے زبردست قوتوں کی مالک تسلیم کرلیا گیا ہے کہ یہ دیوی بارش برسا سکتی اور لوگوں کی بدقسمتی کو خوش قسمتی میں تبدیل کرسکتی ہے) اس دیوی کے متعلق پیٹر نے مجھے عجیب و غریب کہانیاں سنائی جن پر کوئی بھی شخص یقین نہیں کرسکتا۔ اس دیو مالا کی ایک کہانی یوں ہے کہ یہ دیوی اس کا شوہر...... کیوں کہ اس دیوی کا شوہر ہوتا ہے ..... جب وہ ایک خاص عمر کو پہنچ جاتے ہیں تو ان دونوں کو "بھینٹ" چڑھادیا جاتا ہے اور اس کی جگہ دوسرا "سایہ" لے لیتا ہے۔ یہ دوسرا "سایہ" دراصل پہلی دیوی کی بیٹی ہی ہوتی ہے۔"

"پیٹر نے ایک اور بات بھی بڑی دلچسپ بتائی ہے اور سچ تو یہ ہے کہ بے حد مصروف ہونے کے باوجود میں یہ خط تمہیں اس لئے لکھ رہا ہوں کہ بعد میں یہ دلچسپ باتیں میرے ذہن سے اتر نہ جائیں' تمہارے اور میرے درمیان اس بات پر خوب خوب بحثیں ہوئی ہیں کہ افریقی قبائل اپنے اپنے مذہب کے مطابق اکثر چیزوں کو "محترم و ممنوع" سمجھتے ہیں' پیٹر نے "محترم ممنوع" کی عجیب و غریب اقسام بیان کی ہیں۔ اس نے کہا ہے کہ اس کے

قبیلے کے لئے تمام جنگلی جانور "محترم" ہیں اور اس کے قبیلے کے کسی بھی فرد کے لئے کسی بھی جنگلی جانور کا شکار کرنا قانوناً مذہباً" "ممنوع" ہے۔ چنانچہ اس کا قبیلہ اور اس کا کوئی بھی فرد کبھی بھی جنگلی جانور کا شکار نہیں کر سکتا چنانچہ میرا خیال ہے کہ اس کا قبیلہ ہندوستان کے کٹر ہندوؤں کی طرح سبزی خور ہوگا لیکن معلوم ہوا کہ اس کے قبیلے کے افراد سبزی کے ساتھ گوشت بھی کھاتے ہیں۔ اور یہ گوشت صرف بکری اور گائے کا ہوتا ہے۔ بات یہیں ختم نہیں ہوجاتی' پیٹر نے یہ عجیب وغریب اور ناقابل یقین انکشاف بھی کیا ہے کہ اس کے قبیلے کو جنگلی اور وحشی جانوروں پر عجیب اختیارات حاصل ہیں اور یہ کہ یہ جانور اس کے قبیلے کے ساتھ یوں مانوس ہیں اور اس طرح رہتے ہیں جس طرح ہمارے گھر میں پالتوں کتا یا بلی حتیٰ کہ ہاتھی اور شیر بھی۔ پیٹر نے یہ بھی دعویٰ کیا کہ یہ جنگلی جانور' ہاتھی اور شیر سمیت 'اس کے قبیلے کے ماتحت ہیں اور ان لوگوں کے بلانے پر مقررہ جگہ آجاتے اور ان کے کہنے پر چلے جاتے ہیں اور ان لوگوں کے ہر حکم کی تعمیل کرتے ہیں حتیٰ کہ اس پر حملہ بھی کردیتے ہیں جن کی طرف پیٹر کے قبیلے کا کوئی بھی شخص انگلی اٹھا دیتا ہے۔"

"میں نے پیٹر سے یہ معلوم کرنے کی کوشش کی ایسی کونسی وجہ ہے کہ اس علاقے کے خونخوار درندے اور جنگلی جانور تک ان لوگوں کے ماتحت اور فرماں بردار ہیں۔ پیٹر میرے اس سوال کا کوئی قابل قبول جواب تو نہ دے سکا البتہ اس نے جو کچھ کہا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس کا قبیلہ آواگون کا قائل ہے' چنانچہ وہ لوگ خصوصاً وہ لوگ جنہوں نے انسانی قالب میں رہ کر گناہ کئے ہوں۔ مرجاتے ہیں تو پھر اپنے گناہوں کی مناسبت سے مختلف جانوروں کے قالب میں جنم لیتے ہیں چنانچہ اس کے قبیلے کے علاقے کے جانور دراصل انہی لوگوں کے عزیز و اقارب ہیں۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ ان جانوروں کا شکار منع ہے اور یہی وجہ ہے کہ یہ جانور پیٹر کے قبیلے کے کسی بھی فرد کے ہر حکم کی تعمیل کرتے ہیں۔"

"دور جدید کے ایک افریقی شخص کے منہ سے قبل از مسیح کے یہ عقائد سن کے میں دم بخود رہ گیا۔ تاہم میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ پیٹر کی یہ کہانی کتنی ہی عجیب کیوں نہ ہو قطعی بے بنیاد نہیں ہے۔ میں تو ایک پادری اور خانقاہ نشین ہوں لیکن تم ایک شکاری اور



صحیح معنوں میں آوارہ گرد ہو۔ تم نے بڑی خطرناک مہمات سر کی ہیں اور افریقہ کے دور دراز خطوں تک قدم زنی کرتے چلے گئے ہو۔ افریقہ کے تاریک ترین گوشوں میں ہمارا نام پہنچ چکا ہے۔ چنانچہ ایلن کواٹرمین اگر کبھی موقع ملے تو پیٹر کے اس عجیب و غریب قبیلے کا بھی کھوج لگا آنا۔ آخر معلوم تو ہو کہ پیٹر کے بیان میں کہاں تک صداقت ہے۔ میری طرح تم بھی جانتے ہو کہ افریقہ میں اب بھی بے حد قدیم قوموں کے زندہ آثار موجود ہیں۔ یہ لوگ یا یہ قبائل قبل از مسیح کی قوموں کے بقایا ہیں گویا اور اب بھی اپنے قدیم مذہب پر قائم ہیں۔ یعنی قدیم مصریوں کے دیوتاؤں کو پوجتے ہیں یا پھر بابل والوں کی طرح ستاروں کی پرستش کرتے ہیں۔

برادر امبروز کے خطوط کی یہ سطور اور وہ کہانی جو پیٹر نے انہیں سنائی تھی میرے دماغ پر نقش ہوکر رہ گئی۔ یہ واقعی عجیب و غریب ...... اور ناقابل یقین سی کہانی تھی۔ جو آخر کار میرے اس سفر کا باعث بنی' جس کی تفصیلات میں نے اس کتاب میں بیان کی ہیں۔

یہاں میں یہ بھی بتادوں کہ یہ کتاب دراصل میں نے اپنے اس روزنامچے سے تیار کی ہے جو میں اس سفر میں لکھا کرتا تھا' یہی وجہ ہے ...... یا شاید یہی وجہ ہے کہ میں قبیلہ "داباندا" اور اس کے خطے کی "بھیانک ناکی" یا "ہیبت ناکی" کو ان صفحات میں پوری طرح اجاگر نہ کرسکا۔ تو یقیناً پاگل ہوجاتا۔ اول تو اس لئے کہ وہاں مجھے خاص ذلت برداشت کرنی پڑی تھی۔ کیونکہ میں صحیح معنوں میں آپ اپنی مرضی کا مالک نہ رہا تھا۔ بلکہ داباندا کے مہنت کے اشاروں پر اپنی مرضی کے خلاف گویا ناچا کرتا تھا۔ اور دوم اس لئے کہ اس مقام کا ماحول سراسر غیرارضی تھا۔ جو میرے اعصاب پر اس بری طرح سوار ہوگیا تھا۔ کہ میں واقعی بدحواس ہوچکا تھا جو پاگل پن کا پہلا درجہ ہے۔

دوسری بات میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ داباندا کے مہنت اعظم اور دوسروں نے کچھ ہی کیوں نہ کہا ہو لیکن حقائق کے پیش نظر میں یہ اعتراف کئے لیتا ہوں' کہ میرے ملازم ہیس کا خیال ہی صحیح ہے۔ یعنی یہ کہ داباندا لوگوں نے مجھے "کائیک" کو سزا دینے کے لئے ہی اپنی مملکت میں بلایا تھا۔ جی ہاں۔ وہ کائیک کو اس گناہ کی سزا دینا چاہتے تھے' جو اس سے

اپنی نوجوانی میں سرزد ہوگیا تھا۔ دوسری وجہ یہ تھی کائنیک کو لالچ دے کر بلانے کی۔ جب تک وہ زندہ رہتا ان کی دیوی "سایہ" کسی دوسرے مرد کو شوہر نہ بنا سکتی تھی۔ چنانچہ پہلے کائنیک کو راستے سے ہٹانا ضروری تھا اور یہی داباندا لوگوں یا "سایہ" کے مہنت اعلیٰ نے کیا۔ کسی خاص سبب یا مقصد کے تحت یہ ضروری ہوگیا تھا کہ داباندا لوگوں کی دیوی ...... جو "سایہ" اور "گنج تالاب" کے نام سے مشہور تھی، کسی بدیسی کو اپنا شوہر بنائے کیونکہ داباندا لوگوں کو اسی میں اپنی عافیت نظر آئی تھی۔

غالباً مجھ سے یہ بھی پوچھا جائے گا کہ میں نے "مون لینڈ" اور اس کے .... "تالاب مقدس" کا جغرافیہ اور محل وقوع بتانے سے کیوں احتراز کیا ہے چنانچہ میں ان سطور میں اس کا بھی اعتراف کرتا چلوں۔ میری مہمات کی داستان پڑھنے والے جانتے ہیں کہ میں بزدل اور ڈرپوک نہیں ہوں۔ تاہم میں داباندا لوگوں کے مہنتوں کی تقریباً فوق الفطرت قوتوں سے واقف ہوں اور اس کے نتائج اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا ہوں۔ چنانچہ جب میں اس غیرارضی خطے کو خدا حافظ کہہ رہا تھا تو دیوی "سایہ" کے مہنت اعظم کمپانا نے مجھے خبردار کرتے ہوئے کہا تھا۔ کہ اگر میں نے کسی کو بھی، خواہ وہ سفید فام ہو یا سیاہ فام، ان کی مملکت کا راستہ بتادیا اور کوئی اجنبی میرے بتائے ہوئے راستے سے ان کے ملک میں پہنچ گیا تو اس کا نتیجہ میرے اور میرے ساتھی ہیس کے حق میں برا ہوگا۔ نہ صرف اس دنیا میں بھی جہاں مرنے کے بعد ہم دونوں ...... یعنی میں اور ہیس جائیں گے۔ غالباً یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ میں نے کمپانا کی اس دھمکی کو گیدڑ بھبکی سے زیادہ اہمیت نہ دی۔ تاہم جیسا کہ میں نے کہا میں اس منحوس قبیلے کے مہنتوں کی قوتوں سے واقف ہوں چنانچہ ان کے اختیارات سے دور ہی دور رہنا مناسب سمجھتا ہوں۔ آپ کا جی چاہے تو اسے میری بزدلی کہہ لیجئے لیکن جب آپ اس سرگزشت کے آخری صفحے کی آخری سطر پڑھ لیں گے تو آپ کو میری اس احتیاط میں بزدلی نظر نہ آئے گی۔

ایلن کوارٹرمین



# کائنیک کی داستان

دنیا ...... یہ دنیا جس میں ہم آباد ہیں۔ قدرت کا ایک ناقابل فہم عجوبہ ہے اور اس دنیا کے اکثر ممالک عجوبہ روزگار ہیں اور ان عجوبہ روزگار ممالک میں جو ملک یا خطہ ارض سب سے زیادہ حیرت انگیز ہے وہ افریقہ ہے۔ یہی وہ براعظم ہے جس پر اسرار اور تاریکی کے پردے پڑے ہوئے ہیں۔ اسی براعظم میں عجیب قبائل اپنی بھیانک اور سنسنی خیز رسومات کے ساتھ صحراؤں اور جنگلوں میں بسے ہوئے ہیں۔

میں نے اس براعظم کے دور دراز خطوں کی سیر کی ہے عجیب وغریب اور خونخوار قبائل میں رہا ہوں اور موت کی سرحد سے زندہ لوٹ آیا ہوں۔ اپنے ان تجربات کے متعلق کچھ زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں کیونکہ آپ میں سے اکثر حضرات "گنج سلیمان" "ندائے روح" اور دوسری کہانیاں پڑھ ہی چکے ہوں گے جو میرے انہی تجربات کی داستانیں ہیں۔ تاہم میرے تجربات میرے خیال میں اب بھی محدود ہیں۔ افریقہ کے اکثر خطوں پر اب بھی اسرار اور تاریکی کے پردے پڑے ہوئے ہیں اور یہ وہ خطے ہیں جہاں کسی بھی مہذب شخص کے قدم اب تک نہیں پہنچ سکے۔

اسی قسم کی ایک پراسرار اور دور افتادہ خطے میں قسمت نے یا یوں کہئے کہ حالات اور اتفاقات نے مجھے پہنچا دیا اور اب میں اپنے اسی حیرت انگیز سفر کی داستان ان صفحات میں بیان کرنے جارہا ہوں۔ داستان شروع کرنے سے پہلے میں یہ بتادوں کہ یہ داستان میں نے اپنے اس روزنامچے سے تیار کی ہے جو میں اس سفر میں لکھا کرتا تھا اور یہ کہ اس داستان میں، میں نے .... ایلن کوارٹرمین نے کوئی اہم کردار ادا نہیں کیا ہے۔ کم سے کم میرا تو یہی خیال ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ اس پورے ڈرامے میں میری حیثیت ایک کارندے یا کارکن کی سی ہو کر رہ گئی تھی جس کے ذریعہ دو گروہوں نے اپنا کام بہرحال نکال لیا یا یوں کہئے کہ میں ان لوگوں کے ہاتھوں میں محض ہتھیار یا ان کا آلہ کار بنا ہوا تھا۔ اس کے باوجود میں نے اس "ڈرامے" کو آخر تک اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ میں نے جو

کچھ دیکھا اور سنا ہے اسے بیان کرنا ضروری ہے۔ آپ پوچھیں گے کیوں؟ اس سوال کا جواب میں یہی دوں گا کہ محض اس لئے کہ یہ داستان بے حد دلچسپ اور سنسنی خیز ہے اور پھر اس لئے بھی کہ میں اس طرح اپنے دل کا بوجھ ہلکا کرنا چاہتا ہوں اور یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ میں نے جو کچھ دیکھا اور سنا ہے اسے کسی کے سامنے جہاں تک ممکن ہو شروع سے آخر تک بیان کردوں اور یہی میں کررہا ہوں۔

کئی برس ہوئے میں اپنے پرانے اور وفادار خادم ہیسں کے ساتھ مشرقی ساحل سے روانہ ہو کر وسطی افریقہ کی طرف نکل گیا تھا۔ یہ میرا ایک یادگار سفر تھا اور پر خطر بھی۔ یہ سفر میں نے یوں سمجھئے کہ ایک لالچ میں آکر کیا تھا کیوں کہ مجھ سے کہا گیا تھا کہ اس علاقے میں ...... جواب بیلجین کانگو کے شمال میں ہے ...... ہاتھیوں کے گروہ کے گروہ موجود ہیں اور اب تک کوئی شکاری وہاں تک نہیں پہنچ سکا تھا اور شاید اب بھی کسی سفید فام کے قدم اس علاقے تک نہیں پہنچے ہیں۔ چنانچہ میں سمجھتا ہوں کہ میں وہ پہلا سفید فام شخص تھا جو اس علاقے میں پہنچ گیا جو کوہ لادو اور دریائے دانبو کے درمیان واقع ہے۔

چونکہ میں کچھ چھپانا نہیں چاہتا اس لئے اب بتا ہی دوں کہ یہ صرف ہاتھی دانت اور ہاتھیوں کے شکار کا لالچ ہی نہ تھا جو مجھے اس دور افتادہ خطے میں کشاں کشاں لے گیا۔ جی نہیں یہ تو ثانوی چیز تھی خصوصاً اس لئے کہ میں جانتا تھا کہ اتنے بہت سے ہاتھی دانت کو اتنے دور سے ساحل تک پہنچانا اگر ناممکن نہیں تو بہت مشکل ضرور تھا۔ اس سفر اور خطرناک مہم کا سبب یا اصل وجہ یہ تھی کہ میں ایک نئے اور انجانے خطے کا کھوج لگانا چاہتا تھا اور اس خطے کا کھوج لگانے کی آرزو ایک عرصے سے میرے دل میں کروٹیں لے رہی تھی۔ میں نے بڑی متجسس طبیعت پائی ہے اور میری یہی کمزوری (یا آپ اسے خوبی کہہ سکتے ہیں) ہے جس نے مجھے ہر دفعہ خطرناک مہمات پر روانہ کردیا ہے اور میں بہ وقت تمام اپنی جان بچا سکا ہوں۔

جھیل وکٹوریا کے گردوپیش بسے ہوئے وحشی قبائل کے چند افراد سے میں سن چکا تھا کہ مابومو اور بالو نامی دو دریاؤں کے درمیان ایک بے حد عجیب اور سرسبز خطہ ہے۔ اس



خطے یا دو آبے میں ایک عجیب و غریب قبیلہ یا غالباً قبائل آباد ہیں جو عربوں کا سا لباس پہنتے اور تقریباً عربی زبان ہی بولتے ہیں کم سے کم ان کی بولی عربی زبان سے ملتی جلتی ہے۔ مجھ سے یہ بھی کہا گیا کہ اس علاقے میں کسی جگہ ایک زبردست تالاب یا جھیل ہے اور یہ کہ کسی کو بھی اس جھیل کے اس پار بلکہ بہت زیادہ قریب تک بھی جانے کی اجازت نہیں۔ اس جھیل یا تالاب میں جو "مون" کہلاتا ہے' ایک جزیرہ ہے جس پر دیوتاؤں کی روحیں رہتی ہیں۔ میں نے یہ دونوں لفظ اس لئے لکھ دیئے ہیں کہ جو افریقی اصطلاع استعمال کی گئی تھی۔ اس کے یہ دونوں ہی معنی ہوتے ہیں یعنی دیوتا اور روح۔

خیر تو جب میں نے اس "تالاب مقدس" کے متعلق' جس کا نام "مون" تھا سنا تو مجھے فوراً برادر امبروز کا وہ خط یاد آگیا جس کا ذکر میں نے اس کتاب کی تمہید میں کیا ہے یہ خط مجھے کئی برس پہلے ملا تھا اور اس خط میں مرحوم برادر امبروز نے بھی ایک تالاب مقدس کا ذکر کیا تھا۔ جس کی داستان اس نے ایک مرتے ہوئے افریقی سے سنی تھی۔

میں سوچنے لگا کہ یہ تالاب مقدس' جس کا ذکر میں نے ان قبائل کے افراد سے سنا' وہی تالاب تو نہیں جس کا ذکر برادر امبروز نے اپنے خط میں کیا تھا؟ اس سوال نے مجھے اتنا پریشان کیا کہ میں اپنے آپ کو روک نہ سکا اور فوراً ہی ضروری تحقیقات میں مصروف ہوگیا۔ اس سلسلے میں مجھے زیادہ کوشش نہ کرنا پڑی۔ جس قبیلے میں' میں ان دنوں ٹھہرا ہوا تھا اس کے ایک فرد نے مجھے بتایا کہ تالاب مقدس' اور مون لینڈ وغیرہ کے متعلق مجھے پوری معلومات کانیک سے معلوم ہو سکتی ہیں۔ یہ پوچھنے پر کہ کانیک کون ہے معلوم ہوا کہ یہ شخص ایک چھوٹی سی بستی کا سردار ہے۔ اور یہ کہ یہ بستی اس مقام سے جہاں میں ٹھہرا ہوا تھا' صرف پچاس میل کے فاصلے پر تھی۔ یہ بھی پتہ چلا کہ کانیک اسی قبیلے میں پیدا ہوا تھا جو تالاب مقدس کے کنارے آباد ہے۔

اتنی سی معلومات میرے شوق تجسس کو ہوا دینے کے لئے کافی تھی چنانچہ میں نے فوراً اپنا سامان سمیٹا اور اس راستے سے لوٹا جو کانیک کی بستی کے قریب سے گزرتا تھا۔ اپنے واپسی کے سفر کا راستہ بدلنے کا ایک سبب اور بھی تھا اور وہ یہ کہ جس راستے سے میں آیا

تھا اس راستے کا ایک سردار بیٹھے بٹھائے مجھ سے خفا ہوگیا اور اس نے مجھے کہلا بھیجا کہ وہ مجھے اپنی بستی سے نہ گزرنے دے گا۔ میں نے اس سردار سے نہ تو کوئی جھگڑا کیا تھا اور نہ ہی ایسی کوئی حرکت کی تھی جو اس کی خفگی کی باعث بنتی چنانچہ اس کی اس فوری خشونت نے مجھے ذرا حیرت زدہ کردیا کیونکہ یہ تو میرے وہم وگمان میں بھی نہ تھا کہ خود کانیک کو میری تلاش تھی اور اس نے کچھ دے دلا کر اس سردار کو اس بات پر راضی کرلیا تھا کہ وہ مجھے اپنے علاقے سے نہ گزرنے دے گا۔

خیر تو میں بخیروخوبی اس بستی میں پہنچ گیا' جو "کانیک ٹاؤن" کہلاتی تھی۔ راستے میں کوئی حادثہ پیش نہ آیا حالانکہ راستے میں ایک خونخوار قبیلہ آباد تھا۔ میں اس قبیلے سے بچ کر نکل جانا چاہتا تھا لیکن معجزہ نما طور پر اس قبیلے کا سردار نہ صرف میرے استقبال کو آیا بلکہ میرے سامنے جھک جھک گیا اور مجھے کافی دور تک اپنے افسروں کے ساتھ رخصت کرنے بھی آیا۔ یہ واقعی بڑی حیرت انگیز بات ہوئی تھی۔ بہرحال میں نے اس حیرت انگیز بات پر اس وقت کچھ زیادہ غور نہ کیا اور "قسمت سیدھی ہے۔" کہہ کر آگے بڑھ گیا۔

کانیک نے' جو ایک عجیب شخص تھا اور جس کا تعارف میں آگے کراؤں گا' میرا استقبال کیا اور اپنے گاؤں سے باہر مجھے نہ صرف پڑاؤ ڈالنے کی اجازت دے دی بلکہ اشیاء خوردونوش کا بھی خاطر خواہ انتظام کردیا۔ کانیک بڑا باتونی تھا چنانچہ وہ فوراً ہی مجھ سے گھل مل گیا اور مجھے بتایا کہ وہ داباندا قبیلے سے تعلق رکھتا ہے اور یہ کہ داباندا قبیلہ افریقہ کے ایک دور افتادہ خطے میں اور ایک مقدس تالاب کے قریب آباد ہے۔ اس نے یہ بھی کہا کہ وہ ایک اعلیٰ خاندان کے وچ ڈاکٹر کا بیٹا ہے اور یہ کہ یہ پیشہ اس کے خاندان میں پشت در پشت چلا آرہا ہے۔ جب کانیک کو یہ ورثہ' یعنی وچ ڈاکٹری کا عہدہ' ملنے والا تھا تو اس کے دشمن قبیلے نے' جو آباندا کہلاتا ہے' کسی طرح (تفصیلات مجھے معلوم نہ ہوسکیں) اسے گرفتار کرلیا۔ اور ایک پرتگالی بردہ فروش کے ہاتھ فروخت کردیا۔ یہ پرتگالی بردہ فروش اسے "بڑی جھیل" کے قریب لے آیا۔

اگر کانیک کی کہانی کو صحیح تسلیم کرلیا جائے' تو اسی جگہ اس نے اس پرتگالی بردہ فروش



کا گلا گھونٹ دیا۔

"ایک رات میں چپکے سے اس کے خیمے میں جاگھسا اور اس کا ٹینٹوا دبا دیا یہاں تک کہ وہ مرگیا۔" کانیک نے اپنے بڑے بڑے پنجوں کو مروڑتے ہوئے کہا "اور جب وہ مر رہا تھا تو میں اس کے کان میں ان مظالم کی تفصیلات کہہ رہا تھا جو اس نے مجھ پر ڈھائے تھے۔ بردہ فروش اشاروں اشاروں میں مجھ سے رحم کی درخواست کرتا رہا لیکن میں نے اس پر رحم نہ کیا۔ میں اس کا ٹینٹوا دباتا اور وہ تڑپتا رہا یہاں تک کہ آخرکار وہ ٹھنڈا ہوگیا۔ جب وہ مرگیا تو میں نے اس کے کپڑے اتار لئے اور اس کی لاش باہر جنگل میں پھینک آیا اس طرف ایک شیر آگیا اور لاش اٹھالے گیا کیونکہ صبح وہ لاش ان جھاڑیوں میں نہ تھی اور پھر میکومیزن (میری مہمات کی داستانیں پڑھنے والے واقف ہوگے کہ یہ میرا ایلن کواٹرمین کا افریقی نام ہے) میں نے ایک عظیم کھیل کھیلا بلکہ یوں کہو کہ ایک ایسی چال چلی جسے صرف تم چل سکتے تھے۔ خیر تو میں لاش جھاڑیوں میں پھینک کر واپس آیا اور جارج کے خیمے میں بیٹھ گیا۔

"جارج کون؟" میں نے پوچھا

"وہی پرتگالی بردہ فروش۔ اس کا نام تو کچھ اور تھا۔ لیکن وہ جارج کے نام سے مشہور تھا۔ خیر تو میں خیمے میں بیٹھا ہی تھا آکر کہ میں نے باہر سے ایک شیر اور شیرنی کے غرانے کی آواز سنی مجھے یقین تھا کہ شیر اور شیرنی بھی آئیں گے کیونکہ انہیں جادو کے زور سے بلایا گیا تھا جب مجھے یقین ہوگیا کہ وہ شیر اور اس کی بیوی جارج کی لاش کھاچکے۔ یا اسے اٹھا کرلے گئے تو پھر میں نے یہ کیا جارج کے کپڑے پہنے۔ راستے میں جارج نے مجھے بندوق چلانا سکھادیا تھا۔ کہ میں ان غلاموں کو گولی ماردوں جو کسی بیماری میں مبتلا ہوکر سفر کے قابل نہ رہیں۔ چنانچہ میں نے اس کی بندوق اٹھائی اور پستول بھی اٹھا کر خول میں اڑس لیا۔ پستول اور بندوق بھری ہوئی تھی۔ میں جارج کی تپائی پر بیٹھ گیا اور پوچھنے کا انتظار کرنے لگا۔"

رات کا اندھیرا سمٹ کر مغرب کی طرف بھاگ گیا اور صبح کا اجالا اتر آیا تو جارج کی

بیویوں میں سے ایک بیوی خیمے میں آئی۔ میں نے اسے پکڑ لیا۔ پکڑ کیا لیا دبوچ لیا۔ پہلے تو وہ حیرت سے میری صورت تکتی رہی پھر بولی۔

"تم میرے آقا نہیں ہو۔ تم میرے جارج نہیں ہو۔"

"میں نے جواب دیا ......" میں تمہارا آقا ہوں۔ میں جارج ہوں۔ گزشتہ رات چند مقدس روحیں میرے پاس آئی تھیں جنہوں نے میری صورت بدل دی ہے۔"

اس عورت نے چیخنے کے لئے اپنا منہ پھاڑا ہی تھا کہ میں نے کہا۔

"اگر تم نے کسی کو مدد کے لئے پکارا تو مقدس درندوں کی قسم میں اسی وقت تمہیں دوسری دنیا میں بھیج دوں گا۔ دیکھو میری طرف دیکھو۔ میں جوان ہوں۔ جارج بوڑھا تھا۔ میں اس سے زیادہ تگڑا اور قبول صورت ہوں۔ میرے ساتھ تم سکھی رہوگی اور تمہاری ہر آرزو پوری ہوگی۔ اگر تم خاموش رہیں تو میں تمہیں اپنی بیوی بنا لوں گا لیکن اگر تم چلائیں تو میں تمہیں مار ڈالوں گا۔ بولو اب کیا پسند ہے تمہیں....؟ زندگی یا موت؟

"زندگی...... میں مرنا نہیں چاہتی۔" اس عورت نے کہا جو یقیناً بے وقوف نہ تھی۔

"تو پھر میں جارج ہوں۔ کہو..... ہاں یا نہیں۔؟"

"بے شک تم جارج' میرے آقا ہو۔"

"یقین سے کہتی ہو؟"

"ہاں۔ پورے یقین سے کہتی ہوں۔"

"میکومیزن! بڑی زیرک اور ہوشیار تھی وہ عورت چنانچہ اس واقعہ کے دو برس بعد جب وہ مر گئی تو مجھے بہت رنج ہوا۔"

"تم واقعی بہت عقلمند ہو۔" میں نے جارج کی بیوی سے کہا۔ "اچھا اب سنو۔ جارج کے ملازم آئیں تو تم ان کے سامنے قسم کھا کے کہنا کہ میں جارج ہی ہوں۔ یہ نہ بھولو کہ اگر تم نے ان کی سامنے قسم کھا کے میرے جارج ہونے کی گواہی نہ دی تو پھر تم زندہ نہ رہوگی۔"

"میں قسم کھا کر کہوں گی۔" اس عورت نے جواب دیا۔



"تھوڑی دیر بعد ہی جارج کا خادم خاص' جو دوغلی نسل سے تھا' اپنے آقا کے لئے صبح کی شراب لے کر آگیا۔ میں نے اس کے ہاتھ سے جام لیا اور ایک ہی سانس میں غٹ غٹ پی گیا طلوع ہوتے ہوئے سورج کی کرنیں خیمے میں رینگ آئیں اور اب جارج کے خادم خاص نے میری صورت دیکھی تو وہ لڑکھڑا کے پیچھے ہٹا۔

"تم جارج نہیں ہو۔" وہ بولا۔

"تو پھر کون ہوں؟" میں نے پوچھا۔

"تم غلام کانیک ہو جسے میرا آقا یہاں لایا تھا۔"

"میں جارج ہی ہوں۔" میں نے کہا۔ "یقین نہ آئے تو میری بیوی سے پوچھ لو۔ اب اگر میں جارج نہیں ہوں' جیسا کہ تم کہتے ہو' تو پھر بتاؤ وہ کہاں ہے؟"

"ہاں۔ یہ میرا شوہر جارج ہی ہے۔" عورت نے کہا

"نہیں۔ نہیں۔ یہ جادو ہے۔ جادو ہے۔" وہ چیخا اور بھاگ گیا۔

"یہ شخص دوسروں کو بلانے گیا ہے۔" میں نے جارج کی بیوی سے کہا۔ خیمے کے دروازے کا پردہ اٹھا دو کہ میں دیکھ سکوں باہر کیا ہو رہا ہے اور میری بندوق دے دو مجھے۔"

"اس فرماں بردار اور وفاشعار عورت نے میرے احکامات کی تعمیل کی۔ اب میں خیمے میں عین دروازے کے سامنے دونالی بندوق لئے بیٹھا ہوا تھا۔ اور جارج کی بیوی میرے قدموں میں بیٹھی ہوئی تھی۔"

اور چند ثانیوں بعد ہی وہ لوگ آتے نظر آئے۔ پانچ چھ پرتگالی یا نیم پرتگالی کیونکہ وہ دوغلی نسل سے تھے اور سیاہ فام سپاہیوں کا ایک پورا گروہ۔ اور ان کے پیچھے پچاس ساٹھ غلام بھی جن میں تیس مرد تھے' غلامی کے جوئے کو گھسیٹتے چلے آئے۔ ان غلاموں سے میں واقف تھا۔ اور وہ لوگ بھی مجھے جانتے تھے۔ کیونکہ میرے کندھے پر غلامی کا جوا رکھا گیا تھا اور میں نے بھی ان غلاموں کے ساتھ طویل مسافت طے کی تھی۔ یہ غلام پرتگالیوں کے پیچھے کھڑے کبھی میری طرف دیکھ رہے تھے اور کبھی بردہ فروشوں کی طرف۔

"یہ چاقو اٹھاؤ۔" میں نے اپنے قدموں میں بیٹھی ہوئی عورت سے کہا۔ "چپکے سے باہر

نکل جاؤ اور جوئے کی رسیاں کاٹ کے غلاموں کو آزاد کردو۔"

اس عورت نے اثبات میں سرہلایا!..... میں نے کہا نہیں میکومیزن کہ وہ عورت بڑی ہوشیار تھی؟..... خیر تو وہ اٹھی اور لوگوں کی نظر بچاکر خیمے سے باہر نکل گئی۔"

ان لوگوں کے افسر نے' جو ایک موٹا شخص تھا' چیخ کے کہا۔

"یہ شخص جس کا نام کانیک ہے اور جو ہمارا غلام تھا کہتا ہے کہ وہ ہمارا آقا جارج ہے۔ وہ دیکھو' اس نے ہمارے آقا کا لباس پہن لیا ہے اور کہتا ہے کہ وہی جارج ہے۔ ذلیل غلام! ناپاک کتے! بتا ہمارا آقا جارج کہاں ہے؟"

"اس لباس میں ہے۔" میں نے کہا۔ "سنو! میں ایک بہت بڑا جادوگر ہوں۔ وچ ڈاکٹر ہوں' چنانچہ میں نے آقا جارج کے ساتھ ایک سودا کیا۔ میں نے اس کے وہ ستم معاف کردیئے جو اس نے مجھ پر ڈھائے تھے۔ اس کے عوض جارج نے مجھے اپنی روح بخش دی اور اس کا جسم آسمانوں کی طرف پرواز کرگیا۔"

"جھوٹے! بدمعاش! موٹے افسر نے چیخ کے کہا۔ "ختم کردو اسے۔"

اور اس نے اپنا نیزہ بلند کیا۔

"کہو کہ میں جارج ہوں ورنہ میں تمہیں اس دنیا میں بھیج دوں گا جہاں پہنچ کے تمہیں پتہ چلے گا کہ میں نہ جھوٹا ہوں اور نہ بدمعاش۔"

میں نے کڑک کر کہا۔

جواب میں موٹا افسر نیزہ بلند کرکے میری طرف بڑھا۔ میں نے بلاتکلف اسے گولی ماردی۔ وہ ڈھیر ہوگیا۔

"بتاؤ اب کیا کہتے ہو؟ میں جارج اور تمہارا آقا ہوں یا نہیں؟" میں نے کہا

ایک دو بردہ فروش خوفزدہ ہوگئے تھے چنانچہ انہوں نے دبی زبان سے میرے جارج ہونے کا اقرار کرلیا۔ بقیہ لوگ خاموش کھڑے تھے۔ ایک پرتگالی اپنی بندوق کا گھوڑا چڑھانے لگا۔ میں نے اسے بھی ڈھیر کردیا۔ اب اٹھا اور میں نے چیخ کر کہا۔

"غلامو! اگر آزاد ہونا چاہتے ہو تو آپڑو ان پر جس طرح عقاب چڑیوں پر آپڑتا ہے۔"



یہ میں نے اس لئے کہا کہ میں دیکھ چکا تھا کہ جارج کی بیوی نے اکثر غلاموں کے جوئے کی رسیاں کاٹ دی تھیں۔

یہ غلام بڑے بہادر تھے۔ چنانچہ وہ ایک جنگی نعرے کے ساتھ بردہ فروشوں پر آپڑے۔ غلاموں نے جوئے مار مار کر بردہ فروشوں کو گرادیا۔ اور اپنے ہاتھوں سے ان کے گلے گھونٹ دیئے۔ جلد ہی اس جدوجہد کا فیصلہ ہوگیا۔ اکثر بردہ فروش مارے جاچکے تھے۔ دو تین بچ رہے تھے۔ چنانچہ انہوں نے میرے قدموں پر سر رکھ دیا ور قبول کرلیا کہ میں ان کا آقا جارج ہی ہوں۔"

"اچھی بات ہے ...... ان لاشوں کو جنگل میں پھینک دو۔" میں نے کہا۔ "اور جاکر کھانا تیار کرو۔ تب تک میں عبادت کرلوں۔"

"اور پھر میں عیسیٰؑ کے اس مجسمے کے سامنے بیٹھ گیا جو خیمے میں ایک طرف رکھا ہوا تھا۔ میں گھٹنوں کے بل اس مجسمے کے سامنے جھکا ہوا تھا' دونوں ہاتھ میں نے جوڑلئے تھے' سر جھکالیا تھا' آنکھیں بند کرلی تھیں اور اپنے ہونٹ ہلارہا تھا کیونکہ میں نے جارج کو ایسے ہی کرتے دیکھا تھا۔ اس کے بعد سب ٹھیک ٹھاک ہوگیا اور پھر کسی نے میں میری مخالفت نہ کی یہ ہے میری داستان میکومیزن۔"

کانیک نے اپنی داستان ختم کی۔ وہ خاموش ہوگیا۔ استوائی افریقہ میں اس قسم کے واقعات سینکڑوں ہوچکے تھے اور اب بھی ہوتے ہیں یہ اور بات ہے کہ ان واقعات سے ہم بے خبر رہتے ہیں اس کے باوجود کانیک کی داستان' خواہ سچ ہو یا من گھڑت اپنے طور پر بڑی ہی غیر معمولی تھی۔ چنانچہ میں چند لمحوں تک خاموش بیٹھا کانیک کا جائزہ لیتا رہا۔

اور سچ تو یہ ہے کہ وہ تھا بھی ایسا ہی کہ کوئی اسے دو گھڑی بس دیکھتا ہی رہے جہاں تک اس کے قد وقامت اور ڈیل ڈول کا تعلق ہے تو اس کے متعلق سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ دیوہیکل تھا۔ وہ کسی طرف سے حبشی نہ تھا بلکہ سامی النسل معلوم ہوتا تھا اور اس کا رنگ کالا نہ تھا۔ بلکہ کچھ زردی مائل تھا۔ اس کے علاوہ اس کے بال بھی حبشیوں کے سے نہ تھے۔ بلکہ گھنگریالے اور لانبے تھے۔ اس کی آنکھیں البتہ عجیب

تھیں۔ حیرت انگیز حد تک باہر کو ابھری ہوئیں گول اور چمک دار...... الو کی آنکھوں جیسی' چہرے کے نقوش متناسب تھے البتہ ہونٹ ذرا موٹے تھے۔ ناک عقاب کی چونچ جیسی تھی۔ اس کے ہاتھ اور ٹانگیں پتلی اور خوش وضع تھیں جو کسی طرح اس کے تگڑے اور مضبوط جسم سے میل نہ کھاتی تھیں' رہی اس کی عمر تو وہ پینتیس اور چالیس کے درمیان ہوگی۔ تاہم اس کا چلنا پھرنا اور پھرتی نوجوانوں کی سی تھی۔

لیکن جس چیز نے مجھے سب سے زیادہ اپنی طرف متوجہ رکھا وہ اس کا چہرہ تھا۔ اس کے بشرے سے کرختگی عیاں تھی۔ اس کے باوجود وہ کسی ایسے شخص کا چہرہ معلوم ہوتا تھا۔ جو ہمیشہ کسی خیال میں محو رہتا ہو۔ حیرت انگیز حد تک کرخت ہونے کے باوجود وہ کسی صوفی آدمی یا کسی گوشہ نشین شخص کا سا چہرہ تھا۔ چنانچہ جب میں نے اس کے چہرے کو دیکھا' جس سے دو متضاد قسم کے جذبات عیاں تھے۔ تو مجھے دل ہی دل میں یہ اعتراف کرنا پڑا کہ کانیک نے اپنی جو داستان سنائی ہے وہ جھوٹی اور من گھڑت نہیں ہے اگر کسی دوسرے افریقی نے مجھے یہ داستان سنائی ہوتی تو میں اس پر کبھی یقین نہ کرتا لیکن کانیک کے بشرے سے جو جذبات عیاں تھے وہ پتہ دیتے تھے کہ اس شخص سے کچھ بعید نہیں کیونکہ کانیک بیشک ایک ایسا ہی شخص تھا جو اس قسم کا ارادہ نہ صرف کرسکتا بلکہ اس پر فوراً عمل بھی کرسکتا ہے اور وہ بھی بلا جھجک۔ اس کے باوجود کانیک مجھے پسند نہ آیا۔ تقریباً پہلی ہی نظر میں مجھے اس سے نفرت سی ہوگئی۔ میری یہ نفرت کس بنا پر تھی؟ اس سوال کا جواب دینا آسان نہیں۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ہم کسی شخص کو پہلی دفعہ دیکھتے ہیں اور فوراً ہی اگر اس سے نفرت نہیں کرتے تو اسے ناپسند ضرور کرنے لگ جاتے ہیں۔ ہماری یہ نفرت یا پسندیدگی سراسر جبلی ہوتی ہے کانیک کے معاملے میں بھی میرے ساتھ کچھ ایسا ہی واقعہ ہوا۔ بظاہر وہ بہت پرکشش اور مخلص تھا۔ لیکن میرا دل کہہ رہا تھا کہ یہ شخص بہرحال خطرناک ہے چنانچہ کبھی اور کسی حال میں اس پر اعتبار کرنا حماقت ہوگی۔ اس کے باوجود مجھے اس سے دلچسپی پیدا ہوگئی۔ اس کی کہانی بھی مجھے بڑی دلچسپ معلوم ہوتی تھی۔ خصوصاً اس کا یہ حصہ کہ اس نے "شیروں کو جادو کے زور سے بلایا تھا۔"



"پھر کیا ہونا تھا۔ میکومیزن بس میں جارج بن گیا حالانکہ جارج کے آدمی اور غلام بھی مجھے وہ آسمانی شخص سمجھتے ہیں جسے پریاں جارج کے بدلے اس کے خیمے میں چھوڑ گئی ہیں۔ جارج کے خاتمے کے بعد میں ظاہر ہے کہ کسی بھی ساحلی بستی کی طرف جانے کی جرات نہ کرسکتا تھا چنانچہ میں نے اسی جگہ مقیم ہوگیا۔ اردگرد کے قبائل سے نکالے ہوئے لوگ میرے پاس آگئے اور میں نے یہاں یہ بستی آباد کردی۔ ایک دفعہ چند قبائل نے حملہ کرکے مجھے قتل کرنے کی کوشش کی تھی لیکن ہوا یہ کہ میں نے بہت سے حملہ آوروں کو ڈھیر کردیا چنانچہ اب لوگ مجھ سے ڈرتے ہیں۔ ان کے خیال میں' میں کوئی بدروح یا بھوت ہوں جس کو چھونے سے ہی آدمی مرجاتا ہے۔"

"مطلب یہ کہ ایک بار پھر تم وچ ڈاکٹر بن گئے ہو۔" میں نے کہا۔

"ہاں میکومیزن۔ بلکہ یوں کہنا مناسب ہوگا کہ میں وہی بن گیا ہوں جو پہلے تھا۔"

"کیا تھے تم پہلے؟"

"مخبر غیب اور عظیم ساحر جیسا کہ میرا باپ تھا۔ چنانچہ رفتہ رفتہ میری شہرت گرد ونواح میں پھیل گئی۔ میں ایک دانا اور زبردست قوتوں کے مالک کی حیثیت سے مشہور ہوگیا۔ چنانچہ لوگ میرے پاس ٹونے ٹوٹکوں اور تعویذوں اور دواؤں کے لئے آنے لگے اور جب کسی جگہ سوکھا پڑگیا تو وہاں کے لوگ بھی میرے پاس آئے کہ میں ان کی بستی میں پانی برسادوں۔ چنانچہ اس طرح اور تجارت کے زریعہ بھی میں امیر بن گیا جیسا کہ آج ہوں اور جیسا کہ میکومیزن تم مجھے دیکھ رہے ہو۔"

"تب تو تم بڑے سکھی انسان ہو۔" میں نے کہا۔

اس نے اپنے بڑے گول دیدے گھمائے اور بولا۔

"میکومیزن! اس دنیا میں کون انسان سکھی ہے؟ یا ہوسکتا ہے؟ کوئی سکھی نہیں۔ جس میں تھوڑی بھی سمجھ بوجھ ہے وہ سکھی نہیں ہے۔ البتہ جانور بیشک سکھی ہیں کیونکہ وہ نہ کچھ سمجھتے ہیں اور نہ سوچتے ہیں۔ انہیں نہ تو مستقبل کی فکر ہے اور نہ موت کا خوف۔"

"یہ تم نے شاید غلط نہیں کہا کانیک۔ تاہم اس دنیا میں بھی ایک شخص عارضی طور پر

سکھ حاصل کرسکتا ہے۔ یعنی اس وقت جب وہ نشے میں' یا کسی کی محبت میں یا جنگ میں اپنے آپ کو بھول جاتا ہے۔"

"یا اس وقت وہ سکون اور سکھ محسوس کرتا ہے جب وہ آسمان سے باتیں کررہا ہو۔" کانیک نے کہا۔ اس کی یہ بات میں اس وقت سمجھ نہ سکا تھا چنانچہ یہ بات مجھے بڑی حیرت انگیز معلوم ہوئی۔" اور ہاں نیند میں بھی وہ کبھی کبھی مسرتیں حاصل کرلیتا ہے لیکن جب وہ بیدار ہوتا ہے تو دنیا کے تفکرات اپنی آغوش لئے اس کے منتظر ہوتے ہیں۔"

چند لمحوں تک خاموشی کا وقفہ رہا۔ پھر کانیک نے کہا۔

اگر ہر شخص کا یہی حال ہے میکومیزن تو پھر ذرا سوچو کہ اس شخص کی کیا حالت ہو رہی ہوگی۔ جس نے اپنے کندھوں پر غلاموں کے جوئے کا بوجھ محسوس کیا ہو اور جو اپنے وطن اور اپنے لوگوں سے سینکڑوں میل دور اپنی زندگی کے دن پورے کرکے بڑھاپے کی سرحد پر قدم رکھ رہا ہو...... یعنی میری طرح؟ ایسے بدنصیبوں کے لئے اس دنیا میں کوئی سکھ اور کوئی خوشی نہیں ہے میکومیزن۔ یہ لوگ غم گزیدہ ہوتے ہیں۔ حتیٰ کہ انہیں جو خواب نظر آتے ہیں وہ بھی بھیانک اور خواب پریشاں ہوتے ہیں اپنے ان خوابوں میں وہ اس گاؤں کو دیکھتے ہیں جہاں وہ پیدا ہوئے۔ ان پہاڑوں کو دیکھتے ہیں جن کے دامن میں ان کا بچپن گزرا' اس ماں کو دیکھتے ہیں جس نے انہیں جنم دیا اور وہ اپنے ساتھ کھیلنے والوں کی آوازیں سنتے ہیں اور ان کی آوازیں سنتے ہیں جنہوں نے ان بے وطنوں سے محبت کی تھی ...... وہ آوازیں جواب خاموش ہیں ......"

"اگر ایسا ہی ہے کانیک" میں نے کہا۔" تو پھر تم اپنے وطن کیوں نہیں چلے جاتے۔"

"چند اہم وجوہات ہیں میکومیزن۔"

"مثلاً؟"

"وجوہات تو بہت ہیں لیکن ان میں سے چند میں تمہیں بتائے دیتا ہوں۔" کانیک نے کہا۔ "اول تو یہ میکومیزن کہ یہاں جن لوگوں پر میں حکومت کررہا ہوں وہ میرے ساتھ چلنے پر کسی طرح تیار نہ ہونگے۔ اگر میں نے انہیں مجبور کیا تو یہ لوگ یا تو بھاگ جائیں گے



یا مجھے زہر دے دیں گے۔ دوم یہ کہ خود یہ لوگ مجھے جانے دینا نہیں چاہتے بلکہ چاہتے ہیں کہ میں انہی لوگوں میں رہوں اور دشمنوں اور درندوں سے ان کی حفاظت کرتا اور ان کے لئے پانی برساتا رہوں۔ اور یہ میں کرسکتا ہوں اور کررہا ہوں۔ پھر یہ بھی ہے کہ میرے وطن تک پہنچنے کا راستہ نہ صرف طویل بلکہ پر خطر بھی ہے چنانچہ بہت ممکن ہے کہ میں منزل تک پہنچنے سے پہلے ہی مرجاؤں۔ اور اگر میں وہاں .... پہنچ بھی گیا تو مجھے کیا ملے گا؟ میں اپنے والد کی سب سے پہلی بیوی کا سب سے پہلا بیٹا ہوں چنانچہ میرے باپ نے مجھے وہ علم سکھایا ہے جو نسلاً "بعد نسلاً" ہمارے خاندان میں چلا آرہا ہے۔ لیکن مجھے اپنے وطن سے نکلے کئی برس گزر چکے ہیں چنانچہ ممکن ہے کہ یہ علم کسی اور نے حاصل کرلیا ہو۔ میکومیزن! میرا قبیلہ میرا استقبال نہ کرے گا۔ بلکہ بہت ممکن ہے کہ وہ لوگ مجھے قتل ہی کردیں خصوصاً اس صورت میں جب انہیں معلوم ہوگا کہ میں نے اپنی دیوی کو چھوڑ کر عیسیٰؑ کی پرستش شروع کردی ہے یہ اور بات ہے کہ میں خود مسیح کے مجسمے کے سامنے جھکا ہوں لیکن میرا دل کبھی نہیں جھکا۔ اس کے باوجود میں اپنے لوگوں میں جانا چاہتا ہوں خواہ اس دھرتی پر قدم رکھتے ہی مجھے قتل ہی کیوں نہ کردیا جائے۔"

اب میری دلچسپی اور بھی بڑھ گئی کیونکہ قارئین جانتے ہی ہوں گے کہ مجھے نہ صرف افریقی قبائل بلکہ ان کے عجیب وغریب مذاہب اور حیرت انگیز رسومات سے بھی دلچسپی ہے اور میں ہروقت ان مذاہب کے اسرار معلوم کرنے کے لئے بے تاب رہتا ہوں۔

"تمہاری اپنی دیوی!" میں نے بڑے اشتیاق سے پوچھا۔ "کون سی دیوی؟"

ہم دونوں ایک برگد کی قسم کے درخت کی چھاؤں میں بیٹھے ہوئے تھے اس درخت کو افریقی "درخت مشورہ" کہتے ہیں۔ غالباً اس لئے کہ افریقی قبائل کی مجلس مشاورت اسی درخت کی چھاؤں میں منعقد ہوا کرتی ہے۔ جس درخت کی چھاؤں میں ہم بیٹھے ہوئے تھے وہ کانیک ٹاؤن سے چند گز کے فاصلے پر تھا' ایک ٹیلے پر اگا ہوا تھا اور چھتری کی طرح پھیلا ہوا تھا۔ جب میں نے کانیک سے اس کی دیوی کے متعلق پوچھا تو وہ خاموشی سے اٹھا اور غالباً یہ دیکھنے کے لئے کہ ہماری باتیں کوئی سن تو نہیں رہا۔ اس نے ٹیلے کا ایک چکر لگایا۔

وہاں کوئی نہ تھا۔ اب کانیک نے درخت کے پتوں اور ٹہنیوں پر نظر دوڑائی۔ درخت کی ایک بلند ٹہنی پر ایک لنگور بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے اس لنگور کو اسی وقت دیکھ لیا تھا جب میں خود اس درخت تلے آکر بیٹھا تھا۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کانیک نے اسے نہ دیکھا تھا۔ بہرحال اب وہ چیخ چیخ کر لنگور سے کچھ کہنے لگا۔ جیسے اسے کوئی حکم دے رہا ہو۔ لنگور اٹھا' بڑے اطمینان سے چلتا ہوا ٹہنی کے سرے پر آیا' زمین پر کودا اور بھاگتا ہوا سامنے والی جھاڑیوں میں گھس گیا۔

"تم نے اس لنگور کو کیوں بھگا دیا"؟" میں نے پوچھا۔

"لنگور کے بھی کان ہوتے ہیں میکومیزن ...... انسانوں جیسے کان" کانیک نے جواب دیا۔ چنانچہ لنگور ہماری باتیں سن سکتا اور شاید انہیں دہرا بھی سکتا ہے۔"

میں ہنسا۔ میں افریقیوں کے اس طریقے سے ناآشنا نہ تھا۔ جب کوئی بھی باشندہ یہ ظاہر کرنا چاہتا کہ جو کچھ کہنے جا رہا ہے وہ ایک راز ہے تو وہ نہ صرف انسانوں بلکہ جانوروں کو بھی اپنے قریب سے ہٹا دیتا۔ چنانچہ کانیک نے بھی لنگور کو بھگا کر ظاہر کر دیا تھا کہ وہ جو کچھ کہنے والا ہے وہ اس کا ایک زبردست راز ہے اور یہ کہ مجھے اسے اپنے سینے میں ہی دفن رکھنا ہے۔ بہرحال میں نے تو یہی سمجھا تھا۔

وہ واپس آکر میرے سامنے بیٹھ گیا اور اس طرح کہ مغرب میں جھکے ہوئے سورج کی کرنیں درخت کی گھنی شاخوں میں سے گزر کر میرے چہرے پر پڑ رہی تھیں۔ لیکن خود کانیک کا چہرہ پوری طرح سائے میں تھا۔

میں نے بڑے اطمینان سے اپنا پائپ نکال کر جلایا چنانچہ چند لمحوں تک خاموشی کا وقفہ رہا۔ میں چاہتا تھا کہ پہل کانیک کی طرف سے ہو۔ جب کوئی اہم معاملہ زیر بحث ہو تو افریقی ہی کو گفتگو کا آغاز کرنے کا موقع دینا چاہئے۔ کیونکہ اس طرح وہ فوراً کھل جاتا ہے۔

میکومیزن! تم نے میری دیوی کے متعلق پوچھا تھا"" کانیک نے کہا

"دیوی کے متعلق!" میں نے پائپ کے دوچار کش لگا کر کہا۔ "ہاں ...... یاد آیا..... کانیک! کون ہے تمہاری یہ دیوی؟ اور کہاں رہتی ہے وہ؟ اس زمین پر یا آسمانوں میں



دیوی دیوتاؤں کی رہائش گاہ ہے؟"

"میکومیزن! گزشتہ کل تم نے یا شاید تمہارے اس بونے ملازم نے' جس کا نام ہیس ہے' مجھ سے پوچھا تھا کہ میں نے کبھی اس تالاب کا نام سنا ہے جس کا نام مون ہے ... مون تالاب جو ایک دور افتادہ اور خفیہ خطے میں ہے جہاں میرا قبیلہ بستا ہے جس کا نام واباندا ہے...... کوہ روگا کے دوسری طرف بہت دور...... پوچھا تھا تم نے؟"

"میں نے اس تالاب کا نام تو ضرور سنا ہے اور اس سے مجھے خاصی دلچسپی بھی ہے۔ خصوصاً اس لئے کہ اس سے بڑی عجیب و غریب روایتیں وابستہ ہیں' خیر تو تم کیا کہنا چاہتے ہو اس تالاب کے متعلق؟"

؟صرف یہ میکومیزن کہ میری دیوی اسی تالاب میں رہتی ہے۔"

"تب تو تمہاری یہ دیوی میرے خیال میں بنت البحر یا روح البحر ہوگی۔"

"یہ تو میں نہیں کہہ سکتا میکومیزن' میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ وہ دیوی ہے اور اپنی خادماؤں یا سہیلیوں کے ساتھ اس جزیرے پر رہتی ہے جو تالاب کے عین بیچ میں ہے۔ اکثر راتوں میں' جب اندھیرا گاڑھا ہوتا ہے تو دیوی اور اس کی ساتھی عورتوں کے تالاب کے پانی پر چلنے کی آواز سنائی دیتی ہے اور کبھی کبھی ان کے گانے اور ہنسی کی آواز جنگل میں بھی سنائی دیتی ہے۔ ہاں میکومیزن وہ دیوی اپنی ساتھی عورتوں کے ساتھ جنگل میں سے گزرتی ہے۔"

"کانیک! تم نے کبھی دیکھا ہے اسے؟"

وہ چند لمحوں تک سر جھکائے بیٹھا رہا۔ اس شخص کی طرح جو ایک عمدہ اور قابل قبول کہانی گھڑ رہا ہو۔ کم سے کم اس کے خاموشی سے میں نے تو یہی مطلب لیا۔

اور پھر اس نے کہا۔

"ہاں میکومیزن ...... اس وقت میں نوجوان تھا۔ ہماری چند بکریاں گم ہو گئیں یا بھٹک گئی تھیں چنانچہ مجھے انہیں تلاش کرنے کے لئے اس جنگل میں بھیجا گیا جو تالاب مقدس کے ڈھلوانی کنارے پر ہے۔ میں راستہ بھول کے بھٹکتا رہا۔ یہاں تک کہ رات کا اندھیرا

اتر آیا۔ میں درخت کے نیچے لیٹ گیا کہ نیند آجائے یا یوں کہو کہ میں صبح کا انتظار کرنے کے لئے لیٹ گیا کہ پو پھٹتے ہی میں اس اندھیرے اور آسیبی جنگل سے نکل کے بستی میں پہنچ جاؤں۔ میں بہت خوفزدہ تھا میکومیزن' کوئی بھی شخص رات کے وقت اس جنگل میں گھسنے کی جرات نہیں کرسکتا وہاں رات گزارنا تو خیر دور کی بات ہے۔"

"اچھا! پھر کیا ہوا؟" میں نے پوچھا۔

"بہت کچھ ہوا میکومیزن جو مجھے یاد نہیں۔ روحیں میرے قریب سے گزرنے لگیں' میں ان کی آوازیں سن رہا تھا۔ دائیں بائیں' آگے پیچھے اور اوپر سے' درختوں کی چوٹیوں پر سے ان کی آوازیں آرہی تھیں۔ یہ روحیں ہنس رہی تھیں۔ میں انہیں اپنے گرد جمع ہوتے محسوس کرتا رہا اور انہیں اپنا مذاق اڑاتے اور مجھ پر ہنستے سن رہا تھا۔ آخرکار جنگل کے وہ مکین چلے گئے اور مجھے بالکل ہی خوفزدہ چھوڑ گئے میں سہا ہوا تھا جیسے کسی شیر نے آکر میرے رخسار کھالئے ہوں۔ چاند نکل آیا۔ اور اس کی روشنی درختوں کی چھدری ٹہنیوں میں سے گزر کر یہاں وہاں زمین پر اتر آئی یوں معلوم ہوتا تھا جیسے روشنی کا ایک ستون یہاں ہو اور ایک وہاں۔ جنگل میں' جہاں جہاں چاند کی روشنی اتر آئی تھی۔ وہاں' دودھیا ستون سے کھڑے تھے۔ اور ان ستونوں کے چاروں طرف اندھیرا تھا۔ گھور اندھیرا بہت بھیانک منظر تھا یوں معلوم ہوتا تھا جیسے نیچے سے اوپر تک تنی ہوئی اندھیرے کی چادر میں یہاں وہاں بڑے بڑے شگاف پڑ گئے ہوں۔ میں نے مارے ڈر کے اپنی آنکھیں بند کرلیں کہ شاید نیند آجائے' میں نیند لانے کی کوشش کررہا تھا کہ آوازیں سن کر میں نے آنکھیں کھول دیں اور سامنے دیکھا۔ چاندنی کے ایک ستون میں ایک عورت کھڑی ہوئی تھی۔ جس کی رنگت سفید تھی۔ جیسی کہ میکومیزن تمہارے یہاں کی عورتوں کی ہوتی ہے۔ وہ جوان' سڈول اور خوبصورت تھی۔ اس نے نظر اٹھا کر میری طرف دیکھا اور میکومیزن اس کی آنکھیں غزالی تھی۔ اس نے ہلکے بھورے رنگ کا لباس پہن رکھا تھا جو یوں چمک رہا تھا۔ جیسے شبنم میں بھیگا ہوا مکڑی کا جالا چمکتا ہے۔ اس نے اپنے نازک سر پر ایک ٹوپی اوڑھ رکھی تھی جس میں سے اس کے بال سیاہ ریشم کی طرح نکلے ہوئے اور اس کے



کندھوں پر پڑے ہوئے تھے میکومیزن! وہ بہت حسین تھی۔ اس قدر حسین کہ......۔"

"کانیک؟" میں نے بڑے اشتیاق سے پوچھا۔

"کہ مجھ سے ایک زبردست گناہ سرزد ہوگیا...... دنیا کا سب سے بڑا گناہ۔"

"دنیا کا سب سے بڑا گناہ!"

"ہاں میکومیزن۔ میں نے اس کی بے حرمتی کی جو "سایہ" تھی۔"

"سایہ! کس کا سایہ؟"

"انگوئی کا سایہ۔"

"انگوئی کون ہے؟"

"انگوئی اس دیوی کا نام ہے جو آسمان پر رہتی ہے اور نیلے آسمان پر اس ستارے کے روپ میں ظاہر ہوتی ہے جس کی ہم پرستش کرتے ہیں۔"

بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ یہ سیارہ زہرہ تھا۔

"یا شاید یہ دیوی انگوئی" کانیک نے سلسلہ کلام جاری رکھا "اس ستارے میں رہتی ہے اور چاند سے روشنی حاصل کرتی ہے۔ بہرحال مجھے ٹھیک سے نہیں معلوم۔ خیر تو وہ جو تالاب مقدس کے جزیرے پر رہتی ہے اس انگوئی کا سایہ ہے چنانچہ اس لئے اسے انگوئی اور سایہ کہتے ہیں۔"

"بے حد دلچسپ" میں نے کہا حالانکہ کانیک نے جو کچھ کہا تھا اسے میں پوری طرح سمجھ نہ سکا تھا اور اگر سمجھا تھا تو صرف یہ کہ یہ بھی دراصل افریقیوں کی سحرپرستی کا ایک حصہ ہی تھی جس کے متعلق اب تک مجھے معلومات حاصل نہ ہوئی تھیں۔

"ولیکن تمہارا گناہ کیا تھا؟" میں نے پوچھا

"آقا! میں نوجوان تھا' میرا خون گرم تھا اور جنگل کی اس دیوی کے حسن نے مجھے اندھا اور دیوانہ کردیا تھا۔ میں جانتا ہی نہ تھا کہ میں کیا کررہا ہوں۔ مجھے کچھ ہوش نہ تھا۔ میں نے بے اختیار اس حسینہ کو اپنی آغوش میں لے کر سینے سے بھینچ لیا بلکہ یوں کہنا مناسب ہوگا کہ میں نے اسے اپنی آغوش میں لینے کی کوشش کی کیونکہ اس سے پہلے کہ

میرے ہونٹ اس کے ہونٹوں سے مس ہوتے میرے جسم میں سے ساری قوت جیسے بہہ گئی' میرے ہاتھ بے جان ہو کے لٹک گئے اور میں جیسے پتھر بن گیا حالانکہ میں اب بھی دیکھ اور سن رہا تھا۔"

"تم نے کیا دیکھا اور کیا سنا کانیک؟" میں نے پوچھا کیوں کہ وہ دفعتاً خاموش ہو گیا تھا۔

"میں نے دیکھا کہ ایک دم سے اس کے چہرے کے حسین نقوش بگڑ گئے اور میں نے اسے کہتے سنا...... کانیک! تم جانتے ہو میں کون ہوں؟ اس مقدس جنگل میں' جو میری تفریح گاہ ہے' کسی کو قدم رکھنے کی بھی جرات نہیں ہوتی لیکن تم نہ صرف یہاں آئے بلکہ تم نے مجھ پر دست درازی کرنے کی بھی کوشش کی..... آقا میکومیزن میں نے جھوٹ بولنے کی کوشش کی لیکن نہ بول سکا۔ چنانچہ میں نے جواب میں کہا...... میں جانتا ہوں کی تم انگوئی ہو۔ میں جانتا ہوں کہ تمہارا نام سایہ ہے ...... اے سایہ! اے دیوی! میری اس لغزش کو معاف کر دے۔"

"تم نے جو گناہ کیا ہے وہ ان گناہوں میں سے نہیں ہے جسے معاف کیا جاسکے اس کے باوجود تمہاری جاں بخشی کی جاتی ہے خواہ عارضی طور پر ہی سہی۔ جاؤ یہاں سے اب انگوئی کے مشیر ہی تمہارا فیصلہ کریں گے اور جیسی چاہیں گے تمہیں سزا دیں گے۔"

"پھر کیا ہوا؟" میں نے 'ایلن کوائرمین نے پوچھا۔

"پھر آقا وہ چلی گئی۔ غائب ہو گئی اور میں بھی وہاں سے بھاگا۔ میں بے حد خوفزدہ تھا۔ آوازیں میرا تعاقب کر رہی تھیں' میرا مذاق اڑا رہی تھیں' میرا گناہ بتا رہی تھیں اور سزا و انتقام کی دھمکیاں دے رہی تھیں۔ دوسرے دن انگوئی کے مشیروں نے مجھے پکڑ لیا' اراکین مجلس نے مجھے اپنے اس گناہ کی یہ سزا دی کہ مجھے بستی سے باہر نکال دیا نتیجہ یہ ہوا کہ میں ہمارے دشمن قبیلے آباندا کے لوگوں کے ہاتھوں میں جا پڑا۔ یہ قبیلہ پہاڑ کی ڈھلوانوں پر آباد ہے ۔ آباندا لوگوں نے آخر کار مجھے پرتگالی بردہ فروش کے ہاتھ فروخت



"لیکن مشیروں کو تمہارے اس گناہ کا پتہ کیسے چلا؟" میں نے پوچھا۔

"آقا! انگوئی کو جو بات معلوم ہوتی ہے وہ اس کے مشیروں کو اور مشیروں کو جو بات معلوم ہوتی ہے وہ انگوئی کو معلوم ہو جاتی ہے؟"

اب میں نے کانیک کی داستان پر غور کیا اور یہ نتیجہ اخذ کیا ...... جو قطعی غلط نہ تھا ...... کہ یہ شخص میرے سامنے جھوٹ بولا تھا۔ کانیک کا گناہ ..... جس کی تفصیلات مجھے معلوم نہ ہو سکیں ..... میرے خیال میں صرف اتنا ہی نہ تھا جتنا کہ اس نے بیان کیا تھا بلکہ یقیناً اس نے کوئی بڑا اور زبردست گناہ کیا تھا جس کی سزا میں اسے جلا وطن کر دیا گیا تھا۔ بہرحال یہ بات تو صاف تھی۔ کہ اس نے اس دیوی یا کاہنہ کی بے حرمتی کی تھی اور اپنی جان کے خوف سے بھاگ نکلا تھا اور اب ایک جلا وطن کی زندگی گزار رہا تھا۔

چنانچہ اس موضوع پر مزید بحث نہ کرتے ہوئے میں نے پوچھا۔

"یہ آباندا کون ہیں۔ جنھوں نے تمہیں بردہ فروشوں کے ہاتھ فروخت کر دیا تھا؟"

"آقا! آباندا دراصل اس قبیلے کی ایک شاخ ہے جس سے صدیوں پہلے ہم الگ ہو گئے تھے۔ یہ لوگ پہاڑوں کے دوسری طرف میدان مین آباد ہیں۔ آباندا لوگوں کو ہم سے نفرت ہے اور وہ ہم سے جلتے ہیں کیونکہ انگوئی ہماری سرزمین پر بارش برساتی ہے اور ہمارے یہاں کے موسم خشک نہیں ہوتے اس کے برخلاف آباندا لوگوں کو خشک سالی کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور اکثر قحط پڑ جاتا ہے' چنانچہ وہ لوگ ہماری سرزمین پر قبضہ کر لینا چاہتے ہیں کہ ایک بار پھر انگوئی ان کی بھی دیوی بن جائے۔ پھر یہ بھی ہے کہ آباندا کا قبیلہ کافی بڑا اور پرقوت ہے اور ہمارا قبیلہ چھوٹا اور کمزور ہے اور سینکڑوں برسوں سے ہمارے قبیلے کے افراد کی تعداد سال بہ سال کم ہوتی جاتی ہے۔"

"اگر ایسا ہی ہے تو آباندا لوگ دفعتاً تمہارے ملک میں گھس کر تمہیں شکست کیوں نہیں دے دیتے؟"

"اس لئے آقا کہ وہ موت کی سرزمین پر قدم رکھتے ڈرتے ہیں۔ وہ یہ جرات نہیں کرسکتے کیوں کہ جانتے ہیں کہ انہوں نے ایسا کیا تو ان پر عذاب نازل ہوگا کیونکہ انگوئی

ہمارے پاس ہے اور ہماری حفاظت آسمان کے ستارے کررہے ہیں اس کے باوجود انہیں امید ہے کہ ایک دن ایسا آئے گا جب وہ انگوئی کی بد دعا اور عذاب کا مقابلہ کرکے ہم پر فتح حاصل کرلیں گے۔ ہاں ہمارے قبیلے کو شکست دے دیں گے جس نے آباندا کو اپنے بھالوں کے زور سے نہیں بلکہ اپنے علم کے زور سے پہاڑوں کے پار روک رکھا ہے۔ اچھا میکومیزن اب میں چاہتا ہوں کہ مسیح کے سامنے جھک جاؤں حالانکہ نہ تو میں مسیح کو مانتا ہوں اور نہ اس کی قوتوں کو۔ شام کا ستارہ طلوع ہوجائے تو میکومیزن تم میرے پاس آجانا کیونکہ مجھے ابھی بہت کچھ کہنا ہے۔"

میں بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

"جانے سے پہلے ایک بات بتاتے جاؤ کانیک" میں نے کہا۔ "یہ انگوئی' یہ دیوی جو تالاب مقدس کے جزیرے پر رہتی ہے' صرف ایک عورت ہے یا کچھ اور بھی ہے۔"

"آقا! اس سوال کا جواب میں کیسے دے سکتا ہوں؟ البتہ اتنا ضرور کہوں گا کہ وہ ہے تو عورت ہی کیونکہ وہ پیدا بھی ہوتی ہے اور اپنے پیچھے ایک بیٹی چھوڑ کر عام انسانوں کی طرح مرجاتی ہے۔ اس کی یہی بیٹی پھر انگوئی یا سایہ بنتی ہے۔ اس کے علاوہ وہ کچھ اور بھی ہے۔ کم سے کم ہم سے تو یہی کہا جاتا ہے۔"

"کیا مطلب؟"

کانیک کے بشرے سے عیاری عیاں ہوگئی۔

"آقا!" اس نے کہا۔ "انگوئی کی منت یا مشیر جو روایت بیان کرتے ہیں وہ یوں ہے کہ صدیوں پہلے کی انگوئی ایک سفید فام شخص پر عاشق ہوئی تھی لیکن جب اسے اس شخص سے شادی کرنے کی اجازت نہ دی گئی یا یوں کہئے کہ وہ اس سے شادی نہ کرسکی تو اس نے اس سفید فام کو قتل کردیا کہ وہ اسے اپنے ساتھ آسمانوں پر لے جاسکے۔ چنانچہ اب انگوئی کے لئے بار بار اس زمین پر آنا ضروری ہوگیا اور وہ اس وقت تک آتی رہے گی جب تک کہ اسے یہ سفید فام نہیں مل جاتا۔"

اور یہاں کانیک نے عجیب نظروں سے میری طرف دیکھا اور بولا۔



"اور جب یہ سفید فام اسے مل جائے گا تو انگوئی اس سے اپنے گناہ کی معافی چاہے گی۔ اس وقت بھی وہ اس سفید فام کا انتظار کررہی ہے اور ستاروں کی چال بتارہے ہیں کہ اس سفید فام اور انگوئی کے ملاپ کا وقت بہت قریب آگیا ہے۔"

"اچھا!" میں نے کہا۔ "چنانچہ ہمیں دعا کرنی چاہئے کہ ستاروں کی یہ چال غلط نہ ہو۔"

اور پھر میں نے سوچا کہ یہ کانیک اول درجے کا تخیل پرست اور جھوٹا ہے۔ یہ اعتقاد بہت پرانا ہے کہ گنہگار شخص کی روح باربار دنیا میں آتی اور کسی دوسرے جسم میں حلول کرجاتی یا جنم لیتی ہے۔ لیکن اس اعتقاد یا روایت کو کانیک نے اپنے تخیل کی مدد سے جو رنگ دیا تھا وہ واقعی قابل تعریف تھا۔

اپنی قیام گاہ کی طرف جاتے ہوئے میں یہی سوچ رہا تھا کہ آخر کانیک مجھ سے کیا چاہتا ہے؟ اس کا مقصد خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو یہ تو بہرحال یقینی امر تھا کہ اس شخص پر اعتبار کرنا خطرے سے خالی نہ تھا۔ خود کانیک کی داستان کے مطابق وہ ایک بھگوڑا مجرم تھا' ایک نکالا ہوا بے خانماں شخص جس نے شاید خون کیا تھا۔ اس کے علاوہ وہ اس مذہب کی پیروی کررہا تھا جسے وہ مانتا نہ تھا...... مسلمانوں کی زبان میں چنانچہ وہ منافق تھا خود اس نے اعتراف کیا تھا کہ وہ نہ تو مسیح کو مانتا ہے اور نہ عیسائی مذہب کو۔ چنانچہ ظاہر ہوا کہ کانیک فطرتاً خود غرض' ذلیل اور غدار قسم کا شخص تھا۔ یہ تو میں بتاہی چکا ہوں کہ مجھے کانیک سے اگر نفرت نہیں تو چڑ ضرور ہوگئی تھی اور میں اس کی طرف سے قطعی مطمئن نہ تھا اور اگر ایک بات نہ ہوتی تو میں اسی وقت اپنا خیمہ اٹھا کر وہاں سے چل دیا ہوتا اور وہ بات یہ تھی کہ کانیک "تالاب مون" تک کا راستہ جانتا تھا اور اس نے دعویٰ کیا تھا کہ یہ علاقہ اس کا وطن ہے اور میں...... جی ہاں میں اس مقدس تالاب اور اس کے جزیرے میں رہتی ہوئی اس "سفید" دیوی کا راز معلوم کرنے کے لئے بے تاب تھا۔ اور یہ دیوی یقیناً وہی تھی جس کا ذکر برادر امبروز نے کئی برسوں پہلے اپنے ایک خط میں کیا تھا۔

# "سودا برا نہیں...."

میں اپنے پڑاؤ میں پہنچا جو کائیک کے گاؤں سے باہر ایک اجاڑ سے باغ میں ڈالا گیا تھا۔ اس باغ میں کیلے، نارنگی، پپیتا اور اسی قسم کے دوسرے استوائی درخت سرسبز رہنے کی اپنے طور پر جدوجہد کر رہے تھے۔ پڑاؤ میں پہنچتے ہی سب سے پہلے میری نظر ہیس پر پڑی۔ ہیس میرا بہت پرانا خادم اور اپنے طور پر بے حد مخلص دوست تھا۔ اسے میرے والد نے اپنی خدمت میں رکھا تھا اور ان کے انتقال کے بعد وہ میری خدمت یا خود اس کے بقول "میری حفاظت" کرتا آیا تھا۔ اور میرے ساتھ اکثر مہمات میں شریک ہوا تھا وہ کھجور اور تاڑ کی ٹہنیوں سے بنائے ہوئے ایک سائبان تلے بیٹھا ہوا تھا اور اس کے سامنے اینٹوں کا چولہا تھا جس میں خشک ڈھلے وغیرہ سلگ رہے تھے اور چولھے پر ہنڈیا چڑھی ہوئی تھی اس وقت ہیس بہت زیادہ بیزار اور خفا معلوم ہوتا تھا۔

"آ گئے باس؟" وہ بولا۔ "ایک گھنٹے پہلے ہمارا باورچی آرو مجھے اس چولہے کے قریب بٹھا کر چلا گیا کہ میں ہنڈیا کا خیال رکھوں کیوں کہ اس نے کہا ہے کہ اگر اس ہنڈیا کو دھیمی آنچ پر نہ رکھا گیا تو بے حد لذیذ کھانا خراب ہو جائے گا۔"

"کہاں گیا وہ؟"

"اس نے کہا تھا کہ وہ پوجا کرنے جا رہا ہے۔ اب میں جانتا ہوں کہ وہ کس کی پوجا کرنے گیا ہے کیونکہ ابھی گذشتہ کل ہی میں نے اسے ایک لڑکی کو چومتے دیکھا تھا جس کا چہرا طباق کی طرح چوڑا چوڑا اور آنکھیں اتنی بڑی تھیں کہ میں اس دیکھتے ہی سہم گیا۔ ویسے بھی باس میں عورتوں سے شرماتا ہوں۔"

"اسی طرح اگر تم شراب سے بھی شرمانے لگ جاؤ تو دنیا کے بہترین انسان بن سکتے ہو۔" میں نے کہا۔

"باس! شراب کی بوتل، بشرطیکہ پوری بھری ہوئی ہو۔ دنیا کی کسی بھی عورت سے زیادہ حسین اور دلکش ہوتی ہے آدمی شراب غٹ غٹا جاتا ہے، اسے نشہ چڑھتا ہے اور وہ اداس



ہو جاتا ہے اور دوسرے دن اس کا سر درد کرنے لگتا ہے اور اسے اپنے تمام گناہ یاد آ جاتے ہیں..... مطلب یہ باس کہ آدمی شراب کے گنوں سے واقف ہوتا ہے..... لیکن باس جیسے جیسے سورج بلند ہونے لگتا ہے اور شراب پینے والا میری طرح ہوشیار ہوتا ہے تو پھر وہ دودھ کا ایک جام چڑھا جاتا ہے اور دل و دماغ صاف ہو جاتا ہے۔ اس کے گناہ دھل جاتے ہیں۔ کم سے کم میں تو ایسا ہی محسوس کرتا ہوں جیسے تمہارے والد نے آسمان پر دوزخ کی دنیا میں بیٹھے بیٹھے میرے لئے دعا کی اور وہ قبول ہو گئی اور وہ کہ میری لغزش کو نظرانداز کر دیا گیا۔ کیونکہ باس زندگی کی راہ چکنی کیچ سے بھری ہوئی ہے اور انسان کا پیر یہاں وہاں پھسل ہی جاتا ہے۔ رہی عورت تو باس اس کے متعلق تو تم غالباً سب سے زیادہ جانتے ہو۔ میں تو صرف اتنا ہی کہوں گا کہ شراب کے نشے کی طرح عورت کو دودھ سے "دھویا" نہیں جا سکتا۔ وہ کم بخت ہر موڑ اور ہر کونے پر کھڑی انتظار کیا کرتی ہے..... حتیٰ کہ مرنے کے بعد بھی ہمارا پیچھا نہیں چھوڑتی اور....."

"اے بقراط کے بچے بند کر اپنی یہ بکواس" میں نے کہا۔

"بکرات! یہ کون ہے باس؟ میرے باپ کا نام تو......"

"بکو مت اور کھانا دو مجھے۔"

"اسی کی تو کوشش کر رہا ہوں باس۔ یعنی آپ کو کھانا دینے کی۔ لیکن یہاں کچھ گڑبڑ ہو گئی ہے۔ اس ہنڈیا میں جو کچھ پک رہا ہے یا پک گیا ہے وہ ہنڈیا سے چپک چپک جاتا ہے اور میں اس لوہے کے چمچے کی مدد سے بھی اسے اکھاڑ نہیں سکتا۔ میں تو کہتا ہوں باس یہاں اپنا کام آپ کرو کے مقولے پر عمل کرنا مناسب ہوگا۔ چنانچہ باس اب تم ہی یہ ہنڈیا اٹھاؤ اور اس میں سے اپنا کھانا نکال لو۔ میں سے تو نکلنے کا نہیں۔"

"ہیس! اگر ہم ناقال یا ڈربن میں ہوتے تو میں یہی سمجھتا کہ اس وقت تم پیے ہوئے ہو۔"

"اگر ایسا ہی ہے باس تو میں تمہیں بتا دوں کہ شراب یہاں بھی مل جاتی ہے اس بستی کے لوگ کھجور کی شراب بناتے ہیں جو ایسی بدمزہ ہوتی ہے کہ میں نے دو تو پنیاں پی تھیں

کہ میری آنتیں الٹنے لگیں۔ شاید باس کو پسند آئے یہاں کی شراب' تجربہ کرنے میں کیا حرج ہے؟"

اور میں نے قریب پڑی ہوئی ایک تپائی اٹھا کر بیس کی طرف نہایت زور سے پھینک ماری۔ وہ غوطہ مار کر اپنا سر بچا گیا اور فوراً بھاگ کر جھونپڑی کے پیچھے چلا گیا۔

مجھے سخت بھوک معلوم ہو رہی تھی چنانچہ میں نے ہنڈیا اٹھائی اور اس کا "اساسہ" کھرچنے کی کوشش کی۔ وہ واقعی ہنڈیا کے پیندے سے بری طرح چپک گیا تھا۔ بہرحال جتنا کچھ ہنڈیا میں سے نکال سکا اتنا ہی کھا کر میں نے پائپ جلایا تو بیس پھر نمودار ہوا اور ایسی بے تعلقی سے برتن سمیٹنے لگا جیسے کچھ ہوا ہی نہ تھا۔

"باس اس بیزار کن جگہ میں پوری سہ پہر تک کیا کرتے رہے؟" اس نے کنکھیوں سے میری طرف دیکھتے ہوئے بڑے خاکسارانہ انداز میں پوچھا۔ شاید الو جیسی آنکھوں والے اس دیو سے' جس کا نام کانیک ہے' باتیں کرتے رہے ہوں گے یا پھر اس کی بیوی سے باتیں کرنے میں وقت ضائع کیا ہو گا جو بہت خوبصورت ہے۔"

"ہاں۔ میں باتیں ہی کر رہا تھا ...... میرا مطلب ہے اس کی بیوی سے نہیں بلکہ خود کانیک سے اور سچ تو یہ ہے کہ مجھے پتہ ہی نہ تھا کہ کانیک کی بھی بیویاں ہیں۔"

اور پھر میں نے ایک دم سے پوچھا

"بیس! اس کانیک کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟"

بیس نے اپنے سر پر سے اپنا گندہ ہیٹ اتر لیا' چند ثانیوں تک وہ اسے اپنے ہاتھوں میں مروڑتا رہا۔ پھر وہ آسمان کی طرف دیکھنے لگا۔ اس کے بعد ہنڈیا اپنے قریب گھسیٹ کر اس میں اپنا ہاتھ ڈال دیا' چند ثانیوں تک وہ ہنڈیا میں ٹٹولتا رہا' مرغ کی ایک بچی ہوئی ٹانگ برآمد کی' کسی صوفی کی طرح اس نے یہ ٹانگ آہستہ آہستہ چبا کر اپنے حلق سے نیچے اتار دی' اپنا پائپ برآمد کیا۔ اور پھر مجھ سے پائپ کی تمباکو طلب کی اور میں نے بڑی خوشی سے اسے تمباکو دے دی کیونکہ بیس جب پائپ پھونک رہا ہو تو سمجھ لینا چاہئے کہ وہ نشے میں نہیں بلکہ پوری طرح اپنے ہوش میں ہے۔"



یہ ابتدائی مراحل طے کرنے کے بعد اس نے کہا۔

"کیا پوچھا تھا باس نے اور کس کے متعلق میرا مشورہ طلب کیا تھا؟ ہاں یاد آیا ..... باس نے اس دیو قامت کانیک کے متعلق پوچھا تھا جو اس گاؤں کا چودھری ہے۔ ہاں تو باس میں نے اس کانیک کے متعلق تحقیقات کی ہیں۔"

"کس سے تحقیقات کی ہیں؟" میں نے پوچھا

"اس کی ایک بیوی سے پوچھا ہے سب کچھ' کانیک کی یہ بیوی رشک و رقابت کی آگ میں جل رہی ہے' چنانچہ جو کچھ اپنے میاں کے متعلق کہتی ہے سچ ہی کہتی ہے۔"

"ہم ..... کیا معلوم کیا تم نے؟"

"اول تو یہ باس کہ کانیک جگادری جھوٹا ہے۔ لیکن اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں کیونکہ جھوٹ تو ان لوگوں کی گھٹی میں پڑا ہے۔ بات یہ ہے باس کہ یہ لوگ ہماری طرح ہیں ہی نہیں۔ میں اور باس تو کبھی کبھی سچ بول ہی لیتے ہیں ..... کم سے کم میں تو بول لیتا ہوں اور ......"

"اب بکے جائے گا یا میرے سوال کا جواب بھی دے گا؟" میں نے کڑک کر کہا۔

"سوال کا جواب ہی تو دے رہا ہوں باس۔ تو میں نے کہا تھا کہ کانیک بڑا جھوٹا شخص ہے۔ مثلاً اس نے باس کو ایک بے حد عمدہ کہانی سنائی ہو گی اپنے متعلق کہ وہ کسی طرح یہاں آیا اور کسی طرح بردہ فروشوں کے سردار کا خاتمہ کر دیا اور کس طرح دوسرے بردہ فروشوں اور غلاموں نے اسے اپنا سردار تسلیم کر لیا اور اپنا اثر ڈالنے کے لئے کانیک خود بھی ظاہر میں عیسائی بن گیا چنانچہ باس اس کا مذہب بھی جھوٹا ہے۔ باس کانیک آزاد شدہ غلاموں کے ساتھ ایک رات' جب وہ سو رہے تھے' اچانک بردہ فروشوں پر جا پڑا' انہیں پکڑ لیا اور یہ لوگ ان بردہ فروشوں کو گھسیٹتے ہوئے اس چٹان پر لے گئے جو ایک چشمے کے کنارے کھڑی ہوئی ہے اور پھر کانیک کے حکم سے ان لوگوں نے بردہ فروشوں کو یکے بعد دیگرے چٹان پر سے نیچے چشمے میں پھینک دیا سوائے دو کے اور یہ دو شخص وہ تھے جنہوں نے کانیک کو کوڑے مارے تھے۔ چنانچہ کانیک نے ان دونوں کو کوڑے مارے یہاں تک

کہ وہ مرگئے...... اور باس وہ دونوں تھے بھی اس سزا کے مستحق۔ اس کے بعد اس غلاموں نے' جو آزاد ہوگئے تھے اور جو بردہ فروشوں سے نفرت کرتے تھے' کانیک بڑا پرہیزگار بنا ہوا تھا اور وجہ یہ کہ ان لوگوں کو خوف تھا کہ کہیں کانیک انہیں بھی چٹان پر سے چشمے میں نہ پھینک دے چنانچہ یہی وجہ ہے۔ باس کہ کانیک بظاہر ایک کٹر عیسائی بنا ہوا ہے اور یوں ظاہر کرتا ہے جیسے وہ تمہارے والد مقدس پریدی کانت کی طرح پرہیزگار ہے باس۔"

ہیس نے ایک انگارہ اٹھایا اور اپنا پائپ سلگانے لگا تو میں نے پوچھا۔

"کہہ چکے یا کچھ اور بھی کہنا ہے؟"

"بہت کچھ کہنا ہے باس۔ یہ کانیک ایک نہیں بلکہ دو آدمی ہے۔"

"تمہارا مطلب ہے اس کی شخصیت کے دو رخ ہیں؟"

"دو رخ کہو! دو روپ کہو یا یوں کہو کہ اس کے بدن میں دو روحیں ہیں۔ ایک کانیک تو وہ ہے جو ظالم ہے' سازشی ہے' جو دنیا پر حکومت کرنا چاہتا ہے شراب کا رسیا ہے بظاہر پرہیزگار بنا ہوا ہے لیکن چھپ کر پیتا ہے' مغلوب الغضب ہے' عیار ہے اور بے درد ہے' یہ تو ہوا ایک یا پہلا کانیک۔ اب رہا دوسرا کانیک تو وہ' وہ ہے جو خواب دیکھتا بلکہ خیالی پلاؤ پکایا کرتا ہے' جو غیبی آوازیں سنتا ہے اجرام فلکی سے ہونے والے واقعات کا اندازہ لگاتا ہے' اپنے خواب کو سچ کرنا چاہتا یا یوں کہو کہ اس کی تعبیر کی تلاش میں نکل پڑنا چاہتا ہے ...... یعنی وہ حقیقت میں ایک وچ ڈاکٹر ہے ...... وہ 'وہ شخص ہے جو دور بہت دور کچھ تلاش کرنا چاہتا ہے اور اس بستی میں مجبوراً بند ہے جس طرح شیر پنجرے میں بند ہوتا ہے۔ کانیک کی ماں ایک غلطی کرگئی۔ بجائے اس کے کہ وہ جڑواں بچے جنتی اس نے ایک ہی بچے میں' یعنی کانیک میں دو متضاد روحیں جن دیں اور یہ دو متضاد روحیں ایک دوسرے سے اس وقت تک دست وگریبان رہیں گی جب تک کانیک مر نہیں جاتا۔"

"یہ تو بہرحال میں بھی کہوں گا کہ کبھی کبھی کسی شخص کے دو روپ ہوتے ہیں۔ بس ہیس یا اور کچھ۔"

"ہاں ...... میرا مطلب ہے نہیں باس...... یہ تو تم جانتے ہی ہوگے باس کہ کانیک ہی



ہم کو یہاں لایا ہے۔ اور وہ مصائب جو راستے میں ہمیں پیش آئے ہیں اس کانیک کی وجہ سے ہی تھے۔ وہ اس قبیلے کے سردار نے ہمیں کہلا بھیجا کہ اگر ہم اس کی بستی کی قریب سے گزرے تو وہ ہمیں مار ڈالے گا تو باس ہم اس راستے سے نہ جاسکے جس راستے سے ہم جانا چاہتے تھے۔ تو باس! اس سردار کو کانیک نے رشوت دے کر اس سے یہ کہلوایا تھا تاکہ ہم اس کے ...... یعنی کانیک کے گاؤں میں آجائیں۔"

"میں ایسی کوئی بات نہیں جانتا۔"

"بہرحال بات یہ سچ ہے۔ یہ بات خود کانیک کی حاسد بیوی نے مجھے بتائی ہے۔"

"لیکن کیوں؟ کس لئے؟ یہاں نہ تو شیر ہیں اور نہ ہاتھی جن کا میں شکار کرسکوں اور نہ ہی میرے پاس تحائف ہیں جو میں کانیک کو دے سکوں۔ پھر وہ مجھے یہاں کیوں لایا؟ اور سچ تو ہے ہیس کہ اب تک اس نے نہ تو کچھ پوچھا ہے اور نہ ہی کوئی چیز طلب کی ہے۔ اس کے برخلاف وہ ہمیں مفت میں ہی کھلا پلا رہا ہے۔"

"میں یقین سے تو کچھ نہیں کہہ سکتا باس۔ لیکن میرا خیال ہے وہ تمہیں اپنے ساتھ کہیں لے جانا چاہتا ہے ...... باس! یہ شیر اب پنجرے میں رہتے رہتے اور مردہ گوشت کھاتے کھاتے تھک گیا ہے۔ چنانچہ اب یہ شیر باہر آنا اور شکار کرنا چاہتا ہے۔ باس! اس نے تمہارے سامنے اس مقدس تالاب کا ذکر نہیں کیا جس کے متعلق ہم سن چکے ہیں؟ اگر نہیں کیا تو پھر کرے گا۔"

"اس کا ذکر تو کانیک نے کیا تھا ہیس' اسکے کہنے کے مطابق وہیں پیدا ہوا تھا اور جوانی میں اس سے کوئی غلطی ہوگئی جس کی پاداش میں قبیلے والوں نے اسے وہاں سے نکال دیا۔"

"بالکل صحیح کہا باس' اور جلد ہی باس کو یہ بھی معلوم ہوجائے گا کہ اب وہ مزید کارنامے انجام دینے کے لئے واپس اپنے لوگوں میں جانا چاہتا ہے۔ شاید اپنی غلطی کا ازالہ کرنے یا پھر کسی سے انتقام لینے یا پتہ نہیں کیوں۔ بہرحال وہ اپنے لوگوں میں واپس جانا چاہتا ہے۔ اب یہ بتاؤ باس کہ تم جاؤ گے اس کے ساتھ؟"

"تم جاؤ گے ہیس؟"

"میں تو شاید اس کے ساتھ جانا پسند نہ کروں گا۔"

"کیوں؟"

"اس لئے باس کہ کانیک پریت ہے۔ یعنی پریت آدمی ہے اور میں بھوت پریت سے ڈرتا ہوں بلکہ ان کا نام سنتے ہی میری تو ریڑھ کی ہڈی میں ٹھنڈک کی لہر دوڑ جاتی ہے۔"

اور یہاں ایک بار پھر ہیس نے آسمان کی طرف دیکھا اور پھر بولا۔

"اس کے باوجود باس میں اس تالاب کی طرف یا کسی بھی طرف جانے کو یہاں ٹھہرے رہنے پر ترجیح دوں گا۔ یہاں تو ہم بیکار پڑے ہوئے ہیں باس اور کھجور کی شراب میری آنتیں الٹ دیتی ہے اور پھر باس ہیس جیسے معتقد عیسائی کو بھوت پریت سے ڈرنا بھی نہیں چاہئے بلکہ اسے تو کہہ دینا چاہئے کہ جاؤ جہنم میں جیسا کہ تمہارے والد مقدس باپ کہا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ باس ہم اس دنیا میں آپ اپنی مرضی کے مالک نہیں ہیں جیسا کہ تمہارے والد مقدس باپ کہا کرتے تھے بلکہ ہماری ڈوریں اس کے ہاتھ میں ہیں جو آسمان پر بیٹھا ہوا ہے' چنانچہ وہ جو آسمان پر بیٹھا ہوا ہے جہاں چاہے گا ہمیں بھیج دے گا خواہ ہم اس طرف جانا نہ چاہیں اور اگر وہ نہیں چاہتا کہ ہم جائیں کانیک کے ساتھ تو پھر باس ہم نہ جائیں گے۔ پھر کانیک ہمارے بال ہی کیوں نہ پکڑے اور وہ ہمیں گھسیٹ کر ہی کیوں نہ لے جانا چاہے۔ کیا سمجھے باس' تو باس اب مجھے اندھیرا اترنے سے پہلے یہ برتن دھو لینے چاہئیں کیوں کہ اس کے بعد مجھے ایک خاموش جگہ کانیک کی اسی حاسد بیوی سے ملنا اور بہت سی باتیں معلوم کرنی ہیں کیونکہ تم جانتے ہو باس کہ میں ہر طرف سے اور ہر ایک سے علم حاصل کرلیتا ہوں۔"

"ذرا سنبھل کر رہنا ہیس مبادا تم علم کی بجائے کچھ اور حاصل کرلو۔" میں نے کہا۔

اور پھر مجھے یاد آیا کہ مجھے بھی کانیک سے ملنا تھا۔ ستارہ شام طلوع ہوچکا تھا۔ اور شفاف آسمان میں پوری آب و تاب سے آنکھیں جھپک رہا تھا چنانچہ میں بھی اٹھا۔ میں بتا چکا ہوں کہ ہمارا پڑاؤ بستی سے باہر تھا۔ اور بستی کے چاروں طرف کانٹے دار باڑھ تھی۔ اس باڑھ میں ایک دروازہ یا یوں کہئے کہ خلا تھا۔ میں اسی دروازے سے بستی میں داخل



ہوا۔ میں سوچ رہا تھا کہ ہیس اپنے مخصوص انداز میں بڑے پتے کی باتیں کہہ گیا تھا کسی بھی بات کا ارادہ کرنا یا کسی بھی قسم کا نقشہ بنانا فضول تھا۔ کیونکہ بقول ہیس کہ اوپر والا جو چاہے گا وہ ہوگا۔ بے شک انسان آپ اپنی مرضی کا مالک ہوتا ہے خدا نے اسے خود اپنے متعلق فیصلہ کرنے کے اختیارات دے رکھے ہیں تاہم انسان کی زندگی میں اتفاقات عجیب کردار ادا کرتے ہیں اور یہی اتفاقات ہیں کہ اسے کہیں سے کہیں پہنچا دیتے ہیں۔

دروازے پر ایک باشندہ منتظر ہی کھڑا تھا کہ مجھے کانیک تک پہنچا دے۔

"آپ کو راستے میں کتے نہ کاٹ لیں اور آپ کے پیروں میں کانٹے نہ چبھ جائیں اسی لئے میں آپ کی راہبری کے لئے بھیجا گیا ہوں۔" اس نے کہا۔

چنانچہ بستی کے اس جنوبی گوشے کے باہر وہ چٹان تھی جس پر سے بقول ہیس کانیک نے بردہ فروشوں کو نیچے چشمے میں پھینک دیا تھا۔ اس وقت یہ چشمہ تقریباً خشک تھا۔

باڑھ سے لگا ہوا کانیک کا "محل" تھا جو سفید کچی اینٹوں کا بنا ہوا تھا چوکور تھا اور اس کی چھت گھاس پھونس کی تھی۔ محل کے گرداگرد مضبوط باڑھ تھی جس کا صرف ایک دروازہ تھا جو کافی مضبوط اور دہرا تھا۔ باڑھ اور دہرا دروازہ اس بات کا پتہ دیتا تھا کہ اس بستی کے سردار کو اپنی رعایا پر اعتبار نہیں ہے۔ اس بیرونی دروازے کے بعد ایک دوسرا اور اندرونی دروازہ تھا۔ اس اندرونی دروازے کے سامنے' جو بند تھا' پہنچ کر میرے راہبر نے مجھے سلام کیا اور باہر چلا گیا۔ اس کے جانے کے فوراً بعد دروازہ کھلا اور خود کانیک میرے سامنے کھڑا ہوا تھا۔ میں اندر داخل ہوا تو کانیک نے فوراً دروازہ بند کرکے اس میں ایک بڑا سا قدیم طرز کا قفل ڈال کر لوہے کی سلاخ کی آڑ لگادی اور اب وہ بڑے عجز وانکساری سے میرے سامنے جھک کر بولا۔

"تشریف لائیے میرے آقا میکومیزن جس کا نام اور جس کی شہرت افریقہ کے گوشے گوشے میں پہنچ چکی ہے۔ ہاں میکومیزن! ہمارا نام اس بستی میں پہنچ گیا ہے جہاں کبھی کوئی خبر نہیں آتی۔"

اور اب میں نے کانیک کی طرف دیکھا اور دوسری دفعہ سوچا۔

"خدا جانے کیا چاہتا ہے یہ شخص مجھ سے؟"

اور پھر میں نے کہا۔

"کیا واقعی میرا نام یہاں تک پہنچ گیا ہے؟ بڑے تعجب کی بات ہے یہ تو کیونکہ میں نہ تو کوئی بڑا آدمی ہوں، نہ حکومت انگلستان کا کوئی افسر یا گورنر ہوں اور نہ ہی ملک التجار ہوں بلکہ میں تو ایک معمولی سا شکاری ہوں اور شکار کر کے گزر بسر کر لیتا ہوں۔"

"تعجب کی کوئی بات نہیں ہے میکومیزن میری طرح تم بھی جانتے ہو گے کہ ہر انسان کی دو قدریں ہوتی ہیں یا اسے قیمت کہہ لیجئے۔ ایک قیمت تو ظاہری ہوتی جو کم ہوتی یا زیادہ ہوتی ہے۔ دوسری قیمت باطنی ہوتی ہے اور یہ باطنی قدر یا قیمت دماغ پر لکھی ہوتی۔ [illegible] اندازہ لگانے والے یہی قدر دیکھتے اور اسی قیمت کا اندازہ لگاتے ہیں۔ چنانچہ میکومیزن میں نے تمہاری اسی باطنی قدر کو دیکھا اور اسی قیمت کا اندازہ کیا ہے اور یہی باطنی قدر کسی انسان کو حقیقت میں عظیم بناتی ہے۔ خواہ وہ ظاہر میں کتنا ہی کم حیثیت کیوں نہ ہو۔ میں بتا چکا ہوں میکومیزن کہ میں ایک وچ ڈاکٹر ہوں اور اپنے فن کا استاد ہوں تم نے افریقہ کے دور دراز مقامات کی سیر کی ہے چنانچہ تمہیں یہ بھی تجربہ ہوا ہو گا کہ افریقہ کے وچ ڈاکٹر، چاہے وہ ایک دوسرے سے کتنے ہی فاصلے پر کیوں نہ ہوں، اپنے علم کی مدد سے ایک دوسرے سے گفتگو کر لیتے ہیں۔ میکومیزن! تم نے ہمارے ساحل پر ابھی قدم بھی نہ رکھا تھا کہ مجھے معلوم ہو چکا تھا کہ تم ایک جہاز میں سوار ہو کر آ رہے ہو۔ اس کے علاوہ خود تمہارے متعلق مجھے بہت سی باتیں معلوم ہو چکی تھیں اس کے علاوہ زولو لینڈ کے ایک مشہور وچ ڈاکٹر نے، جس کا نام زکالی ہے مجھے ایک پیغام بھی بھیجا تھا۔"

"زکالی نے! خیر اس زکالی سے تو میں واقف ہوں اور جانتا ہوں کہ وہ عجیب و غریب بلکہ حیرت انگیز قوتوں کا مالک ہے۔ چنانچہ اس کے متعلق تم نے جو کچھ کہا ہے اسے میں صحیح تسلیم کر سکتا ہوں۔ لیکن کانیک! یہاں کھل کر گفتگو کرنا مناسب نہ ہو گا؟ کیونکہ اس گھر میں یقیناً عورتیں ہوں گی اور تم جانتے ہو کہ عورتوں کے کان لمبے اور پیٹ ہلکے ہوتے ہیں۔"



"عورتیں!" کانیک نے کہا۔ "یہ تم سے کس نے کہہ دیا؟ نہیں میکومیزن! ایسی ہلکی اور واہیات مخلوق میں اپنے ذاتی گھر میں نہیں رکھتا۔ میرے خدمت گار مرد ہیں جن پر مجھے اعتبار ہے لیکن سورج غروب ہونے کے بعد یہ لوگ بھی چلے جاتے ہیں البتہ ایک پہرے دار باہر دروازے پر موجود رہتا ہے اور بس۔"

"تب تو تم درویش یا تارک الدنیا ہوئے۔"

"رات کے وقت میں تارک الدنیا ہی بن جاتا ہوں کہ اس وقت اجرام فلکی سے باتیں کرتا ہوں اور آسمانوں پر نظر رکھتا ہوں۔ لیکن دن کے وقت عام انسانوں کی طرح بن جاتا ہوں اور اس وقت میں اکثر انسانوں سے بہتر اور بقیہ سے برتر ہوتا ہوں۔"

اور اب مجھے ہیس کے وہ الفاظ یاد آگئے جو اس نے اس پراسرار شخص کی شان میں کہے تھے یعنی یہ کہ کانیک کے دو روپ ہیں یا یہ کہ اس کے بدن میں دو متضاد روحیں ہیں اور مجھے اعتراف کرنا پڑا کہ پست قامت اور زرد رو ہیس اپنے طور پر بڑا ہی زبردست قیافہ شناس تھا۔

کانیک مجھے لے کر اپنے مکان کے برآمدے میں پہنچا جو تقریباً چوکور اور دو کمروں پر مشتمل تھا۔ ان کمروں کے دروازے اور کھڑکیاں ٹربی طرز کی تھیں کھڑکیوں کے کواڑ اور شیشے نہ تھے چنانچہ ان پر چٹائی کے پردے لٹک رہے تھے برآمدے میں شاہ بلوط کی لکڑی کی اونچی پشت والی دو کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔ اس برآمدے میں سے جو منظر نظر آرہا تھا وہ بڑا ہی مسحور کن تھا۔ سامنے تقریباً خشک چشمہ تھا اور اس کے بعد وسیع و عریض میدان چلا گیا تھا جس میں لمبی لمبی گھاس اور جھاڑیاں کھڑی ہوئی تھیں مجھے ایک کرسی میں بٹھا کر کانیک کمرے میں چلا گیا اور واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں برانڈی کی بوتل اور دوسرے میں مٹی کے پیالے تھے۔ اس نے بوتل اور پیالے میرے سامنے رکھ دیئے اور پھر پانی کا ایک گھڑا لے آیا اور اس کے کہنے پر میں نے پیالے میں شراب نکالی اور اس میں حسب ضرورت پانی ملا لیا۔ اس نے بھی اپنے لئے پیالے میں شراب نکالی۔

"میں تو تمہیں بڑا ہی پرہیزگار سمجھ رہا تھا کانیک۔" میں نے کہا۔

"تو پھر مجھے کہنا پڑتا ہے میکومیزن کہ تمہارا حافظہ بڑا کمزور ہے۔ میں نے ابھی چند ہی گھنٹوں پہلے نہیں بتایا تھا کہ میں نہ عیسائی ہوں اور نہ پرہیز گار! دن کے وقت میں سب سے سامنے مسیح پوجتا ہوں اور رات کے وقت یہاں جب میں اکیلا ہوتا ہوں تو مسیح کی نہیں بلکہ اس ستارے کی پرستش کرتا ہوں۔"

اور اس نے انگلی اٹھا کر زہرہ کی طرف اشارہ کیا جو اس وقت آسمانوں میں چمک رہا تھا۔ کانیک نے پیالا اٹھایا' ستارے کے سامنے جھک گیا اور پھر پیالا اپنے ہونٹوں سے لگا لیا۔

"یہ تم بڑا ہی خطرناک کھیل کھیل رہے ہو۔" میں نے کہا۔

"کچھ زیادہ خطرناک نہیں ہے میکومیزن" اس نے کندھے جھٹک کر کہا.... "اس کے علاوہ بستی والے مجھے سے ڈرتے ہیں۔ کیونکہ میں وچ ڈاکٹر ہوں۔"

"جہاں تک ڈرنے کا سوال ہے تو اس کے متعلق یہ ہے کہ تم خود بھی بستی والوں سے ڈرتے ہو۔"

"یہ تم نے شاید غلط نہیں کہا میکومیزن' میں بھی کبھی کبھی ان لوگوں سے ڈرنے لگ جاتا ہوں۔" کانیک نے اعتراف کیا۔ "کیونکہ اس وچ ڈاکٹر کے بھی جو اپنی مرضی یا اپنے جادو سے پانی برساتا ہے' پیٹ ہوتا اور اس علاقے کے لوگ بڑے قاتل قسم کے زہروں سے واقف ہیں خصوصاً عورتیں اور میکومیزن یہ بات بستی والے بھولے نہیں ہیں کہ میں ایک غلام تھا لیکن اب آقا بن بیٹھا ہوں۔"

"تم مجھ سے کیا چاہتے ہو۔ میں نے اچانک پوچھا۔

"تمہاری مدد میکومیزن' میں یہاں سردار ہوں اور امیر بھی بن گیا ہوں۔ اس کے باوجود میں یہاں سے نکل جانا چاہتا ہوں۔"

"تو پھر نکل جاؤ۔ کون سی چیز مانع ہے؟"

"بہت سی چیزیں میکومیزن' بلکہ میرا یہاں سے نکلنا تقریباً ناممکن ہے اگر میں نے یہاں سے جانے کو کوشش کی تو بطور ایک غدار کے مجھے قتل کردیا جائے گا۔ یہ حقیقت کا درخت



ہے چنانچہ مجھ سے اس درخت کے پتے شمار کرنے کے لئے نہ کہو اور نہ یہ پوچھو کہ اس کی جڑیں کہاں ہیں۔"

"بہرحال حقیقت کا یہ درخت عظیم الشان اور کافی گھنا معلوم ہوتا ہے۔ لیکن تم مجھ سے کیا چاہتے ہو کانیک؟"

"میکومیزن! میں نے آج سہ پہر کے وقت ہی کہا نہیں تھا کہ تمہاری شہرت تمہارا نام مجھ تک پہنچ گیا ہے اور یہ کہ تمہارے متعلق مجھے بہت سی باتیں معلوم ہوئی ہیں؟ اور یہ میں نے غلط نہیں کہا تھا آقا میں فریبی اور دھوکے باز نہیں ہوں رویا مجھے بھی نظر آتے ہیں جس طرح کہ میرے اجداد کو نظر آیا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ میں انگوئی کو دیکھ چکا ہوں اور جو انگوئی کو دیکھ لیتا ہے اسے دیوی کے علم کا کچھ حصہ مل جاتا ہے۔ آقا مجھ سے خواب میں کہا گیا تھا کہ میں تمہاری مدد حاصل کروں"

"تو اسی لئے تم نے اس طرح کے ایک قبیلے کے ذریعہ میرا راستہ بند کردیا تھا کہ میں اپنا راستہ بدل کر تمہاری بستی میں آجاؤں؟"

"ہاں آقا۔ لیکن حیران ہوں کہ میرا یہ راز تم سے کس نے کہا! یا تو کسی عورت نے کہا ہوگا یا پھر تمہارے اس پست قامت اور زرد رو ملازم نے کہا ہوگا۔ جو نیند میں بھی اپنی ایک آنکھ اور دونوں کان کھلے رکھتا ہے اور جو سانپ کی طرح پھرتیلا ہے۔ ہاں تو آقا میکومیزن! یہی خواب تھا۔ جس کی وجہ سے میں تمہیں یہاں لایا ہوں۔"

"تم مجھ سے کیا چاہتے ہو؟" میں نے بے چینی سے پہلو بدل کر پھر پوچھا۔ "جو کچھ کہنا ہے صاف صاف لفظوں میں کہہ دو کہ میں کوئی فیصلہ کرسکوں۔"

وہ اٹھا اور برآمدے کے کنارے پر جا کھڑا ہوا اور اس نے اپنی نگاہیں ستارہ شام پر مرکوز کردیں جیسے وہ اس سے شگون لے رہا ہو اور پھر اس نے میری طرف گھوم کر جواب دیا۔

"میکومیزن! تم ایک سرفروش اور مہم جو شخص ہو۔ تم کبھی کسی ایک جگہ ٹکتے نہیں۔ نئے لوگوں' نئے مذاہب اور عجیب رسومات سے تمہیں دلچسپی ہے اور ان کے مطالعہ کے

لئے تم نے دور دراز کے سفر کئے ہیں۔ تم نے اس خفیہ اور مقدس تالاب کے متعلق بھی کچھ سنا ہے جس کا نام مون ہے کبھی کسی سفید فام کے قدم وہاں تک نہیں پہنچے لیکن تم اس خطے اور اس تالاب کے اسرار معلوم کرنا چاہتے ہو اور میں نے جو کچھ کہا ہے اس نے تمہارا شوق اور بے چینی اور بھی بڑھادی ہے۔ لیکن راہبر کے بغیر تم اس تالاب تک نہ پہنچ سکو گے اور تنہا میں' کیونکہ میں اس تالاب اور اس کے اسرار کے پاسبانوں سے تعلق رکھتا ہوں' تمہیں وہاں تک پہنچا سکتا ہوں اب کہو میکومیزن! کہ تم مجھے اپنے ساتھ لے چلو گے؟"

"کانیک' میرے دوست" میں نے کہا۔ "تم الٹے ہاتھ سے سیدھا کان پکڑ رہے ہو۔"

"میں سمجھا نہیں میکومیزن۔"

"میں وہاں جانا چاہتا ہوں یا نہیں یہ میرا اپنا معاملہ ہے لیکن تم ضرور اس پراسرار خطے میں جانا چاہتے ہو اور معلوم ہوتا ہے کہ تم میرے بغیر اپنے لوگوں تک اور اپنے وطن تک نہیں پہنچ سکتے۔"

"یہ تم نے غلط نہیں کہا میکومیزن' تم بہت جلد کسی کی دلی کیفیت کا اندازہ لگالیتے ہو۔" کانیک نے ایک آہ بھر کا کہا۔ "چنانچہ اب میں تم سے کچھ نہ چھپاؤں گا میں اپنے دل کے دروازے کھولے دیتا ہوں میکومیزن' سنو۔ مجھے تالاب مقدس کی سرزمین میں پہنچنا ہے۔ ضرور پہنچنا ہے۔"

"کیوں؟"

"اس لئے میکومیزن کہ جس شخص پر "سائے" کا سایہ پڑ جاتا ہے۔ پھر اس کے لئے سائے کی تلاش لازمی ہوجاتی ہے۔ اسے بہرحال انگوئی کے سائے تک پہنچنا ہوتا ہے چاہے اس عرصے میں سائے کی شکل وصورت بدل ہی کیوں نہ گئی ہو۔ اور میکومیزن! مجھ سے ایک دفعہ نہیں بلکہ تین دفعہ خواب میں کہا گیا ہے کہ اگر میں نے تمہاری مدد کے بغیر سائے تک پہنچنے کی کوشش کی تو مارا جاؤں گا۔ چنانچہ میکومیزن! میں التجا کرتا ہوں کہ میری مدد کرو۔"



اور اب میری کاروباری حس اچانک بیدار ہوگئی۔ اکثر لوگ نہیں جانتے چنانچہ یہاں میں یہ اعتراف کئے لیتا ہوں کہ میں سخت کاروباری قسم کا آدمی ہوں۔"

"دیکھو کانیک" میں نے کہا۔ "میں اس طرف محض اس لئے آیا ہوں کہ میں نے سن رکھا ہے کہ اس علاقے کے دوسری طرف ہاتھیوں کی کثرت ہے اور تم جانتے ہو کہ میں پیشہ ور شکاری ہوں چنانچہ میں اس پراسرار تالاب کے درشن کو نہیں آیا یہ اور بات ہے کہ اگر وہ میرے راستے میں پڑتا تو میں بر سرراہ اسے بھی دیکھ لیتا۔ چنانچہ اب معاملہ اس طرح ہے اگر میں نے تمہارے ساتھ یہ سفر کیا' جو بقول تمہارے بہت زیادہ مشکل اور خطرناک ہے' تو پھر کانیک مجھے اس کا معاوضہ ملنا چاہئے۔ منہ مانگا معاوضہ۔"

اور میں نے اسے گھور کر دیکھا۔

"ٹھیک ہے میکومیزن' اس دنیا میں معاوضے یا رشوت کے بغیر کوئی کام نہیں ہوسکتا۔ اچھی بات ہے میرے پاس ایک سو سنہری سکے ہیں۔ انگریزی سکے جو میں نے برسوں میں جمع کئے ہیں۔ جب ہم مقدس تالاب کی سرزمن میں پہنچ جائیں گے تو یہ کل رقم تمہاری ہو گی۔"

میں ایک دم سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"سو سنہری سکے! جو مجھے اس وقت ملیں گے جب ہم تالاب کی سرزمین میں پہنچ جائیں گے۔ واہ! بہت خوب۔ راستہ پر خطر ہے چنانچہ میں تو سمجھتا ہوں کہ نہ ہم منزل پر پہنچیں گے اور نہ ہی یہ رقم مجھے ملے گی۔ کانیک! یہ تم میری توہین کررہے ہو۔ آخر تم نے مجھے سمجھ کیا رکھا ہے۔ شب بخیر۔ کل صبح میں یہاں سے چلا جاؤں گا۔"

اور میں نے ایک قدم آگے بڑھایا

"آقا!" کانیک نے میرے کوٹ کا دامن پکڑلیا۔ "اپنے غلام پر غصہ نہ کیجئے جو کچھ میرے پاس ہے سب تمہارا ہے۔"

"ہاں۔ اب آئے راہ پر۔" میں نے کہا۔ "کیا ہے تمہارے پاس؟"

"میں ہاتھی دانت کی تجارت کرتا ہوں اور اس کا کافی ذخیرہ میں نے دفن کر رکھا

ہے۔"

"کتنا ہے یہ ذخیرہ؟"

"ایک سو ہاتھیوں کے دانت ہیں۔ میں انہیں آئندہ چاند (مطلب آئندہ ماہ) ساحل کی طرف بھجوا دینا چاہتا ہوں۔ اگر تم چاہو تو اس میں سے کچھ......"

"کچھ؟" میں نے کہا۔ "تمہارا مطلب ہے سب کا سب ہاتھی دانت اور وہ سو پونڈ فوری خرچ کے لئے۔"

کانیک نے اپنے دیدے گھمائے' ایک ٹھنڈا سانس لیا اور جواب دیا۔

"بہت اچھا میکومیزن! یونہی سہی۔ آئندہ کل ہاتھی دانت تمہیں دکھا دیا جائے گا۔"

کانیک اٹھ کر پھر کمرے میں گیا اور ٹاٹ کی ایک تھیلی لئے واپس آیا۔ اس نے تھیلی کا منہ کھول کر مجھے دکھائی کہ وہ سکوں سے بھری ہوئی ہے۔

"آقا! لیجئے پیشگی رقم۔" اس نے کہا

ایک بار پھر میری کاروباری حس بیدار ہوگئی۔ میں نہ جانتا تھا کہ ہاتھی دانت کتنی قیمت کا ہے چنانچہ اگر میں نے اس وقت اس تھیلی کو چھوا بھی تو پھر سودا طے ہوجائے گا۔ پھر چاہے ہاتھی دانت کسی بھی قیمت کا نہ ہو۔

چنانچہ میں نے تھیلی کو ایک طرف ہٹاتے ہوئے کہا۔

"پہلے میں ہاتھی دانت دیکھ لوں اس کے بعد سودا طے کرسکوں گا۔ اس سے پہلے نہیں۔ اب میں چلتا ہوں۔ شب بخیر۔"

دوسرے دن صبح ایک پیغامبر کانیک کا پیغام لے کر آیا۔ موخرالذکر نے مجھے طلب کیا تھا۔ اس دفعہ میں اکیلا کانیک کے پاس نہ گیا۔ بلکہ میں نے ہیس کو بھی اپنے ساتھ لے لیا۔ صورت حال سے میں اسے آگاہ کرچکا تھا۔ چنانچہ افریقہ کے اس بقراط نے مجھے چند ہدایات دینا ضروری سمجھا۔

"باس ذرا بھی ڈھیلی ڈوری نہ چھوڑنا۔" وہ بولا۔ "بڑی سختی اور بے پروائی کا ثبوت دینا اور اپنی بات پر اڑے رہنا۔ یہ واقعی بڑے افسوس کا مقام ہے باس کہ تم ان پرتگالیوں کی



طرح عورتوں کی تجارت نہیں کرتے کیونکہ اس کانیک کے پاس بڑی عمدہ لڑکیاں ہیں۔ اگر تم اپنی اجرت میں یہ لڑکیاں بھی مانگ لو تو پھر باس ہم عمر بھر کے لئے فکر معاش سے بے فکر ہوجائیں۔ سنو باس! مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم کانیک سے کچھ زیادہ اجرت طلب کرسکتے ہو۔ کیونکہ یہ کانیک یہاں سے نکل بھاگنا چاہتا ہے اور اگر اسے زندہ رہنا ہے تو پھر اسے اس منحوس بستی سے جلد از جلد نکل جانا چاہئے اور باس اس کا تو مجھے یقین ہے کہ تمہاری مدد کے بغیر وہ ایک قدم بھی اٹھاتے ڈرتا ہے۔

"بکواس بند کرو۔" میں نے کہا حالانکہ ہیس کہہ رہا تھا وہ غلط نہ تھا اور اس نے جو نتیجہ اخذ کیا تھا وہی نتیجہ میں بھی اخذ کرچکا تھا۔

جب ہم "محل" کے دروازے کے سامنے پہنچے تو پہلے کی طرح اس دفعہ بھی کانیک نے ہی دروازہ کھولا۔ اس نے ہیس کی طرف مشکوک نظروں سے دیکھا لیکن منہ سے کچھ نہ کہا۔ محل کے احاطے میں اور باڑھ سے لگاکے بڑی ترتیب سے ہاتھی دانت کھڑے کروئیے گئے تھے۔ ہاتھی دانت کو دیکھتے ہی میری آنکھیں خوشی سے چمکنے لگیں کیونکہ بے حد عمدہ اور قیمتی ذخیرہ تھا وہ' چند ہاتھی دانت غالباً ایک عرصے سے دفن تھے اس لئے ذرا سیاہ پڑگئے تھے اور اس ذخیرے میں تین چار ہاتھی دانت تو اتنے بڑے تھے کہ ایسے ہاتھی دانت میں نے آج تک نہیں دیکھے تھے ہیس جو ہاتھی دانت کا ماہر پرکھیا تھا۔ ایک ایک ہاتھی دانت کو غور سے' چھو کر اور ہلا جلا کے دیکھنے لگا۔ اس معاملے میں کافی وقت لگ گیا۔ چنانچہ اس عرصے میں میں نے اس پورے ذخیرے کی قیمت ذہن میں لگائی۔ باربرداری' ساحل تک لے جانے اور جہاز پر چڑھانے کا خرچ نفی کرکے میں اس کی قیمت سات سو پونڈ لگائی۔ جو بازار کے بھاؤ سے پچیس فیصد کم ہی تھی۔ رہا ہیس تو اس نے قیمت کا تخمینہ اور بھی زیادہ لگایا۔

اب میرے اور کانیک کے درمیان سودا طے ہونے لگا۔ کافی بحث مباحثہ کے بعد جو شرائط طے ہوئیں اور جو میں نے ایک کاغذ پر لکھ دیں وہ یہ تھیں۔

(ا) میں کانیک کے ساتھ واباند لینڈ جاؤں گا۔ اور اسے اس کے وطن تک پہنچا دوں گا۔ البتہ اگر راستے میں میں بیمار پڑگیا یا کسی حادثے کی وجہ سے میں سفر کے قابل نہ رہا تو پھر

میں بری الذمہ ہوں گا' کانیک مجھے مجبور نہ کرے گا۔ اور میں جس طرف چاہوں گا چلا جاؤں گا۔"

(۲) میری اس خدمت کے عوض کانیک ہاتھی دانت کا کل ذخیرہ مجھے دے دیگا یہ کل ذخیرہ مجھ سے کسی بھی قسم کا معاوضہ لئے بغیر زنجی بار میں میرے ایجنٹ کے پاس بھجوا دے گا (اس شخص پر مجھے پورا بھروسا تھا) میرا یہ ایجنٹ ہاتھی دانت فروخت کرکے ڈربن کے بینک میں میرے نام پیسے جمع کروا دے گا۔

اس کے علاوہ کانیک نے سو سنہری سکوں کی وہ تھیلی مجھے اسی وقت دے دی۔ اس وقت تو یہ تھیلی حاصل کرکے مجھے بے حد مسرت حاصل ہوئی لیکن بعد میں خاصا افسوس ہوا کیونکہ جنگلوں اور وحشتناک مقامات میں یہ سونا میرے لئے کنکروں کی طرح محض بیکار تھا۔ اس کے علاوہ کانیک نے مجھے اپنے وطن تک لے جانے کی ذمہ داری لی اور اس کا بھی وعدہ کیا کہ وہاں میرا استقبال کیا جائے گا اور جہاں تک اس کے اختیار میں ہوگا۔ میری حفاظت کرے گا۔

"ہیس!" میں نے کہا کیونکہ وہاں سوائے ہیس کے کوئی اور تھا ہی نہیں جس سے میں گفتگو کرسکتا۔ "سودا برا نہیں رہا۔ کیوں؟ بے حد اطمینان بخش کاروبار کیا ہے میں نے۔ چنانچہ مجھ سے ایک سبق سیکھ لو یعنی جب لوہا گرم ہو تو ہتھوڑا مارو نتیجہ خاطر خواہ برآمد ہوگا۔ کل کانیک شاید اپنا ارادہ بدل کر بہت کم معاوضہ پیش کرتا۔"

"ہاں باس بڑا عمدہ سودا کیا ہی لیکن باس جب لوہا بہت گرم ہوتا ہے اور اس پر ہتھوڑا مارا جاتا ہے تو اکثر دفعہ یوں ہوتا ہے کہ اس سے چنگاریاں اڑ کر ہتھوڑا مارنے والے کو اندھا کردیتی ہیں= میں تو سمجھتا ہوں باس کہ اگر تم نے رسی کھینچ کر پکڑی ہوتی تو کل کانیک دگنی اجرت پیش کرتا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ اب بھی اس نے بہت سا ہاتھی دانت کہیں دفن کر رکھا ہے اگر باس نے مجھ سے سبق لیا ہوتا۔ یعنی میرے مشورے پر عمل کرکے ذرا صبر سے کام لیا ہوتا تو پھر سودا اور بھی اچھا رہتا میں نے کہا نہیں تھا باس کہ کانیک یہاں سے نکلنا چاہتا ہے اور تمہاری مدد حاصل کرنے کے لئے وہ بہت کچھ پیش کرسکتا ہے؟"



"بہرحال ہیس" میں نے قدرے بوکھلا کر کہا۔ "معاوضہ کم نہیں ہے۔"

"اس کا انحصار تو اس پر ہے کہ باس نے اپنی زندگی کی کیا قیمت لگائی ہے۔" ہیس نے بڑی سنجیدگی سے کہا۔ "میں کہتا ہوں باس کہ جب آدمی مرجاتا ہے تو پھر تمام دنیا کے ہاتھیوں کا ہاتھی دانت بھی اس کے کسی کام نہیں آتا کیونکہ باس ہاتھی دانت سے تابوت بھی نہیں بنایا جاسکتا۔"

"کیا مطلب؟" میں نے غصے ہوکر پوچھا۔

"کچھ نہیں باس سوائے اس کے کہ ......"

"کیا؟"

"میں سمجھتا ہوں کہ اس سفر کے ختم ہونے سے پہلے ہی ہم دونوں تمہارے والد کے پاس آسمان پر پہنچ جائیں گے اور تم نے یہ بھی سوچا ہے باس کہ یہ ہاتھی دانت ساحل تک پہنچے گا یا نہیں؟"

"نہیں پہنچے گا! کیوں؟"

"بات یہ ہے باس کہ کانیک بھی ایک ماہر قسم کا تاجر ہے چنانچہ وہ یہ انتظام کرلے گا راستے میں یہ ہاتھی دانت لوٹ لیا جائے اور بعد میں اس کے پاس پہنچا دیا جائے اگر اس کی جگہ ہم ہوتے تو ہم بھی ایسا ہی کرتے۔ البتہ باس نے وہ سو سنہری سکے تو اپنے قبضے میں کرلئے ہیں اور جب ہم بھوکوں مررہے ہوں گے تو انہیں کھا کر اپنی بھوک مٹا سکیں گے یا پھر کانیک کی اس تالاب والی دیوی کو رشوت دے سکیں گے یا پھر......"

اب میرے صبر کا پیمانہ لبریز ہوکر چھلک گیا اور میں ہیس کی طرف گھوم گیا کہ اور کچھ نہیں تو کم سے کم اس کے زرد گال پر ایک چانٹا ہی رسید کردوں لیکن وہ میرا ارادہ سمجھ کر مسکراتا ہوا میرے سامنے سے ٹل گیا اور خود مجھے اپنا کھانا لگانا پڑا۔ اور یہ کھانا مجھے زہر معلوم ہورہا تھا کیونکہ جب میں نے ہیس کی باتوں پر غور کیا تو مجھے اس کی باتیں صحیح معلوم ہوئیں۔ میں واقعی ایک جال میں پھنس گیا تھا۔ میں ایک انجانے سفر پر جانے والا تھا جس کے خطرات کا مجھے کوئی اندازہ نہ تھا اور میرا ساتھی وہ پراسرار شخص تھا جس سے میں پوری

طرح واقف نہ تھا اس کے علاوہ میں نے معاوضہ وصول کرکے اپنے آپ کو گویا کانیک کے ہاتھ بیچ دیا تھا اور اب میں اس کا نہیں بلکہ وہ میرا آقا تھا۔ ہو سکتا تھا کہ میں اس ہاتھی دانت کو یا اس سے حاصل شدہ رقم کو کبھی نہ دیکھ سکوں لیکن، سکوں کی وہ تھیلی میری جیب میں تھی۔ جو اس وقت مجھے شیشے کے ایک ڈلے کی طرح بوجھل اور بیکار معلوم ہو رہی تھی۔

کاش کہ میں نے یہ سودا کیا ہی نہ ہوتا۔ میرا جی چاہا کہ میں سکوں کی یہ تھیلی ہیس کے ساتھ کانیک کو واپس بھجوا دوں لیکن چند در چند وجوہات کی بنا پر میں اپنے اس ارادے سے باز رہا۔ اس میں سب سے اہم وجہ تو یہ تھی کہ مجھے شک تھا کہ یہ تھیلی کانیک کے پاس نہ پہنچے گی۔ ہیس پر مجھے اعتبار تھا اور وہ چور بھی نہ تھا۔ لیکن میں اس کے اصول یا یوں کہئے کہ وضعداری سے بھی واقف تھا اور کسی کی دی ہوئی چیز اسے لوٹا دینا ہیس کے نزدیک وضعداری کے خلاف تھا۔ ہیس یہ تھیلی یا تو دفن کر دیتا کسی جگہ یا کانیک کی اس حاسد بیوی کو دے دیتا۔ جس سے وہ معلومات حاصل کیا کرتا تھا لیکن وہ کانیک کو کبھی نہ دیتا اس کا مجھے یقین تھا حالانکہ میں خود جا کر یہ تھیلی اسے دے آؤں۔

اور پھر اچانک میرا ارادہ اور مزاج بدل گیا۔ اس تبدیلی کی وجہ یا تو یہ تھی کہ میں کسی کے اثر میں آگیا تھا یا پھر یہ تھی کہ میں نے خوب ڈٹ کر کھانا کھایا تھا اور کھانا بے حد لذیذ بنا تھا۔ ہم انسانوں کی یہ کمزوری رہی ہے کہ جب ہمارا پیٹ بھرا ہوا ہوتا ہے تو ہم زندگی کو ایک دوسری نظر سے دیکھتے ہیں۔ مختصر یہ کہ زندگی کے کاروبار اور بشاشت کا تعلق بھی بہت حد تک ہمارے پیٹ سے ہے اور اب جو میں نے سوچا جو یوں تھا۔

"ایلن کواٹر مین تم نہ صرف گاؤدی ہو بلکہ بزدل بھی ہو۔ مہم جوئی تمہاری سرشت میں داخل ہے تم نے افریقہ کے گمنام خطوں میں قدم زنی کی ہے۔ بڑے بڑے خطرات کو خاطر میں نہیں لائے اور اب ایک پست قامت اور زرد رو افریقی کی باتوں میں آکر قدم پیچھے ہٹانا چاہتے ہو؟ اگر تم نے کانیک کی پیش کش ٹھکرا دی اور ہیس کے مشورے پر عمل کرکے ساحل کی طرف چل دیئے تو پھر یہی ہیس تمہارا مذاق اڑائے گا۔ کیونکہ خود ہیس نے مجھ



جو طبیعت پائی ہے۔"

اس کے علاوہ قسمت کے لکھے سے بھاگنا بھی حماقت تھی کیونکہ بقول ہیس کے ہم اسی طرف جائیں گے جس طرف قسمت ہمیں لے جائے گی اور میری قسمت میں یہ لکھا تھا کہ میں کانیک سے نقد اور ہاتھی دانت کی صورت میں معاوضہ حاصل کرلوں چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اب اس پر افسوس اور انجام کی فکر کرنا فضول تھا۔ چنانچہ میں نے فیصلہ کیا کہ میں بہرحال کانیک کے ساتھ اس کے قبیلے وابانڈا میں مون تالاب کی سرزمین میں جاؤں گا...... اور اگر میں وہاں تک نہ پہنچ سکا تو؟ تو ظاہر ہے کہ اس سے کوئی فرق نہ پڑ جانے والا تھا۔ زندگی کے سفر کا خاتمہ ایک نہ ایک دن ہونا ہی ہے پھر یہ خاتمہ آج ہو یا کل یا مہینے بعد یا ایک برس بعد ـــــ بہرحال اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

میں نے ہیس کو بلا بھیجا۔ وہ فوراً حاضر ہو گیا۔

اس وقت وہ بے حد سنجیدہ اور فرماں بردار معلوم ہو رہا تھا۔

"ہیس!" میں نے کہا۔ "میں نے کانیک کے ساتھ وابانڈا لوگوں میں جانے کا فیصلہ کرلیا ہے اب اگر تم نے مجھے روکنے کی کوشش کی تو میں تم سے خفا ہو جاؤں گا اور تمہیں ہاتھی دانت کے ساتھ چلتا کردوں گا۔"

"ٹھیک ہے باس۔" اس نے بڑی ملائمت سے کہا۔ "اور باس کانیک سے روپیہ اور ہاتھی دانت وصول کرلینے کے بعد تم کوئی اور فیصلہ کر بھی نہ سکتے تھے۔ لیکن باس کانیک نے یہ نقد رقم لڑکیاں بیچ کر جمع کی ہے۔ خیر اس سے ہمیں کیا اور پھر میں باس کو روکنے والا ہوتا کون ہوں؟ باس! میں خود اس منحوس بستی سے جلد از جلد نکل جانا چاہتا ہوں کیونکہ کانیک کی وہ حاسد بیوی، جو مجھے سب کچھ بتادیتی ہے، اب مجھے پسند کرنے لگی ہے۔ چنانچہ جب بھی وہ مجھے دیکھتی ہے تو اپنے دیدے گھماتی ہے اور اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنے پیٹ کو دبانے لگتی ہے اور باس اس کی یہ حرکتیں مجھے ـــــ پتہ نہیں کیا کردیتی ہیں۔ بس یوں سمجھو باس کہ اسے ایسی حرکتیں کرتے دیکھ کر مجھے متلی ہونے لگتی ہے۔"

"تمہارا مطلب ہے تمہیں دیکھ کر اسے متلی ہونے لگتی ہے۔" میں نے کہا۔

"نہیں باس۔ اگر ایسا ہوتا تو پھر باس مجھے اور چاہیئے ہی کیا تھا۔ اب اگر باس کو میں نے اس سفر کے خطرات سے آگاہ کیا تھا۔ تو اس کا مطلب یہ نہ تھا کہ میں ان خطرات سے ڈرتا ہوں۔ نہیں باس۔ بات صرف اتنی تھی کہ باس کے والد باس کو میرے حوالے کر گئے ہیں چنانچہ اب یہ میرا فرض ہو جاتا ہے کہ اگر باس کے قدم غلط راستے پر اٹھنے لگیں تو میں سیدھے راستے پر لے آؤں۔"

میں ایک دم سے غصے کے عالم میں اٹھ کھڑا ہوا چنانچہ ہیس نے جلدی سے کہا۔

"اب میں سمجھتا ہوں کہ باس مجھے ہاتھی دانت کے ساتھ نہ بھیج دیں گے۔ باس! تم تو میری کمزوری سے واقف ہی ہو چنانچہ اگر خود تم نے مجھے اپنے سے علیحدہ کردیا تو میں غم غلط کرنے کے لئے بے تحاشا پینے لگ جاؤں گا۔ بلکہ شاید مر بھی جاؤں۔"

اور پھر جب ہیس نے دیکھا میں اسے واپس بھیجنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا تو اس نے فوراً جھک کر میرا ہاتھ چوم لیا۔ میں ہنس پڑا۔

اور جب وہ جارہا تھا تو جھونپڑی کے قریب پہنچ کر بولا۔

"میں سمجھتا ہوں اس نے اپنا وصیت نامہ تیار کرلیا ہوگا اور اگر باس چند رخصتی اور اب جنت میں ملاقات ہوگی قسم کے خط کسی کو لکھنا چاہتے ہوں تو لکھ لیں تاکہ انہیں بھی ہاتھی دانت کے ساتھ بھیج دیا جائے۔"



# گرفتاری

ہاتھی دانت کو ساحل تک بھیجنا اور خود سفر کی تیاریوں کی تفصیلات بیان کرنے کا نہ یہ موقع ہے اور نہ وقت۔ چنانچہ میں صرف اتنا ہی کہہ دینا کافی سمجھتا ہوں کہ ہمارا ہاتھی دانت اور کانیک کا ہاتھی دانت بھی' جو کافی تھا' بار برداروں کے کندھوں پر لدھوا کر زنجیبار اور میرے ایجنٹ کے پاس پہنچ گیا۔ موخرالذکر نے میری ہدایت کے مطابق اسے فروخت کردیا اور اپنا کمیشن وضع کرکے جو رقم ڈربن کے بینک میں میرے نام جمع کرائی وہ میرے تخمینے سے کئی گنا زیادہ تھی۔ چنانچہ اس معاملے میں تو کانیک نے بڑی ایمانداری کا ثبوت دیا تھا۔

رہا یہ سوال کہ اس بقیہ ہاتھی دانت کا کیا ہوا جو کانیک کا تھا تو اس کے متعلق میں کچھ نہیں جانتا اور نہ ہی میں نے اس کے متعلق تحقیقات کی۔ اگر یہ ہاتھی دانت بھی فروخت کردیا گیا تھا تو پھر اس کی قیمت کسی کو مفت میں ہی مل گئی کیوں کہ کانیک یہ رقم حاصل کرنے کے لئے اب کبھی نہ آئے گا۔

اس کاررواں کے روانہ ہونے کے بعد ہم بھی سفر کی تیاریوں میں مصروف ہوگئے۔ یہاں میں یہ بتادوں کہ میری جماعت بے حد مختصر تھی۔ میرے ساتھ میرے دو بندوق بردار تھے۔ دونوں کے دونوں عمدہ شکاری اور نشانے باز تھے۔ یہ دونوں سن چکے تھے کہ میں افریقہ کا بہترین شکاری ہوں چنانچہ یہ دونوں زنجیبار سے میری ملازمت میں داخل ہوگئے تھے۔ ان میں سے ایک حبش کا باشندہ تھا اور اس کا نام اس قدر اٹا پٹا تھا کہ میری زبان پر چڑھا ہی نہیں چنانچہ میں نے اپنی سہولت کی خاطر اسے "ٹام" کہنا شروع کردیا۔ لیکن افریقہ کے کافروں نے جو لقب دیا وہ تھا "چھلنی" اور وجہ اس کی یہ تھی کہ اس کا چہرہ چیچک کے داغوں سے بھرا ہوا تھا۔

دوسرا دوغلی نسل سے تھا اس کی ماں سوالی تھی لیکن باپ یا تو کوئی عرب تھا یا پھر انگریز کیونکہ اس کی چال ڈھال اور طور طریقے انگریزوں کے سے تھے= چہرہ بیضوی اور بال تقریباً سیدھے اور بہت حد تک سرخ تھے اس نے کسی مشن اسکول میں تعلیم حاصل کی تھی چنانچہ

اس نے بڑے فخر سے بڑی شائستہ انگریزی میں بتایا کہ اس کا نام برمیاہ جیکسن تھا۔ اسے معلوم ہی نہ تھا کہ اس کا باپ کون تھا اس کی ماں تو وہ اسے پانچ برس کا چھوڑ کر مرگئی تھی۔ اس کا نام میں نے ٹام کی مناسبت سے "جیری" رکھا۔ ان دونوں سے میرے بہت حد تک دوستانہ تعلقات قائم ہوچکے تھے لیکن ہیس ابتدا میں ان سے گھل مل نہ سکا غالباً اس لئے کہ اسے ان دونوں پر حسد آتا تھا۔

ان دونوں کو میں خاصی اجرت یا تنخواہ دے رہا تھا تاہم وہ میرے ساتھ ہاتھیوں کے شکار کو آئے تھے نہ کہ میرے ساتھ ایک طویل اور پرخطر سفر پر روانہ ہونے۔ ظاہر ہے کہ یہ سفر اور اس میں میرا ساتھ دینا ان کے فرائض میں داخل نہ تھا چنانچہ میں نے انہیں سب کچھ بتا کے ہاتھی دانت کے کارواں کے ساتھ زنجبار بھیج دینا مناسب سمجھا۔

لیکن جب میں نے اپنے اس ارادے کا ذکر ان کے سامنے کیا تو ٹام نے چھوٹتے ہی کہا کہ وہ میرے ساتھ ہی جائے گا۔ خواہ میں دنیا کے آخری سرے تک ہی کیوں نہ چلا جاؤں۔ یہاں میں یہ بتادوں کہ ٹام فطرتاً مہم جو تھا۔ لیکن جیری ٹام کی بہ نسبت ذرا جھلا تھا۔ چنانچہ وہ اپنی بیوی کی باتیں کرنے لگا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے وہ الگ ہوگیا تھا' اور پھر اپنی اس بیٹی کے متعلق کچھ کہا جو ایک مشن اسکول میں تعلیم حاصل کررہی تھی۔ ہیس وہاں موجود تھا۔ چنانچہ اس نے جیری پر فقرے چست کرنے شروع کردیئے اور آخر میں کہا کہ اسے تو گھر کی گھونس بن کر بیٹھے رہنا اور بچے کھلانے چاہئیں۔ اس پر جیری کو جوش آگیا اور اس نے اعلان کیا کہ وہ بھی میرے ساتھ چلے گا اور یہ کہ بہت جلد معلوم ہوجائے گا کہ کون بچے کھلانے کے قابل ہے۔ وہ یا ہیس۔

جب یہ معاملہ طے ہوگیا تو میں نے ان دونوں کا شکریہ ادا کیا اور انہیں بتایا کہ کاٹنگ نے مجھے نقد رقم بھی دی ہے اور پھر کہا کہ چونکہ یہ سفر خطرناک معلوم ہوتا ہے اس لئے میں اس رقم کے تین حصے کرکے ایک حصہ جیری' ایک ہیس کو دے دوں گا۔ اس پر ان تینوں نے بڑی گرمجوشی سے میرا شکریہ ادا کیا لیکن جیری نے بڑی اداسی سے کہا کہ یہ رقم اس کی بیٹی کی زندگی بنانے میں بڑی معاون ثابت ہوسکتی ہے۔ لیکن ــــ اس نے کہا ــــ



وہ اپنے حصے کی رقم حاصل کرنے کے لئے شاید زندہ نہ رہے گا۔

"تم لوگوں نے میرا مطلب سمجھا نہیں۔" میں نے کہا۔ "یہ رقم میں تمہیں اسی وقت دینا چاہتا ہوں تاکہ تم اسے کسی معتبر آدمی کے ذریعہ جس کو چاہو بھجوا دو مجھے تم دونوں پر اعتبار ہے اور میں جانتا ہوں کہ تم آخر تک میرا ساتھ دوگے۔"

اس پر ٹام اور جیری نے حیرت کا اظہار کیا' میری اس دریا دلی اور میرے اس اعتبار کا شکریہ ادا کیا اور قسمیں کھا کر مجھے یقین دلایا کہ وہ آخر تک میرا ساتھ نہ چھوڑیں گے۔ ہیس ایک طرف کھڑا اپنا ہیٹ ہاتھوں میں گھما رہا تھا اور اس کے بدصورت چہرے پر عجیب قسم کی مسکراہٹ ناچ رہی تھی۔

"کیوں ہیس! تم میرا شکریہ ادا نہ کرو گے؟" میں نے پوچھا۔

"نہیں باس۔ میں اپنا حصہ نہیں لے رہا چنانچہ بیکار ہی شکریہ ادا کرنے سے کیا فائدہ؟" وہ بولا۔ "میں ان دو شکاریوں کی طرح کرائے کا ٹٹو تو ہوں نہیں بلکہ میں تو باس کا محافظ ہوں اور یہ عہدہ مجھے کسی اور نے نہیں بلکہ خود باس کے والد نے بخشا ہے اور اگر مجھے کسی چیز کی ضرورت ہوئی تو وہ میں باس سے پوچھے بغیر ہی حاصل کرلوں گا کیونکہ اس کا مجھے حق حاصل ہے؟"

اور جب وہ جانے لگا تو میں نے ڈچ زبان میں' جس سے ٹام اور جیری واقف نہ تھے چیخ کر کہا۔

"ہیس! تم الو کے پٹھے اور اول درجے کے حاسد ہو چنانچہ تمہارا حصہ میں ہی رکھ لوں گا۔"

اور یہی میں نے کیا۔ ہیس کی یہ رقم اس وقت تک میرے پاس رہی جب تک کہ خود اس نے یہ رقم مجھ سے طلب نہ کرلی۔ یہاں میں یہ بھی بتادوں کہ ٹام اور جیری کے علاوہ بیس کافر باربردار بھی میرے ساتھ تھے۔ ان لوگوں نے بھی میرے ساتھ چلنے کا فیصلہ کرلیا۔ لیکن میں سمجھتا ہوں بادل نخواستہ۔

ہمارے روانہ ہونے کی تاریخ مقرر کی جاچکی تھی اور جیسے جیسے یہ مقررہ تاریخ قریب

آتی جارہی تھی کانیک زیادہ پریشان اور بے چین ہوتا جارہا تھا اب یہ میں نہ جانتا تھا اور نہ سمجھ ہی سکا تھا کہ اس کی پریشانی اور یہ خوف کس وجہ سے تھا۔ اس نے گاؤں کے بڑوں کو طلب کیا اور گویا دربار لگا کر اعلان کیا کہ وہ میرے ساتھ ہاتھیوں کے شکار کے لئے جانا چاہتا ہے حالانکہ کانیک نے یہ بھی کہہ دیا تھا کہ وہ لوگ خود کسی کو اس کا قائم مقام منتخب کرلیں۔ اس کے باوجود اس کے اس اعلان پر ہر شخص نے خفگی کا اظہار کیا۔ ان لوگوں نے کہا کہ وہ وقت قریب آرہا ہے جب کانیک کو بارش کے لئے "دعا" کرنی ہوگی اور یہ کہ اگر اس وقت وہ گاؤں میں نہ ہوا تو پانی نہ برسے گا۔

یہاں میں یہ بتادوں کہ اس بستی کے لوگوں کا مذہب عجب چوں چوں کا مربہ تھا۔ عیسائیت' اسلام اور افریقہ کی توہم پرستی کا عنصر اس بستی کے ہر شخص میں موجود تھا۔ چنانچہ یہ لوگ نہ تو عیسائی ہی تھے' نہ مسلمان اور نہ افریقہ کے کافر' ایک شخص نے جس کا نام گائیکا تھا' کھڑے ہو کر کانیک کو سخت سست کہا۔

میرا خیال تھا کہ کانیک ایک دم سے غضب ناک ہوجائے گا لیکن یہ دیکھ کر میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ وہ پرسکون رہا اور بڑی ملائمت سے کہا۔

"میں میکومیزن کے ساتھ ہاتھیوں کے شکار پر جانے کے متعلق غور کروں گا اور اس کے بعد تم لوگوں کو اپنے فیصلے سے آگاہ کردوں گا۔"

چنانچہ یہ مجلس مشاورت' جس میں' میں اور ہیس بھی شریک تھے' برخاست ہوگئی۔

"ہیس!" جب ہم اپنے پڑاؤ میں پہنچ گئے تو میں نے کہا۔ "سمجھ میں نہیں آتا کہ اس سارے معاملے کی تہہ میں کیا ہے۔"

"باس کی سمجھ میں تو کچھ نہیں آتا۔" وہ بولا۔ "بات سیدھی اور صاف ہے۔ دراصل گائیکا کانیک کو قتل کرکے اس کی جگہ گاؤں کا سردار بن جانا چاہتا ہے۔"

"اگر ایسا ہی ہے تو پھر اسے خوش ہونا چاہئے کہ کانیک ہمارے ساتھ چل رہا ہے۔ اس کے برخلاف گائیکا نے کانیک کے ہمارے ساتھ آنے کی بڑے زور و شور سے مخالفت کی ہے۔"



"اس کی مخالفت کی وجہ ہے باس۔"

"وہ کیا؟"

"دراصل گائیکا اور گاؤں والے بھی یہی سمجھ رہے ہیں کہ کانیک شکار کے بہانے سے دوسرے قبیلوں میں' خصوصاً ان قبیلوں میں جہاں یہ وچ ڈاکٹر کے طور پر مشہور ہے' کمک حاصل کرنے جارہا ہے تاکہ وہ ان لوگوں کو لے کر آئے اور بستی کے ہر شخص کو قتل کردے۔" باس! ہیس نے آواز دبا کر کہا۔ "بستی والے کانیک کو قتل کرنے کا ارادہ کرچکے ہیں لیکن چونکہ وہ فوری طور پر اپنے اس ارادے کو جامعہ عمل نہیں پہنا سکتے اس لئے وہ نہیں چاہتے کہ کانیک کہیں چلا جائے۔ کیونکہ اگر وہ ایک دفعہ ان کے ہاتھ سے نکل گیا تو پھر یہ لوگ کبھی اس پر قابو حاصل نہ کرسکیں گے۔"

"یہ باتیں تمہیں کہاں سے معلوم ہوئیں؟ اسی عورت نے بتائی ہیں۔ جس سے تم ملا کرتے ہو؟" میں نے پوچھا۔

"چند باتیں تو اسی سے معلوم ہوئی ہیں اور بقیہ ادھر ادھر سے سنی ہیں۔ بات یہ ہے باس کہ میں اپنی آنکھیں اور کان کھلے رکھتا ہوں یعنی اس وقت بھی جب میں سو رہا ہوں۔"

اس دن سہ پہر کے وقت میں نے اپنے تمام باربردار کو کل سامان کے ساتھ بستی سے تین میل دور بھیج دیا اور ایک خاص جگہ کا پتہ دیا کہ وہاں وہ میرا انتظار کریں۔ یہ احتیاطی تدبیر اس لئے کی گئی کہ مجھے خوف تھا کہ کہیں میرا سامان یا اس کا کچھ حصہ چرا نہ لیا جائے۔

چنانچہ اب کانیک کے گاؤں میں ہم چار آدمی رہ گئے تھے یعنی میں ہیس ٹام اور جیری۔

دوسرے دن صبح ہیس حسب معمول میرے لئے کافی لے کر آگیا اور بڑی بے تعلقی سے کہا۔

"باس میرا اندازہ غلط نہ تھا۔ یہاں ایک انقلاب آگیا ہے راتوں رات۔"

"کیسا انقلاب؟"

"گزشتہ رات کانیک کو گرفتار کرلیا گیا۔"

"کیا کہہ رہے ہو؟"

"سچ کہہ رہا ہوں باس! وہ اپنے جھونپڑے میں سو رہا تھا کہ وہ لوگ اندر جا گھسے، اسے پکڑ لیا اور ایک مضبوط رسے سے اس کے ہاتھ پاؤں باندھ دیئے سنا ہے باس کہ گزشتہ کل سہ پہر کے وقت اس کا ایک بزرگ سے جھگڑا ہو گیا تھا بات بڑھ گئی چنانچہ کانیک نے اس شخص کے ایک گھونسہ رسید کردیا یا وہ پتھر مارا جو اس کے ہاتھ میں تھا۔ یہ شخص کانیک بھینسے کی طرح طاقتور ہے چنانچہ وہ دوسرا شخص فوراً تڑپ کر مرگیا۔

میں نے حیرت سے سیٹی بجا کر پوچھا۔

"اب کیا ہونے والا ہے یسں؟"

"اب ہو رہا ہے یہ باس کہ آج صبح کانیک پر مقدمہ چلایا جائے گا...... خون کا الزام ہے اس پر...... اور اسے اس جرم کی سزا سنائی جائے گی۔ ہمیں بھی اس مقدمے میں شریک ہونے کی دعوت دی گئی ہے۔ اب باس بتائیں کہ اس دعوت کا کیا جواب دیا جائے؟"

میرا جی چاہا کہ کہہ دو کہ اس مقدمے اور اس پورے معاملے سے میرا کوئی تعلق نہیں۔ لیکن پھر غور کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ جواب مناسب نہ تھا اول تو اس لئے کہ بستی والے سمجھ لیتے کہ میں ڈر گیا ہوں اور دوم اس لئے کہ میں کانیک سے ہاتھی دانت اور نقد رقم بھی وصول کرچکا تھا چنانچہ ایسے نازک وقت میں اس کا ساتھ چھوڑ دینا نہ صرف بے مروتی بلکہ نمک حرامی بھی تھی چنانچہ میں نے کہلا بھیجا کہ میں اس "مقدمے کی کارروائی" میں اپنے ملازموں کے ساتھ شریک ہوں گا۔

مقررہ وقت پر ہم چاروں پوری طرح مسلح ہو کر گاؤں کی طرف چلے گاؤں کے دروازے پر پہنچے تو معلوم ہوا کہ "بڑوں کی عدالت" اس درخت کی چھاؤں میں لگے گی جس کا نام "درخت مجلس" ہے۔ یہ درخت کافی بڑا، گھنا اور سائے دار تھا اور بستی سے باہر تھا۔ چنانچہ ہم اس درخت کی طرف چلے۔ وہاں پہنچ کر دیکھا کہ بستی کی کل آبادی درخت کے چاروں طرف لیکن اس کے سائے سے باہر بیٹھی ہوئی تھی۔ درخت کی چھاؤں میں بارہ



تھے "امراؤ" بیٹھے ہوئے تھے یہ گویا بستی کے بڑے تھے" میں نے سوچا کہ یہی لوگ اس عدالت کے جج تھے اور یہی لوگ کانیک کی قسمت کا فیصلہ کرنے والے تھے۔ چند امراء زمین پر اور چند پائیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔

جب ہم مجمع میں سے راستہ بناتے آگے بڑھ رہے تھے تو ہر شخص مشکوک نظروں سے ہماری بندوق کی طرف دیکھ رہا تھا۔ بہرحال کسی نے کچھ نہ کہا اور میرے بیٹھنے کے لئے ایک پائی پیش کردی گئی۔ میری نشست عدالت کے ...... بشرطیکہ ہم اسے عدالت کہہ سکیں ...... دائیں طرف اور قدرے فاصلے پر تھی میرے تینوں غلام میرے پیچھے کھڑے ہوگئے۔ ہم سے نہ تو کسی نے بات کی اور نہ ہی ہم نے کسی سے گفتگو کرنے کی کوشش کی۔ چند لمحوں بعد ہی مجمع میں رخنہ سا پڑ گیا لوگ دائیں بائیں دب گئے اور میں نے دیکھا کہ سامنے سے کانیک چلا آرہا تھا۔ اس کے ہاتھ بندھے ہوئے تھے اور چھ سپاہی، جو بھالوں سے مسلح تھے" اسے اپنی حراست میں لئے ہوئے تھے۔ لوگ قدرے نفرت اور حقارت سے کانیک کی طرف دیکھنے لگے اور مجھے یہ سمجھنے میں دیر نہ لگی کہ یہ شخص بستی میں ہردل عزیز نہ تھا۔

درخت کی چھاؤں میں لا کر اسے اس طرح کھڑا کردیا گیا کہ "جج" جو درخت کے تنے سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے" اس کے سامنے میں اس کے دائیں اور تماشائی اس کے بائیں طرف تھے۔ کانیک اس حالت میں بھی عجیب مرعوب کن معلوم ہو رہا تھا۔ وہ خاموش اور پرسکون تھا۔ اس نے چاروں طرف اپنی نظر دوڑائی اور جب اس کی نظر مجھ پر پڑی تو وہ احترام سے قدرے جھک گیا۔ میں نے حیرت سے دیکھا کہ کانیک ذرا بھی خوفزدہ اور پریشان نہ تھا۔

عدالت کی کارروائی شروع ہوئی۔ گانیگا نے اٹھ کر کانیک پر الزامات کی بوچھاڑ کردی۔ اس نے کانیک پر جو الزامات لگائے ان کی فہرست کافی طویل ہے چنانچہ انہیں یہاں شمار کرانا مناسب نہیں سمجھتا۔ خاص اہم بات اس نے یہ کہی کہ کانیک کسی گمنام قبیلے سے تعلق رکھتا تھا غلام تھا جو ان کے سردار کو قتل کر کے خود سردار بن بیٹھا تھا۔ چنانچہ وہ خونی اور غاصب تھا۔ گانیگا نے اب بطور سردار کے اس کی خامیاں "کمزوریاں اور جرائم گنانے

شروع کئے اور اگر گائیکا کی باتوں پر یقین کرلیا جائے تو پھر مجھے کہنا پڑتا ہے کہ کانیک کے جرائم عظیم اور ناقابل عفو تھے۔ ان جرائم میں بے دردی' مظالم' چوری' عورتوں کی خرید فروخت اور پتہ نہیں کون کون سے جرائم شامل تھے اور اس کا آخری جرم یہ تھا کہ اس نے ایک دن پہلے گاؤں کے ایک بزرگ کو ختم کردیا تھا چنانچہ ــــ گائیکا نے کہا ــــ کانیک کو ان جرائم کی سزا ملنی چاہئے اور یہ سزا موت ہی ہوسکتی ہے۔

اب گائیکا بیٹھ گیا اور کانیک سے کہا گیا کہ وہ اپنی صفائی پیش کرے۔

"میرا دشمن مجھے گنہگار ثابت کرچکا اب میرے لئے کیا کہنا باقی رہ جاتا ہے؟" اس نے بڑے سکون سے اور بڑی پراثر آواز میں کہنا شروع کیا۔ "مجھ پر جو الزامات لگائے گئے ہیں وہ صحیح ہیں یا غلط اس کے متعلق تو خود گائیکا ہی جانتا ہوگا۔ البتہ میں اتنا ضرور کہوں گا کہ میرے جن جرائم کی فہرست سنائی گئی ہے وہ اتنی طویل ہے کہ کوئی شخص سو سال کی عمر پا کے بھی اتنے بہت سے گناہ اس دنیا میں تو نہیں کرسکتا۔ بہرحال مجھے اپنی صفائی پیش کرنے کا موقع دیا ہی گیا ہے اس لئے کہتا ہوں کہ میرا جرم صرف اتنا ہی ہے کہ گذشتہ کل کے جھگڑے میں میرے ہاتھ سے ایک شخص مارا گیا۔ اور وہ بھی قصداً اس کی جان نہیں لی گئی ہے۔ وہ شخص خنجر سے مجھ پر حملہ کررہا تھا اور میں نے اپنا بچاؤ کیا۔ خود حفاظتی کوئی جرم نہیں ہے اور پھر یہ بھی ہے کہ میں اس شخص کو جان سے مار ڈالنا نہیں بلکہ صرف زمین پر گرا دینا چاہتا تھا۔ لیکن اگر وہ مرگیا تو اس میں میرا قصور نہیں ہے۔ وہ یا تو کمزور تھا یا پھر اسی بہانے اس کی موت لکھی تھی۔ لوگو! یہ مجھ سے سنو کہ مجھ پر یہ مقدمہ کیوں چلایا جارہا ہے۔ یہ ڈھونگ کیوں رچایا گیا ہے یہ نہ بھولو کہ اگر میں نہ ہوتا تو تم بھی نہ ہوتے' تمہاری یہ بستی اور تمہاری یہ دولت نہ ہوتی۔ میں نے تم کو خاک سے پاک کیا ہے۔ میں نے تمہیں ایک جماعت بنایا ہے۔"

"سنو! یہ گائیکا میری جگہ تمہارا سردار بننا چاہتا ہے۔ بہت اچھا' میں اسے خوش آمدید کہتا ہوں' جان لو کہ میں تم پر حکومت کرتے اور تمہاری حفاظت کرتے کرتے تھک گیا ہوں۔ اب میرے لئے اور کیا کہنا باقی رہ جاتا ہے۔ بس اتنا ہی کافی ہے ایک عرصے سے تم



لوگ میرے قتل کی سازش کررہے ہو۔ اب مجھے اپنے راستے پر جانے دو اور تم اپنے راستے پر جاؤ۔"

"یہ کافی نہیں۔" گائیکا نے چیخ کر کہا۔ "تم کہتے ہو کہ تم اس سفید فام شکاری میکومیزن کے ساتھ ہاتھیوں کا شکار کرنے جارہے ہو۔ میں کہتا ہوں یہ جھوٹ ہے۔ تم دراصل اپنے قبائل کو ہمارے خلاف بھڑکانے جارہے ہو جو ایک عرصے سے ہمارے دشمن چلے آرہے ہیں۔ تم چاہتے ہو کہ وہ قبائل ہماری بستی پر حملہ کردیں اور ہماری لڑکیوں کو اور ہمارے لڑکوں کو غلام بناکر فروخت کردیں۔ ہم جانتے ہیں کہ یہی تم چاہتے ہو' ہم جانتے ہیں کہ یہ تدبیر تم نے ایک عرصے سے سوچ رکھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج تک ہم نے تمہیں اپنی بستی سے باہر کہیں بھی جانے نہیں دیا۔ اور نہ تم اب جاسکو گے۔ نہیں کانیک! تم یہیں رہو گے۔ ہاں اس وقت تک یہیں رہو گے جب تک کہ تمہاری روح تمہارے جسم سے الگ نہیں ہوجاتی۔"

"گائیکا خاموش ہوگیا اور تماشائیوں نے تالیاں پیٹ دیں۔ میں کہہ چکا ہوں کہ کانیک اپنی رعایا میں ہردلعزیز نہ تھا۔ کانیک نے کوئی جواب نہ دیا۔ چنانچہ گائیکا نے ججوں کو مخاطب کرکے کہا۔

"گواہوں کو طلب کرنا فضول وقت ضائع کرنا ہے کیونکہ تم لوگوں میں سے اکثر نے گذشتہ کل کانیک کو جرم کا ارتکاب کرتے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے ہاں دیکھا ہے کہ کس طرح اس نے ہمارے ایک بھائی کو جان سے مار ڈالا اب بتاؤ اور کہو کہ کانیک گنہگار ہے یا نہیں؟"

"گنہگار ہے۔" ججوں نے ایک زبان ہوکر جواب دیا۔

"تو پھر اس کی سزا کیا ہو؟"

"موت" ایک بار پھر تمام ججوں نے ایک زبان ہوکر کہا۔ "سزائے موت"۔

"کانیک" گائیکا نے کہا۔ اس کے ہونٹوں پر فتح مندانہ مسکراہٹ تھی "تمہاری زندگی کے دن ختم ہوئے۔ یہاں موجود سینکڑوں لوگوں میں سے ایک بھی ایسا نہیں ہے جو تمہاری

حمایت کرے۔ حتیٰ کہ عورتوں نے بھی تمہارے لئے رحم کی درخواست نہیں کی' نہ ہی تمہاری کوئی اولاد ہے جو تمہاری حمایت میں اٹھ کھڑی ہو۔ چونکہ تم جادوگر ہو۔ اس لئے تم نے اپنی اولاد کو عدم سے وجود میں اس خوف سے آنے ہی نہیں دیا کہ مبادا وہ بڑی ہو کر خود تمہارے قتل کے درپے نہ ہو جائے۔ قانون کی رو سے تمہیں فوراً ہی قتل کرنا ضروری نہیں۔ چنانچہ ہم تمہیں خود تمہارے محل میں قید کرتے ہیں کہ تم اس کے سامنے جھک کر' جسے تم پوجتے ہو' اپنے گناہ بخشوالو۔ کل علی الصبح تمہیں یہاں لایا جائے گا اور تم پر اس وقت تک ڈنڈے برسائے جائیں گے جب تک کہ تمہاری روح پرواز نہیں کر جاتی۔ چونکہ ہم تمہارا خون بہانا نہیں چاہتے اس لئے تمہیں ڈنڈے مارنے کی سزا دی جاتی ہے کائیک! تم نے سنا اور تم سمجھے؟"

ہر طرف خاموشی تھی۔ ہر شخص خاموش تھا' چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کائیک نے ایک بار پھر زبان کھولی۔ اس کے بشرے سے اور اس کی آواز سے ذرا بھی خوف عیاں نہ تھا۔ وہ بڑی بے تعلقی اور بڑی بے پروائی سے بول رہا تھا اور اتنی صاف اور بلند آواز میں کہ وہاں موجود ہر شخص اس کے منہ سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ سن سکتا تھا۔

کائیک نے کہا۔

"اے گائیکا! اے تم تحریبا! اور اے لوگو! اے کتے کی اور کتیاؤں کی اولادو! میں نے سنا اور میں نے سمجھا۔ آئندہ کل تم مجھے ڈنڈوں سے اس وقت تک پیٹو گے جب تک کہ میں مر نہیں جاتا۔ تمہاری یہ آرزو پوری ہوگی یا نہیں یہ میں اگر جانتا بھی تو تمہیں نہ بتاتا اس کے باوجود سنو جو میں کہہ رہا ہوں۔ میرے الفاظ پھر کبھی تم سن نہ سکو گے۔ اس وقت کے بعد پھر کبھی تم میرے علم سے فائدہ نہ اٹھا سکو گے" تم نے یہ کہا تو غلط نہیں کہا اور یہ سمجھا تو غلط نہیں سمجھا کہ میں ساحر ہوں۔ جادوگر ہوں میں مستقبل کا حال جانتا اور سناتا ہوں۔ سنو! میں سراپ دے رہا ہوں تمہیں اور یہ ہی میرا سراپ ہے۔ ایک عذاب تم پر نازل ہوگا ایک وبا اور جان لیوا بیماری کی صورت میں یہ عذاب تم پر نازل ہوگا اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ وبا آج ہی رات سے تم لوگوں میں پھوٹ پڑے گی اور میرا خیال ہے کہ یہاں بیٹھے



ہوئے لوگوں میں سے چند لوگ تو اسی وقت اس وبا کے اثر میں آگئے ہیں۔" اور اس نے تماشائیوں کی بھیڑ کی طرف اشارہ کیا۔ "حالانکہ فی الحال وہ اس سے واقف نہیں ہیں۔ ہاں' دیکھو۔ سراپ کے الفاظ میرے منہ سے نکلے ہی تھے کہ ان لوگوں پر یہ وبا آگئی۔"

اچانک تماشائیوں میں بے چینی اور خوف کی ایک عام لہر دوڑ گئی۔ وہ خوف بھری نظروں سے ایک دوسرے کے طرف دیکھنے لگے۔ کائیک نے سلسلہ کلام جاری رکھا۔

"بستی کے اکثر لوگ اسی بیماری سے مرجائیں گے کیونکہ پھر میں نہ ہونگا کہ تمہیں بچا سکوں اور بقیہ یہاں سے بھاگ جائیں گے۔ ریوڑ سے بچھڑی ہوئی بکریوں کی طرح ادھرادھر بکھر جائیں گے لیکن اس کے بعد بھی ان لوگوں کو سکون اور اطمینان میسر نہ آئے گا۔ ان لوگوں کو بردہ فروش پکڑلیں گے اور یہ لوگ غلام بن کر زندہ رہیں گے اور غلامی ہی میں مرجائیں گے۔"

اور اب وہ میری طرف گھوم گیا۔

"الوداع! میکومیزن! قسمت میں یونہی لکھا تھا کہ میں جسم و جان کے ساتھ اس سفر میں تمہارا راہبر نہ بنوں لیکن فکر نہ کرو۔ میری روح تمہاری راہبری کرے گی اور جب تم بخیرو خوبی وہاں پہنچ جاؤ۔ تو میرا پیغام اس ہستی تک پہنچا دینا جس کے متعلق میں تمہیں بتاچکا ہوں۔ یہ پیغام تمہیں دے دیا جائے گا غالباً رات کے اندھیرے اور خاموشی میں جب تم سورہے ہو گے میکومیزن! میں تم سے یہ نہ کہوں گا۔ کہ اپنی بندوق اٹھاؤ اور اس بدمعاش کو گولی ماردو"۔ اور اس نے گائیکا کی طرف اشارہ کیا۔ "کیونکہ تم اکیلے ہو اور یہ لوگ زیادہ ہیں۔ نہیں میکومیزن نہیں۔ البتہ میں یہ ضرور کہوں گا کہ جب میرا پیغام تمہارے پاس آئے تو اسے غور سے سننا اور اس پر عمل کرنا۔"

میں نہ جانتا تھا کہ کائیک کی اس درخواست کا کیا جواب دوں چنانچہ میں خاموش رہا حالانکہ ہیس کی بڑبڑاہٹ اور بے چینی سے پتہ چلتا تھا کہ وہ چاہتا ہے کہ میں کچھ کہوں لیکن پھر بھی میں خاموش رہا تو ہیس نے گویا میرے ترجمان کی خدمات انجام دیتے ہوئے کہا۔

"اپنے عظیم آقا میکومیزن کے ایما سے میں یہ الفاظ کہہ رہا ہوں کانیک میرے آقا افسوس ہے کہ تمہیں ڈنڈے مارنے کی سزا دی جائے گی۔ انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ اگر تم مرجاؤ اور مرکر بھوت بن جاؤ تو پھر ہم سے دور ہی دور رہنا کیونکہ جادوگروں اور گنہگاروں کے بھوتوں کا ساتھ کچھ اچھا ساتھ نہیں ہوتا۔"

میں نے اس کے یہ الفاظ سنے تو مجھے بے حد غصہ آیا۔ لیکن اس سے پہلے کہ میں کچھ کہتا گائیکا ایک دم سے میری طرف گھوم گیا اور طیش میں آکر بولا۔

"سفید فام صحرانورد! ہم سمجھتے ہیں کہ تم بھی اس شیطان کانیک کے ساتھ سازش میں شریک ہو اور ہمارا برا چاہتے ہو بہتر ہوگا کہ تم اسی وقت ہماری بستی سے نکل جاؤ مبادا کانیک کی قسمت تمہاری قسمت بھی بن جائے۔"

یہ میری سخت توہین تھی دو کوڑی کے گائیکا نے اس طرح مجھے للکارا تھا۔ وہ مجھے ڈرا اور دھمکا رہا تھا۔ میرا غصہ انتہا کو پہنچ گیا اور میں نے کڑک کر کہا۔

"کون ہوتے ہو تم مجھے اپنی قسمت کی خبر دینے والے؟ تم اول درجے کے جھوٹے اور کمینے ہو۔ ہوشیار ہو جاؤ مبادا خود تمہاری قسمت تمہیں دھوکا دے جائے اور تمہارا انجام عبرت انگیز ہو اور میں سمجھتا ہوں کہ تمہارا انجام اب کچھ زیادہ دور نہیں رہ گیا ہے۔"

اس وقت میرے منہ میں جو کچھ آیا تھا کہہ گیا تھا۔ لیکن یہ تو میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ میری پیشن گوئی صحیح ثابت ہوگی اور گائیکا مارا جائے اور وہ بھی میرے ہاتھ سے۔

اس کے بعد عدالت ایک عام ہڑبونگ میں برخواست ہوئی۔ کانیک کو اس کے محافظ سپاہی دھکیلتے ہوئے لے گئے اور لوگوں کا ایک گروہ بڑے دھمکی آمیز انداز میں اپنے بھالے ہلاتا ہماری طرف بڑھا۔ صاف ظاہر تھا کہ یہ لوگ شرارت پر تلے ہوئے تھے چنانچہ میں نے اپنی رائفل اٹھائی ...... مجھے یاد ہے کہ یہ ایک ریپٹر بندوق تھی جس میں بہ یک وقت پانچ کارتوس بھرے جا سکتے تھے اور یہ بندوق حال ہی میں ایجاد ہوئی تھی...... مجھے یوں مارنے مرنے کے لئے تیار دیکھا تو وہ لوگ، جو ہماری طرف بڑھ رہے تھے ...... ایک دم سے ٹھہر کر



دائیں بائیں دب گئے۔ اور ہم چاروں ان کے درمیان سے گزرتے اپنے پڑاؤ میں پہنچ گئے۔

پڑاؤ میں ہم زیادہ دیر تک نہ ٹھہرے۔ ہمارا تقریباً کل سامان باربردار لے کر پہلے ہی روانہ ہو چکے تھے۔ چنانچہ اب بے حد ضروری سامان ہی پڑاؤ میں رہ گیا تھا جسے ہم چاروں آسانی سے اٹھا سکتے تھے۔ طے یہ ہوا تھا کہ دوسرے دن کانیک کے آدمی ہمارا یہ سامان اٹھالیں گے لیکن حالات نے پلٹا کھایا تھا۔ اور اب یہ ممکن نہ رہا تھا چنانچہ ہم نے یہ سامان اپنے آپ پر اور اس گدھی پر، جو میرے ساتھ تھی، لاد دیا اور یہ سامان کیا تھا؟ کھانا پکانے کے برتن، کمبل بندوقیں اور بارود وغیرہ۔

تھوڑی دیر بعد ہی ہم اس منحوس بستی سے اس طرح روانہ ہو رہے تھے کہ میں گدھی پر سوار تھا اور ہیس، ٹام اور جیری میرے ساتھ ساتھ پیدل چل رہے تھے۔

ایک گھنٹے بعد ہم لوگ اس جگہ پہنچ چکے تھے جہاں ہمارے باربردار مقیم تھے۔ یہ جگہ خود میں نے منتخب کی تھی جو ایک تقریباً عمودی ٹیلے کے قدموں میں تھی ٹیلے کی ڈھلانیں خاردار جھاڑیوں اور درختوں پر تھیں اور اس پر جو درخت اگ رہے تھے وہ بھی خاردار تھے۔ ان جھاڑیوں اور درختوں کے درمیان ایک قدرتی چشمہ بہہ رہا تھا جو ٹیلے کی چوٹی پر کے پانی کے ذخیرے میں نکل آیا تھا۔

وہاں پہنچتے ہی سب سے پہلا کام میں نے یہ کیا کہ چند درخت کٹوا کے انہیں ایک دائرے میں ترتیب سے رکھوا دیا اور ان پر خاردار جھاڑیاں ڈلوادیں اور اس طرح ہمارے پڑاؤ کے گرد ایک باڑھ سی بن گئی جسے افریقی زبان میں "بوما" کہتے ہیں۔ باوقت ضرورت ہم اس بوما میں پناہ لے سکتے اور اپنے آپ کو بچا سکتے تھے۔ جب ہم بوما بنانے سے فارغ ہوئے اور میرا خیمہ لگایا جا چکا تو سہ پہر ہو رہی تھی میں چونکہ بہت زیادہ تھکن محسوس کر رہا تھا۔ اس لئے فوراً ہی اپنے بستر پر لیٹ گیا میں کانیک اور اس کی قسمت پر غور کرتا رہا۔ قسمت نے واقعی عجیب کھیل کھیلا تھا اس کے ساتھ اس میں شک نہیں کہ کانیک مجھے پسند نہ تھا تاہم اس کے ساتھ ناانصافی کی گئی تھی اور میں سوچ رہا تھا کہ اگر میرے اختیار میں ہوتا تو

میں اسے بچالیتا لیکن اب اسے بچانا ظاہر ہے ناممکن تھا۔ بہرحال اسی طرح سوچتے سوچتے میں خدا جانے کب سو گیا اور میں نے ایک انوکھا خواب دیکھا لیکن یہ خواب تعجب انگیز نہ تھا۔ کیونکہ میں اس دن کے واقعات اور خود کائنیک کے متعلق ہی سوچتے سوچتے سو گیا تھا۔

میں نے خواب میں کائنیک کی آواز سنی۔ میں کائنیک کو دیکھ نہ رہا تھا صرف اس کی آواز سن رہا تھا۔ صاف اور پرسکون' کائنیک کی آواز مجھ سے کہہ رہی تھی۔

"عورت کے ساتھ چلے آؤ۔ وہ جیسا کہے ویسا ہی کرو۔ اور تم مجھے پالو گے۔"

میں نے دو دفعہ یہ آواز سنی اور اس کے خدا جانے کتنی دیر بعد میری آنکھ کھل گئی یا یوں کہئے کہ ہیس نے مجھے جگا دیا جو خیمے کے باہر سنہری میز پر میرا کھانا چن رہا تھا۔ میں خیمے سے باہر آیا تو دیکھا کہ رات ہو چکی تھی اور آسمان کی نیلاہٹوں میں پورا چاند طلوع ہو رہا تھا۔ آسمان پر ایک بھی بادل نہ تھا اور چاند کی دودھیا چاندنی افریقہ کے اندھیرے جنگلوں پر اور میدانوں میں اتر آئی تھی چنانچہ میں چراغ جلائے بغیر اپنا کھانا کھا سکتا تھا۔

"ہیس!" میں نے کہا۔ "جب کائنیک نے کہا تھا کہ بستی میں ایک جان لیوا وبا پھوٹ پڑے گی۔ تو اس کا مطلب کیا تھا؟"

"میرا خیال ہے باس ہمیشہ اپنی آنکھیں بند رکھتے ہیں۔" ہیس نے جواب دیا۔ "باس نے اس کاروان کے لوگوں میں کچھ نہ دیکھا تھا جو ہمارا ہاتھی دانت لے کر گیا ہے؟"

"ہاں ہیس۔ وہ لوگ گندے اور غلیظ تھے' بدبو آرہی تھی ان کے جسموں سے چنانچہ میں ان سے دور ہی دور رہا تھا۔"

"اگر باس ان سے دور ہی دور نہ رہے ہوتے بلکہ ذرا ان کے قریب گئے ہوتے تو دیکھتے کہ ان میں سے دو چار کے چہروں پر سرخ سرخ دانے ابھر آئے تھے۔"

"چیچک؟" میں نے کہا۔

"ہاں چیچک۔ اس کے علاوہ یہ لوگ بستی والوں سے خوب گھل مل گئے تھے اور باس بستی والوں میں چیچک کی وبا آج تک نہ آئی تھی کیونکہ کائنیک اپنے جادو کے زور سے اسے دور رکھا کرتا تھا۔ لیکن اس دفعہ باس کائنیک نے اپنا جادو نہ آزمایا چنانچہ میں نے سنا ہے کہ



آج صبح ہی بستی کے کئی لوگ بیمار ہو گئے ہیں اور سر درد اور گلے کی سوجن کی شکایت کر رہے ہیں۔ چنانچہ کائنیک نے یہ آثار دیکھ لئے اور باس اس طرح پیشین گوئی کرنا آسان ہے۔"

"لیکن خواب میں آنا بھی آسان ہے ہیس؟" میں نے پوچھا۔ اور اس سے پہلے کہ ہیس کچھ کہتا میں نے اپنا خواب' جس میں 'میں نے کائنیک کی آواز سنی تھی' اسے سنا دیا۔

اور میں نے دیکھا کہ لمحے بھر کے لئے ہیس کے جھریوں پڑے زرد چہرے سے حیرت کے آثار عیاں ہو گئے اور پھر اس نے بے تعلقی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"باس! میں سمجھتا ہوں اگر کوئی جادوگر چاہے تو کسی کے خواب میں آسکتا یا خواب بھیج سکتا ہے۔ کم سے کم کائنیک تو اس فن کا بھی استاد معلوم ہوتا ہے۔"

"کیا مطلب؟"

"یا پھر" ہیس نے میرا سوال سنا ان سنا کر کے کہا۔ "کائنیک جھوٹا ہے اور باس نے مجھے اور اس عورت کو گفتگو کرتے سن لیا ہے......"

"ہیں!"

"کیونکہ وہ عورت یہاں آگئی ہے اور باس کھانے سے فارغ ہولیں تو وہ باس کے پاس آجائے کیونکہ وہ باس سے ملنا چاہتی ہے۔"

# سفید چوہیا

"عورت!" میں نے اچھل کر اٹھتے ہوئے حیرت سے کہا "کون عورت؟"

"کانیک کی وہی حاسد بیوی جو مجھ پر ریجھ گئی ہے باس اور جو سفید چوہیا کے نام سے مشہور ہے کیونکہ وہ بے حد خاموش اور پھرتیلی ہے وہ کانیک کو بچانے کی ترکیب سوچ کر اور پورا نقشہ بنا کر آئی ہے باس جیسا کہ تم نے خواب میں سنا تھا یا پھر ہماری باتیں سن کر معلوم کر لیا تھا۔"

"تب تو وہ کانیک کو پسند کرتی ہوگی ہیس۔"

"شاید۔ یا پھر ایسا ہو باس کہ اس سفید چوہیا نے یقین کر لیا ہو کہ اس طرح کانیک اسے، صرف اسے مل جائے گا۔ اور آئندہ سے اسی کا ہو کر رہے گا کیونکہ دوسری عورتیں، جن سے یہ سفید چوہیا جلتی ہے، چیچک میں مبتلا ہو کر یا تو مر جائیں گی یا بدصورت بن جائیں گی۔ کم سے کم سفید چوہیا نے تو مجھ سے ایسا ہی کہا ہے۔"

"اسے فوراً میرے پاس لے آؤ۔" میں نے کہا۔

"بہتر ہوگا کہ پہلے باس اپنا کھانا کھالیں۔ عورتوں سے انتظار کروانا عقلمندی ہے کیونکہ اس طرح عورتوں کی نظر میں مردوں کی اہمیت بڑھ جاتی ہے۔"

میں جانتا تھا کہ ہیس جب بھی کچھ کہتا ہے کسی خاص مقصد کے تحت کہتا ہے حتیٰ کہ اس وقت بھی جب بھی اس کی باتیں اور مشورے بادی النظر میں احمقانہ معلوم ہوتے ہیں۔ چنانچہ اس وقت بھی میں نے اس کے مشورے پر عمل کرنا ہی مناسب سمجھا۔

جب میں کھانے سے فارغ ہو چکا تو ہیس مجھے جھاڑیوں کے اس جھنڈ میں لے گیا جو ٹیلے کے قدموں میں اور ہمارے پڑاؤ سے کوئی دو سو گز کے فاصلے پر تھا۔ ہم اس جھنڈ میں داخل ہوئے تھے کہ ایک درخت کے سائے میں سے ایک پست قامت عورت نکل کر اتنی تیزی سے اور ایسی خاموشی سے ہماری طرف بڑھی کہ معلوم ہوتا تھا وہ کوئی عورت نہیں بلکہ روح ہو۔ وہ چاندنی میں آکر کھڑی ہوگئی۔ اس نے اپنے آپ کو سفید لبادے میں لپیٹ



رکھا تھا جس کی ٹوپی اس کے چہرے پر جھکی ہوئی تھی۔ اس نے ٹوپی اپنی گردن پر ڈھلکا دی اور میں نے دیکھا کہ وہ اپنے طور پر خاصی قبول صورت تھی اور اس کی رنگت اتنی کھلتی ہوئی تھی کہ معلوم ہوتا تھا اس کی رگوں میں کسی انگریز کا خون گردش کر رہا تھا۔ چند لمحوں تک وہ خاموش کھڑی میری طرف یوں دیکھتی رہی جیسے میرے باطن کا جائزہ لے رہی ہو۔ دفعتاً وہ گھٹنوں پر گر گئی اور اس نے بڑے احترام اور اعتقاد سے میرا ہاتھ پکڑ کر چوم لیا۔

"ٹھیک ہے۔ ٹھیک ہے۔" میں نے جلدی سے کہا۔ "کیا چاہتی ہو مجھ سے؟"

"آقا!" اس نے عربی میں کہا۔ اس کی آواز شیریں اور اثر انگیز تھی۔ "میں کانیک کی وہ کنیز ہوں جسے یہاں سفید چوہیا کہا جاتا ہے۔ لیکن دوسری جگہ میرا کچھ اور نام ہے۔ ہر چند کہ کانیک کا سلوک میرے ساتھ قابل اعتراض رہا ہے..... کیونکہ جو سائے سے محبت کرتا ہے وہ کسی دوسری عورت کی طرف متوجہ نہیں ہوتا...... اس کے باوجود میں اب بھی اس کے اثر میں ہوں چنانچہ میری درخواست ہے کہ اگر تم اسے بچا سکتے ہو تو بچالو۔"

"میں......!"

"ہاں آقا...... تم۔" وہ بولی اور چونکہ میں خاموش رہا تھا اس لئے اس نے کہا۔ "میں جانتی ہوں کہ سفید فام معاوضہ لئے بغیر کوئی کام نہیں کرتے اور میرے پاس تمہیں دینے کے لئے کچھ نہیں سوائے اپنے آپ کے۔ چنانچہ میں اپنے آپ کو پیش کر رہی ہوں۔ میں تمہاری خدمت کروں گی اور تمہاری خدمت کروں گی اور تمہاری ہو کر رہوں گی۔ کانیک کو اس پر کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ کیونکہ وہ مجھ سے کہہ چکا ہے اور اجازت دے چکا ہے کہ میں جہاں چاہوں چلی جاؤں۔"

"باس! گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔" ہیس نے ڈچ زبان میں میرے کان میں "اس سفید چوہیا نے یہ کہا ہے کہ وہ تمہاری ہو کر رہے گی تو اس کی مراد باس سے نہیں بلکہ مجھ سے ہے۔"

میں نے اپنی کہنی زور سے ہیس کے پیٹ میں ماری تو وہ خاموش ہو گیا

"سفید چوہیا! اگر تم نے کوئی ترکیب سوچی ہے تو بیان کرو۔" میں نے کہا۔ "لیکن یہ

ذہن نشین کرلو کہ میں تمہیں اپنی کنیز بنانا نہیں چاہتا۔"

"تو پھر مجھے نکال دینا آقا' کیونکہ اگر تم نے میرا کام کردیا تو میں عمر بھر کے لئے تمہاری کنیز ہی بن جاؤں گی لیکن ایک درخواست کرتی ہوں۔ اگر تم مجھے اپنی خدمت میں نہ رکھنا چاہو تو یوں ہی سہی لیکن مجھے اپنے کسی ملازم یا اس زرد بندر کے حوالے نہ کردینا۔

اور اس نے ہیس کی طرف اشارہ کیا۔

"واہ کیا بن رہی ہے کم بخت" شکست خوردہ ہیس پیچ و تاب کھا کر بڑبڑایا۔

"کیا ترکیب سوچ کر آئی ہو؟" میں نے پوچھا

"آقا! جس چٹان پر کانیک کا گھر ہے اس چٹان میں ایک راستہ ہے جو چوٹی تک' یعنی کانیک کے گھر تک جاتا ہے۔ کانیک کو اس کے گھر میں قید کیا گیا ہے جہاں وہ بندھا ہوا بیٹھا ہے اور صبح کا اور اپنی موت کا انتظار کررہا ہے۔ اس راستے سے صرف دو آدمی واقف ہیں۔ ایک کانیک اور دوسری میں خود۔ میں تمہیں' اس زرد رو بندر اور تمہارے دونوں شکاریوں کو اسی راستے سے کانیک کے گھر میں لے جاؤں گی۔ وہاں پہنچ کر تم ان لوگوں سے نپٹ لینا جو کانیک کی نگرانی کررہے ہیں اور کانیک کے قریب صرف تین آدمی پہرہ دے رہے ہیں کیونکہ بقیہ باڑھ کے باہر متعین ہیں۔"

"یہ تو حماقت ہے سراسر۔" میں نے کہا۔ "جب میں کانیک سے ملنے گیا تھا تو اس وقت میں نے چٹان کا معائنہ کیا تھا۔ چوٹی پر صرف ایک باڑھ ہے۔ کیونکہ وہ کچھ اس طرح جھکی ہوئی اور لٹکی ہوئی ہے کہ کسی بھی طرف سے رسوں کی مدد سے اس پر چڑھنا ممکن نہیں مگر یہ کہ رسے اوپر سے باندھ کر لٹکا دیئے جائیں۔ ہمارے پاس نہ تو رسے ہیں اور اگر ہوں بھی تو نہ ہی کوئی انہیں اوپر سے باندھ کر ہمارے لئے لٹکا سکتا ہے۔"

"بظاہر تو ایسا ہی معلوم ہوتا ہے آقا کہ چوٹی پر چڑھنا ممکن نہیں۔ لیکن اس گھونگھٹ کی طرح جھکی ہوئی چوٹی یا کنارے کے نیچے ایک سوراخ اور سوراخ کے بعد سرنگ ہے یہ سرنگ عین اس جگہ ختم ہوتی ہے۔ جہاں بیٹھ کے کانیک ستاروں کی چال دیکھا کرتا ہے۔ آقا سمجھ گئے ہوں گے کہ میری مراد کانیک کے گھر کے کون سے خاص حصے سے ہے۔"



میں نے اثبات میں سرہلایا کیونکہ میں سمجھ گیا تھا کہ سفید چوہیا کی مراد اس برآمدے یا دالان سے تھی جہاں بیٹھ کر میں کانیک کے ساتھ پانی ملی برانڈی پی تھی۔

"اس برآمدے کا فرش پتھر کا ہے۔" میں نے کہا۔ "اب یہ بتاؤ کہ ہم اس فرش میں سے کس طرح گزر سکتے ہیں۔"

"آقا! اس فرش کا ایک خاص پتھر کنکر اور چونے کا مرکب ہے اور وہ فرش کے دوسرے پتھروں کی طرح ہی نظر آتا ہے لیکن اسے نیچے سے یعنی سرنگ میں سے ہٹایا جاسکتا ہے۔ اس کے راز سے میں واقف ہوں اب کہو تم آرہے ہو میرے ساتھ؟ اس سوراخ کا منہ یہاں سے زیادہ دور نہیں ہے کیونکہ میں چھوٹے راستے سے واقف ہوں۔ چنانچہ اس وقت ہمارا روانہ ہونا مناسب نہیں کیونکہ میں آدھی رات کے بعد آدھی رات کے تقریباً دو گھنٹے بعد وہاں پہنچنا چاہتی ہوں تاکہ پوری بستی گہری نیند سو رہی ہو۔ اس وقت وہ لوگ جاگ رہے ہوں گے جو بیماروں کی تیمارداری میں مصروف ہیں کیونکہ کانیک کی پیشین گوئی صحیح ثابت ہوئی ہے۔ اور بستی میں وبا پھوٹ پڑی ہے۔ لیکن وہ لوگ جو جاگ رہے ہوں گے' خود اپنے حالوں پریشان ہوں گے چنانچہ ہماری طرف متوجہ نہ ہوں گے۔"

"نہیں۔ میں نہ چلوں گا تمہارے ساتھ۔" میں نے کہا۔ "یہ حماقت بلکہ پاگل پن ہے۔ بھلا میں کیوں اپنی اور اپنے آدمیوں کی زندگی کانیک کے لئے خطرے میں ڈالنے لگا؟ کانیک سے واقف ہوئے مجھے ایک دو ہفتے ہی ہوئے ہیں اور ہوسکتا ہے کہ وہ ان تمام جرائم کا ارتکاب کرچکا ہو جن کے الزامات اس پر لگائے گئے ہیں۔ ہاں میں کیوں اسے بچانے لگا؟"

سفید چوہیا چند ثانیوں تک کچھ سوچتی رہی۔ پھر بولی۔

"اس لئے آقا کہ کانیک' صرف کانیک ہی وہ شخص ہے جو تمہیں اس خفیہ علاقے تک لے جاسکتا ہے جہاں تمہیں جانا اور جہاں کے اسرار تم معلوم کرنا چاہتے ہو۔"

"میں کسی جگہ جانا نہیں چاہتا۔" میں نے تلخی سے کہا۔ "الا یہ کہ زمبیسار جاتا ہو۔"

ایک بار پھر وہ کچھ سوچتی رہی اور پھر کہا۔

"آقا! تم کانیک کو بچاؤ گے۔"

"کیوں؟"

"اس لئے کہ تم ہاتھی دانت اور سنہری سکے کانیک سے وصول کر چکے ہو۔"

اب میرے سوچنے کی باری تھی چنانچہ چند ثانیوں کے توقف کے بعد میں نے جواب دیا۔

"یہ میرا معاوضہ تھا۔"

"کاہے کا معاوضہ؟"

"میری اس خدمت کا معاوضہ جو مجھے کانیک کے ساتھ ایک خاص سفر میں کرنی تھی۔ شرط یہ تھی کہ میں اس سفر میں اس کے ساتھ چلوں گا اور اس کی مدد کروں گا۔ میں نے یہ شرط منظور کرلی اور اس نے میرا معاوضہ مجھے دے دیا۔ ہم میں یہ طے نہ ہوا تھا کہ اگر وہ اس سفر پر روانہ نہ ہوسکا تو میں اس صورت میں بھی اس کی مدد کروں گا۔ اب یہ میرا قصور نہیں ہے کہ کانیک گرفتار ہوگیا۔ بہرحال اس کی گرفتاری کے بعد ظاہر ہے کہ یہ معاملہ ختم ہوا کیونکہ اب کانیک اس سفر پر نہیں بلکہ ایک دوسرے ہی طویل سفر پر روانہ ہونے والا ہے۔"

"سنتی آئی تھی کہ سفید فام کٹر قسم کے کاروباری لوگ ہوتے ہیں۔ لیکن آج اپنی آنکھوں سے دیکھ اور اپنے کانوں سے سن لیا۔ کانیک کو بچانے کی ایک اور دلیل بھی پیش کرسکتی ہوں اور اس آخری دلیل کو تم رد نہ کرسکو گے۔"

"کہو۔"

"آقا! تم کانیک کو بچاؤ گے اس لئے کی یہ میں کہہ رہی ہوں اور میں عورت ہوں' حسین ہوں' اور میرا رنگ سفید ہے اور عورت کی درخواست مرد نہیں ٹھکرا سکتا۔"

"واہ! بڑی چالاک ہے یہ سفید چوہیا تو۔ یہ چوہیا باس سے اور باس کی کمزوری سے واقف معلوم ہوتی ہے۔" میں نے ہیس کو بڑبڑاتے سنا۔

"سفید چوہیا! میں کسی بھی عورت کے لئے بلکہ افریقہ کی تمام عورتیں مل کر میری



خدمت میں آجائیں تب بھی میں یہ درخواست قبول نہیں کرسکتا۔ تم نے کیا مجھے پاگل سمجھ رکھا ہے؟"

"نہیں آقا۔ تم کیوں پاگل ہونے لگے۔ پاگل تو میں ہوں" اس نے ہنس کر کہا اور اس کی یہ ہنسی عجیب تھی جس نے میری ریڑھ کی ہڈی میں ٹھنڈک کی لہریں دوڑا دیں۔ "سنو آقا! میں نے بھی میکومیزن کے متعلق بہت کچھ سنا ہے مجھ سے کہا گیا ہے کہ میکومیزن رحم دل' سخی' وسیع النظر اور وسیع القلب ہے۔ میں نے یہ بھی سنا کہ میکومیزن اپنی بات کا دھنی اور وعدے کا پکا ہے۔ اور وہ ہر دم ان لوگوں کی مدد کے لئے تیار رہتا ہے۔ جو کسی مصیبت میں پھنس گئے ہوں۔ میں نے یہ بھی سنا ہے کہ میکومیزن بہادر اور مہم جو ہے۔ اور کبھی کسی خطرے کو خاطر میں نہیں لاتا۔ میکومیزن عظیم ہے لیکن بظاہر خاکسار بنا ہوا ہے اور اس کی حد سے بڑھی ہوئی شرافت کی علامت ہے۔ یہ سب باتیں میں نے تمہارے زرد رو ملازم سے' دوسروں سے اور خود کانیک سے سنی تھیں اور حالانکہ تم نہ جانتے تھے لیکن میں تمہیں دور سے دیکھتی رہی تھی۔ اور اس نتیجے پر پہنچی تھی کہ تمہارے متعلق جو کہانیاں بیان کی جاتی ہیں۔ وہ غلط نہیں ہیں لیکن اب معلوم ہوا ہے کہ میں نے جو کچھ سنا تھا وہ غلط تھا۔ میکومیزن ایک عام سفید فام تاجر ہے۔ بالکل دوسرے سفید فام تاجروں کی طرح۔ چنانچہ یہ معاملہ ختم ہوا۔ مدد کے بغیر میں کانیک کو نہ بچا سکوں گی لیکن چونکہ میں نے اسے بچانے کی قسم کھائی ہے۔ اس لئے میرا کچھ کرنا ضروری ہے کہ دنیا میں لوگ میرے منہ پر تھوک نہ سکیں۔ میکومیزن! میں معافی چاہتی ہوں کہ میں نے ایسی عظیم ہستی کی سمع خراشی کی میں معافی چاہتی ہوں اور یہاں تمہاری نظر کے سامنے معاملہ ختم کئے دیتی ہوں کہ میں پورے معاملے کی خبر کرنے دور بہت دور چلی جاؤں۔"

"ہاں۔ جس کی میں پرستش کرتی ہوں' جس کی میں خدمت گار ہوں۔ اسے اس تمام معاملے کی اطلاع دینا ضروری ہے۔"

میں حیرت سے سفید چوہیا کی صورت تک رہا تھا اور اس کا مطلب سمجھنے کی کوشش کررہا تھا۔ کہ دفعتاً" اس نے اپنے گریبان میں ہاتھ ڈال کر ایک ہلالی خنجر برآمد کیا اور اپنا

گریبان چاک کر کے خنجر اپنے ننگے سینے پر بلند کیا میں نے ایک دم سے آگے بڑھ کر اس کا خنجر والا ہاتھ پکڑ لیا۔

"معلوم ہوتا ہے تمہیں اس شخص سے بہت زیادہ محبت ہے۔ میں نے گویا اپنے آپ سے کہا۔

"یہ تم نے غلط سمجھا ہے آقا۔" اس نے کہا اور اپنی وہی عجیب ہنسی ہنسی۔ "میں اس سے محبت نہیں کرتی۔ بلکہ مجھے اس سے نفرت ہے شاید..... مجھے اب تک ایسا مرد نہیں ملا ہے جس سے میں محبت کر سکوں تاہم وہ میرا آقا ہے۔ عارضی طور پر ہی سہی بہرحال وہ میرا آقا ہے اور میں نے اس کی حفاظت کرنے کی وہ قسم کھائی ہے جسے توڑنا ممکن نہیں اور مجھے اپنی قسم کا پاس ہے۔ چنانچہ اب مجھے یا تو اپنی قسم پوری کرنی ہے یا پھر مر جانا ہے۔"

چند لمحوں تک خاموشی کا وقفہ رہا۔ عجب اثر انگیز تھا وہ منظر جسے میں کبھی نہ بھلا سکوں گا۔ جھاڑیوں کا وہ جھنڈ جو چشمے کے کنارے پر تھا۔ جھنڈ کے بیچ میں مختصر سا میدان تھا جس میں چاندنی بکھری ہوئی تھی اور اس چاندنی میں کھڑی ہوئی وہ عورت جس کی گول چھاتیاں عریاں تھیں اور اس کے دائیں ہاتھ میں ہلالی خنجر تھا۔ اور وہ خود' وہ کالی آنکھوں اور گھنگھریالے بالوں والی عورت' میرے سامنے خاموش کھڑی ہوئی تھی۔

اور میں ایک ہاتھ سے اس کی کلائی پکڑے کھڑا تھا اور کچھ پریشان' کچھ خوفزدہ اور کچھ مضحکہ خیز معلوم ہو رہا تھا اور ایک طرف وہ بوڑھا اور زرد رو بیس کھڑا ہوا تھا جو عجیب نظروں سے کبھی مجھے اور کبھی اس قبول صورت عورت کو دیکھ رہا تھا۔

اور جب ہم کسی ناٹک کے دو کرداروں کی طرح یوں ایک دوسرے کے سامنے کھڑے ہوئے تھے تو ایک خیال میرے دماغ میں ابھر رہا تھا یہ عورت محض اس لئے مرنا چاہتی ہے کہ وہ اس شخص کو نہیں بچا سکتی۔ جس سے اسے نفرت ہے (یہ بات میری سمجھ میں نہ آئی تھی کہ سفید چوہیا کہ اگر کانیک سے نفرت تھی تو پھر وہ اس کے لئے مرنے کو کیوں تیار تھی!) تو پھر کیا یہ میرا فرض نہیں ہو جاتا کہ میں اس عورت کو بچاؤں؟ اس کے علاوہ میں کانیک سے خاص رقم وصول کر چکا تھا چنانچہ اگر ممکن ہو تو کیا مجھے اسے بھی نہ بچانا



چاہئے کہ ایمان داری کا تقاضہ یہی ہے؟..... بہرحال یہ تو ناممکن تھا کہ میں سفید چوہیا کو اپنی نظر کے سامنے اپنے سینے میں خنجر گھونپنے اور پھر تڑپ کر مرتے دیکھ سکوں۔ میں اس کے ہاتھ سے خنجر چھڑا سکتا تھا لیکن اس بات کی کیا ضمانت تھی کہ وہ دوسرا خنجر نہیں لے آئے گی؟ اور پھر خودکشی کرنے کے اور بھی تو طریقے ہیں۔

"یہ خنجر مجھے دے دو۔" میں نے کہا۔

اس نے اپنی مٹھی کھول دی' خنجر میرے قدموں میں گرا تو میں نے اپنا ایک پیر اس پر رکھ دیا۔

"سنو!" میں نے کہا۔ "اگر ممکن ہوا تو میں تمہاری مدد کروں گا۔"

"ٹھیک ہے آقا" وہ مسکرائی۔ "میں جانتی تھی کہ تم یہی فیصلہ کرو گے۔"

"لیکن سفید چوہیا۔" میں نے کہا۔ "ظاہر ہے کہ میں اکیلا اس معاملے کو انجام تک نہیں پہنچا سکتا چنانچہ میرے ساتھ دوسروں کو بھی اپنی جان خطرے میں ڈالنا ہو گا۔ مثلاً یہ بیس اور میرے دونوں بندوق بردار میرے ساتھ جائیں گے۔ لیکن اس قسم کے معاملہ میں' جس کا تعلق ان کی ذات سے نہیں ہے' میں ان تینوں میں سے کسی ایک کو بھی مجبور نہیں کر سکتا اور نہ ہی جانتا ہوں کہ یہ لوگ میرے ساتھ چلنے پر رضا مند ہوں گے یا نہیں۔"

اور سفید چوہیا نے گھوم کے بیس کی طرف دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں ایک سوال اور ایک حکم تھا۔ بیس اس نظر کی تاب نہ لا کر سمٹ سا گیا اور زمین پر تھوک کر بولا۔

"اگر باس اس عورت کے ساتھ جا رہے ہیں تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ باس بیوقوف ہیں تاہم جہاں باس جائیں گے میں بھی جاؤں گا۔ اور یہ کانیک کو چھڑانے کے لئے نہیں بلکہ اس لئے کہ میں نے باس کے والد سے وعدہ کیا تھا کہ جہاں باس جائیں گے میں بھی جاؤں گا رہے وہ ٹام جیری تو ان کے متعلق میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ میرے خیال میں تو وہ یہی جواب دیں گے کہ..... جی نہیں شکریہ...... لیکن اگر کسی نیکی کے پھیر میں انہوں نے کہہ دیا کہ..... بے شک ہم بھی چل رہے ہیں...... اس صورت میں مناسب ہو گا کہ ہم ان کے بغیر

چل دیں کیونکہ وہ دونوں ایسے بیوقوف ہیں اور انہیں اپنی جان اتنی عزیز ہے کہ وہ لاز طور پر غلط وقت اور غلط جگہ خوفزدہ ہوجائیں گے اور آوازیں پیدا کرکے ہمیں مصیبت پر پھنسا دیں گے' اس کے علاوہ ایسے سوراخ میں جس کا ذکر سفید چوہیا نے کیا ہے چار کی بجائے دو آدمیوں ہی کا جانا مناسب ہوگا۔ چنانچہ میں سمجھتا ہوں کہ ہم ٹام اور جیری کو باربرداروں کے ساتھ روانہ کردیں کیوں اگر ہم کانیک کو اس سوراخ میں سے باہر گھسیٹ لانے میں کامیاب ہوگئے تو پھر یقیناً بستی والے ہمارا تعاقب کرکے کانیک کو گرفتار کرنے کی کوشش کریں گے۔ چنانچہ اس صورت میں ہم اور ہمارا سامان جتنی دور پہنچ جائے گا اتنا محفوظ ہوگا۔ باربردار تیزی سے سفر نہیں کرسکتے چنانچہ باس ہم آسانی سے انہیں جالیں گے۔"

"سن لیا تم نے؟" میں نے سفید چوہیا سے پوچھا۔ "اب بتاؤ تمہاری کیا رائے ہے؟"

اس زرد رو بونے کو میں نرا احمق سمجھ رہی تھی لیکن یہ تو بڑا عقلمند نکلا۔ کم سے کم اس وقت اس نے بڑی عقلمندی کی باتیں کہی ہیں۔ جو کچھ کرنا ہے اسے میں اکیلی نہیں کرسکتی کیونکہ وہاں نہ صرف پہرے داروں سے نپٹنا ہوگا بلکہ سرنگ کے دہانے کے محافظ بھی اسی وقت تک کرنی ہوگی۔ جب تک کہ میں کانیک کے بندھن کاٹ کر اسے آزاد نہیں کردیتی۔ لیکن اس کام کے لئے دو آدمی میرے خیال میں کافی ہیں اور میں سمجھتی ہوں کہ دو آدمیوں کی وجہ سے کام اور بھی آسان ہوجائے گا کیونکہ چار کے بجائے وہاں صرف دو آدمی ہونگے اس لئے آسان اور پھرتی سے سرنگ میں اتر جائیں گے چنانچہ اس زرد رو مشورے پر ہی عمل کرنا مناسب ہوگا۔ تم اپنے دونوں بندوق برداروں کو حکم دے دو کہ باربرداروں اور سامان کے ساتھ تیزی سے روانہ ہوجائیں اور پوپھٹنے سے پہلے اس ٹی سے جتنے دور ممکن ہو پہنچ جائیں۔ اب اگر تم کانیک کو نکال لانے میں کامیاب ہوجاؤ تو ان لوگوں کے نقش قدم پر بھاگتے ہوئے ان کے پاس پہنچ جانا۔ اطمینان رکھو بستی والے جلد ہی تمہارے پاس نہ پہنچ سکیں گے کیونکہ وہ چکر کھا کے طویل راستے سے آئیں گے۔ اب اگر تعاقب کرنے والے تم لوگوں تک پہنچ بھی گئے تو وہ تھکے ہوئے ہوں گے اور تم آسا



سے انہیں شکست دے دوگے۔

"اور تم کہاں جاؤگی؟" میں نے پوچھا کیونکہ اس نے اس فرار کے نقشے میں اپنا تو ذکر سرے سے کیا ہی نہ تھا۔

"یہ تو میں نہیں جانتی" وہ بولی اور مسکرائی۔ بڑی پراسرار تھی اس کی یہ مسکراہٹ "آقا! میں نے کہا نہیں کہ میں تمہاری کنیز ہوں؟ چنانچہ میں اپنے جسم کے ساتھ یا صرف میری روح میرے آقا کے ساتھ ہوگی یا بہت ممکن ہے کہ میں اپنے آقا سے پہلے ہی منزل پر پہنچ جاؤں۔"

اور اب مجھے یاد آیا کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی اس نے کانیک کو اپنا "آقا" کہا تھا اور اب وہ اپنے آپ کو میری کنیز ظاہر کررہی تھی۔ چنانچہ...... میں نے سوچا...... یہ دراصل انداز خاکساری تھا۔ بالکل اسی طرح جس طرح سے ہم کہتے ہیں "بندہ حاضر ہے" یا "غلام ہر خدمت کے لئے تیار ہے" لیکن اس وقت میں نے سفید چوہیا کے اس "انداز خاکساری" پر غور نہ کیا کیونکہ اس وقت ایک اور اہم مسئلہ درپیش تھا۔ یعنی کانیک کو نکال لانے کا مسئلہ چنانچہ میں اس طرف متوجہ ہوگیا اور سفید چوہیا سے سوالات پوچھنے لگا۔

جب مجھے وہ باتیں معلوم ہوچکیں جو میں معلوم کرنا چاہتا تھا تو میں نے سفید چوہیا سے کہا کہ وہ اسی جگہ چھپی رہے اور میں خود ہیس کے ساتھ پڑاؤ میں آگیا اور فوراً ٹام اور جیری کو بتایا کہ میں ہیس کے ساتھ ایک شخص سے ملنے خفیہ طور پر بستی کی طرف جارہا ہوں۔ پھر میں نے ان سے کہا کہ پوپھٹنے سے دو گھنٹے پہلے وہ باربرداروں کو بیدار کرکے اور سامان لے کر اس ٹیلے کی طرف روانہ ہوجائیں جس سے ہم سب واقف تھے کیونکہ کانیک کی ساتھ بستی میں قیام کے دوران ہم لوگ ایک دفعہ اسی ٹیلے کے قدموں میں شکار کو گئے تھے۔

حالانکہ ٹام اور جیری میرا یہ حکم سن کر ذرا پریشان ہوگئے۔ تاہم انہوں نے میری ہدایتوں پر آخر تک عمل کرنے کا وعدہ کیا اسی پر بس نہ کرتے ہوئے وہ باربرداروں کے مقدم کو بیدار کرکے میرے سامنے لے آئے کہ میں اس کے سامنے بھی اپنے احکامات دہرا

دوں۔ اب وہ تینوں رخصت ہوئے اور ٹام نے جاتے جاتے کہا کہ وہ چاہتا ہے کہ میں ا بھی اپنے ساتھ لے چلوں کیونکہ اس کے خیال میں ...... اس نے کہا ..... میں وہاں میں کسی مصیبت میں پھنس جانے والا تھا۔ میں نے اس کا شکریہ ادا کیا اور اسے یقین کہ میں محفوظ رہوں گا۔ چنانچہ یوں ٹام اور جیری شب بخیر کہہ کر رخصت ہوئے اور سوچنے لگا کہ خدا جانے میں دوبارہ ان دونوں وفاداروں کی صورت دیکھ بھی سکوں گا یا اور یہ کہ اگر میں واپس نہ آیا تو پھر یہ لوگ کیا کریں گے اور کہاں جائیں گے۔ شاید چلے جائیں گے اور میرا سازو سامان اور بندوقیں فروخت کرکے اپنے طور پر امیر بن جائیں گے۔

اس کے بعد میں تھوڑی سی نیند لینے کے لئے لیٹ گیا اور ہیس سے بھی آرام کرنے کو کہا۔

مقررہ وقت پر میری آنکھ کھل گئی ...... یہاں میں یہ بتادوں کہ میں جب اور جہاں چاہوں نیند لے سکتا اور جب چاہوں بیدار ہو سکتا ہوں۔

خیمے سے باہر آیا تو ہیس موجود تھا اور ان چیزوں کا معائنہ کررہا تھا جو ہمیں اپنے ساتھ لے جانی تھیں اور یہ گنتی کی چیزیں تھیں ...... پانی کی ایک بوتل جس میں ٹھنڈی کافی بھری ہوئی تھی' اسپرٹ کی ایک ننھی سی شیشی' بلٹانگ (سکھایا ہوا گوشت) کی چند سیپارے اگر ہمیں بھوک معلوم ہو تو انہیں چبا سکیں چند گز لمبی ایک ڈوری اور رہے ہتھیار تو ایک وہی وییٹو رائفل تھی جو میں نے اٹھائی' جیب میں کارتوس بھرلئے اور مزید احتیاط کے پستول بھی پٹی میں اڑس لیا اور ساتھ ہی ایک بڑا سا شکاری چاقو بھی رکھ لیا کہ شاید اس ضرورت پڑجائے۔ ہیس کے پاس بندوق نہ تھی' چنانچہ وہ دو پستول اور ایک چاقو تھا اور پھر چند موم بتیاں اور دیا سلائی کی ایک ڈبیا بھی اس نے ساتھ لے لی تھی۔

یہ اطمینان کرکے کہ ضرورت کی ہر چیز ہمارے پاس موجود ہے ہم نے اپنا بقیہ سا لپیٹ کر ایک طرف رکھ دیا کہ ٹام اور جیری بار برداروں کے ساتھ روانہ ہوں تو اسے اٹھاتے جائیں۔ اور اب ہم نے اپنے ساتھ کھانا لے کر ...... کیونکہ جانتے تھے کہ



چوہیا بھوکی ہوگی ...... جھاڑیوں کے اس جھنڈ کی طرف چلے جہاں سفید چوہیا چھپی ہوئی تھی وہاں وہ عورت ہمیں نہ ملی۔ چنانچہ ہیس نے کہا کہ وہ ہمیں الو بنا کر نو دو گیارہ ہوگئی ہے۔ ہیس سفید چوہیا کی ہجو بیان کرہی رہا تھا کہ میں نے دیکھا کہ وہ ایک درخت کے تنے سے ٹیک لگائے کھڑی تھی۔ بلکہ یوں کہنا مناسب ہوگا کہ میں نے اس کی آنکھیں دیکھ لیں جو اندھیرے میں کسی درندے کی آنکھوں کی طرح چمک رہی تھیں۔ سفید چوہیا اب سفید نہ رہی تھی۔ کیونکہ اب اس نے اپنے سفید لبادے کی جگہ کالا باریک لباس پہن رکھا تھا۔ یہ لباس وہ اپنے ساتھ لائی تھی۔ میں نے اس کے سامنے کھانا رکھ دیا تو اس نے نفی میں سرہلا کر کہا۔

"نہیں آقا! اب میں کبھی نہ کھاؤں گی۔"

خدا جانے کیوں اس کے ان الفاظ نے مجھے خوفزدہ کردیا۔

اور سچ تو یہ ہے کہ یہ عورت شروع سے ہی مجھے ایک معمہ معلوم ہوئی تھی بلکہ میں تو یہاں تک کہوں گا کہ اس میں کوئی خاص بات تھی جو مجھے خوفزدہ کردیتی تھی۔ اس نے نظر اٹھا کر چاند کی طرف دیکھا اور کہا۔

"آقا! وقت آگیا ہے۔ میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ۔ اور ہاں۔ راستے میں کسی جگہ نہ تو تیلی جلانا نہ اپنا پائپ سلگانا اور نہ ہی کسی قسم کی آواز پیدا کرنا حتیٰ کہ اونچی آواز میں باتیں کرنا بھی خطرے سے خالی نہیں۔"

اور وہ ہمارے آگے آگے ایک سائے کی طرح چل دی۔ میں اور ہیس اس کے پیچھے تھے۔ ہیس کے متعلق میں کچھ نہیں کہہ سکتا البتہ اس وقت میرا دل دھڑک رہا تھا اور شکوک و شبہات سر اٹھا رہے تھے۔ ہم اس چشمے کے کنارے کنارے چل رہے تھے جو ٹیلے کی' چوٹی پر کے پانی کے ذخیرے میں سے نکل آیا تھا یہ چشمہ جھاڑیوں سے بچتا اور بل کھاتا ہوا اس گھاٹی کے دہانے تک چلا گیا تھا جو آگے بڑھ کر ایک سطح مرتفع کی ڈھلان میں تبدیل ہوگئی تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ سینکڑوں ہزاروں برس پہلے یہ چشمہ ایک سیل بے پناہ ہوگا جس نے زمین کے سینے میں یہ گھاٹی اپنے بہاؤ کی تیزی سے پیدا کردی ہوگی۔

ہم آگے بڑھ رہے تھے تو ہیس نے اپنے خیالات میرے کانوں میں یوں ٹھونسنے شروع کر دیئے۔

"یہ تو عجیب سفر ہے باس۔ اس وقت تو ہمیں اپنے بستر میں ہونا چاہئے تھا۔ لیکن ہم چل رہے ہیں۔ میں سوچتا ہوں اور حیران رہ جاتا ہوں کہ ایسی کیا بات ہوئی کہ باس نے اس کام کا بیڑا اٹھا لیا۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ اگر سفید چوہیا اتنی خوبصورت نہ ہوتی تو باس کبھی اس کام کے لئے تیار نہ ہوتے۔ باس کو اس کا تجربہ ہوگا۔ کہ اگر کوئی بوڑھی اور بدصورت عورت کسی مرد سے کسی کام کو کہتی ہے تو وہ بڑی صفائی سے اسے ٹال دیتا ہے لیکن اگر کوئی جوان اور خوبصورت عورت اس سے بھی زیادہ مشکل کام کو کہتی ہے تو وہ اپنے سینے پر ہاتھ مار کر فوراً ہی اٹھ کھڑا ہوتا ہے۔"

"بکو مت" میں نے کہا۔ "میں محض اس لئے تیار ہوا ہوں کہ سفید چوہیا خود کشی کرنے جا رہی تھی۔ بس اس کے علاوہ اور کوئی وجہ نہیں ہے۔"

"ٹھیک ہے لیکن اگر سفید چوہیا رات کی طرح کالی ہوتی اور اس کا چہرہ مکڑی کا جالا ہوتا تو پھر باس کو پرواہ نہ ہوتی کہ وہ خود کشی کرتی ہے یا زندہ رہتی ہے۔ کیونکہ باس ایسی کنیز کو تو کوئی بھی پسند نہ کرے گا جس کی رنگت اور جلد بھی بھینس جیسی ہو۔"

"ہیس! میں کہہ چکا ہوں کہ مجھے کسی کنیز کی ضرورت نہیں۔" میں نے ذرا زور سے کہا۔

"یہ تو باس اس وقت کہہ رہے ہیں لیکن ہو سکتا ہے کہ آگے چل کر وہ اپنا ارادہ بدل دیں۔ مثلاً ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی باس کہہ رہے تھے کہ کچھ بھی ہو جائے وہ اس سوراخ میں گھس کر کائنیک کو بچانے کبھی نہ جائیں گے۔ لیکن دیکھ لو ہم رات کے وقت جنگل میں جا رہے ہیں اور ہمارے چاروں طرف شاید درندے گھوم رہے ہیں اور پتہ نہیں اس رات کے اختتام پر کیا ہے اب کوئی پوچھے کہ باس وہ کام کرنے کیوں جا رہے ہیں جسے وہ کرنا نہیں چاہتے تھے؟ جواب سیدھا اور صاف ہے۔ محض اس لئے کہ وہ عورت بڑی خوبصورت چوہیا ہے۔ جس کی آنکھیں بڑی بڑی ہیں، مسکراہٹ میٹھی میٹھی ہے اور دانت سفید



ہیں۔ اب اگر یہ چوہیا کی بجائے بدصورت اور بوڑھی گھونس ہوتی جس کے دانت خراب ہوتے تو باس اس وقت مزے سے خراٹے لے رہے ہوتے اس کے علاوہ کیا واقعی باس کو یقین ہے کہ سفید چوہیا نے جو کچھ کہا ہے۔ سچ ہے؟ مجھے تو اس کی باتوں پر یقین نہیں بلکہ اب تو مجھے یہ بھی شک ہو چلا ہے کہ یہ عورت کائنیک کی بیوی نہیں ہے' بلکہ ایسا ظاہر کر رہی ہے۔

اس وقت ہم گھاٹی میں داخل ہو رہے تھے۔ چنانچہ ہماری راہبر نے ہماری طرف گھوم کر شہادت کی انگلی اپنے ہونٹوں پر رکھ لی۔ یہ گویا خاموش رہنے کا اشارہ تھا اور میں نے دل ہی دل میں خدا کا شکر ادا کیا کیونکہ ہیس کی باتیں ناقابل برداشت ہونے لگی تھیں۔

تھوڑی دیر بعد ہی ہم اس گھاٹی میں تھے جو دراصل چٹان میں ایک زبردست اور عمیق شگاف تھا جہاں اس کی گہرائی سب سے زیادہ تھی وہاں اس کے دونوں طرف چٹانی دیوار سو فٹ تک بلند ہوتی چلی گئی تھیں اس شگاف یا گھاٹی کی تہہ میں وہی چشمہ بہہ رہا تھا جس کے کنارے کنارے چل کر ہم آئے تھے لیکن یہاں یہ چشمہ ایک عجیب منظر پیش کر رہا تھا کیونکہ اس میں جگہ جگہ بڑے بڑے پتھر پڑے ہوئے تھے۔ جو چوٹی پر سے ٹوٹ کر نیچے لڑھک آئے تھے ان پتھروں نے ہمارا سفر مشکل اور رفتار بے حد سست کر دی تھی۔ اس گھاٹی میں اندھیرا تھا۔ کیونکہ اس کی دیواروں پر اگی ہوئی جھاڑیوں نے اکثر جگہ چاندنی کو اوپر ہی اوپر روک دیا تھا کہیں کہیں چاندنی نیچے اتر آئی تھی اور اس اندھیری گھاٹی میں چاندنی کے یہ داغ بڑے ہی مہیب معلوم ہو رہے تھے۔ اس کے علاوہ خود گھاٹی میں بھی چشمے کے کنارے خاردار جھاڑیاں اور تاڑ کے درخت اگ رہے تھے۔ جس نے ہمارا سفر اور بھی مشکل بنا دیا تھا۔

خوش قسمتی سے یہ سفر کچھ زیادہ طویل نہ تھا۔ آدھے گھنٹے کے "کمر توڑ" سفر کے بعد ایک جگہ سفید چوہیا رک گئی۔

"یہی ہے وہ جگہ" وہ بولی "سنو! بستی میں بھونکتے ہوئے کتوں کی آوازیں سنائی دے رہی ہیں۔"

سفید چوہیا نے یہ غلط نہ کہا تھا۔ میں واقعی کتوں کے رونے کی آوازیں سن رہا تھا۔ کتے چاند کو دیکھ کر رو رہے تھے اور گھاٹی کے خاموش اور اندھیرے ماحول میں یہ آوازیں بڑی ہی لرزہ خیز معلوم ہو رہی تھیں۔

"یہی وہ جگہ ہے۔" سفید چوہیا نے پھر کہا اور پھر آسمان کی طرف دیکھ کر بولی۔ "تھوڑی دیر بعد ہی عمل کا وقت آجائے گا۔ چنانچہ اس وقت تک مناسب ہوگا کہ ہم ذرا ستالیں کیونکہ اب ہمیں اپنے جسم کی پوری قوت صرف کرنی ہوگی۔"

بیس کو وہیں ٹھہرنے کا اشارہ کرکے اور مجھے اپنے ساتھ لے کر وہ آگے بڑھی اور مجھے بیس کی حد ساعت سے آگے لے آئی۔ یہاں ایک چپٹا پتھر پڑا ہوا تھا۔ میں اس پتھر پر بیٹھ گیا۔ وہ پالتی مار کر میرے قدموں میں بیٹھ گئی اس اندھیرے میں وہ ایک بڑے سے کالے داغ کی طرح نظر آرہی تھی اور اس کالے داغ میں ایک اور سفید داغ تھا جو اس کا چہرا تھا۔

"آقا! تم ایک خطرناک کام کرنے جارہے ہو۔" اس نے کہا۔ "لیکن تم ذرا بھی نہ گھبراؤ۔ اس کام میں تمہیں یقین دلاتی ہوں کہ تمہارا اور تمہارے اس زرد روبونے کا بال بھی بیکا نہ ہوگا۔"

"یہ تم نے کیسے کہہ دیا حالانکہ میں تو سمجھتا ہوں کہ میں...... خوفزدہ ہوں؟"

"آقا! وہ لوگ جو کانیک کے قبیلے میں رہتے ہیں تھوڑا بہت ان کا علم حاصل کرلیتے ہیں چنانچہ مجھے بھی ان ستاروں کی چال دیکھنا سکھایا گیا ہے، جنکی پرستش کانیک کرتا ہے۔"

"تو ہمارا یہ کانیک نجومی ہے گویا۔" میں نے سوچا۔ "کسی افریقی کو نجومی ہوتے آج ہی سنا ہے۔"

اور پھر میں نے کہا۔

"تو کیا معلوم کیا تم نے ستاروں سے؟"

"یہی آقا کہ تم اس وقت محفوظ رہو گے جس پر تم کانیک کے ساتھ جارہے ہو اور یہ کہ اس کے بعد بھی تم اور تمہارا زرد روبونا برسوں تک زندہ رہے گا۔"



"یہ بڑی خوشخبری سنائی ہے تم نے۔" میں نے قدرے تلخی سے کہا حالانکہ میں دل ہی دل میں قدرے مسرت اور اطمینان محسوس کررہا تھا۔ اور یہ تو حقیقت ہے کہ ہم کتنے ہی تعلیم یافتہ اور مہذب کیوں نہ بن جائیں نیک شگون کے بہرحال جویا رہتے ہیں اور کسی بھی بات یا واقعہ کو نیک شگون یقین کرکے خوش ہولیتے ہیں اور پھر یہاں تو حالت یہ تھی کہ میں ایک اندھیری گھاٹی میں ایک انجانی مہم کی دہلیز پر بیٹھا ہوا تھا اور نہ جانتا تھا کہ اس کا انجام کیا ہوگا۔ چنانچہ ایسے وقت میں تسلی کے دو بول بڑا کام کر جاتے ہیں۔

"ایک بات اور پوچھنا چاہتی ہوں آقا۔" سفید چوہیا نے کہا۔ "اس کے بعد میں تمہاری سمع خراشی نہ کروں گی۔"

"پوچھو۔"

"دعاؤں میں یقین رکھتے ہو؟"

"ہاں۔ لیکن اس وقت کسی کی دعا میرے ساتھ نہیں ہے۔"

"یہ تم نے غلط کہا آقا۔ میں بہت سی دعائیں تمہارے سر پر سایہ فگن دیکھ رہی ہوں۔ تم جہاں جاؤ گے یہ دعائیں تمہارے ساتھ رہیں گی اور تمہارے بعد سینکڑوں اور ہزاروں لوگ تمہیں یاد کریں گے۔ محبت سے اور خلوص سے یاد کریں گے۔ دعاؤں کے اسی جمگھٹے میں وہ بھی دعا ہے جو میں نے تمہیں دی ہے۔"

"شکریہ سفید چوہیا لیکن ایک بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔"

"وہ کیا آقا؟"

"اگر واقعی تم مجھے اس لئے دعا دے رہی ہو کہ میں کانیک کا آزاد کرانے چلا ہوں تو پھر یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کہ تم اس سے نفرت کیوں کرتی ہو؟"

"میں سمجھی نہیں۔"

"غالباً میں نے سیدھی طرح سے بات کہنے کی بجائے گھما پھرا کر کہی ہے۔ میرا مطلب یہ ہے سفید چوہیا کہ اگر واقعی تمہیں کانیک سے نفرت ہے تو پھر اسے بچانے والے کو دعا کیوں دے رہی ہو؟"

"یہ بات تمہاری سمجھ میں نہ آئے گی۔ کبھی نہ آئے گی۔ جب تک تم زندہ ہو۔ اس معمہ کو حل نہ کرسکو گے تاہم ایک بات بتائے دیتی ہوں۔"

"کون سی بات؟"

"تمہارا وہ زرد رو بونا مجھے کانیک کی حاسد بیوی سمجھ رہا ہے۔ لیکن آقا میں کانیک کی بیوی نہیں ہوں۔ میں کسی کی بھی بیوی نہیں ہوں اور نہ ہی سفید چوہیا میرا اصل نام ہے۔ آقا! تم اس عجوبے کی تلاش میں جارہے ہو جس کی خدمت اور پوجا میں کرتی ہوں۔ وہ ہستی تمہیں یہاں سے دور ...... بہت دور مل جائے گی۔ ہوسکتا ہے جب تم وہاں پہنچ جاؤ تو مجھے بھی اس کے ساتھ پاؤ اور یہ بھی یاد رکھو کہ اس عجیب ہستی کی مدد کرکے تم میری بھی مدد کرو گے ..... اب ہمیں چلنا چاہئے۔ عمل کا وقت آگیا ہے۔"

اور پھر اس نے میرا ہاتھ چوم لیا۔ مجھے اب تک یاد ہے کہ اس کے ہونٹ میں نے اپنی جلد پر یوں محسوس کئے تھے جیسے میرے ہاتھ کی پشت پر کوئی تتلی آبیٹھی ہو اور اس کی سانس ..... مجھے نم اور شیریں معلوم ہوئی تھی۔ اب اس نے ہیس کو قریب آنے کا اشارہ کیا جو دور کھڑا بڑے اشتیاق سے ہمیں گھور رہا تھا۔ میں اور ہیس سفید چوہیا کی معیت میں آگے بڑھے اس وقت ہم ڈھلان چڑھ رہے تھے یہ ڈھلان ان پتھروں نے پیدا کردی تھی جو یا تو اپنے آپ ہی چوٹی پر سے لڑھک آئے تھے یا پھر کئی برس پہلے سیلاب انہیں گھاٹی میں گھسیٹ لایا تھا۔

خدا جانے کتنے گز تک ڈھلان چڑھنے کے بعد ہم جھاڑیوں کے ایک مختصر سے جھنڈ کے قریب پہنچ چکے تھے۔ جھاڑیوں کے اس جھنڈ کے درمیان ایک بڑا سا پتھر کھڑا تھا۔

اور یہاں پہنچ کر سفید چوہیا رک گئی اور اس نے سرگوشی میں کہا۔

"اس پتھر کے دوسری طرف گھاٹی کا دہانہ ہے۔ اگر تم سرسری نظر سے بھی دیکھو تو معلوم ہوگا کہ دہانے کے کنارے پر چوٹی یوں گھونگھٹ کی طرح جھکی ہوئی ہے کہ رسوں کی مدد سے بھی اوپر سے نیچے اترنا یا نیچے سے اوپر چڑھنا ممکن نہیں کیونکہ بلندی اس کی بہت زیادہ ہے۔ میں بتاچکی ہوں کہ یہ سرنگ یا پانی کی یہ گزرگاہ زیادہ تر زیر زمین ہی چلی گئی



ہے۔ یعنی اوپر تک ...... البتہ بعض بعض مقامات پر اس سرنگ کی چھت نہیں ہے اور وہاں سے آسمان نظر آجاتا ہے۔ اس کے بعد ..... یعنی اس سرنگ کے بعد چوٹی تک عمودی چٹان ہے جس پر چڑھنا کسی صورت ممکن نہیں لیکن یہ راستہ اس چٹان میں گھس گیا ہے اور چڑھائی بالکل عمودی ہے یہاں دو چراغ چھپا کر رکھے ہوئے ہیں انہیں میں ان تیلیوں سے جلاؤں گی جو زرد بونے نے مجھے دی ہیں۔ ایک چراغ کو ہم نیچے ہی سلگتا چھوڑ دیں گے کہ جب تم واپس آؤ تو ڈھلان اترتے وقت یہ چراغ تمہارے لئے ایک راہبر کا کام دے سکے دوسرا چراغ میرے پاس رہے گا۔ کیونکہ میں تم دونوں سے آگے ہوں گی اس کی روشنی میں تم دیکھ سکو گے کہ میں کس جگہ پیر ٹکا کے اوپر چڑھتی ہوں اب تم سمجھ گئے ہوگے آقا۔"

"یہ تو ٹھیک ہے لیکن جب ہم اوپر پہنچ جائیں گے تو کیا ہوگا؟"

"آقا! میں کہہ چکی ہوں کہ اس سرنگ کا اوپری دہانہ ایک کھسکنے والے پتھر سے بند کردیا گیا ہے۔ یہ پتھر اوپر سے کانیک کے گھر کے فرش کے دوسرے پتھروں کی طرح ہی معلوم ہوتا ہے۔ اس پتھر کے راز سے میں واقف ہوں اور اسے کھول سکتی ہوں۔ چنانچہ چراغ چھپا دینے کے بعد میں اسے کھول دوں گی پھر ہم برآمدے میں رینگ جائیں گے میرا خیال ہے کہ کانیک کو برآمدے میں ہی بٹھایا گیا ہے اور اس طرح کہ نہ صرف اس کے دونوں ہاتھ بندھے ہوئے ہیں۔ بلکہ خود اسے بھی اس کھمبے سے باندھ دیا گیا ہے۔ جو چھت کو سہارا دیئے ہوئے ہے۔ لیکن یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اسے کسی ایک کمرے میں رکھا گیا ہو اور اگر ایسا ہوا تو پھر ہمارا کام ذرا مشکل ہوجائے گا۔"

"ذرا کیا بہت مشکل ہوجائے گا۔" میں نے جلدی سے کہا۔

"امید تو یہ ہے۔" سفید چوہیا نے سلسلہ کلام جاری رکھا۔ "کہ جب ہم اوپر پہنچیں گے تو وہ لوگ جو کانیک کی نگرانی کررہے ہیں۔ یا تو سو رہے ہوں گے یا نشے میں دھت ہوں گے۔ یہ دوسری بات اغلب ہے کیونکہ انہیں کانیک کے گھر میں اعلیٰ قسم کی انگریزی شراب مل گئی ہوگی جسے وہ لوگ چڑھا گئے ہوں گے یا پھر خود کانیک نے انہیں اس شراب کا پتہ

دے دیا ہوگا اور اگر ایسا ہوا تو پھر میں کانیک کے بندھن کاٹ دوں گی اور وہ تمہارے ساتھ سرنگ میں اتر کر فرار ہو جائے گا۔"

"لیکن اگر پہرے دار بیدار بھی ہوئے اور نشے میں بھی نہ ہوئے تو؟"

"تو پھر آقا تمہیں اور اس زرد بونے کو اپنا کردار ادا کرنا ہوگا۔ اس کے متعلق کہ تمہیں کیا کرنا چاہئے میں کوئی مشورہ نہیں دے سکتی۔" اس نے بڑی سرد مہری سی جواب دیا۔ "گھر میں پہرے دار زیادہ نہ ہوں گے کیونکہ ایک تو کانیک بندھا ہوا ہے اور پھر یہ بات بستی والوں کے وہم و گمان میں بھی نہ ہوگی کہ اسے فرش میں سے نکل کر بچایا جاسکتا ہے چنانچہ اگر سخت پہرہ ہوا بھی تو باڑھ کے باہر ہوگا اب ہمیں چلنا چاہئے۔"

چنانچہ ہم چل پڑے۔

سفید چوہیا آگے آگے تھی۔ وہ پتھر کے دوسری طرف پہنچی۔ اس نے چند ڈھیلے پتھر ایک طرف لڑھکا دیئے۔ پتھروں کے ہٹتے ہی ایک بڑا سا سوراخ نظر آیا۔ سفید چوہیا کے پیچھے میں اور ہیس اس سوراخ میں گھس گئے ہیس میرے آگے تھا۔ تھوڑی دور تک ہم چٹان کی تقریباً عمودی ڈھلان پر چڑھتے رہے چڑھتے کیا رہے رینگتے رہے اور پھر' جیسا کہ سفید چوہیا نے کہا تھا اچانک اس اندھیرے غار میں روشنی نظر آئی۔ کیونکہ یہاں سرنگ کی چھت نہ تھی ہم آگے بڑھے تو ایک بار پھر اندھیرے میں تھے۔ اور تھوڑی دیر بعد پھر روشنی میں۔

دس پندرہ منٹ تک چڑھتے رہنے کے بعد سفید چوہیا نے رک کر آہستہ سے کہا۔

"آقا! اب اصل سرنگ شروع ہو رہی ہے۔ گھڑی دو گھڑی یہاں ستا لو۔ کیونکہ چڑھائی عمودی ہے۔"

میں ایک طرف بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد ہی دیا سلائی کی تیلی گھسنے کی آواز سنائی دی۔ سفید چوہیا نے چراغ تلاش کرلیا تھا۔ یہ چراغ کیا تھا مٹی کا ایک پیالہ تھا جس میں زیتون کا تیل بھرا ہوا تھا اور اس میں روئی کی بٹی ہوئی بتی رکھی ہوئی تھی۔ سفید چوہیا نے یہ چراغ جلایا۔ ہم اتنی دیر تک اندھیرے میں رہے تھے کہ دیئے کی یہ ٹمٹماتی ہوئی روشنی بھی میری



آنکھوں میں چکا چوند پیدا کر رہی تھی۔ اسی روشنی میں' میں نے دیکھا کہ ایک گول سوراخ جہاں ہم کھڑے تھے۔ وہاں سے شروع ہو کر کہیں اوپر چلا گیا تھا۔ یہی وہ سرنگ تھی جو چٹان کے اندر ہی اندر اوپر تک چلی گئی تھی۔ صاف ظاہر تھا کہ یہ سرنگ قدرتی نہ تھی بلکہ انسان کی بنائی ہوئی تھی۔ اور خاصی قدیم تھی۔ غالباً یہ کان میں اترنے کا راستہ تھا۔ ایسی کانیں اور ایسے راستے میں متابلی میں پہلے بھی دیکھ چکا تھا۔

بہرحال اس سرنگ کی دیواروں پر جگہ جگہ چمکدار داغ سے نظر آ رہے تھے۔ جو غالباً کوئی دھات تھی لیکن میرا یہ اندازہ غلط بھی ہو سکتا ہے اس سرنگ میں نیچے سے اوپر تک ایک زینہ تھا اور زینہ یوں تھا کہ پیر ٹکانے اور ہاتھوں کی پکڑ کے لئے سرنگ کی دیوار میں چھوٹے چھوٹے طاقچے سے بنے ہوئے تھے' ظاہر ہے کہ اس زینے سے چڑھنے یا اترنے والا تھوڑی سی چڑھائی یا اتار کے بعد تھک سکتا تھا۔ چنانچہ ستانے کے لئے تھوڑے تھوڑے فاصلے پر پتھر کے پلیٹ فارم سے بنے ہوئے تھے۔ ایک رسہ بھی اس سرنگ میں لٹک رہا تھا جس کا ایک سرا کہیں اوپر کسی حلقے یا پتھر سے باندھ دیا گیا تھا یہ رسہ مجھے بہت پرانا' سڑا ہوا اور کمزور معلوم ہوا۔ میں نے اس رسے اور اوپر چڑھنے کے طاقچوں کی طرف دیکھا تو میرا دل ڈوب گیا۔ بڑا خطرناک بلکہ گردن توڑ قسم کی چڑھائی تھی۔ تاہم خوف کا اظہار کرنا فضول تھا۔ اب کچھ نہ ہو سکتا تھا سوائے اس کے کہ اس کام کو بہرحال انجام تک پہنچا دیا جائے چنانچہ میں تو خاموش رہا البتہ میں نے ہیس کو ضرور بڑبڑاتے سنا وہ یا تو دعا مانگ رہا تھا یا پھر اپنے آپ کو' یا مجھے یا پھر چوہیا کو کوس رہا تھا یا پھر دعا بھی مانگ رہا تھا۔ اور ساتھ ہی ساتھ کوستا بھی جاتا تھا۔

"چلو اب ذرا بھی خوف نہ کرو۔" ہماری حسین مگر نڈر راہبر نے کہا۔ "اپنے پیر اور ہاتھ طاقچوں میں اس طرح رکھو جس طرح میں رکھوں' طاقچے ٹوٹنے والے نہیں اور رسہ بھی مضبوط ہے۔ حالانکہ بظاہر کمزور نظر آتا ہے۔"

اور اب اس نے دوسرا چراغ' جو اس نے جلا لیا تھا' ایک ٹوکری میں رکھ کر اپنی کمر سے باندھ لیا۔ اب وہ ٹوکری اس کی پیٹھ پر پڑی ہوئی تھی اور اس ٹوکری میں دیا جل رہا

تھا۔ یہ ٹوکری کچھ اس طرح بنائی گئی تھی کہ جلتے ہوئے دیئے سے سفید چوہیا کے کپڑے نہ سلگ سکتے تھے۔ اس دیئے کی روشنی میں ہم وہ عجیب اور خطرناک زینہ چڑھ سکتے تھے۔

یوں تیار ہو کے وہ اچک کے سرنگ میں جا گھسی اور اتنی آسانی اور تیزی سے اوپر چڑھنے لگی کہ میں بھونچکارہ گیا۔ اس کا نام "سفید چوہیا" بے حد مناسب و موزوں تھا کیونکہ وہ چوہیا کی ہی طرح سرنگ کی چٹانی دیوار پر چڑھ رہی تھی۔

ہم بھی اس کے پیچھے پیچھے اوپر چڑھنے لگے۔ ہم نے اپنے دائیں ہاتھ سے وہ رسہ پکڑ رکھا تھا۔ جو بھینسے کی کھال کی دھجیوں سے بٹا گیا تھا اور بظاہر سڑا ہوا اور کمزور معلوم ہوتا تھا۔ دوسرا ہاتھ ہم طاقچے میں ٹکاتے اور پھر اپنے آپ کو بلند کرکے اوپر کا طاقچہ پکڑلیتے اور نچلے طاقچے میں پیر رکھ دیتے عجب لرزہ خیز چڑھائی تھی یہ اور میں سمجھتا ہوں کہ اس چڑھائی کی تمام ترسنسنی خیزی اس رسے میں مضمر تھی کیونکہ اس وقت ہمیں معلوم نہ تھا کہ یہ بظاہر کمزور نظر آتا ہوا رسہ کس قدر مضبوط ہے۔ بعد میں اس کی مضبوطی آزمانا ہمارے لئے مقدر ہو چکا تھا۔

جب ہم ذرا اوپر چڑھ گئے تو میں نے گردن گھما کر نیچے دیکھا۔ اور میرے ہاتھ سے رسہ چھوٹتے چھوٹتے رہ گیا اور میں گرتے گرتے بچا۔ میرا سر چکرا گیا تھا۔ نیچے...... بہت نیچے۔ جیسے بطن زمین میں کوئی ستارہ روشن ہو۔ یہ وہ دیا تھا جسے سرنگ کے نچلے دہانے پر جلتا چھوڑ دیا گیا تھا۔ میرے خدا! اگر ہاتھ پھسلتا یا رسہ ٹوٹ جاتا تو ہم میں سے ہر ایک کی ہڈیوں کا سرمہ بن جاتا۔ میں نے ایک یا دو دفعہ ہی نیچے دیکھا اور پھر دیکھنے کی ہمت نہ کرسکا۔ اس چڑھائی میں ایک اور چیز بھی تکلیف دے رہی تھی اور وہ تھی میری بندوق جو میں نے اپنے کندھے سے لٹکا رکھی تھی۔ بندوق نہ صرف چڑھائی میں دقتیں پیدا کررہی تھی بلکہ اس کا گھوڑا میری ریڑھ کی ہڈی میں بار بار چبھ رہا تھا۔ کاش کہ میں ہیس کی تقلید میں یہ بندوق اپنے ساتھ نہ لی ہوتی۔

ہم پہلے پلیٹ فارم پر پہنچ کر دم لینے کے لئے بیٹھ گئے۔ غالباً میرے بشرے سے بے چینی عیاں تھی کیونکہ ہیس چند ثانیوں تک میری طرف دیکھتا رہا اور پھر شاید میرا دھیان



ہٹانے کی غرض سے اس نے اپنے مخصوص انداز میں مجھے لیکچر دینے کا فیصلہ کیا۔

"باس کو مصیبت میں پھنسے ہوئے لوگوں کی مدد کرنے کا بہت شوق ہے۔" اس نے اپنے ہاتھ کی پشت سے اپنے چہرے پر سے پسینہ پونچھتے ہوئے کہا۔ "لیکن یہ بہت بری عادت ہے جسے آئندہ چل کر باس یقین ہے کہ ترک کردیں گے' کیونکہ دیکھو ایسے احمقوں کا کیا حشر ہوتا ہے...... بڑا عمدہ اور سبق آموز تجربہ ہوا ہے آج۔ باس! اگر میرا باپ بھی گرفتار ہوگیا ہوتا تو میں اسے بچانے کے لئے اس سوراخ میں نہ گھستا لیکن یہاں تو ہم اسے آزاد کرانے جارہے ہیں جس کے متعلق ہم جانتے ہی نہیں کہ کون ہے۔ بہرحال باس" اس نے قدرے بشاشت سے اضافہ کیا کیونکہ میں ہیس سے متفق تھا اور میں نے کوئی جواب نہ دیا تھا۔ "بہرحال اگر یہ کان میں ہی اترنے اور چڑھنے کا راستہ ہے تو ہمیں ان بچارے مزدوروں کا تصور کرنا چاہیئے جو دھات کے بھرے ہوئے وزنی ٹوکرے لے کر اوپر چڑھتے ہوں گے۔ ان کے تصور سے ہمیں یہ چڑھائی نسبتاً آسان معلوم ہوگی اور پھر باس وہ بچارے مزدور ہماری طرح عیسائی بھی نہ تھے۔ چنانچہ اگر وہ اوپر سے نیچے گرتے تو بس مرہی جاتے اور بس' اور ہمارا تو یہ ہے باس کہ ہم عیسائی ہیں اور جانتے ہیں کہ اگر اوپر سے گر کر مرگئے تو پھر سیدھے جنت میں ہی جائیں گے۔ چنانچہ باس یہاں تو چت بھی اپنی ہے اور پٹ بھی اپنی۔ اور یہ خیال باس بڑا ہی روح افزا ہے۔ اور باس جب کوئی گہرے اور چڑھے ہوئے دریا کو عبور کررہا ہو تو اسے ان لوگوں کا تصور کرنا چاہیئے جو اس دریا کو عبور کرتے ہوئے ڈوب گئے ہوں اس تصور سے دل و دماغ کو بڑی تقویت حاصل ہوتی ہے باس۔"

قارئین کو یہ بات عجیب معلوم ہوگی اور وہ شاید اس پر یقین نہ کریں گے لیکن یہ حقیقت ہے کہ ہیس کی ان باتوں سے مجھے ہنسی آگئی۔ جی ہاں۔ میں اس خوفناک اور خطرناک ماحول میں بے اختیار ہنس پڑا کیونکہ ہیس کی یہ کلیت مصنوعی تھی۔ چنانچہ ہمارے لئے شگون بد ثابت نہ ہوسکتی تھی۔

چند ثانیوں بعد ہم طاقچوں اور بظاہر کمزور رسے کی مدد سے پھر اوپر چڑھنے لگے اور تھوڑی دیر بعد دوسرے پلیٹ فارم پر تھے۔ سفید چوہیا نے ہمیں وہیں ٹھہرے رہنے کو کہا۔

"میں ابھی آتی ہوں۔" وہ سرگوشی میں بولی۔

اور پھر طاقچوں کی سیڑھیوں کے تیسرے سلسلے پر بڑی تیزی اور پھرتی سے چڑھ تیسرے پلیٹ فارم پر پہنچ گئی اور وہاں اس نے کچھ کیا' ہم دیکھ نہ سکے کہ وہاں پہنچ کر نے کیا کیا تھا۔

اور پھر وہ واپس آئی۔ اس کا نیچے اترنے کا طریقہ عجیب تھا۔ اس نے دونوں ہاتھ سے رسہ پکڑ لیا (بعد میں ہمیں معلوم ہوا کہ رسے کا اوپر کا سرا تیسرے پلیٹ فارم کے حلقے میں' یہ حلقہ بھی پتھر کا ہی تھا' باندھ دیا گیا تھا اور پھر اس طرح کہ وہ نچلی چٹان سے ہی دور لٹک رہا تھا) سفید چوہیا نے یہ رسہ دونوں ہاتھوں سے پکڑا اور طاقچوں میں پیر رکھے بغیر خلا میں معلق ہوگئی اور پھر "سرررر" سے رسے پر پھسل کر نیچے آنے لگی۔ عجیب منظر وہ۔ سفید چوہیا نے کالا لباس پہن رکھا تھا۔ اس کی پیٹھ پر دیا جل رہا تھا اور وہ سرنگ چٹان دیواروں سے دور خلا میں پھیل رہی تھی تیزی سے یوں معلوم ہوتی تھی جیسے روح آسمانوں پر سے اتر رہی ہو۔

چند ثانیوں بعد ہی وہ ہمارے قریب کھڑی ہوئی تھی۔

"آقا!" جب اس کا دم درست ہوا تو وہ بولی۔ "میں یہ دیکھنے گئی تھی کہ اس پتھر چولیں' جو سرنگ کے منہ پر ہے' کام کررہی ہیں یا نہیں سب ٹھیک ہے آقا۔ چولیں ٹھ سے کام کررہی ہیں اور میں پتھر ڈھیلا کرآئی ہوں۔ اب ایک ہی دھکے سے یہ پتھر' جو دالا کے دوسرے فرش کے دوسرے پتھروں کی طرح معلوم ہوتا ہے' آسانی سے اوپر کی طر کھل جائے گا۔ یہ پتھر آقا ایک آہنی سلاخ میں پرو دیا ہوا ہے اس کے کھلتے ہی اتنی جگہ ہ ہوجائے گی کہ آدمی اس میں سے گزر کر دالان میں نکل آئے۔"

"لیکن......" میں نے کہنا شروع کیا۔

"میں جانتی ہوں کہ تم کیا کہنا چاہتے ہو آقا۔" سفید چوہیا نے میری بات کاٹ کر کہا۔ "تیسرے پلیٹ فارم سے اوپر تک' یعنی سرنگ کے دہن تک' ایک زینہ موجود ہے۔ زینے کے ذریعے چڑھ کر اوپر دالان میں پہنچا جاسکتا ہے۔ لیکن آقا! ایک بات سے آپ



خبردار کردوں۔ جب آپ سوراخ میں سے گزر رہے ہوں یا جب آپ اوپر دالان میں پہنچ جائیں تو اس پتھر کو بھولے سے بھی نہ چھونا۔ اگر اسے ایک انگلی بھی چھو گئی تو وہ ذرا سا اشارہ پاکر مضبوطی سے بند ہوجائے گا اور فرار کی راہ بھی پھر بند ہوجائے گی۔"

"تو اسے اوپر سے نہیں کھولا جاسکتا؟" میں نے پوچھا۔

"کھولا جاسکتا ہے آقا۔ لیکن اسے وہی کھول سکتا ہے جو اسے کھولنے کی کل سے واقف ہو۔ چنانچہ یہاں اسے کھولنے کا طریقہ تمہیں سمجھانا ممکن نہیں کیونکہ یہ طریقہ سمجھایا نہیں البتہ صرف دکھا کر ذہن نشین کیا جاسکتا ہے اور یہ دالان میں ہی پہنچ کر ممکن ہے کیونکہ اس کی کل وہیں ہے لیکن میں سمجھتی ہوں کہ دالان میں پہنچ کر پتھر کے کھولنے کا طریقہ تمہیں سمجھانے کا موقع مجھے نہ ملے گا۔ لیکن تم فکر نہ کرو' میں اس پتھر کو ایک سہارے سے ٹکا کے کھڑا کردوں گی اور وہ اس وقت تک بند نہ ہوگا جب تک کہ سہارا نہ ہٹا لیا جائے۔"

میں نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا ہی تھا' وہ ہاتھ اٹھا کر بولی۔

"نہیں آقا! آپ کچھ نہ پوچھو۔ یہ فضول باتوں کا وقت نہیں ہے اور میں کہہ چکی ہوں سب ٹھیک ٹھاک ہوجائے گا۔ بس ہمت رکھو اور میرے پیچھے آؤ۔"

اور اس سے پہلے کہ میں کچھ کہتا وہ آگے بڑھی اور طاقچوں میں پیر ٹکا ٹکا کر اوپر چڑھنے لگی۔ میں نے اور ہیس نے اس کی تقلید کی۔

اس آخری چڑھائی کی تفصیلات مجھے یاد نہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ چڑھائی سب سے زیادہ خطرناک تھی۔ لیکن اس وقت میں یہی سوچ رہا تھا کہ خدا جانے اوپر کون سا خطرہ اور کون سا تجربہ ہمارا منتظر ہوگا...... میرا دماغ نت نئے امکانات سوچنے میں اس قدر مصروف تھا کہ میں نے اس آخری چڑھائی کی طرف زیادہ دھیان نہ دیا۔ اس کے علاوہ میں سفید چوہیا کو صرف رسے کے سہارے اوپر سے اترتے دیکھ چکا تھا اور اب مجھے یقین ہوگیا تھا کہ بظاہر کمزور نظر آتا ہوا رسہ اتنا مضبوط تو ضرور تھا کہ ہمارا تھوڑا بہت بوجھ سہار سکتا تھا چنانچہ اب میں ایک ہاتھ سے رسہ پکڑے قدرے یقین اور اطمینان سے اوپر چڑھ رہا

تھا۔

اور آخر کار ہم تیسرے اور آخری پلیٹ فارم پر پہنچ گئے اور اب ہم اس مقام جہاں سے بقول سفید چوہیا "اصل سرنگ" شروع ہوئی تھی، کم و بیش دو سو فٹ اوپر اور آپ جانئے یہ خاصی بلندی تھی۔



# رہائی اور فرار

تیسرے پلیٹ فارم پر پہنچ کر سفید چوہیا نے اپنی پیٹھ پر سے دیا کھول کر اپنے ہاتھ میں لے لیا اور اس کی روشنی میں میں نے دیکھا کہ پلیٹ فارم پر ایک چوبی سیڑھی رکھی ہوئی تھی جو پلیٹ فارم کے کنارے سے شروع ہو کر اوپر ٹھوس چھت تک لیکن دراصل کھلنے والے پتھر پر چلی گئی تھی اس سیڑھی میں جو ڈنڈے لگے ہوئے تھے وہ پائیدانوں کے طرح چوڑے تھے۔

"غور سے دیکھو آقا۔" سفید چوہیا نے کہا۔ "یہ پلیٹ فارم، جس پر ہم کھڑے ہیں، کھلنے والے پتھر کے عین نیچے نہیں ہے۔ بلکہ دائیں طرف ہٹ کر ہے۔ چنانچہ میں یہ دیا اسی جگہ رکھ دوں گی۔ کہ اترتے وقت تم لوگ اسے استعمال کر سکو۔ دیا میں جلتا ہی رکھوں گی۔ کیونکہ اگر اس کی لو کے سامنے یہ ٹوکری رکھ دی جائے تو پھر اس کی روشنی اوپر دالان میں نہ پہنچ پائے گی۔"

اور سفید چوہیا نے دیا پلیٹ فارم پر رکھ دیا اور اب میں نے دیکھا۔ کہ وہ چرمی رسہ پلیٹ فارم کے کنارے پر کے ایک ہک کی شکل کی نموک سے بندھا ہوا تھا۔ اور میں نے یہ بھی دیکھا کہ رسے کا اوپری حصہ قدامت کی وجہ سے بہت حد تک سڑ گل گیا تھا اور پھر اسے عجیب ترکیب سے باندھا گیا تھا۔ یعنی اس طرح کہ ہک پر رسے .... کا سرا لپیٹ کر اس پر گھاس کی بٹی ہوئی رسیاں اور کپڑے کی دھجیاں لپیٹ کر گرہ لگا دی گئی تھی۔ چنانچہ میں اور کوئی بھی اس رسے کی مضبوطی پر اعتبار نہ کر سکتا تھا۔

اب ہم نیم تاریکی میں تھے اور میرا دل رفتہ رفتہ ڈوب رہا تھا۔

"اب ہمیں کیا کرنا ہے سفید چوہیا؟" میں نے پوچھا۔

"اب میں اس سیڑھی کے ذریعہ اوپر جا کر پتھر کھول دوں گی آقا۔"

"اچھا پھر؟"

"پھر یہ آقا کہ میں اوپر چلی جاؤں گی اور رینگتی ہوئی اس جگہ پہنچ جاؤں گی جہاں کا نیک

بندھا بیٹھا ہے۔ اور امید ہے کہ میں ان پہرے داروں کو' جو یا تو سو رہے ہوں گے میں ہوں گے' بیدار کئے بغیر کانیک کے بندھن کاٹنے میں کامیاب ہو جاؤں گی۔ ہیس بھی میرے پیچھے اوپر آجاؤ گے اور کھلے ہوئے پتھریا سرنگ کے دہانے کی طرف کھڑے رہو گے۔ یا گھٹنوں کے بل بیٹھ رہو گے اور اپنے ہتھیار تیار رکھو گے کچھ گڑبڑ ہو گئی آقا تو پھر تم اپنے ہتھیار استعمال کرو گے اور ہر اس شخص کو ڈھیر کر دو گے کانیک کو فرار ہونے سے روکنا چاہے"۔

اور اب میرے صبر کا پیمانہ چھلکا اور میں نے قدرے سختی سے پوچھا!

"میں ایسا کیوں کرنے لگا؟ ہاں۔ میں ان لوگوں کی زندگیاں کیوں لینے لگا جن سے کوئی جھگڑا نہیں ہے؟"

"کانیک کو بچانے کے لئے۔" اس نے جواب دیا۔

"لیکن کون ہوتا ہے کانیک میرا؟ اور پھر یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ کانیک کو بچاتے ہوئے خود میں مارا جاؤں؟"

"دیکھو آقا! میں جیسا کہتی ہوں تمہیں ویسا ہی کرنا ہو گا۔"

"واہ! یہ اچھی زبردستی ہے۔"

"زبردستی تو خیر نہیں ہے۔ تمہیں بہرحال اپنا فرض ادا کرنا اور ہر قیمت پر کانیک کو بچانا ہے۔ اول تو اس لئے کہ تم اسی غرض سے یہاں آئے ہو اور دوم اس لئے کہ کانیک کا فرار ہونا ضروری ہے کہ وہ تمہیں اپنی راہبری میں وہاں لے جائے جہاں کے اسرار معلوم کرنا چاہتے ہو' اور تنہا کانیک ہی تمہیں شہر تالاب میں پہنچا سکتا ہے۔ اور وہ وہاں پہنچادے گا۔ تاکہ تم وہاں پہنچ کر دوسروں کو بھی بچا سکو اور اس طرح۔ وہ اس بستی کی ایک زبردست خدمت انجام دے گا جس کی بے حرمتی وہ کر چکا ہے۔ آقا! یہ کے اس گناہ کا کفارہ ہو گا۔"

اور اب مجھے کانیک کی وہ کہانی یاد آئی جو اس نے اس پراسرار عورت کے متعلق تھی جو ایک تالاب کے جزیرے میں رہتی ہے اور جسے کانیک نے اپنی کسی حرکت سے



کر دیا تھا۔

چنانچہ میں نے کہا!

"میں اس مقدس ہستی کے متعلق سن چکا ہوں لیکن میں اس میں یقین نہیں رکھتا۔"

"اور اس میں تعجب کی کوئی بات بھی نہیں کیونکہ کانیک نے تمہیں جس ڈھنگ سے کہانی سنائی ہے وہ بہت حد تک غلط ہے۔ مجھ سے سنو کہ ایک دفعہ اس کانیک نے اس مقدس ہستی کی سخت بے عزتی اور بے حرمتی کرنے کی کوشش کی تھی۔ کیونکہ کانیک اس مقدس ہستی کا حسن دیکھ کر دیوانہ بن گیا تھا۔ ہاں اس نے ہماری دیوی کی بے حرمتی کرنے کی کوشش کی تھی۔"

بعد میں یہ "ہماری دیوی" کے الفاظ مجھے یاد آگئے تھے لیکن فی الحال میں خاموش رہا۔

"لیکن آقا!" سفید چوہیا نے سلسلہ کلام جاری رکھا۔ "ہماری دیوی چونکہ رحم دل ہے اس لئے اس نے کانیک کی جان بخشی تو کر دی۔ لیکن اس کے اس گناہ کی خوش قسمتی بدقسمتی میں بدل گئی اور بے وطن ہوا' غلام بنا اور اپنے وطن اور اپنے لوگوں کی یاد میں تڑپتا رہا۔ لیکن اب وقت آگیا ہے اور چند در چند وجوہات کی بنا پر اسے اپنے وطن واپس آنے کا حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنے گناہ کا کفارہ ادا کر سکے چنانچہ کچھ بھی ہو جائے اسے یہاں' وطن سے دور اور اپنے لوگوں سے دور' نہیں مرنا ہے نہیں مرنا ہے۔"

"باس!" ہیس نے کہا۔ "اس سفید چوہیا سے کچھ پوچھنا اور اسے کچھ سمجھانا بے کار ہے کیونکہ یہ تو اپنی باتوں سے ہمارے دماغ میں خواہ مخواہ مکڑی کے جالے تان دیتی ہے اور عجیب عجیب باتیں کہتی ہے کہ آدمی پریشان اور پاگل ہو جائے۔ بات صاف ہے باس کہ یہ سفید چوہیا خود اپنے لئے یا ان لوگوں کے لئے' جس کی یہ آواز ہے' کانیک کو بچانا چاہتی ہے۔ اس میں اس کا یا اس کے لوگوں کا مقصد کیا ہے یہ تو میں نہیں جانتا باس لیکن ہم وعدہ کر چکے ہیں چنانچہ ہمیں کانیک کو بچانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اب باس ہمارے سامنے دو ہی راستے رہ گئے ہیں یا تو وعدہ وفا کریں یا پھر وعدہ خلافی کر کے اس سوراخ میں سے نیچے اتر کے بھاگ جائیں' بشرطیکہ یہ ممکن ہو' اور باس میں تو سمجھتا ہوں کہ ہمیں اوپر

چڑھنے کے بجائے نیچے....“

ہیس ایک دم سے یوں خاموش ہوگیا۔ جیسے اس کے حلق میں دفعتاً آہنی گولی پھنس گیا ہو کیونکہ سفید چوہیا نے ایک دم سے پلٹ کر اور عجیب نظروں سے ہیس کی طرف دیکھا۔ خدا جانے کیا جادو تھا اس کی نظر میں کہ ہیس نہ صرف فوراً خاموش ہوگیا بلکہ نظریں جھکا کے اپنے ہیٹ سے اپنے چہرے پر پنکھا سا جھلنے لگا۔

”آقا میکومیزن کس کے مشورے عمل کرنا چاہتے ہیں‘ میرے یا اس زود رو بڈھے کے؟“ سفید چوہیا نے بڑی ٹھنڈی آواز میں پوچھا۔

”چلو۔“ میں نے چوبی سیڑھی کی طرف اشارہ کیا۔ ”ہم تمہارے پیچھے آتے ہیں۔“

دوسرے ہی لمحے وہ سیڑھی چڑھ رہی تھی اور ہیس اس کے عین پیچھے تھا کیونکہ ہر دفعہ کی طرح اس وقت بھی وہ مجھ سے آگے ہی رہنا چاہتا تھا یہاں میں یہ بتادوں کہ بڑا پر گھور اندھیرا تھا جو میرے اعصاب پر سوار ہونے لگا تھا۔

تھوڑی دیر بعد ہی سرنگ کی چھت میں کوئی چیز کھل گئی تازہ ہوا کا ایک جھونکا میرے چہرے کو چھو گیا اور میں نے سر اٹھا کر اوپر دیکھا تو آسمان میں چمکتا ہوا ایک تارہ نظر آیا کیونکہ اس وقت چاند پر بادل کا ایک ٹکڑا آگیا تھا اس ایک تارے کو دیکھ کر مجھے بڑی تسکین حاصل ہوئی۔ میں اب بھی حیرت سے سوچتا ہوں کہ اس ایک تارے کو دیکھ کر مجھے تسکین کیوں حاصل ہوئی تھی!“

میں زینے کی چوٹی پر پہنچ گیا اور دیکھا کہ سفید چوہیا غائب ہوچکی تھی اور ہیس سوراخ میں گھس کر دالان میں پہنچ رہا تھا۔ ہیس نے اوپر پہنچ کر اپنا ایک ہاتھ نیچے لٹکا دیا۔ میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور اس نے مجھے اوپر گھسیٹ لیا۔ وہاں گہری خاموشی تھی اور اندھیرے میں کانیک کا مکان ایک اندھیرے ڈھیر کی طرح معلوم ہو رہا تھا۔ البتہ دالان کا حصہ میں دیکھ سکتا تھا۔ چند ثانیوں بعد ہی دالان میں سے سرسراہٹ سنائی دی اور ہیس بندوق اٹھا کر تیار ہوگیا‘ ہیس نے‘ جو سرنگ کے منہ کے دوسرے سرے پر کھڑا ہوا تھا پستول نکال لیا۔



ایک منٹ‘ جو مجھے ایک گھنٹہ معلوم ہوا تھا‘ گزر گیا‘ میں نے گردن اٹھا کر اوپر دیکھا تو یہ دیکھ کر میرا دل دھڑک اٹھا کہ چاند بادلوں میں سے آہستہ آہستہ نکلنے لگا تھا۔ اور پھر وہ بادلوں میں سے نکل آیا۔ اور وہ پوری جگہ‘ جہاں ہم تھے‘ نور سے بھر گئی۔

اور مجھے ایک ایک چیز نظر آرہی تھی۔

اور میں نے دیکھا کہ کانیک بہت آہستہ آہستہ‘ جیسے بندھے رہنے کی وجہ سے اس کے اعضا اکڑ گئے ہوں‘ دالان کی سیڑھیاں اتر رہا تھا۔ اور وہ اس دبلی پتلی عورت کا سہارا لئے ہوئے تھا جو سفید چوہیا کے نام سے مشہور تھی کانیک کے ہاتھوں اور پیروں سے رسی کے ٹکڑے اب بھی لٹک رہے تھے اور سفید چوہیا کے ہاتھ میں خنجر تھا۔ دالان کے سائے میں مجھے دو تین انسانی سائے نظر آرہے تھے جو بے حس و حرکت پڑے تھے چنانچہ شاید سو رہے تھے۔

کانیک صحن میں پہنچ چکا تھا کہ ٹھوکر کھا کر نہایت آواز کے ساتھ اوندھے گرا لیکن فوراً ہی اٹھا اور تیزی سے بھاگ کر ہماری طرف آیا۔ آواز سن کر وہ تینوں سائے‘ جو دالان کے سائے میں سو رہے تھے‘ ایک دم سے اٹھ بیٹھے فوراً ہی سفید چوہیا نے اپنا سیاہ لباس یا چغہ اتار پھینکا اور دالان کی طرف منہ کرکے کھڑی ہوگئی۔ اس چاندنی میں اس کا زیریں لباس‘ جو سفید تھا‘ چمک رہا تھا اور وہ ایک عورت سے زیادہ ایک پراسرار روح معلوم ہو رہی تھی اور میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت وہ اپنے آپ کو ایک روح ہی ظاہر کرکے پہرے داروں کو سہا دینا چاہتی تھی۔ اگر سفید چوہیا کا مقصد یہی تھا تو پھر وہ اپنے مقصد میں کامیاب رہی۔ کیونکہ ان تین پہرے داروں میں سے دو بڑی بھیانک آواز میں چیخ پڑے۔

”عفریت‘ عفریت۔“

”لیکن تیسرا یا تو اپنے دونوں ساتھیوں سے زیادہ بہادر تھا یا پھر وہ معاملے کی تہہ کو پہنچ گیا تھا۔ وجہ کچھ بھی ہو وہ بہرحال سفید چوہیا کی طرف لپکا۔ یکایک چاندنی میں سفید چوہیا کا خنجر کوندے کی طرح لپکا اور دوسرے ہی لمحے وہ پہرے دار خوف و تکلیف سے چیخ کر زمین پر لوٹ رہا تھا۔ بقیہ دو پہرے دار ایک دم سے گھر میں جا گھسے اور گلے پھاڑ پھاڑ کر چلانے

لگے۔

کائیک ہمارے قریب آ گیا۔ سفید چوہیا پیچھے چلی آ رہی تھی۔ اس "سرنگ میں' سرنگ میں۔ آقا! سہارا دیجئے اسے"

ہم نے کائیک کو سہارا دیا۔ اور وہ سرنگ میں اتر گیا۔

عین اس وقت ایک شور بلند ہوا۔ وہ سپاہی' جو باڑھ کے باہر تھے اندر بھاگے آ رہے تھے۔ خدا جانے تعداد میں کتنے تھے وہ۔

"آقا! کائیک کے ساتھ جاؤ۔ اگر اپنی زندگی عزیز ہے تو جاؤ۔ جلدی کرو۔" سفید چوہیا نے کہا۔

ہیس نے میرے ہاتھ سے بندوق گھسیٹ کر مجھے سرنگ کی طرف دھکیل دیا اور میں نے دیکھا کہ وہ بہادر بونا اس دفعہ مجھ سے پہلے جانا نہ چاہتا تھا۔ میں بڑی تیزی سے سیڑھی اترنے لگا اور ہیس کو بھی آ جانے کو کہا اور اس نے میرے اس حکم کی تعمیل میں ایک تیزی کا ثبوت دیا کہ اپنے پیروں سے میرے ہاتھوں کی انگلیاں کچل کے رکھ دیں۔

"سفید چوہیا کہاں ہے؟" میں نے پوچھا۔

"پتہ نہیں باس۔ میں سمجھتا ہوں وہ اوپر کھڑی آنے والوں سے باتیں کر رہی ہے۔"

"ہٹ جاؤ ہیس۔" میں نے چیخ کر کہا۔ "ہم اسے چھوڑ کر نہیں جا سکتے بستی والے اس کے ٹکڑے اڑا دیں گے۔"

اور میں ہیس کو ایک طرف دھکیل کے سیڑھی پر چڑھنے لگا یہاں تک کہ میں سرنگ کے دہانے تک پہنچ گیا اور اب میں سر اچکا کر دالان اور صحن میں دیکھ سکتا تھا۔

اور جو کچھ میں نے دیکھا وہ یوں تھا۔

سامنے سفید چوہیا ہاتھ میں خنجر لئے کھڑی تھی اور پہرے داروں کو شاید کوس رہی تھی یا شاید ان کے متعلق پیشن گوئیاں کر رہی تھی اور کبھی ایک اور کبھی دوسرے پہرے دار کی طرف اشارہ کر رہی تھی اور اس کے یہ اشارے اور پیشن گوئیاں آنے والوں کو خوفزدہ کر رہی تھیں ساتھ ہی ساتھ وہ آہستہ آہستہ سرنگ کے دہانے کی طرف کھسک رہی تھی



دفعتاً پہرے داروں کی ہمت عود کر آئی۔ ان میں سے کسی نے چیخ کر کہا۔

"ارے یہ تو روح نہیں ہے۔ یہ تو سفید چوہیا ہے۔"

دوسرا بولا۔

"ختم کر دو اس بدیسی ساحرہ کو جو ہماری بستی میں چیچک لے آئی ہے۔ اور غدار کائیک کو لئے جا رہی ہے۔"

اور وہ لوگ اپنے بھالے بلند کر کے سفید چوہیا کی طرف لپکے۔

"ہیس! میری بندوق لاؤ۔" میں نے کہا۔

اس وقت میں اتنا گھبرایا ہوا تھا کہ یہ بھول ہی گیا تھا کہ میری جیب میں پستول بھی موجود ہے اور یہ کہ وہ بھرا ہوا ہے۔ میں صرف یہ چاہتا تھا کہ بندوق کی نالی سرنگ کے دہانے پر ٹکا کے پہرے داروں پر' جو تیزی سے آگے بڑھ رہے تھے' گولیوں کی بوچھاڑ کر دوں۔ کہ سفید چوہیا کو سرنگ میں اترنے کا موقع مل جائے۔

"ابھی لایا باس" ہیس نے نیچے سے جواب دیا۔

اور وہ سیڑھی چڑھنے لگا لیکن بڑی سست رفتاری سے کیونکہ بندوق اس کی تیزی میں مانع ہو رہی تھی۔ میں سیڑھی کے سب سے اوپر کی ڈنڈے پر کھڑا ہوا تھا۔ چنانچہ میں جھک گیا کہ جلدی سے ہیس کے ہاتھ میں سے بندوق گھسیٹ لوں لیکن میں اب بھی اوپر کا منظر دیکھ سکتا تھا۔

ابھی میری انگلیوں نے بندوق کی نالی کو چھوا ہی تھا کہ سفید چوہیا نے اپنا خنجر سب سے آگے آتے ہوئے پہرے دار کے کھینچ مارا اور پھر وہ پلٹ کر سرنگ کے دہانے کی طرف بھاگی۔ پہرے داروں کا پورا گروہ اس کا تعاقب کر رہا تھا۔ آگے آتے ہوئے ایک پہرے دار نے سفید چوہیا کو دبوچ لیا۔ لیکن وہ اس کی گرفت میں سے زندہ مچھلی کی طرح تڑپ کر نکل گئی۔ دوسرے نے چغے کا دامن پکڑ لیا لیکن وہ بہرحال اس پتھر تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئی۔ جو ٹیکن کے سہارے سیدھا کھڑا ہوا تھا۔ اور صحن کے فرش سے کوئی تین فٹ بلند

بجلی کی سی تیزی سے ایک خیال میرے دماغ میں کوند گیا اور میں سفید چوہیا کا ارادہ سمجھ چکا تھا۔ وہ فرار ہونا اور اپنے تعاقب کرنے والوں سے اپنے آپ کو بچانا نہ چاہتی تھی کیونکہ اب یہ ممکن ہی نہ رہا تھا اب تو وہ صرف یہ چاہتی تھی کہ کھڑے ہوئے پتھر کو گرا کر سرنگ کا دہانہ بند کروے تاکہ بستی والے ہمارا تعاقب نہ کر سکیں۔ اس خیال کے آتے ہی میں کانپ گیا۔ اور میرا خون منجمد ہو گیا کیونکہ اس کا مطلب تھا کہ سفید چوہیا سراسر اپنے دشمنوں کے رحم و کرم پر ہو گی۔

لیکن اب وقت گزر چکا تھا۔ اس سے پہلے کہ میں بندوق اٹھاتا سفید چوہیا نے اپنا پورا بوجھ پتھر پر ڈال دیا۔ پتھر ایک دم سے گرا اور اگر میں عین وقت پر غوطہ نہ مار گیا ہوتا تو وہ ٹھوس وزنی پتھر میرے سر پر گرتا اور میں یہ داستان پھر عالم بالا میں ہی بیٹھ کر لکھتا۔ پتھر نہایت آواز کے ساتھ سرنگ کے دہانے میں پھنس گیا اور ہم سب گھور اندھیرے میں تھے۔

ہیس نے اس حکم کی تعمیل کی لیکن اس تعمیل میں کافی وقت صرف ہو گیا۔ کیونکہ اسے دیا لانے کے لئے زینہ اتر کر پلیٹ فارم تک جانا اور پھر دیا لے کر واپس اوپر آنا تھا۔ میں نے اور ہیس نے زینے کے اوپری ڈنڈے پر کھڑے ہو کر پتھر کو اوپر دھکیلنے کی کوشش کی لیکن ہماری ہر کوشش بیکار ہی گئی پتھر اپنی جگہ سے ایک انچ بھی نہ کھسکا۔ اگر اسے کھولنے کی کوئی ترکیب تھی تو ہم اس سے واقف نہ تھے اور اب مجھے کانیک کا خیال آیا جو اس تمام عرصے میں نیچے پلیٹ فارم پر بیٹھا رہا تھا۔ چنانچہ میں نے ہیس کو کانیک کے پاس بھیجا کہ وہ اس سے پتھر کو کھولنے کی ترکیب معلوم کر آئے۔ چند سیکنڈ بعد ہیس کانیک کا یہ جواب لے کر آیا کہ ایک دفعہ پتھر کو اس طرح "دھڑ" سے بند کر دیا جائے تو پھر اسے نیچے سے کھولنا ممکن نہیں ہوتا البتہ شاید اوپر سے کھل سکے۔

مارے غصے کے میرا خون کھولنے لگا میں تیزی سے سیڑھی اتر کر نیچے پہنچا پلیٹ فارم پر کانیک خالی الذہن سا بیٹھا ہوا تھا۔

میں نے اسے خوب برا بھلا کہنے کے بعد اس سے کہا کہ وہ میرے ساتھ اوپر چل کر



کھول دے' کیونکہ وہ اس کے کھولنے کی ترکیب سے واقف تھا' تاکہ ہم اس عورت کو بچا سکیں جس نے اس کی' کانیک کی جان بچائی تھی۔

کانیک صبر و سکون سے سنتا رہا اور پھر بولا۔

"آقا! تم مجھ سے وہ کرنے کو کہہ رہے ہو جو نہیں ہو سکتا۔ یقین کرو اگر ممکن ہوتا اور اگر اسے مدد کی ضرورت ہوتی تو میں سفید چوہیا کی مدد ضرور کرتا۔ لیکن وہ چولیں' جن پر یہ پتھر گھومتا ہے' بڑی نازک تھیں چنانچہ پتھر کے اس طرح زور سے گرنے کی وجہ سے وہ یقیناً ٹوٹ گئی ہوں گی۔ اس کے علاوہ اس وقت تک سفید چوہیا مر چکی ہو گی بشرطیکہ موت اسے چھو سکتی ہو اور پھر یہ بات بھی ہے کہ اگر تم نے اسے بچانے کی کوشش کی تو میکومیزن تم بھی مارے جاؤ گے کیونکہ وہ کتے سرنگ کے دہانے کے پاس ہی اس امید میں کھڑے ہوئے ہوں گے کہ ہم سفید چوہیا کو بچانے سرنگ میں سے نکل آئیں گے۔"

"کانیک! اگر زندہ رہنا چاہتے ہو تو اوپر چلو۔"

اور اگر کانیک نے میرے اس حکم کی تعمیل نہ کی ہوتی تو میں اسے بے تکلف گولی مار دیتا' اس قدر غصے میں بھرا ہوا تھا میں اس وقت۔

کانیک بادل ناخواستہ اٹھ کر میرے ساتھ اوپر آیا۔ اس نے پتھر کی چولوں اور اس کے کھولنے کی ترکیب کے متعلق چند باتیں کیں جواب مجھے یاد نہیں۔ قصہ مختصر ہم نے مل کر زور لگایا۔ یہاں تک کہ چوبی سیڑھی کا ڈنڈا' جس پر ہم کھڑے ہوئے تھے' چرچرانے لگا لیکن پتھر جہاں تھا وہیں رہا۔ یا تو پتھر سرنگ کے دہانے میں پھنس گیا تھا بری طرح سے یا پھر وہ چولیں' جن پر وہ گھومتا تھا' ٹوٹ گئی تھیں بہرحال وہ نہ کھلا۔

کھیل ختم ہو چکا تھا۔ ہم مجبور تھے اور کچھ کر نہ سکتے تھے اور وہ بچاری عورت:......؟ خدا جانے کیا سلوک کیا گیا تھا اس کے ساتھ'

میں چوبی زینے پر سے اتر کر پلیٹ فارم پر آیا اور سر جھکا کر بیٹھ گیا۔ میرا دل بھرا آرہا تھا۔

ہیس کی بھی حالت ایسی ہی ہو رہی تھی۔

"باس!" وہ بولا۔ "اگر ہم پتھر اٹھا کر اس منحوس سرنگ سے نکلنے میں کامیاب ہو بھی جاتے تو شاید بے فائدہ ہوتا بلکہ میں تو سمجھتا ہوں کہ ہم بھی مارے جاتے اور پھر باس! میں سمجھتا ہوں کہ سفید چوہیا مرجانے کا ارادہ کرہی چکی تھی شاید کیونکہ میرے خیال میں وہ اس شخص سے تنگ آچکی تھی۔" اور اس نے کانیک کی طرف اشارہ کیا جو بے تعلق سا بیٹھا ہوا تھا۔ "یا شاید یہ بات ہو باس کہ سفید چوہیا اپنا فرض انجام دے چکی۔ وہ جس کام کے لئے آئی تھی وہ پورا کرچکی۔ یا شاید جیسا کہ کانیک کہتا ہے کہ موت اسے چھو نہیں سکتی اور وہ مر نہیں سکتی۔"

ہیس کی باتیں سنیں تو مجھے یاد آیا کہ سفید چوہیا نے کئی دفعہ ہیس' کانیک اور خود میرے متعلق کہا تھا کہ ہم فرار ہونے میں کامیاب ہوجائیں گے اور ہمارا بال تک بیکا نہ ہوگا لیکن اس نے خود اپنے متعلق کچھ نہیں کہا تھا۔ سفید چوہیا مرنا ہی چاہتی تھی یا شاید وہ جانتی تھی کہ وہ نہ بچ سکے گی یا پھر اس کا کچھ اور مطلب تھا جسے میں سمجھ نہ سکا یا قصداً مجھے اندھیرے میں رکھا گیا۔

چند ثانیوں بعد ہیس پھر گویا ہوا۔

"باس!" وہ بولا۔ "یہ سرنگ بڑی عمدہ قبر ہے لیکن میں اس میں دفن ہونا نہیں چاہتا۔ تیل کے اس دیئے میں باس روشنی زیادہ دیر تک نہیں رہ سکتی کیونکہ تیل ختم تو روشنی ختم۔ چنانچہ اب کیا یہ مناسب نہ ہوگا باس کہ ہم چل پڑیں؟"

"ٹھیک ہے۔ لیکن کانیک کا کیا؟" میں نے پوچھا۔ "اس کے اعضا اکڑ کر لکڑی ہوگئے ہیں۔"

"باس! اس کا جی چاہے تو چلا چلے اور جی چاہے تو یہاں بیٹھا رہے۔ مجھے اس کی پرواہ نہیں۔ میں سفید چوہیا کی طرح دیا اپنی کمر پر باندھ کر چلتا ہوں۔ تم باس میرے پیچھے چلے آؤ۔ رہا کانیک تو اسے اختیار ہے۔ چاہے وہ ہمارے پیچھے چلا آئے اور اگر چاہے تو یہیں بیٹھ کر توبہ تلا کرتا اور اپنے گناہوں کا کفارہ ادا کرتا رہے۔"

چند ثانیوں کے توقف کے بعد ہیس نے پھر کہا۔ (یہاں میں یہ بتادوں کہ یہ سب



باتیں وہ ڈچ زبان میں کہہ رہا تھا)

"باس میں نے اپنا ارادہ بدل دیا ہے۔"

"کیسا ارادہ؟"

"بہتر ہوگا کہ کانیک ہم سے آگے چلے۔ اول تو یہ الو آدمی کافی وزنی ہے اور پھر اس کے اعضا بھی بندھے رہنے کی وجہ سے اکڑ گئے ہیں۔ اب اگر یہ ہمارے پیچھے آیا اور کہیں اوپر سے ہمارے سر پر آگرا تو پھر باس ہم کہاں ہوں گے؟ چنانچہ بہتر ہوگا کہ بجائے اس کے کہ کانیک ہم پر آپڑے ہم اس پر جاپڑیں۔ یہ شخص دیو ہے چنانچہ ہم دونوں کا بوجھ سنبھال لے گا۔"

میں گڑبڑا گیا اور کوئی فیصلہ نہ کرسکا کہ کیا کروں چنانچہ میں کانیک کی طرف گھوم گیا' ہیس نے' جو ٹوکری اپنی کمر پر باندھ رہا تھا' دیا کچھ اس طرح .... پلیٹ فارم پر رکھ دیا کہ اس کی روشنی پوری طرح کانیک کے چہرے پر پڑنے لگی اور میں نے دیکھا کہ کانیک میں ایک چونکا دینے والا تغیر ہوا تھا' اس وقت جب میں اس سے پتھر اور اس کی چولوں کی متعلق پوچھ رہا تھا' کانیک اس شخص کی طرح نظر آرہا تھا جو کوئی بھیانک خواب دیکھتے دیکھتے بیدار ہوگیا ہو اور بیدار ہونے کی بعد بھی خوفزدہ اور پریشان ہو۔ لیکن اب اس کے چہرے پر ایک عجیب اور ناقابل فہم دمک نظر آرہی تھی۔ ایسی دمک جو اس زاہد کے چہرے پر نظر آتی ہے جس کی عمر خدا' سے لولگاتے گزری ہو۔ اس کی بڑی بڑی اور گول آنکھیں اوپر کو اٹھی ہوئی تھیں۔ جیسے اسے کچھ نظر آرہا ہو' وہ اسے دیکھ رہا ہو جسے ہم نہیں دیکھ رہے تھے' اس کے ہونٹ ہل رہے تھے جیسے وہ کسی سے کچھ کہہ رہا ہو۔ حالانکہ اس کے منہ سے کوئی آواز نہ نکل رہی تھی اور اس کے ہونٹ ساکن ہوجاتے اور وہ یوں سر جھکا لیتا جیسے غور سے کچھ سن رہا ہو۔

میں حیرت سے اس طرف دیکھتا رہا اور بڑی نرمی سے عربی زبان میں کہا۔

"کانیک! کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ یہ تم کیا کررہے ہو؟"

کانیک نے چونک کر میری طرف دیکھا۔ چند ثانیوں تک دیکھتا رہا۔ اور پھر اس کے

چہرے پر ایک نقاب سی آپڑی۔ میرا مطلب ہے اس کے چہرے پر کے جذبات میں فوری تغیر ہوا۔ زاہدانہ دمک غائب ہوگئی اور اب اس کا چہرہ ایک عام آدمی کا سا چہرہ تھا۔

"آقا!" وہ بولا۔ "میں اپنی نجات دہندہ کا شکریہ ادا کر رہا تھا۔

"کیا بکتے ہو؟"

"سچ کہہ رہا ہوں آقا! میں بچ گیا ہوں۔"

"ابھی کہاں بچے ہو کانیک۔" میں نے قدرے تلخی سے کہا۔ "اور تم اس کی وجہ سے سرنگ میں اترنے میں فی الحال اپنے آپ کو محفوظ کرنے میں کامیاب ہوگئے جو خود نہ فرار ہو سکی، جو تمہاری وجہ سے اپنے آپ کو نہ بچا سکی۔"

"آقا کی مراد غالباً سفید چوہیا سے ہے۔"

"ہاں۔"

"تو پھر یہ تمہیں کیسے معلوم ہوگیا کہ وہ اپنے آپ کو نہیں بچا سکی؟"

"خود تم ہی نے کہا تھا کہ اب تک وہ مرچکی ہوگی۔ بشرطیکہ اسے موت چھو سکی اور چونکہ وہ انسان تھی اس لئے موت نے اسے چھولیا ہوگا۔"

"بیشک۔ ایسی کوئی بات میں نے کہی تھی۔ لیکن آقا! ابھی ابھی مجھ سے گفتگو کر رہی تھی یا ہو سکتا ہے کہ وہ اس کی روح ہو۔"

"دیکھو کانیک!" میں نے غصے ہو کر کہا۔ "تم مجھے الو بنانے کی کوشش کر رہے ہو۔"

"میں ایسی جرات نہیں کر سکتا آقا۔"

"تو پھر کون ہے..... بلکہ یوں کہنا مناسب ہوگا کہ کون تھی یہ سفید چوہیا تمہاری بیوی یا بیٹی؟"

"نہ بیوی اور نہ بیٹی۔"

"تو پھر کون تھی؟ سچ سچ بتادو ورنہ ہمارا تمہارا معاہدہ ختم ہوا۔"

"آقا! سفید چوہیا پیغامبر تھی۔"

"پیغامبر!"



"جی ہاں اور وہ میرے وطن سے آئی تھی، میرے قبیلے والوں نے اسے بھیجا تھا۔ اور وہ مجھے بلانے آئی تھی۔ اسی سفید چوہیا کی وجہ سے بستی والے مجھ سے نفرت کرنے لگے تھے۔"

"کیوں؟"

"اس لئے کہ وہ سفید چوہیا کو میری معمول یقین کر چکے تھے۔ اور سمجھ رہے تھے کہ میں اسی کے ذریعے جادو کرتا اور بستی والوں پر آفت لانا چاہتا ہوں۔"

"اور کیا واقعی تمہاری معمول تھی کانیک۔"

"باس! اب تم باتیں ختم کرو تو اچھا ہے۔ دیئے کا تیل ختم ہو رہا ہے اور میرے پاس صرف دو موم بتیاں ہیں اور اندھیرے میں وہ طاقچے ہمیں نظر نہ آئیں گے جن میں پیر ٹکا کر ہمیں اترنا ہے۔ اگر کہیں طاقچے کے بجائے ہم نے خلا میں پیر رکھ دیا تو سیدھے نیچے جا پڑیں گے۔"

"ٹھیک کہتے ہو بیس۔" میں نے سرہلا کر کہا اور پھر کانیک سے مخاطب ہوا۔ "کانیک آگے تم چلو کیونکہ یہاں کے راستے سے تم واقف ہو۔" تمہارے پیچھے بیس آئے گا اور اس کے پیچھے میں۔"

"آقا! میری ٹانگیں اب تک اکڑی ہوئی ہیں۔" کانیک نے کہا۔ "لیکن ہاتھ چھوٹ گئے ہیں۔ چنانچہ چلو۔"

اور وہ آگے بڑھا۔ پلیٹ فارم کے کنارے پر پہنچ کر اس نے چرمی رسہ دونوں ہاتھوں سے پکڑ لیا اور طاقچوں پر پیر رکھے بغیر رسے پر حیرت انگیز تیزی سے پھسلنے لگا۔ چند ثانیوں بعد ہی وہ ہماری نظروں سے اوجھل ہوچکا تھا البتہ تنا ہوا رسہ اس بات کا پتہ دیتا تھا۔ کہ وہ اس سے لٹکا ہوا ہے۔

"باس! یہ رسہ ٹوٹ تو نہ جائے گا؟" بیس نے کہا۔ "وہ کانیک، تم جانو کافی وزنی ہے۔"

"پتہ نہیں اور اگر ٹوٹتا ہے تو ٹوٹ جائے۔ مجھے اس کی بھی پرواہ نہیں سفید چوہیا نے

کہا تھا کہ ہم محفوظ رہیں گے او اب میں سفید چوہیا کی پیشن گوئیوں میں یقین کرنے لگا ہوں۔ چنانچہ خدا کا نام لو اور چلو۔"

بیس نے میرے حکم کی تعمیل اور میں نے اس کی تقلید کی۔

ہمارے اس لرزہ خیز اتار کی تفصیلات میں یہاں بیان نہ کروں گا۔ بیس اور اس کے بعد میں دوسرے پلیٹ فارم پر پہنچ کر چند ثانیوں تک دم درست کرتے رہے۔ یہ میری بدقسمتی تھی کہ دوسرے پلیٹ فارم سے روانہ ہوتے وقت میں نے پھر نیچے دیکھ لیا۔ نیچے بہت نیچے ایک ننھا سا سرخ ستارہ ٹمٹماتا نظر آرہا تھا۔ یہ وہ دیا تھا جسے ہم نیچے ہی سلگتا چھوڑ کر اوپر چڑھے تھے۔ یہ دیا بہت گہرائی میں تھا اور میری تصور نے یا شاید اندھیرے نے اسے اور بھی گہرائی میں دیکھایا نتیجہ یہ ہوا کہ مرا سر چکرا گیا' میری قوت اچانک جواب دے گئی اور میرا پیر طاقچے میں پڑنے کے بجائے خلا میں پڑا نتیجہ یہ ہوا کہ میں رسے سے چمگادڑ کی طرح لٹک پڑا۔

اور فوراً ہی میرے دل نے کہا۔

"یہ نہ بھولو کہ اگر تم اتنی بلندی سے گرے تو نہ صرف تم مرجاؤ گے بلکہ بیس کو بھی لے مروگے۔"

یہ غالباً میرے ضمیر کی آواز تھی۔ بہرحال میں سنبھل گیا۔

میرا دماغ صاف ہوگیا اور میں بڑی احتیاط سے رسہ پکڑ کر نیچے کی طرف پھسلنے لگا یہاں تک کہ میرا ایک پیر دوسرے طاقچے پر ٹک گیا۔ یہ اتار چڑھائی سے زیادہ لرزہ خیز تھا یا شاید مجھے ایسا معلوم ہو رہا تھا۔ غالباً اس لئے کہ میں تھک چکا تھا یا پھر اس لئے کہ جس کام کو پورا کرنے ہم اوپر چڑھے تھے وہ پورا کر چکے تھے اور اب اپنی حفاظت کے علاوہ کوئی اور خیال نہ تھا اور غالباً اپنی حفاظت کا خیال ہی انسان کو نہ صرف خوفزدہ کردیتا ہے بلکہ اسے ایک حد تک بزدل بھی بنا دیتا ہے بہرحال وجہ کچھ بھی ہو۔ یہ حقیقت ہے کہ نیچے اترتے وقت میری ریڑھ کی ہڈی میں ٹھنڈک کی لہریں دوڑ رہی تھیں اور دماغ ماؤف ہو رہا تھا۔

خدا خدا کرکے یہ عمودی اترائی ختم ہوئی اور ہم سرنگ کے ڈھلوانی حصے میں پہنچ گئے



قارئین بھولے نہ ہوں گے کہ یہی وہ سرنگ تھی جو اکثر جگہ سے کھلی تھی۔ یعنی اس کی ہت نہ تھی اور یہاں وہاں سے آسمان نظر آتا تھا۔

وہاں پہنچتے ہی میں بیٹھ گیا۔ میرا ایک ایک عضو کانپ رہا تھا اور میرے ماتھے سے پسینہ سلسل ٹپک رہا تھا۔ شاید اس لئے کہ اس سرنگ میں حبس بہت زیادہ تھا۔ بیس کی حالت ے بہتر تھی۔ چنانچہ اس نے پانی کی وہ بوتل تلاش کرلی جس میں ٹھنڈی کافی بھری ہوئی ی اور جسے ہم اوپر چڑھتے وقت نیچے ہی چھوڑ گئے تھے بیس نے بوتل میری طرف بڑھادی ر یقین کیجئے اس وقت وہ کڑوی اور ٹھنڈی کافی مجھے آب کوثر سے زیادہ لذیذ معلوم ہوئی د گھونٹ کافی کے میں نے حلق سے نیچے اتارے اور بوتل بیس کی طرف بڑھادی۔

بیس نے بوتل منہ سے لگائی اور چند بڑے بڑے گھونٹ غٹ غٹا گیا۔ اگر میں نے ں کے ہاتھ سے بوتل گھسیٹ نہ لی ہوتی تو وہ آخری قطرہ تک پی جاتا۔ لیکن مجھے اس ت کانیک یاد آگیا تھا۔ وہ ہمارے ساتھ تھا اور اسے بھی پیاس محسوس ہو رہی ہوگی۔ لیکن انیک۔۔۔۔ وہ وہاں نہ تھا۔ بیس نے کہا کہ "کانیک چونکہ اس سرنگ اور اس کے راستوں ے واقف ہے اس لئے وہ یا تو ہمیں چھوڑ کر چلا گیا ہے یا شاید قصداً کہیں چھپ گیا ہے۔ ں اول تو بہت تھکا ہوا تھا اور پھر کانیک کی گم شدگی پر غور کرنا بھی نہ چاہتا تھا چنانچہ میں ے بیس کی یہ تشریح خاموشی سے قبول کرلی۔

چنانچہ میں نے اور پھر بیس نے بقیہ کافی ختم کردی۔ اس مشروب نے میری رگوں میں یات کی نئی روح دوڑادی۔ میں نے دونوں بجھے ہوئے دیے اٹھا کر سفید چوہیا کی ٹوکری میں ال لئے۔۔۔ اب یہ مجھے یاد نہیں کہ دونوں دیے۔ میں نے اپنے ساتھ کیوں لے لئے تھے ید چوہیا کی یادگار کے طور پر اس خیال سے کہ یہ دیے شاید آئندہ چل کر ہمارے کام ئیں گے۔

اور ہم دونوں اس زبردست گھاٹی کی ڈھلان اترنے لگے۔

تھوڑی دیر بعد ہی ہم چشمے پر پہنچ چکے تھے اور وہاں پہنچ کر ہم چشمے کا ٹھنڈا میٹھا پانی ے لگے۔۔۔ کیونکہ ہماری پیاس اب تک بجھی نہ تھی۔۔۔۔ اور منہ ہاتھ دھونے کے لئے

ٹھہر گئے۔

جب میں اپنا منہ ہاتھ دھو چکا۔ تو ایک عجیب آواز کہیں قریب سے ہی سنائی دی، نے گردن اٹھا کر پتھر کے عقب میں دیکھا اور وہاں...... ہمارا گمشدہ ساتھی کانیک گھٹنوں بل یوں بیٹھا ہوا تھا جیسے مراقبے میں ہو۔ وہ ہولے ہولے کراہ رہا تھا۔ سب سے پہلا مجھے یہ آیا کہ شاید زخمی ہے۔ چونکہ وہ بڑی تیزی سے اور تقریباً بے پروائی سے رسی کے نیچے اترا تھا اس لئے شاید سرنگ کی دیوار سے ٹکرا گیا تھا۔ یا طاقچے کا کونا اس تلوے کو زخمی کر گیا تھا...... دوسرا خیال یہ آیا کہ وہ شاید سفید چوہیا کا ماتم کر رہا ہے۔ تیسرا خیال یہ آیا کہ اسے اپنی بیویوں سے بچھڑنے کا افسوس ہے لیکن اس آخری خیال میں نے فوراً جھٹک دیا۔

اس نے کہا تھا کہ اس کی کوئی بیوی نہ تھی اور اگر تھی بھی تو اس سے بچھڑ کانیک کو کوئی افسوس نہ تھا کیونکہ وہ تو اس بستی سے رخصت ہونے کے لئے بے و بے قرار تھا۔ بلکہ مجھے تو یقین ہو چلا تھا کہ اس کی نہ تو بیویاں تھیں اور نہ اولاد۔ وہ "محل" میں بالکل تنہا رہتا تھا اور اگر کانیک کی بیویاں ہوتیں تو ہیس یقیناً ان کا پتہ لگا

بہر حال وجہ کچھ بھی ہو کانیک چشمے کے کنارے پڑے ہوئے ایک پتھر کے عقب گھٹنوں کے بل بیٹھا آہستہ آہستہ کراہ رہا تھا۔ کن سوئیاں لینا بڑی ذلیل حرکت ہے میں نے کھنکار کر اپنی موجودگی کا اظہار کیا تو کانیک چونکا' اٹھا اور اس بڑے سے پتھر کاٹ کر میرے سامنے آ کھڑا ہوا۔

تو تم ہم سے پہلے ہی یہاں پہنچ گئے۔ میں نے کہا۔

"جی ہاں آقا!" اس نے جواب دیا۔ "اور میں تم لوگوں کا ہی انتظار کر رہا لوگوں کے لئے جو راستے سے واقف ہوں اس چمنی میں سے اترنا کچھ مشکل نہیں ہے

"نہ ہو گا۔ ہمارے لئے تو وہ اتارنا نہ صرف مشکل بلکہ خاصا خطرناک تھا بہر حال چوہیا کے بقول وہ مشکل آسان ہو گئی۔"

سفید چوہیا کا نام سنتے ہی کانیک نے احترام سے اپنا سر جھکا لیا۔



"اچھا! اب کیا ارادہ ہے تمہارا کانیک؟" چند ثانیوں کے توقف کے بعد میں نے پوچھا۔

"وہی جو پہلے تھا۔"

"مطلب؟"

مطلب یہ کہ میں تمہاری راہبری کروں گا اور تمہیں قبیلہ داباندا کی سرزمین تک پہنچا دوں گا۔ یہ میرا قبیلہ ہے آقا جو تالاب مقدس کے ہے۔ لیکن آقا یہ باتوں کا وقت نہیں ہے۔ ہمیں یہاں سے جلد از جلد نکل جانا چاہئے۔ میں چونکہ فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا ہوں اس لئے میرے دشمن یقیناً ہمارے تعاقب میں اور تمہارے پڑاؤ پر حملہ کرنے کے ارادے سے بستی نکل پڑے ہوں گے۔"

"یہ تم نے غلط نہیں کہا۔" میں نے سر ہلایا۔ "چنانچہ چلو۔"

اور ہم اس اندھیرے اور طویل شگاف میں چل پڑے۔ مجھے اعتراف ہے کہ اس وقت میرا دماغ بگڑا ہوا تھا اور میرا غصہ دم بہ دم بڑھتا ہی جا رہا تھا۔ میں زیادہ دیر تک برداشت نہ کر سکا۔

چنانچہ میں نے۔

"کانیک! تمہاری وجہ سے میں نے اور میرے ملازم ہیس نے کافی مصائب برداشت کئے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ ان مصائب کا خاتمہ یہیں نہیں ہو جاتا۔ تم دیکھ ہی چکے ہو کہ تمہیں بچانے کے لئے ہم نے خود اپنی جان خطرے میں ڈال دی تھی اور ایک تو بیچاری جان سے گئی۔ چنانچہ مناسب ہو گا کہ ہم اس معاملے کو اب ختم کر دیں۔ میں تمہیں تمہاری وہ سکوں کی تھیلی اور ہاتھی دانت کی جو بھی قیمت وصول ہو' دوں گا اور تم اپنے راستے چلے جاؤ اور ہم اپنے راستے۔"

"یہ نہیں ہو سکتا آقا" یہ ناممکن ہے۔ کانیک نے ایک جوش کے عالم میں کہا۔ اس وقت ہم دونوں شانہ بہ شانہ چل رہے تھے اور ہیس ہم سے چند قدم آگے تھا جو راستہ دیکھ رہا تھا۔

"کیوں نہیں ہو سکتا؟ کیوں ناممکن ہے۔" میں نے طیش میں آ کر پوچھا۔

"تم شاید نہیں جانتے آقا لیکن یہ حقیقت ہے کہ قسمت نے ہم دونوں کو ایک نہ ٹوٹنے والے مگر مضبوط بندھن سے باندھ دیا ہے۔ چنانچہ جب تک یہ معاملہ انجام تک نہیں پہنچ جاتا تب تک تم چاہو بھی تو مجھے اور میں چاہوں بھی تو تمہیں نہیں چھوڑ سکتا ہاں۔ آقا! یہی لکھا ہے ستاروں میں اور وہی ہو گا جو قسمت چاہے گی۔ تم مجھے بے وفا اور احسان فراموش سمجھ رہے ہو گے۔ لیکن ایسی بات نہیں ہے آقا میں نہ صرف تمہارا احسانمند ہوں بلکہ غلام بن چکا ہوں۔ اس سے زیادہ کچھ نہ پوچھئے آقا کیونکہ اگر میں نے تمہیں سب کچھ بتا دیا تو تم اس پر یقین نہ کرو گے۔"

"یہ تم نے کوئی نئی بات نہیں کہی۔ کیونکہ اب تک تم مجھے بہت کچھ بتا چکے ہو اور میں نے اس کے ایک لفظ پر بھی یقین نہیں کیا۔" میں نے تلخی سے جواب دیا۔ "چنانچہ بہتر ہو گا کہ اب تم اپنی الف لیلہ کی داستانیں اور وعدے اپنے تک ہی رکھو۔ بہرحال اس وقت تو میں تمہارا ساتھ نہیں چھوڑ سکتا۔ کیونکہ اگر میں تمہیں چھوڑ کر چلا گیا تو کاتیکا اور اس کے ساتھی تمہارا حلق ادھیڑ دیں گے۔"

"نہ صرف میرا بلکہ تمہارا بھی۔ اگر ہم ساتھ ہی رہے تو کاتیکا اور اس کے ساتھیوں کو شکست دے دیں گے اور یہ تم اپنی آنکھوں سے دیکھ لو گے لیکن اگر ہم نے ایک دوسرے کا ساتھ چھوڑ دیا تو وہ لوگ نہ صرف ہم دونوں کا بلکہ میکومیزن! تمہارے ملازموں اور باربرداروں کا بھی خاتمہ کر دیں گے۔"

اب کچھ کہنا فضول تھا چنانچہ میں خاموش رہا۔ کاتیک بھی خاموش تھا۔ ہم خاموشی سے چلتے ہوئے اس اندھیری سرنگ یا گھاٹی سے نکل کر اس ٹیلے کے قدموں میں پہنچ گئے جہاں ہمارا پڑاؤ تھا۔ راستے میں کوئی واقعہ نہ ہوا سوائے اس کے کہ ایک شیر سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ ہم گھاٹی سے باہر نکل کر جھاڑیوں کے میدان میں پہنچے ہی تھے کہ یہ شیر ہمارے سامنے آ گیا اور بڑے صبر و سکون سے جھاڑیوں کے پیچھے چھپتا ہمارا تعاقب کرتا رہا۔ اس کی حرکت نے مجھے یہ سوچنے پر مجبور کر دیا۔ کہ اس وقت یہ خونخوار درندہ بہت زیادہ بھوکا ہے۔



کبھی کبھی وہ غرانے لگتا تھا لیکن زیادہ تر وقت وہ خاموشی سے ہمارے دائیں طرف اور ہم سے کوئی تیس چالیس فٹ دور لمبی لمبی گھاس اور جھاڑیوں کی اوٹ میں ہمارے ساتھ ساتھ چلتا رہا۔ ایک دو دفعہ وہ ہمارا راستہ روکنے کے لئے آگے بڑھ کر جھاڑیوں میں سے اور ہمارے عین سامنے نکل آیا۔ دوسری دفعہ وہ سامنے آیا تو میں نے جلدی سے بندوق اٹھالی کہ شیر کو اسی وقت گولی مار کر اس کا خاتمہ کر دوں لیکن ہیس نے جلدی سے کہا:

"باس! بھول کر بھی ایسی غلطی نہ کرنا۔ اگر باس نے بندوق چلائی۔ تو اس خاموش رات میں اس کا دھماکا بہت دور تک سنائی دے گا اور پھر بستی والوں کو پتہ چل جائے گا کہ ہم یہاں ہیں چنانچہ وہ ایک دم سے ہم پر آ پڑیں گے۔"

ہیس نے یہ غلط نہ کہا تھا چنانچہ میں نے بندوق جھکالی لیکن احتیاط کے تقاضے سے مجبور ہو کر ہم نے مختصر راستہ چھوڑ دیا اور ایک طویل راستے پر چل کے گھاس اور جھاڑیوں کے اس میدان سے نسبتاً کھلی جگہ میں نکل آئے۔

ہماری اس حرکت نے شیر کو شاید غصہ دلا دیا' وہ تیزی سے آگے بڑھا اور فوراً ہی جھاڑیوں میں سے نکل آیا۔ ڈوبتے ہوئے چاند کی مدھم روشنی میں میں نے دیکھا کہ وہ ہمارے عین سامنے اور ہم سے صرف پچاس قدم کے فاصلے پر یوں بیٹھا ہوا تھا۔ جیسے چھلانگ لگانے کی تیاری کر رہا ہو۔ شیر اب ہمارا راستہ روکے ہوئے تھا اور ٹھیک ایسی جگہ بیٹھا تھا کہ ہم اسے پھلانگ کر ہی آگے بڑھ سکتے تھے یا پھر اس سے بچنے کے لئے ایک دوسرا طویل راستہ اختیار کر سکتے تھے۔ اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہ تھا۔

اب سوائے اس کے اور کوئی چارہ نہ رہ گیا تھا کہ اس ضدی اور بھوکے شیر کو گولی مار دی جائے چنانچہ ایک بار پھر میں نے بندوق اٹھائی لیکن ہیس بہرحال نہ چاہتا تھا کہ میں اور کوئی بھی گولی چلا کے بستی والوں کو ہماری موجودگی سے آگاہ کر دے چنانچہ اس نے جلدی سے کہا:

"نہیں باس نہیں۔"

"دیکھ نہیں رہے ہیس کہ شیر ہمارا راستہ روکے بیٹھا ہے؟" میں نے ذرا غصے ہو کر

کہا۔ "اگر اسے گولی نہ ماری تو ہم اپنے پڑاؤ میں پہنچنے کے بجائے اس بھوکے درندے کے
پیٹ میں پہنچ جائیں گے۔"

"باس! یہ الو آدمی (وہ کانیک کو آلو آدمی کہتا تھا اس کی الو جیسی آنکھوں کی وجہ سے)
اپنے آپ کو بڑا جادو گر کہتا اور بڑے بڑے دعوے کرتا ہے۔ چنانچہ اب سے کہو کہ وہ اپنا
جادو آزمائے اور اس شیر کو یہاں سے چلتا کردے۔"

کانیک میرے ساتھ ہی ساتھ حتیٰ الامکان تیزی سے چلنے کی کوشش کر رہا تھا۔ کیونکہ
اس کی ٹانگیں اب تک اکڑی ہوئی تھیں۔ اس کا سر جھکا ہوا تھا' وہ کسی خیال میں غرق اور
شیر کی موجودگی سے قطعی بے خبر معلوم ہوتا تھا ہیس کی بات سن کر وہ چونکا بلکہ یوں کہئے کہ
جیسے بیدار ہوگیا۔

"اچھی بات ہے۔" وہ بولا۔ اگر تم لوگ اس شیر سے ڈر رہے ہو تو میں اسے یہاں
سے چلے جانے کو کہتا ہوں تم لوگ یہیں ٹھرو اور جب تک میں بلاؤں نہیں آگے نہ
بڑھنا۔"

اور وہ آگے بڑھا۔ کانیک بالکل نہتا تھا۔ ہتھیار کے نام اس کے ہاتھ میں ایک معمولی
سی چھڑی تک نہ تھی وہ بڑی بے پروائی اور بے خوفی سے اس پتھر کی طرف بڑھا جس پر
شیر بیٹھا ہوا تھا۔ اور اب میں نے دیکھا کہ شیر کافی قد آور اور خونخوار قسم کا تھا اور اس کی
آنکھیں تقریباً بھوری اور چھدری چھدری تھی۔ میں دم بخود کھڑا کانیک کی طرف دیکھتا
رہا۔ میں سوچ رہا تھا کہ اگر میں نے جلد ہی شیر کا خاتمہ نہ کر دیا تو پھر شیر کانیک کا خاتمہ کر
دے گا۔ لیکن اب شیر کو گولی مارنا ممکن نہ رہا تھا۔ ادھر کانیک بڑی بے خوفی اور اطمینان
سے آگے بڑھ رہا تھا۔ یہاں تک کہ وہ شیر کے اس قدر قریب پہنچ گیا کہ اب مجھے شیر نظر
نہ آرہا تھا۔ یعنی میری نظر اور شیر کے درمیان خود کانیک حائل تھا۔

فوراً ہی ایک غراہٹ سنائی دی جو بلبلاہٹ میں تبدیل ہو گئی جیسے وہ شیر کسی تکلیف
میں ہو دوسرے ہی لمحے میں نے حیرت سے دیکھا کہ خود کانیک اس پتھر پر جس پر ایک
پہلے شیر بیٹھا ہوا تھا' اکھڑا ہمیں آگے بڑھنے کا اشارہ کر رہا تھا۔ ہم آگے بڑھے اور اس



کے قریب پہنچ کر دیکھا کہ کانیک گھٹنوں کے بل مراقبے میں بیٹھا ہوا تھا۔

"آقا! شیر چلا گیا۔" وہ بولا۔ "بلکہ یوں کہو کہ شیر چلے گئے کیونکہ ایک نہیں دو شیر
تھے۔ اب وہ واپس نہ آئیں گے۔ چلو۔ اب میں آگے چلتا ہوں۔"

باس! یہ کانیک تو بڑا زبردست جادو گر ہے' جب ہم کانیک کے پیچھے چل دیئے تو ہیس
نے ڈچ زبان میں کہا۔ "یا پھر یوں ہے باس کہ شیر اس کا پالتو ہے جسے کانیک جب چاہے بلا
لیتا اور جب چاہے بھگا دیتا ہو۔"

"ہشت" میں نے کہا۔ "بات صرف اتنی ہے کہ شیر فرار ہو گیا بس۔"

"فرار ہی ہو گیا باس لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اگر تم یا میں یوں نہتے شیر کے قریب گئے
ہوتے تو شیر خود ہمیں دوسری دنیا میں فرار کروا دیتا کیونکہ باس جب کوئی شیر انسان کا یوں
تعاقب کرے تو سمجھ لینا چاہئے کہ اس کا پیٹ بہت دنوں سے خالی ہے اس کانیک کا دوسرا
نام دانیال ہونا چاہئے کیونکہ تمہارے والد مقدس باپ سے میں نے سنا تھا کہ دانیال پیغمبر
شیروں کو تکیہ بنا کر سوتے تھے۔"

میں نے ہیس سے بحث کرنا مناسب نہ سمجھا کیونکہ اس وقت میں اس قدر تھکا ہوا تھا
کہ زبان ہلانا بھی طبیعت پر گراں گزر رہا تھا۔ چنانچہ ہم خاموشی سے چلتے رہے اور آخرکار
اس جگہ پہنچ گئے جہاں ہمارا پڑاؤ تھا اور جہاں سے ہم کانیک کو آزاد کرانے روانہ ہوئے
تھے۔ یہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ میری ہدایت کے مطابق ٹام اور جیری باربرداروں کے ساتھ
روانہ ہو گئے تھے۔ الاؤ میں جلتی ہوئی لکڑیاں اس بات کا پتہ دے رہی تھیں کہ انہیں
روانہ ہوئے ایک گھنٹے سے زیادہ عرصہ نہ ہوا تھا۔ چنانچہ اب ہمارا وہاں ٹھہرنا ضروری نہ
تھا۔ چنانچہ ہم اسی راستے پر چل پڑے جس راستے ٹام اور جیری اور ہمارے باربردار گئے
تھے۔

زمین بتدریج بلند ہوتی چلی گئی اور پھر ہم تھکے ہوئے بھی تھے۔ چنانچہ ہماری رفتار
سست رہی۔ اور پھر پو پھٹی' افریقہ کی مخصوص پو' خاموش' گرم اور سرخ اور پھر سورج
طلوع ہوا اور اس کی تیز روشنی میں ہمیں دو چیزیں نظر آئیں۔ ہم سے کوئی نصف میل

آگے ہمارے باربردار مقررہ مقام پر پڑاؤ ڈال رہے تھے۔ یہ جگہ سنگلاخ تھی، یعنی یہ وہاں چٹانیں ابھری ہوئی تھیں اور ایک طرف خشک ندی کے پٹ میں ایک جگہ ایک میں پانی بھرا ہوا تھا۔ ہمارے آدمی اس ننھی سی جھیل کے قریب ہی پڑاؤ ڈال رہے تھے اور ہم سے کوئی دو میل دور کانیک کی بستی والوں کا ایک گروہ ہمارے نقش قدم تلاش آہستہ آہستہ ہماری طرف بڑھا چلا آرہا تھا۔

"وہ آگئے تعاقب کرنے والے" میں نے کہا، جلدی چلو۔ ایک ایک لمحہ قیمتی ہے۔"



# کانیک کے دوست

دشمنوں کو تعاقب میں آتے دیکھا تو میرے بدن میں نئی قوت اور توانائی آگئی اور وہ نصف میل کا فاصلہ، جو ہمارے پڑاؤ کے درمیان تھا، میں نے حیرت انگیز پھرتی سے طے کرلیا حالانکہ بے حد تھکا ہوا تھا اور میرے اعضا تقریباً شل ہو رہے تھے۔ میرے دونوں ساتھیوں نے میری تقلید کی اور ہم تقریباً ایک ساتھ پڑاؤ میں پہنچ گئے۔

پڑاؤ میں داخل ہوتے ہی میں نے دیکھا کہ ٹام اور جیری نے نازک صورت حال کا اندازہ لگا لیا تھا۔ چنانچہ باربردار پتھر ایک پر ایک رکھ کر اوٹ اور خاردار جھاڑیاں اور درختوں کے ٹہنے کاٹ کر بوما بنانے میں مصروف تھے صرف یہی نہیں بلکہ یہ دیکھ کر میرے منہ سے خوشی کی چیخ نکل گئی کہ ہمارے لئے ناشتہ اور گرم کافی بھی تیار تھی۔

چند ضروری ہدایتیں دے کر، حالانکہ اس کی ضرورت نہ تھی، میں بھوکے شیر کی طرح ناشتے پر ٹوٹ پڑا کیونکہ اس وقت میں بے حد بھوکا تھا۔ غذا اور کافی خدا کی بڑی نعمت ہے۔ چنانچہ دس منٹ بعد ہی میں ایک نیا انسان تھا۔ اور پھر ہم چاروں نے، یعنی میں، ہیس، ٹام اور جیری نے مجلس مشاورت گرم کردی۔ کانیک اس وقت وہاں نہ تھا کہ مشورے میں شریک ہوسکتا۔ میں سمجھتا ہوں۔ وہ تھوڑا سا گوشت کھانے کے بعد بوما تیار کرنے میں باربرداروں کا ہاتھ بٹانے چلا گیا تھا۔ اور اس کی ضرورت بھی تھی۔ کیونکہ صورتحال بڑی نازک معلوم ہو رہی تھی۔

اس عرصے میں بستی والے ہمارے قدموں کے نشانات پر چلتے ہوئے کافی آگے بڑھ آئے تھے۔ اب ان کے اور ہمارے درمیان صرف نصف میل کا فاصلہ رہ گیا تھا۔ میں نے دوربین آنکھوں سے لگائی تو معلوم ہوا کہ بستی والوں کی تعداد میری توقع سے زیادہ تھی یعنی پچاس کے لگ بھگ اور ان میں اکثر کے پاس مختلف قسم کی بندوقیں تھیں۔ میں نے موقع محل کا جائزہ لیا۔ ہمارا پڑاؤ بے حد مناسب جگہ تھا اور ہم اپنا بچاؤ کرسکتے تھے۔ پڑاؤ ایک ٹیلے کی چپٹی چوٹی پر تھا جس پر پتھروں کے ڈھیر پڑے ہوئے تھے۔ ٹیلے کے قدموں میں اور

ہمارے ٹھیک دائیں طرف پانی کا وہ کھڈ تھا جس کا ذکر میں کرچکا ہوں۔

عقب میں دریا کا پاٹ تھا جس نے ٹیلے کو گویا اپنی آغوش میں لے رکھا تھا موسم بارش میں دریا بڑے زوروشور سے بہا کرتا ہوگا لیکن اس وقت وہ ایک چکنی، گہری اور ناقابل عبور دلدل میں تبدیل ہوچکا تھا۔ البتہ ہمارے بائیں طرف ایک وسیع و عریض میدان تھا جس میں لمبی لمبی گھاس، جھاڑیاں اور خاردار درخت اگ رہے تھے۔ اسی میدان میں سے پگڈنڈی تھی جس پر چل کر ہم آئے تھے۔ سامنے کھلا میدان تھا۔ جس میں کوئی نہ تو چھپ سکتا تھا اور نہ ہی پناہ لے سکتا تھا کیونکہ اس میدان کی گھاس جلا دی گئی تھی۔ چنانچہ زمین ننگی نظر آرہی تھی۔ چنانچہ بستی والے اسی کھلے میدان کو عبور کرکے ہماری طرف بڑھ سکتے یا پھر بائیں طرف والے گھاس اور جھاڑیوں کے میدان میں ہو کے اس طرف آسکتے تھے۔

یہاں تک تو معاملہ اطمینان بخش تھا لیکن اس سے آگے مشکل تھی۔ اگر ہمارے ساتھ درجن بھر عمدہ نشانے باز ہوتے تو یہ مشکل بھی آسان ہوجاتی لیکن ہمارے گروہ میں ہم صرف چار ایسے آدمی تھے جو مہارت سے بندوق چلا سکتے تھے رہا کانیک تو اس کی خصوصیات سے میں واقف ہی نہ تھا۔ اگر بستی والے فیصلہ کن جنگ کے ہی ارادے سے آئے تھے تو ہمارا خدا ہی حافظ تھا۔ کیونکہ باربرداروں سے، یا اکثر باربرداروں سے کسی قسم کی امید رکھنا فضول تھا کیونکہ اول تو وہ عمدہ نشانے باز نہ تھے اور پھر ان میں سے چند کے پاس ہی بندوقیں تھیں۔ چنانچہ اب سوائے اس کے اور کوئی چارہ نہ تھا کہ خدا پر بھروسہ کیا جائے اور آخر دم تک بستی والوں کا مقابلہ کیا جائے۔

میرے پاس چھ (۶) **ونچسٹر** بندوقیں تھیں سو وہ میں نے نکال لیں اور ہاتھی مار بندوقیں بھر کر ایک طرف رکھ دیں کہ بوقت ضرورت انہیں بھی استعمال کیا جاسکے۔ دو چار چھروں والی بندوقیں بھی بھر لیں۔ کیونکہ گروہ اور انبوہ میں یہ بندوقیں بڑا کام دیتی تھیں۔ ان تیاریوں سے فارغ ہو کر میں نے ہیس سے کہا کہ وہ کانیک کو بلا لائے تاکہ میں اسے مناسب ہدایتیں دے سکوں۔

تھوڑی دیر بعد ہیس اکیلا ہی واپس آگیا۔



"باس میرا خیال تھا کہ وہ بوما بنانے گیا ہے۔"

"تو باس کا یہ خیال غلط تھا۔"

"آخر وہ گیا کہاں؟ یہیں کہیں ہوگا۔"

"وہ یہاں کہیں نہیں ہے باس۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ وہ بزدل بھاگ گیا ہے یا ایک دم سے سانپ بن کر نرسلوں میں جا چھپا ہے۔"

"یہ کیا بکتے ہو۔" میں نے کہا۔ "وہ بھاگ نہیں سکتا۔ میں خود جاکر دیکھتا ہوں اسے۔"

چنانچہ میں اس خیال سے کہ چاروں طرف ٹھیک سے دیکھ سکوں، ٹیلے کی چوٹی پر پہنچا۔ فوراً ہی مجھے ایک عجیب آواز سنائی دی۔ میں نے چوٹی کے کنارے پر سے جھک کر دیکھا تو دم بخود رہ گیا۔ چوٹی کے کنارے کے عین نیچے ایک جھولتے ہوئے پتھر پر کانیک کھڑا کچھ عجیب انداز میں دونوں ہاتھ ہلا رہا تھا اور بے حد نیچی آواز میں یوں بول رہا تھا جیسے کسی ان دیکھی ہستی سے باتیں کر رہا ہوں۔

"اے۔ بھائی کانیک۔" میں نے تلخی سے کہا۔ "غالباً تمہیں احساس نہیں ہے کہ وہ بستی والے تمہارے دوست کوئی دم میں یہاں پہنچنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ اب مناسب ہوگا کہ تم چل کر ہماری تھوڑی بہت مدد کرو اور یہ بتاؤ گے کہ تم کیا کر رہے تھے؟"

"یہ بعد میں دیکھا جائے گا۔" اس نے بڑے سکون اور بے پروائی سے کہا۔

پھر اس نے آخری دفعہ ہاتھ ہلا کے یوں اثبات میں سر ہلایا جیسے اپنی رضامندی کا اظہار کر رہا ہو اور پھر چوٹی پر چڑھ آیا۔

جب تک ہم پڑاؤ میں نہ پہنچ گئے، نہ کانیک نے کچھ کہا اور نہ ہی میں نے کچھ پوچھا اور اس سے کچھ پوچھنا فضول بھی تھا کیونکہ میں کانیک کو پاگل یقین کرچکا تھا۔ اس کے باوجود میں نے اسے ایک بندوق اور کافی سے زیادہ کارتوس دے دیئے کیونکہ بہرحال اس نے کہا تھا کہ وہ بندوق چلانا جانتا تھا۔

اس عرصے میں بستی والے بہت قریب پہنچ چکے تھے اب ان کے اور ہمارے درمیان

صرف چار سو گز کا فاصلہ رہ گیا تھا۔ اب ایک نئی مشکل درپیش تھی۔ بستی والوں کو اتنے قریب دیکھ کر باربرداروں کے جی چھوٹ گئے وہ ایسے خوفزدہ ہوئے کہ انہیں روکنا اور سنبھالنا ناممکن ہوگیا۔ مجھے خوف ہوا کہ باربردار بھاگ جائیں گے۔ چنانچہ میں نے ہیرو کے ساتھ انہیں کہلا بھیجا کہ اگر ان میں سے کسی ایک نے بھی فرار ہونے کی کوشش کی تو میں بے تکلف اسے گولی ماردوں گا۔ میری اس دھمکی کا ان پر کوئی اثر نہ ہوا۔ چنانچہ ان میں سے ایک باربردار نے بھاگنے کی کوشش کی بلکہ حقیقت میں بھاگا تیزی سے۔ میں نے فوراً بندوق اٹھائی اور نشانہ ذرا ترچھا لے کر لبلبی دبادی گولی بھگوڑے کے کان کے قریب سے نکلتی اس کے عین سامنے والے ایک پتھر سے ٹکرا گئی۔ میری اس حرکت نے بھگوڑے کو اس قدر خوفزدہ کردیا کہ وہ دھم سے گرا اور یوں بے حس و حرکت پڑا رہا کہ میں یہ سوچنے پر مجبور ہوگیا کہ کہیں غلطی سے میں نے اس کی کھوپڑی کو تو نشانہ نہیں بنا دیا۔ بہرحال میری اس حرکت کا بقیہ باربرداروں پر خاطر خواہ اثر ہوا۔ وہ آلتی پالتی مار کر زمین پر بیٹھ گئے اور اپنے اپنے دیوتاؤں کو یاد کرنے لگے بہرحال ان میں سے کسی ایک نے بھی اب بھاگنے کی کوشش نہ کی۔

بندوق کا دھماکہ سن کر آگے بڑھتے ہوئے بستی والے بھی یہ سمجھ کر رک گئے کہ گولی ان پر چلائی گئی تھی۔ اب وہ لوگ آپس میں صلاح مشورے کر رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد ان کے گروہ میں سے ایک شخص الگ ہوکر سفید جھنڈی ہلاتا' جو کپڑے کی ایک دھجی تھی' ہماری طرف بڑھا .... جواب میں میں نے اپنا رومال ہلایا جو میلا تھا۔ اس پر بستی والوں کا سفیر اور آگے بڑھا اور وہ ہمارے بوما سے صرف بیس گز دور آچکا تھا کہ میں نے چیخ کر اسے وہیں رک جانے کو کہا کیونکہ مجھے یہ شک ہوگیا تھا کہ وہ شاید تعداد معلوم کرنے کی غرض سے آیا ہے۔ سفیر وہیں رک گیا چنانچہ میں بوما سے نکل کر آیا۔ ہیس میرے ساتھ تھا۔

"کیا چاہتے ہو تم لوگ؟" میں نے چیخ کر کہا

اس سفیر کو میں نے پہچان لیا تھا۔ یہ ان ججوں میں سے ایک تھا۔ جنہوں نے کائنک



کے مقدمے کا فیصلہ کیا تھا۔

"سفید فام آقا!" سفیر نے کہا۔ "ہم اس جادوگر کائنک کو چاہتے ہیں۔ جسے ہم سزائے موت سنا چکے تھے۔ لیکن جسے تم بچالائے ہو۔ کائنک کو زندہ یا مردہ ہمارے حوالے کردو اور ہم تم سے کوئی تعرض نہ کریں گے .... کیونکہ تم لوگوں کے ساتھ ہمارا کوئی جھگڑا نہیں ہے۔ لیکن اگر تم نے ہماری بات نہ مانی تو ہم تم سب کو قتل کردیں گے۔"

"کون کس کا خاتمہ کرتا ہے یہ تو بہت جلد معلوم ہوجائے گا۔" میں نے جواب دیا۔ "رہی دوسری بات تو اس کے لئے تو یہ ہے کہ پہلے اس عورت کو میرے حوالے کردو جس کا نام سفید چوہیا ہے۔ اس کے بعد ہی میں صلح کی شرائط طے کرسکوں گا۔"

"یہ میں نہیں کرسکتا۔"

"کیوں؟ کیا تم نے قتل کردیا ہے اسے؟"

"نہیں .... ہم نے اس چڑیل کو قتل نہیں کیا حالانکہ ہم اسے قتل ہی کرنا چاہتے تھے۔"

"تو پھر کیا ہوا اس کا؟ کہاں ہے وہ؟"

گڑبڑ اور بھگدڑ میں وہ ہمارے ہاتھ سے نکل گئی۔ اور ہم اسے اب تک نہیں پاسکے۔ ہم تو سمجھتے ہیں کہ وہ الوئی بن کر اپنے آقا .... اندھیرے کے دیوتا کے پاس اڑ گئی ہے۔"

"یہ تم سمجھتے ہو لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ تم جھوٹ بک رہے ہو۔ اچھا اب یہ' بتاؤ کہ تم کائنک کو کیوں قتل کرنا چاہتے ہو؟ وہ تمہاری بستی سے نکل آیا' اور اب تم لوگ آپ اپنی مرضی کے مالک ہو۔"

"سفید فام!" سفیر نے غصے سے چیخ کر کہا۔ "کائنک بستی والوں کو سراپ دے گیا ہے' اور یہ سراپ اس کے خون سے ہی دھل سکتا ہے۔ ہمیں سراپ سے گلو خلاصی حاصل کرنے کے لئے کائنک کا خون چاہئے خود تم نے اپنے کانوں سے نہیں سنا تھا کائنک کو یہ اعلان کرتے کہ ہماری بستی میں وبا پھوٹ پڑے گی؟ اور دیکھو وہ دانوں والی وبا نے ہمیں آلیا ہے۔ بہت سے مرچکے ہیں اور بہت سے مررہے ہیں۔ اس کے علاوہ اس نے ہمارے ایک

بھائی کو قتل کردیا ہے اور سحر پھونک دیا ہے ہم پر اور دو مہینے پہلے اس نے قسم کھا کر کہا تھا کہ اگر ہم نے اسے نہ جانے دیا' آزادانہ کردیا تو وہ ہمارے دشمنوں کو ہم پر چڑھا لائے گا اور ہمیں تباہ و برباد کردے گا۔

"تو یوں کہو کہ تم نے اسے قیدی بنا کر رکھا تھا۔"

"ہاں سفید فام۔ جب سے وہ یہاں آیا ہے ہم نے اسے قیدی ہی بنا رکھا ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ اسے کبھی کبھی بستی سے باہر بھی دیکھا گیا ہے۔ اور اب ہمیں معلوم ہوچکا ہے کہ کون سے راستے سے وہ باہر جایا کرتا تھا۔

"تم نے اسے قیدی بنا کر کیوں رکھا تھا؟"

"اس لئے کہ ہم چاہتے تھے کہ وہ ہر بیماری اور ہر حملے سے ہمیں محفوظ رکھے۔ ہم جانتے تھے کہ اپنے جادو کے زور سے وہ اپنے آپ کو چنانچہ ہمیں بھی ہر بلا اور ہر مصیبت سے محفوظ رکھے ہم یہ بھی جانتے تھے کہ اگر وہ ہماری بستی میں سے نکل گیا تو پھر ہم پر تباہی لے آئے گا۔ بتاؤ اب تم کانیک کو ہمارے حوالے کر رہے ہو یا نہیں؟"

سفیر نے یہ سوال بڑے گستاخانہ لہجے میں اور کچھ اس طرح پوچھا تھا جیسے مجھے خاطر میں ہی نہ لاتا ہو' جیسے اسے یقین ہو کہ میں بستی والوں سے خوفزدہ ہوجاؤں گا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ میں ایک دم سے تن کر کھڑا ہوگیا اور گویا ضد میں آکر جواب دیا:

"نہیں یہ کبھی نہ ہوگا۔ اس کے برخلاف میں تم لوگوں کو جہنم میں بھیج دوں گا۔ یہ میرا ذاتی معاملہ ہے۔ اور تم لوگ مجھے ڈرا دھمکا رہے ہو۔ اور مجھ پر حملہ کرنا چاہتے ہو۔ کیوں؟ اسی لئے کہ میں نے اس شخص کو پناہ دی ہے مجھے بھی تم قتل کردینا چاہتے تھے؟ بہت اچھا۔ وہ میری پناہ میں ہے۔ اگر تم لوگ اسے مجھ سے حاصل کرسکتے ہو تو کرلو۔ اور اس عورت کے ساتھ تم نے کیا سلوک کیا جس کا نام سفید چوہیا تھا اور جو بقول تمہارے الوئنی بن کر اڑ گئی ہے کہیں؟ اسے میرے حوالے کردو فوراً مبادا میں اس کے خون کے عوض تم سب کو خاک و خون میں لٹا دوں۔ تم مجھے کمزور سمجھ رہے ہو۔ تم سمجھ رہے ہو کہ میرے پاس زیادہ آدمی نہیں ہیں۔ چنانچہ تم لوگ ہم پر چھا جاؤ گے' لیکن میں کہتا ہوں ابھی وقت ہے۔ سنبھل جاؤ میرا نام میکومیزن ہے اور آج کا سورج غروب ہونے سے پہلے میں تمہیں ایک ایسا سبق دوں گا جسے تم عمر بھر نہ بھول سکو گے۔ بشرطیکہ تمہارے پورے گروہ میں سے کوئی شخص یہ سبق یاد رکھنے کے لئے زندہ رہا۔"



میرے اس جرائت مندانہ جواب نے سفیر کو حیرت زدہ کردیا۔ وہ چند ثانیوں تک پھٹی پھٹی آنکھوں سے میری صورت تکتا رہا اور پھر پلٹ کر آڑا ترچھا بھاگتا ہوا اپنے لوگوں کی طرف فرار ہوگیا۔ غالباً اسے یہ خوف ہوگیا تھا کہ کہیں میں اسے گولی نہ ماردوں۔ میں بھی پلٹا اور بستی والوں پر یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ میں ان سے ذرا بھی نہیں ڈرتا بڑے اطمینان اور بے پروائی سے ڈھلان چڑھ کر بوما کی طرف چلا۔

"باس!" ہیس نے کہا۔ "ہمیشہ کی طرح اس وقت بھی تم غلطی کر گئے۔"

"کیا غلطی کر گیا؟"

"باس تم نے اس بڑی آنکھوں والے جادوگر کو ان لوگوں کے حوالے کیوں نہیں کردیا جس کی وجہ سے ہم خواہ مخواہ مصیبت میں پھنسے جا رہے ہیں؟"

"اس لئے کہ اگر میں ایسا کرتا تو نہ صرف میرا ضمیر بلکہ خود تم بھی مجھے ملامت کرتے۔"

"یہ تم نے غلط نہیں کہا باس' اور میرے خیالات بھی تمہارے متعلق ایسے نہ رہتے جیسے کہ اب ہیں۔ لیکن باس جب کسی کو ذبح کیا جانے والا ہو تو وہ یہ نہیں سوچتا کہ ذبح ہوجانے کے بعد کسی دوسرے کے متعلق اس کے خیالات کیا ہوں گے۔ بہرحال ہم سب مارے جانے والے ہیں۔ کیونکہ سمجھ میں نہیں آتا کہ ہم اس پورے گروہ کو کس طرح روک سکیں گے اور کس طرح اپنے آپ کو بچا سکیں گے اور جب ہم اس آگ والی دنیا میں (مطلب ملک عدم سے ہے) تمہارے والد سے جا ملیں تو میں ان سے صاف صاف کہہ دوں گا کہ باس کو میں نے یہاں آنے سے منع کیا تھا لیکن انہوں نے میری ایک نہ سنی اور باس اب میں ایک شرط بدتا ہوں۔ اگر میں ہار گیا تو اپنی تمباکو رکھنے کی وہ تھیلی تمہیں دے دوں گا جسے تم رشک بھری نظر سے دیکھتے ہو اور اگر تم ہار جاؤ تو مجھے جن شراب کی ایک

بوتل دے دینا۔"

"یہ کاہے کی شرط بد رہے ہو تم؟" میں نے پوچھا۔

"یہی کہ آج شام ہونے سے پہلے میں اس سفیر کو گولی ماردوں گا جس نے ابھی ابھی تم سے ایسی گستاخی سے گفتگو کی تھی۔"

ہم بوما میں پہنچ گئے اور میں نے ٹام' جیری اور کانیک کو مختصراً اپنی اور بستی والوں کے سفیر کی گفتگو سنا دی ٹام تو یہ سن کے بے حد خوش ہوا کہ جنگ بہرحال ہوگی لیکن جیری اداس ہوگیا اور پھروہ دونوں ایک بڑے سے پتھر کے پیچھے چلے گئے۔ ہیس نے مجھ سے کہا:

"وہ دونوں یا تو آخری دعا مانگنے گئے ہیں یا پھر ایک دوسرے کے سامنے اپنے گناہوں کے اعترافات کر رہے ہیں۔" کانیک نے صرف اس قدر کہا:

"مسکومیزن! تم نے میرے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا ہے اور اب وقت آگیا ہے کہ میں بھی تمہیں کسی شکایت کا موقع نہ دوں۔ میں بھی تمہارے ساتھ اچھا ہی سلوک کروں گا۔"

"شکریہ۔" میں نے جواب دیا۔ "اگر ہماری ملاقات سورج کے اس پار یا اس سیارے میں جس کی تم پرستش کرتے ہو' ہوگئی۔ تو میں تمہیں اپنا یہ وعدہ یاد دلا دوں گا۔ اچھا اب تم جاؤ اپنی جگہ پر اور مہربانی کرکے ایک کارتوس بھی ضائع نہ کرنا اور نشست باندھ کر بندوق چلانا۔"

اور جب ٹام اور جیری بھی آگئے تو ہم اپنی اپنی جگہ پر پتھروں کی اوٹ میں اس طرح تیار کھڑے ہوگئے کہ ہم بوما کے اوپر سے حملہ آوروں پر گولیاں چلاسکتے تھے۔ یعنی باڑ ہماری بندوق کی گولیوں کی راہ میں حائل نہ ہوسکتی تھی۔ میں بیچ میں تھا اور میرے ایک طرف کانیک تھا اور دوسری طرف ہیس۔ ٹام اور جیری چند قدم آگے بڑھ کر اور ہماری مختصر صف کے گویا سرے پر تیار کھڑے تھے۔ ہم لوگ پتھروں کی اوٹ میں تھے اور ہمارا خیال تھا۔ کہ بستی والے ایک دم سے دیوانوں کی طرح دوڑے آئیں گے۔ اور شدت و سختی سے حملہ آور ہوں گے لیکن ہمارا یہ خیال غلط ثابت ہوا۔ تھوڑی دیر تک صلاح مشورہ کرنے



کے بعد بستی والوں نے دو چار فائر کئے اور پھروہ ایک دم سے میدان میں بھاگ پڑے۔ بستی والے اس میدان میں بھاگ رہے تھے جو چٹیل تھا۔ یعنی جس کی گھاس جل چکی تھی۔ وہ اس میدان کی طرف بھاگ رہے تھے۔ جو ہمارے بائیں طرف تھا اور جس میں لانبی لانبی گھاس اور بلند درخت اگ رہے تھے۔ بستی والے شاید ہمارے پہلو پر حملہ کرنا چاہتے تھے۔

اس بے ترتیب گروہ کے آگے آگے ایک بلند قامت شخص بھاگ رہا تھا۔ میں نے دوربین کی مدد سے اسے پہچان لیا۔ یہ بلند قامت شخص کوئی اور نہیں بلکہ وہی کینہ توز گائیکا تھا جس نے کانیک کے مقدمے میں گویا منصب اعلیٰ کا کردار ادا کیا تھا۔ یہ وہی گائیکا تھا۔ جس نے مجھے دھمکیاں دی تھیں اور جس سے مجھے چڑ بلکہ نفرت ہوگئی تھی۔ ہیس نے بھی جس کی نظر عقاب کی طرح تیز تھی' اسے پہچان لیا چنانچہ اس نے جلدی سے کہا:

"باس! لومڑی کے اس گروہ کے آگے آگے جو لنگڑ بھگا بھاگ رہا ہے اسے پہچانا تم نے؟ وہ وہی گائیکا ہے جو شیطان کا چیلا ہے۔"

"ہیس! میری وہ ایکسپریس رائفل مجھے دینا۔" میں نے کہا اور جلدی سے ونچسٹر بندوق ایک طرف رکھ دی۔ ہیس نے ایکسپریس میرے ہاتھ میں تھمادی۔

"کوئی گولی نہ چلائے۔" میں نے چیخ کر کہا۔

اور میں نے اپنی کہنی پتھر پر ٹکادی اور موقع کا انتظار کرنے لگا۔

اور مجھے زیادہ دیر انتظار نہ کرنا پڑا۔ گائیکا دھرتی کا ایک ابھار طے کر رہا تھا اور یہی موقع تھا۔ میں نے اسے فوراً ہی اپنی بندوق کی زد میں لے لیا۔ نشانہ طویل اور تقریباً ناممکن تھا۔ لیکن میں اپنی بندوق اور خود اپنے نشانے بازی سے واقف تھا میں نے لبلبی دبا دی۔ دھماکے کی آواز کوہ وبیاباں میں گونج گئی اور میں سانس روکے اپنے اس فائر کے نتیجے کا منتظر رہا۔ اول تو گائیکا ایک جگہ کھڑا ہوا نہ تھا بلکہ بھاگ رہا تھا اور پھر فاصلہ بہت زیادہ تھا۔ چنانچہ اگر میرا نشاہ خطا کر بھی جاتا تو میں شرمندگی محسوس نہ کرتا اس کے باوجود میرا دل دھڑک رہا تھا۔ کیونکہ میں جانتا تھا کہ اگر میرا نشانہ خطا کرگیا تو اسے ہمارے ساتھی بد اور

بستی والے نیک شگون یقین کرلیں گے۔ لیکن شکر ہے کہ میرا یہ خوف بے بنیاد ثابت ہوا
کیونکہ گائیکا ایک دم سے اچھل کر گرا' تھوڑا دور تک لڑھکتا چلا گیا اور پھر بے حس و
حرکت پڑا رہا۔

"وہ!" میرے ساتھی چلائے اور حیرت و فخر سے میری طرف دیکھنے لگے لیکن میں ذرا
بھی فخر محسوس نہ کرر رہا تھا۔ میں یوں محسوس کر رہا تھا جیسے میں نے بندوق اپنی مرضی سے
نہ چلائی تھی بلکہ کسی ان دیکھی قوت نے مجھ سے جبراً چلوائی تھی۔ اس میں کوئی شک نہیں
کہ گائیکا سے مجھے چڑ تھی اور وہ بے حد خطرناک انسان تھا۔ تاہم اسے گولی مار کر مجھے
افسوس ہو رہا تھا اور میرا یہ تاسف اس انتہا کو پہنچا ہوا تھا کہ میں نے اپنی بندوق کی دوسری
نالی نہ چلائی۔

لمحے بھر کے لئے بستی والوں کا بے ترتیب گروہ دم بخود سا ہو کر ٹھہر گیا اور پھر وہ خوفزدہ
اور گھبرائے ہوئے مویشیوں کی طرح لمبی لمبی گھاس اور نرسلوں کی طرف بھاگے۔ وہ لوگ
گائیکا کو وہیں پڑا چھوڑ گئے۔ چنانچہ میں نے سمجھ لیا کہ گائیکا مرچکا تھا۔ میرا خیال تھا کہ بستی
والے گھاس اور نرسلوں میں صرف پناہ لے رہے ہیں اور یہ کہ گائیکا کی فوری موت نے
انہیں خوفزدہ کردیا ہوگا اور وہ لوگ اب ہم پر حملہ کرنے کا ارادہ ترک کردیں گے۔۔۔ اور
سچ تو یہ ہے کہ اسی خیال سے میں نے گولی چلائی تھی ۔۔۔۔ لیکن میرا یہ خیال بہرحال غلط
ثابت ہوا کیونکہ تھوڑی دیر بعد ہی نرسلوں میں سے ہم پر گولیاں چلنے لگیں۔ یہاں وہاں
نرسلوں کے جھنڈ میں بستی والے چھپے گولیاں چلا رہے تھے اور بڑی مصیبت یہ تھی کہ ہم
انہیں دیکھ نہ سکتے تھے چنانہ جواب میں گولیاں چلانا فضول تھا اس طرح حملہ آوروں میں
سے ایک بھی مارا نہ جاتا اور ہماری گولیاں خواہ مخواہ ضائع ہوجاتیں اور ہمارے پاس بارود کا
ذخیرہ زیادہ تھا نہیں کہ ہم اسے ضائع کرتے۔ چنانچہ اب سوائے اس کے اور کوئی چارہ نہ تھا
کہ ہم ہاتھ پر ہاتھ دھرے خاموش بیٹھ رہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ فی الحال ہمیں کوئی خطرہ لاحق نہ تھا۔ کیونکہ ہم بڑے بڑے
پتھروں کے پیچھے چھپے ہوئے تھے۔ اور بستی والوں کی گولیاں ان پتھروں سے ٹکرا کر رہ جاتی



تھیں یا پھر ادھر ادھر نکل جاتی تھیں کیونکہ بستی والے ٹھیک سے بندوق چلانا نہ جانتے
تھے۔ لیکن بندوقوں کے دھماکوں کی آوازیں اور گولیوں کی سنسناہٹ ہمارے باربرداروں کو
خوفزدہ کئے دے رہی تھی۔ ایک گولی قریب پڑے ہوئے کنکروں میں پیوست ہوگئی۔ تو کنکر
بڑے زور سے چھروں کی طرح اڑے۔ اتفاقاً ایک کنکر ایک باربردار کی ٹانگ میں جالگا۔ وہ
اس کنکر کو گولی سمجھ کر بڑے زور سے چیخا۔ باربردار پہلے ہی سے خوفزدہ تھے ان کے ساتھی
کی اس چیخ نے انہیں اور بھی خوفزدہ کردیا وہ لوگ کانپنے' آپس میں کانا پھوسیاں کرنے اور
وقتاً فوقتاً" خوف سے چیخنے لگے میری دھمکیاں بھی انہیں خاموش نہ کرسکیں۔ یہ ایک نئی
مشکل تھی جسے آسان کرنا اب میرے لئے ممکن نہ رہا تھا۔

کوئی دو گھنٹے تک گولیاں چلتی اور بندوقیں گرجتی رہیں اور پھر دفعتاً" اس بے نتیجہ
جنگ کا عجب اور خلاف توقع نتیجہ ظاہر ہوا۔ ہمارے باربردار جو بیٹھے کانپ رہے تھے۔ ایک
دم سے اٹھ کر بھاگے اور اس سے پہلے کہ میں انہیں روک سکتا وہ ٹیلے کی ڈھلان اتر رہے
تھے۔ وہ بھڑکے ہوئے مویشیوں کی طرح بے تحاشہ بھاگے جارہے تھے۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ
خشک ندی میں اتر گئے اور کانیک کے گاؤں کی سمت بھاگنے لگے اور تھوڑی دیر بعد ہی وہ
نظروں سے اوجھل تھے۔

جب وہ لوگ بھاگ رہے تھے تو ہم ان میں سے کئی ایک کو گولی مار سکتے تھے اور ہیس
تو اس کے لئے بالکل تیار تھا۔ تیار کیا تھا اس نے بندوق اٹھا بھی لی تھی لیکن میں نے اسے
باربرداروں پر گولی چلانے سے منع کردیا۔ اول تو اس لئے کہ مجھے یہ بھی خدشہ تھا کہ ہمیں
باربرداروں کی طرف متوجہ دیکھ کر بستی والے کہیں عقب سے ہم پر نہ آپڑیں ان بھگوڑوں
کا کیا بنا یہ مجھے آج تک نہ معلوم ہوسکا۔ ہوسکتا ہے کہ ان میں سے کئی ایک زنجبار پہنچ
گئے ہوں لیکن ان کے پاس نہ تو کھانے کو کچھ تھا اور نہ ہی وہ مسلح تھے۔ چنانچہ میں زیادہ
قرین قیاس ہے کہ وہ لوگ جنگلوں میں بھٹکتے رہے ہوں اور آخر کار بھوک یا پھر درندوں
نے ان کا خاتمہ کردیا ہو۔

اب صورتحال بڑی نازک تھی اس بوا میں اب ہم صرف پانچ آدمی رہ گئے تھے اور

ہمارے ساتھ ایک جانور تھا۔ یہ جانور ایک گدھی تھی جس کا نام "ڈونا" تھا۔ ڈونا کو ہم نے اسی نام کی ایک پرتگالی عورت سے دو گدھوں کے ساتھ خریدا تھا۔ یہ دونوں گدھے راستے میں مرگئے تھے۔ خیر تو ہم پانچ تھے اور ٹیلے کے نیچے چالیس پچاس دشمن تھے جو اس طرح چھپے ہوئے تھے کہ ہم انہیں دیکھ نہ سکتے تھے۔ وہ لوگ غالباً رات کا انتظار کر رہے تھے کہ اندھیرے میں چپکے سے ٹیلے پر چڑھ آئیں اور ہمیں ذبح کردیں۔

سوال یہ تھا کہ اب کیا کیا جائے؟

ہیس کا دماغ بڑا زرخیز تھا چنانچہ اس نے مختلف تجاویز پیش کیں۔ اس کی پہلی تجویز یہ تھی کہ ان نرسلوں اور گھاس کو آگ لگادینی چاہئے جس میں بستی والے چھپے ہوئے تھے یہ تجویز سرا سر ناقابل عمل تھی۔ اول تو اس لئے کہ گھاس اور نرسلوں کو آگ لگانے کے لئے ہمارا وہاں تک پہنچنا ضروری تھا اور یہ ممکن نہ تھا۔ کیونکہ بستی والوں کے پاس بندوقیں تھیں اور وہ اس شخص کو' جو آگ لگانے جاتا ڈھیر کرسکتے تھے اور پھر یہ بات بھی تھی کہ گھاس خشک نہ تھی کہ ایک دم سے آگ پکڑلیتی۔ ہیس کی دوسری تجویز یہ تھی کہ ہم باربرداروں کی تقلید کریں۔ یعنی فرار ہوجائیں۔ اس کی یہ تجویز' میں نے اس سے کہا سراسر احمقانہ تھی کیونکہ جیسے ہی ہم نے راہ فرار اختیار کی کہ بستی والے تعاقب کرکے ہمیں قتل کردیں گے۔ اگر ہم نے فرار ہونے کے لئے رات کا انتظار کیا اور فرار ہو بھی گئے تب بھی نتیجہ خاطرخواہ ظاہر نہ ہوگا کیونکہ فرار ہونے کی صورت میں ظاہر ہے کہ ہمیں اپنا زیادہ تر سامان اور گولا بارود وہیں چھوڑنا پڑے گا کہ ہم ہلکے ہوکر تیزی سے بھاگ سکیں۔ تیسری تجویز اس نے کچھ ڈچ اور کچھ انگریزی زبان میں پیش کی۔ یہ گویا پرانی شراب تھی جو نئے جام میں پیش کی گئی تھی یعنی یہ کہ ہم کائیک کو بستی والوں کے حوالے کرکے ان سے صلح کرالیں۔

"ہیس!" میں نے کہا۔ "میں کہہ چکا ہوں کہ کائیک کو ان کے حوالے نہ کروں گا۔"

"وہ کیوں باس؟"

"اس لئے میں نے سفید چوہیا سے وعدہ کیا تھا کہ کائیک کی حفاظت کروں گا۔"



"ہاں باس۔ یہ وعدہ کیا تھا تم نے۔ یہ بھی ہماری بدقسمتی ہے باس کہ سفید چوہیا ایسی خوبصورت تھی۔"

"ہماری بدقسمتی کا سفید چوہیا کی خوبصورتی سے کیا تعلق بے وقوف؟"

"باس! اگر سفید چوہیا کالی بھجنگ ہوتی' اس کا چہرہ پچکے ہوئے پیٹھے کی طرح ہوتا' وہ دوسری افریقی عورتوں کی طرح غلیظ ہوتی اور اس کے میلے بالوں میں بے شمار جوئیں کھدبد کررہی ہوتیں تو باس آج ہم اس سورج کی طرف آخری بار نہ دیکھ رہے ہوتے بہرحال میں سمجھتا ہوں کہ ہم جلد ہی دوسری دنیا میں سفید چوہیا سے معاملے کی گفتگو کررہے ہوں گے۔ بستی والوں نے میرے پیامبر سے کچھ ہی کیوں نہ کہا ہو میں تو سمجھتا ہوں سفید چوہیا دوسری دنیا میں پہنچ گئی ہے چنانچہ باس مجھے جو کچھ کہنا تھا کہہ چکا اور اب مجھے کچھ پروا نہیں کہ زندہ رہتا ہوں یا مرجاتا ہوں۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ آج کا دن ہم سب کی زندگی کا آخری دن ہے البتہ تمہارے مقدس باپ ہماری مدد کریں تو بات دوسری ہے لیکن مجھے یقین ہے کہ وہ ہماری مدد نہ کریں گے کیونکہ وہ دوسری دنیا میں مجھ سے جلد از جلد ملنے کے لئے بے چین ہیں۔"

چنانچہ یوں کہہ کر ہیس پتھر کے پیچھے پالتی مار کر بیٹھ گیا جیب سے اپنا مخصوص پائپ نکال کر اسے جلایا اور اپنے مزے سے دھواں اڑانے لگا۔

چنانچہ ہیس کی طرف سے مایوس ہوکر میں نے ٹام اور جیری سے ان کی رائے پوچھی۔ وہ دونوں خالی الذہن تھے چنانچہ وہ نفی میں سرہلا کر کوئی دعا بدبدانے لگے۔ اب صرف کائیک رہ گیا تھا چنانچہ میں نے مایوس مگر سوالیہ نظر سے اس کی طرف دیکھا اس چہرہ جذبات سے عاری تھا اور یوں معلوم ہوتا تھا جیسے وہ کسی غیبی آواز کو بڑے غور سے سن رہا ہو۔ میں سوچنے لگا کہ کیا سن رہا تھا وہ؟ اور اگر کچھ سن رہا تھا تو وہ آواز مجھے کیوں سنائی نہ دے رہی تھی؟

"کائیک!" میں نے کہا۔ "تمہاری وجہ سے اور اس کی وجہ سے جو شاید اب اس دنیا میں نہیں' ہم ایک بڑی مصیبت میں پھنس گئے ہیں۔ دیکھو! ہم یہاں چھپے ہوئے ہیں اور

ہماری تعداد ایک ہاتھ کی انگلیوں پر گنی جاسکتی ہے اور پھر وہ لوگ ہم پر گولیاں چلا رہے ہیں
جو تم سے سخت نفرت کرتے ہیں لیکن جن سے ہمارا کوئی جھگڑا نہیں ہے۔ اور اگر جھگڑا ہے
تو صرف تمہاری وجہ سے باربردار بھاگ گئے اور ہم اپنے دشمنوں کو کوئی جانی نقصان نہیں
پہنچاسکتے۔ کیونکہ وہ گھاس اور نرسلوں میں چھپے ہوئے ہیں اور غالباً رات کا انتظار کر رہے
ہیں کہ اندھیرے میں اچانک ہم پر آپڑیں اور ہمارے ٹکڑے اڑادیں اب اگر تم کوئی تجویز
پیش کرسکتے ہو تو کہو یا کم سے کم 'تشفی' کے چند الفاظ ہی کہہ دو کیونکہ اس وقت ہمیں ان
کی سخت ضرورت ہے اور یہ نہ بھولو کہ اگر ہم مارے گئے تو تم بھی مارے جاؤ گے۔"

"تشفی!" وہ بولا۔ تشفی آرہی ہے جلد آرہی ہے' سچ تو یہ ہے آقا میکومیزن کہ میں
اسی کا انتظار کر رہا ہوں۔"

اور وہ ایک بار پھروہ غور سے سننے لگا۔

یہ انتہا تھی۔ میں برداشت نہ کرسکا اور جو منہ میں آیا بکنے لگا غصے میں کائیک پر پوری
طرح برس چکنے کے بعد میں نے آخر میں کہا:

"بہتر ہوتا کہ میں نے ہیس کے مشورے پر عمل کرکے تمہیں بستی والوں کے حوالے
کردیا ہوتا۔"

"یہ تم نہ کرسکتے تھے میکومیزن۔" اس نے بڑے سکون سے جواب دیا۔ "خصوصاً اس
لئے کہ تم نے سفید چوہیا سے وعدہ کیا تھا کہ میری حفاظت کرو گے اور سفید چوہیا سے کئے
ہوئے وعدے کو توڑنا ممکن نہیں۔"

"سفید چوہیا! کہاں ہے وہ غریب تمہاری وجہ سے ماری گئی اور جلد ہی ہم بھی مارے
جائیں گے اور تم اس سے میرے وعدے کا ذکر کر رہے ہو؟ تم کیا جانتے ہو اس وعدے
کے متعلق؟"

"میں جانتا ہوں آقا! سب کچھ جانتا ہوں۔" اس نے بدستور سکون سے کہا اور پھر
دفعتاً" چونک کر بولا۔ "سنو! تشفی آرہی ہے۔ کمک آرہی ہے' میں اس کی آواز سن رہا
ہوں۔"



اور اس نے اپنا ایک ہاتھ اٹھا کر اپنے کان پر رکھ لیا لیکن پھر فوراً ہی "سی" کرکے
جھکالیا کیونکہ ایک گولی اس کی انگلی کو چاٹتی ہوئی گزر گئی تھی۔

فوراً ہی مجھے شک سا ہوا کہ میں کچھ سن رہا ہوں۔ میں غور سے سننے لگا۔ اور مجھے
آوازیں سنائی دیں یہ آوازیں بہت دور سے آرہی تھیں یوں معلوم ہوتا تھا جیسے بہت سے
کتے کسی لومڑی کا شکار کر رہے ہوں۔ عجیب آواز تھی یہ جو دم بدم آگے بڑھ رہی تھی۔

"یہ کیسی آواز ہے؟" میں نے پوچھا

کائیک اپنی زخمی انگلی چوس رہا تھا چنانچہ وہ انگلی اپنے منہ سے نکال کر بولا:

"کمک آرہی ہے دیکھو میکومیزن۔ شاید تمہیں وہ نظر آجائے۔"

چنانچہ میں نے دو پتھروں کی درمیانی دراڑ میں سے جھانک کر اس طرف دیکھا جس
طرف سے یہ آواز آرہی تھی آواز مشرق کی طرف سے آرہی تھی اس طرف گھاس کا ایک
میدان تھا جو ایک خشک دلدل کے کنارے سے شروع ہو کر دور تک پھیلتا چلا گیا تھا۔ یہ
میدان ہموار نہ تھا بلکہ اس میں نشیب و فراز تھے۔ کہیں بلندیاں تھیں اور کہیں پستیاں
جیسے اس میں کوہ پیکر موجیں اٹھ رہی ہوں اور پھر اس میدان میں کہیں کہیں خاردار
درخت بھی اگ رہے تھے۔

میرے دیکھتے ہی دیکھتے میدان کے ایک ابھار کی چوٹی پر آدمیوں کا ایک گروہ نمودار ہوا
بے شمار تھے وہ لوگ اور پورے وحشی معلوم ہو رہے تھے۔ انہوں نے اپنے بالوں میں
پرندوں کے رنگین پر اوڑس رکھے تھے' ان کے جسم پر لباس کے نام پر صرف ایک چیتھڑا تھا جو
ان کی کمر سے بندھا ہوا تھا' اور ان کے ہاتھوں میں لمبے دستوں اور چوڑے پھلوں والے
بھالے تھے۔

"کون ہیں یہ لوگ؟" میں نے کائیک سے پوچھا۔

لیکن اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ ایک پتھر کی اوٹ میں بیٹھا اپنی زخمی انگلی سے
نرسلوں کے اس جھنڈ کی طرف اشارہ کر رہا تھا جس میں بستی والے چھپے ہوئے تھے۔ وہ
آپ ہی آپ کچھ بڑبڑا رہا تھا۔

ہیس میرے قریب ہی تھا اور اپنا پسینے سے چکنا سر میرے سر سے بھڑائے بڑے شوق اور دلچسپی سے آنے والے وحشیوں کی طرف دیکھ رہا تھا اور اس کی باچھیں کھلی جا رہی تھیں۔

"باس!" وہ بولا۔ "اس وقت کانیک سے کچھ نہ پوچھو۔ یہ آنے والے وحشی اس کے دوست ہیں اور وہ انہیں بتا رہا ہے۔ کہ بستی والے کہاں چھپے ہوئے ہیں۔"

"بے وقوف! وہ لوگ کوئی نصف میل دور ہیں اور کانیک یہاں بیٹھے بیٹھے انہیں کچھ بھی کیسے بتا سکتا ہے؟"

"بڑی آسانی سے باس۔"

"کیا بکتے ہو!"

"سچ کہتا ہوں باس۔ یہ کانیک جادوگر ہے اور یہ جادوگر لوگ اپنے دماغ سے گفتگو کرتے ہیں۔"

"کیا مطلب؟"

"باس! ہم لوگ ناتال میں بیٹھ کر دور دراز مقامات تک تار کے ذریعہ کوئی چیز فوراً بھیج سکتے ہیں۔ اسی طرح یہ جادوگر اپنے دماغ سے تار کا کام لیتے ہیں اور دور دراز مقامات تک جو چاہتے ہیں اور جیسا چاہتے ہیں پیغام پہنچا دیتے ہیں۔ بہرحال باس' اب حالات امید افزا ہیں۔ خدا نہیں تو شیطان ہماری مدد کو ضرور آ گیا ہے۔"

"ہشت۔" میں نے کہا۔

حالانکہ اس کا تو مجھے بھی اعتراف تھا کہ حالات اب واقعی امید افزا تھے بشرطیکہ یہ سیاہ فام وحشی ہم پر نہیں بستی والوں پر حملہ کرنے آئے ہوں۔

بہرحال میں پتھر کے عقب میں بیٹھا آنے والے وحشیوں کی طرف بڑی دلچسپی سے دیکھتا رہا اور نتیجہ کا منتظر رہا۔

آنے والے وحشیوں کا غول بڑی تیزی سے اور بڑے یقین سے آگے بڑھتا رہا۔ اس گروہ میں دو سو سے تین سو تک وحشی ہوں گے' وہ لوگ اپنی آواز میں کوئی گیت گا رہے



تھے۔ شاید کوئی جنگی گیت تھا وہ۔ اب یہ میں نہیں کہہ سکتا کہ کانیک کی ہدایت پر یا پھر اپنے سردار کا اشارہ پا کر وہ نرسلوں کے جھنڈے کے قریب پہنچ کر ٹھہر گئے' اور خاموش ہو گئے۔ شاید اپنا دم درست کرنے کے لئے یا شاید صف بندی کرنے کے لئے' بہرحال اب وہ خاموش تھے۔ اب وہ گیت نہ گا رہے تھے۔ میدان اور جنگل پر ایک ہیبت ناک خاموشی طاری تھی۔ چند لمحوں وہ لوگ خاموش اور بے حرکت کھڑے رہے اور پھر جیسے کوئی اشارہ پا کر اونچی آواز میں گیت گاتے اور وحشت انگیز نعرے لگاتے نرسلوں کے جھنڈ میں گھس پڑے۔

معلوم ہوتا ہے نرسلوں میں چھپے ہوئے بستی والے اب تک ان وحشیوں کی آمد سے بے خبر تھے۔ غالباً اسی لئے ان کی تمام تر توجہ ہماری طرف مبذول تھی کیونکہ اس تمام عرصے میں وہ ہمارے ٹیلے کی طرف برابر گولیاں چلاتے رہے تھے۔

اور اب دفعتاً" بستی والوں کی بندوقیں خاموش ہو گئیں اور نرسلوں کے جھنڈ میں سے خوف' حیرت اور غصے کی چیخیں بلند ہوئیں۔ نرسلوں کے جھنڈ میں ایک تلاطم سا پیدا ہوا اور چند منٹوں بعد ہی جھنڈ کے دوسرے سرے سے' جو کانیک بستی کے قریب تھا' بستی والے نکل کر بے تحاشہ بستی کی طرف بھاگتے نظر آئے۔ ان کے پیچھے آنے والے پراسرار وحشی لگے ہوئے تھے۔

عجیب دوڑ تھی وہ' بستی والے اتنی تیزی سے بھاگ رہے تھے کہ پہلے کبھی میں نے کسی کو ایسی تیزی سے بھاگتے نہ دیکھا تھا۔ بستی والے میدان میں بھاگ رہے تھے اور وحشی ان کے پیچھے لگے ہوئے تھے۔ چند بستی والے پکڑے گئے اور مارے گئے لیکن بقیہ زمین کے نشیب و فراز میں پہنچ کر نظروں سے اوجھل ہو گئے ہیس ان پر گولیاں برسانا چاہتا تھا لیکن میں نے اسے منع کر دیا۔ ان بیچارے بھگوڑوں کو مارنے سے ہمیں کیا فائدہ پہنچ سکتا تھا۔ خصوصاً اس صورت میں جب کہ دوسرے ہماری طرف سے جنگ بلکہ یوں کہنا زیادہ مناسب ہو گا کہ ان کا تعاقب کر رہے تھے۔ چنانچہ اس عجیب جنگ کا یہ واقعہ قابل بیان اور حیرت انگیز ہے کہ اس پوری جنگ میں ہماری طرف سے صرف ایک دفعہ بندوق

چلائی گئی اور یہ بندوق میں نے چلائی تھی اور گائیکا کو مار گرایا تھا۔

بستی والے اور تعاقب کرنے والے نظروں سے اوجھل ہوگئے۔ اب میدان خالی تھا البتہ اس میں ان لوگوں کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں جنہیں وحشیوں نے تعاقب کرتے وقت اپنے بھالوں سے چھید دیا تھا' خطرہ ٹل گیا تھا' اور چاروں طرف خاموشی طاری تھی چنانچہ اب میں کانیک کی طرف گھوم گیا۔

"کانیک! کون تھے یہ سیاہ فام وحشی؟" میں نے پوچھا۔

"آقا میکومیزن!" کانیک نے بڑی سنجیدگی سے جواب دیا۔ "یہ سیاہ فام وحشی میرے دوست ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن سے بستی والے ڈرتے ہیں۔ بستی والوں کو خوف تھا کہ میں ان لوگوں کو ان پر چڑھا لاؤں گا۔ اسی لئے بستی والوں نے مجھے نظر بند کر رکھا تھا۔"

چند لمحوں کی خاموشی کے بعد اس نے کہا:

"لیکن آقا! میرا ایسا کوئی ارادہ نہ تھا۔ لیکن اب چونکہ ہماری زندگیوں کا سوال تھا اس لئے میں نے مجبوراً اپنے ان دوستوں کو مدد کے لئے طلب کیا اور دیکھو آقا وہ آگئے۔"

"لیکن تم نے انہیں کس طرح .... میرا مطلب ہے .... کون سے ذریعہ سے طلب کیا؟"

"پیامبروں کے ذریعہ! لیکن یہاں سے تو کوئی ...."

"پیامبر روانہ کب ہوا تھا۔ یہی کہنا چاہتے تھے نا تم؟" کانیک نے جلدی سے کہا۔ "لیکن اس پیامبر کو تم نے نہ دیکھا تھا جسے میں نے روانہ کیا تھا۔ لیکن ان لوگوں کو یہاں پہنچنے میں اتنی دیر ہوئی کہ میں یہ سوچنے پر مجبور ہوگیا تھا کہ شاید میرا پیامبر ان تک نہیں پہنچ پایا ہے۔"

"یہ شخص جھوٹ بکتا ہے باس۔" ہیس نے ڈچ زبان میں کہا۔ "اس سے سچ اگلوانا ممکن نہیں چنانچہ بس اس سے سوالات پوچھنا بے فائدہ ہے۔ تم جتنے زیادہ سوالات پوچھو گے' یہ کانیک اتنا ہی زیادہ جھوٹ بولے گا اور آخر میں یہ ہوگا کہ ہم اس کے جھوٹ سے تھک جائیں گے۔"



ہیس کا مشورہ مناسب تھا۔ چنانچہ میں نے موضوع بدل کر کانیک سے پوچھا:

"تمہارے وہ دوست' واپس آئیں گے یہاں؟"

"شاید" اس نے جواب دیا۔ "کیونکہ میں نے ان سے کہہ دیا ہے کہ وہ بستی پر حملہ نہ کریں کیونکہ اس بستی میں بہت سے لوگ .... مرد اور عورتیں اور بچے .... موجود ہیں جو بے گناہ ہیں۔"

اور چند ثانیوں کے توقف کے بعد اس نے کہنا شروع کیا:

"آقا میکومیزن! اگر وہ لوگ واپس آجائیں تو اس وقت مناسب ہوگا کہ تم ان سے دور ہی دور رہو۔"

"کیا مطلب؟" میں نے خفا ہو کر پوچھا۔

"میکومیزن! تمہاری طبیعت میں تجسس کا مادہ زیادہ ہے چنانچہ جب وہ لوگ آجائیں تو تم ان کے پاس دوڑے نہ جانا اور نہ ہی ان سے گفتگو کرنے کی کوشش کرنا۔ سچ ہی کیوں نہ کہہ دوں کہ وہ لوگ پورے جنگلی ہیں' اور چونکہ ننگے رہتے ہیں اس لئے ممکن ہے کہ تمہارا لباس اور شاید تمہارے ہتھیار بھی انہیں پسند آجائیں اور پھر وہ تمہاری شان میں کوئی گستاخی کر گزریں۔ چنانچہ تنہا میں ان کے پاس ان کا شکریہ ادا کرنے جاؤں گا۔ اور ان کے گروہ میں سے چند لوگوں کو لے آؤں گا کہ وہ ہمارے اس باربرداروں کی جگہ پر کر سکیں جو بھاگ گئے ہیں میں جانتا تھا کہ ہمارے باربردار فرار ہوجائیں گے چنانچہ میں نے اپنے دوستوں سے کہہ دیا تھا کہ وہ اپنے ساتھ چند ایسے آدمی ضرور لیتے آئیں جو باربرداری کی خدمات انجام دے سکیں۔"

"واقعی! تب تو تم کانیک بڑے ولی ہو۔" میں نے طنزاً کہا۔ "اچھا اب بتاؤ کہ تمہارا کیا ارادہ ہے۔ گائیکا مارا جاچکا ہے چنانچہ شاید تم واپس بستی میں چلے جاؤ گے۔"

"میں اس بستی میں کبھی نہ جاؤں گا' بستی والے سراسر احسان فراموش' اور نمک حرام ہیں۔ اس کے علاوہ وہ وہاں وہ وبا پھوٹ نکلی ہے جس سے مجھے گھن آتی ہے۔"

"تو پھر....؟"

"تو پھر میں تمہارے ساتھ تالاب مقدس کی سرزمین تک چلوں گا۔"

"تالاب مقدس!"

"ہاں۔ وہی تالاب جس کا نام مون ہے اور جس میں وہ رہتی ہے جو انگوئی کا سایہ کہلاتی ہے۔"

"خدا کی قسم یہ تالاب مقدس تو میرے اعصاب پر سوار ہونے لگا ہے۔" میں نے بے چین ہو کر کہا۔ "وہاں جانے کا ارادہ ہی کیا تھا کہ بستی والے بگڑ کھڑے ہوئے اور مارنے مرنے پر تل گئے۔ بس اب بہت ہو چکا' میں وہاں نہ جاؤں گا۔"

کانیک چند ثانیوں تک میری طرف دیکھتا رہا اور پھر اس نے بڑے یقین سے کہا:

"آقا! میکومیزن! میں سمجھتا ہوں کہ تم وہاں جاؤ گے۔"

"اور میں سمجھتا ہوں کہ نہ جاؤں گا۔"

"اگر ایسا ہی ہے آقا تو پھر مجھے اپنے ان وحشی دوستوں سے کچھ کہنا پڑے گا اور ان کے ساتھ مل کر چند ضروری انتظامات کرنے پڑیں گے۔"

چند لمحوں تک .... جو مجھے کافی طویل معلوم ہوئے میں کانیک کی طرف اور وہ میری طرف دیکھتا رہا۔ ہم دونوں ایک دوسرے کے خیالات پڑھنے کی کوشش کر رہے تھے۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ کانیک نے میری دلی کیفیت کا اندازہ لگا لیا۔ وہ بہرطور مجھے اپنے ساتھ تالاب مقدس کی سرزمین تک لے جانا چاہتا تھا اور اگر میں اڑ گیا' اگر میں نے اس کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔ تو اس کا بھی مجھے یقین تھا۔ کہ پھر ہم کانیک کی مہربانی سے ان وحشیوں کے رحم و کرم پر ہوں گے جنہیں یہ پراسرار کانیک اپنے دوست بتا رہا تھا۔

یہ بات نہ تھی کہ میں کانیک یا اس کے وحشی دوستوں سے خوفزدہ تھا لیکن اکثر دفعہ ایسا ہوتا ہے جب انسان ایک دوراہے پر پہنچ جاتا ہے اور کوئی فیصلہ نہیں کرپاتا کہ وہ کس طرف جائے اور اس وقت وہ قسمت پر بھروسہ کرتا ہے۔

اس وقت میں بھی ایک ایسے ہی دوراہے پر کھڑا ہوا تھا۔

چنانچہ میں نے فیصلہ کیا کہ قسمت پر بھروسہ کیا جائے پھر جو ہو گا دیکھا جائے گا،



خصوصاً اس لئے کہ واپس لوٹنا ممکن ہی نہ رہا تھا۔ اگر میں کانیک اور اس کے وحشی دوستوں سے بچ بھی گیا تو پھر بستی والے مجھے زندہ نہ چھوڑیں گے۔ جن سے میں خواہ مخواہ کا جھگڑا مول لے چکا تھا اور جو اپنی شکست کی وجہ سے جھنجھلائے ہوئے تھے اور ہمارے باربردار بھی بھاگ گئے تھے۔ چنانچہ مجھے یہی مناسب معلوم ہوا کہ کانیک کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے جائیں اور اس انجانی منزل کی طرف روانہ ہوا جائے جس کے راستے سے میں قطعی واقف نہ تھا۔

"بہت اچھا۔" میں نے کہا اور پھر اطمینان کا سانس لیا کیونکہ مجھے سفید چوہیا کی اپنے متعلق یہ پیشن گوئی یاد آ گئی تھی کہ میں محفوظ رہوں گا۔ حالانکہ اس پیشن گوئی پر مجھے ذرا بھی یقین نہ تھا۔

"گویا تم میرے ساتھ چلو گے؟" کانیک نے مسکرا کر پوچھا۔

"میں چاہے مشرق کی طرف جاؤں یا مغرب کی طرف۔ اس سے کوئی فرق نہ پڑے گا۔ چنانچہ چلو۔ تالاب مقدس کی طرف ہی چلا جائے حالانکہ میں نہیں جانتا کہ اس سفر کا انجام کیا ہو گا۔"

"اور نہ ہی میں جانتا ہوں میکو میکزن۔" کانیک نے جواب دیا۔

# سفر

ظاہر ہے کہ افریقہ کے جنگلوں' وہاں کے درختوں اور جھاڑیوں کی اقسام' مختلف قسم کے جانوروں اور جنگل میں بسنے والے قبائل اور ان کے رسم و رواج سے قارئین کو دلچسپی نہیں ہوسکتی۔ اس کے علاوہ اگر میں اپنے تالاب مون یا تالاب مقدس تک کے سفر کی تفصیلات بیان کرنے بیٹھ جاؤں تو پھر اس کے لئے نہ صرف کافی وقت درکار ہوگا بلکہ ایک خاص ضخیم جلد بھی تیار ہوجائے گی۔ مختصر یہ کہ میں اپنے اس سفر کے حالات مختصراً بیان کرنے پر اکتفا کروں گا۔

خیر تو اس گفتگو کے بعد' جو میرے اور کانیک کے درمیان ہوئی تھی۔ اور جسے میں گزشتہ باب میں بیان کرچکا ہوں' ہم نے کھانا پکایا اور خوب شکم سیر ہوکر کھایا اور سچ تو یہ ہے کہ اس وقت ہم بھیڑیوں کی طرف بھوکے ہورہے تھے۔ کھانے سے فارغ ہوکر میں اور ہیس پتھروں اور چٹانوں کے سائے میں لیٹ گئے۔ ٹام اور جیری ہمارے قریب ہی بیٹھے پہرہ دے رہے تھے۔ میں دماغی اور جسمانی طور پر بے حد تھکا ہوا تھا۔ چنانچہ لیٹتے ہی سو گیا۔

تین بجے کے قریب ٹام یا جیری میں سے کسی ایک نے مجھے بیدار کردیا۔ ہیس چونکہ بہت کم سوتا تھا اس لئے وہ اپنے آپ ہی بیدار ہوچکا تھا اور بندوقیں بھرنے میں مصروف تھا۔

"کیا بات ہے؟" میں نے پوچھا

"وہ کانیک کے دوست واپس آرہے ہیں۔" ٹام نے جواب دیا۔

"اور کانیک کہاں ہے؟" میں نے پھر پوچھا۔

"وہ اپنے دوستوں سے ملنے گیا ہے۔" جواب ملا۔

میں نے اپنی دوربین نکالی اور بلندی پر سے دیکھنے لگا کہ نیچے میدان میں کیا ہو رہا تھا۔ ننگے سیاہ فام وحشی سامنے والے میدان میں پہنچ چکے تھے اور اس ٹیلے کی طرف بڑھ



رہے تھے۔ جس پر میں دوربین آنکھوں سے لگائے بیٹھا تھا۔ چند وحشیوں کے ہاتھوں میں گول گول سی چیز نظر آرہی تھیں۔ یہ شاید بستی والوں کے سر تھے لیکن یہ یقین سے نہیں کہہ سکتا کیونکہ وہ لوگ' بہت دور تھے اور میں ان چیزوں کو پہچان نہ سکتا تھا جنہیں وحشی اپنے ہاتھوں میں لٹکائے ہوئے تھے۔

سیاہ فام وحشی نہ تو اب گیت گا رہے تھے اور نہ ہی عجلت میں معلوم ہوتے تھے۔ وہ لوگ خاموشی اور اطمینان سے چلے آرہے تھے جیسے اپنا فرض بہ حسن و خوبی انجام دے چکے ہوں۔ اور پھر کانیک نظر آیا جو ان وحشیوں کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اسے دیکھتے ہی وحشیوں کا آگے بڑھتا ہوا گروہ رک گیا۔ اور انہوں نے اپنے بھالے اٹھا کر کانیک کو سلام کیا اور اس طرح مجھ پر یہ ظاہر کردیا کہ کانیک کوئی معمولی نہیں بلکہ بڑا ہی معزز' بلند مرتبہ اور عظیم شخص تھا۔

وحشیوں نے کانیک کو اپنے گھیرے میں لے لیا' وہ اس کے گرد دائرہ بنا کر خاموش کھڑے ہوگئے۔ کانیک شاید ان کے سامنے کوئی تقریر کر رہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد وحشیوں کا یہ دائرہ کھل گیا تو میں نے دیکھا کہ کانیک کے قدموں میں ایک بڑا الاؤ روشن تھا۔ یہ میں نہ دیکھ سکا کہ الاؤ کس نے اور کب روشن کیا تھا' کس چیز سے روشن کیا تھا اور اس میں کیا چیز جلائی گئی تھی البتہ یہ میں ضرور دیکھ رہا تھا کہ ننگ دھڑنگ وحشی یکے بعد دیگرے آگے بڑھ کر وہ چیزیں الاؤ میں ڈال رہے تھے جو میرے خیال میں بستی والوں کے سر تھے۔

"باس! یہ کانیک ان وحشیوں کا سب سے بڑا شیطان ہے۔" ہیس نے میرے کان میں کہا۔ "اور وہ ننگے وحشی اس پر چڑھاوا چڑھا رہے ہیں۔ یعنی ... قربانی پیش کر رہے ہیں۔"

"بہرحال اس سے تو تمہیں بھی انکار نہ ہوگا ہیس کہ اس نازک وقت میں یہ شیطان ہمارے بڑے کام آیا ہے یا یوں کہو کہ اس کے پرستار ہمارے بڑے کام آئے ہیں۔"

تھوڑی دیر بعد قربانی' چڑھاوے یا بھینٹ کی وہ رسم ادا ہوچکی تو وحشی الاؤ کو سلگتا ہی چھوڑ کر آگے بڑھے اور ٹیلے کے قدموں میں پہنچ گئے تو میں ایک طرح کی بے چینی محسوس

کرنے لگا کیونکہ میرا خیال تھا کہ وہ تنگ دھڑنگ وحشی ہمارے پڑاؤ میں آ جائیں گے۔ لیکن میرا خیال غلط ثابت ہوا۔ ابھی وہ ہم سے چند سو گز کے فاصلے پر تھے کہ دفعتاً وہ ایک گیت گانے لگے۔ یہ وہ گیت نہ تھا جسے وہ آتے وقت گاتے آئے تھے۔ جب وہ آئے تھے تو شاید وہ کوئی جنگی گیت گا رہے تھے اور اب وہ الوداعی گیت گا رہے تھے اور پھر اچانک وہ نرسلوں کے اس جھنڈ کی طرف دوڑ پڑے جہاں سے انہوں نے بستی والوں کو بھگایا تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ لوگ نظروں سے اوجھل ہو چکے تھے ان کے گیت کی آواز زیادہ سے زیادہ دور اور مدھم ہونے لگی یہاں تک کہ آخر کار غائب ہو گئی اور وہ وحشی جس منزل سے آئے تھے اسی انجانی منزل کی طرف روانہ ہو گئے۔ ان کے گیت کی آواز پر فضا کی خاموشی غالب آ گئی اور پراسرار وحشیوں کا وہ گروہ خدا جانے کہاں چلا گیا۔

وہ کہاں سے آئے تھے اور کون تھے؟ یہ میں نہیں جانتا کیونکہ کانیک اس معاملے میں آخر تک خاموش رہا چنانچہ ان وحشیوں کی آمد اور روانگی ایک ایسا معمہ بن کے رہ گئی ہے جسے حل کرنا میرے بس کا روگ نہیں۔ میں اب بھی سوچتا ہوں کہ ان وحشیوں کی آمد اور روانگی کہیں کوئی خواب تو نہ تھا؟ جی نہیں۔ وہ خواب نہ تھا' وہ ایک ٹھوس حقیقت تھی کیونکہ تمام کے تمام وحشی رخصت نہ ہوئے تھے بلکہ بیس کے قریب وہیں رہ گئے تھے جو کانیک کے سامنے ادب سے سر جھکائے اور ہاتھ باندھے کھڑے تھے۔ ان کے بھالے ان کے سامنے زمین میں الٹے گڑے ہوئے تھے یعنی اس طرح کہ ان کے پھل آسمان کی طرف اٹھے ہوئے تھے اور ان میں سے ہر ایک وحشی کے قدموں میں ایک گٹھر سا پڑا ہوا تھا۔

”یہ لوگ یہاں کیوں ٹھہر گئے ہیں؟“ میں نے کہا۔ ”یہ لوگ کوئی شرارت تو نہیں کرنا چاہتے؟“

”ایسی کوئی بات نہیں ہے باس۔“ ہیس نے کہا۔ ”باس کو یاد ہوگا کہ کانیک نے ہمیں بار بردار فراہم کر دینے کا وعدہ کیا تھا چنانچہ باس یہ وحشی وہی بار بردار ہیں۔ باس! یہ کانیک تو بڑا زبردست جادوگر ثابت ہوا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس نے ان وحشیوں کو الفورشی سے بنا کر زندہ کر دیا تھا جس طرح خدا نے آدم کا پتلا بنا کر اس میں روح پھونکی



تھی ورنہ سمجھ میں نہیں آتا کہ ایک دم سے اتنے بہت سے وحشی کہاں سے نکل آئے۔ اور باس اب کانیک کے متعلق میرے خیالات بھی بدلنے لگے ہیں۔ وہ قطعی فریبی اور گپ باز نہیں ہے بلکہ واقعی کچھ کرشمے دکھا سکتا ہے۔“

اس اثنا میں شاید کوئی اشارہ پا کر ٹیلے کے قدموں میں کھڑے ہوئے وحشی اپنا گٹھر اٹھا کے کندھے پر لاد چکے تھے۔ اب انہوں نے اپنے بھالے اٹھائے اور کانیک کی راہبری میں ہمارے پڑاؤ کی طرف بڑھے۔ ہم لوگ بندوقیں لئے تیار کھڑے تھے کہ پتہ نہیں کیا ہو۔

”باس!“ جب وہ لوگ قریب آ گئے تو ہیس نے کہا۔ ”میں سمجھتا ہوں کہ یہ بار بردار ان وحشیوں کے بھائی نہیں ہیں جنہوں نے بستی والوں پر حملہ کیا تھا۔ یہ لوگ تو مجھے کسی دوسرے ہی قبیلے سے معلوم ہوتے ہیں۔“

میں نے ان آنے والوں کی طرف غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ ہیس کا خیال غلط نہ تھا' اول تو یہ کہ یہ بار بردار ان وحشیوں کی طرح' جنہوں نے ہماری مدد کی تھی' بالکل سیاہ فام نہ تھے بلکہ ان وحشیوں کے مقابلے میں ان بار برداروں کا رنگ ذرا کھلتا ہوا تھا بلکہ یوں کہنا صحیح ہوگا کہ ان کی رنگت کالی نہیں بلکہ گندمی تھی۔ اس کے علاوہ ان کے قد بھی لانبے تھے اور بال حبشیوں کی طرح گھنگھریالے اور الجھے ہوئے نہ تھے۔ لیکن وہ سیدھے بھی نہ تھے۔ ان بار برداروں کے بال گھنگھریالے ضرور تھے لیکن کم گھنگھریالے تھے یعنی ان میں لہریں سی پڑ رہی تھیں اور وہ صرف کناروں پر سے مڑے ہوئے تھے۔ ان کے بال لانبے تھے اور کندھے پر پڑے ہوئے تھے' اور اعضا متناسب۔ رہے چہرے کے نقوش تو وہ بھی پرکشش تھے۔ مختصر یہ کہ یہ لوگ کسی طرف سے حبشی نہ معلوم ہوتے تھے۔ اور ہاں ان کی آنکھیں گول اور بڑی بڑی تھیں۔ بالکل کانیک کی آنکھوں جیسی۔

”کہیں یہ لوگ کانیک کے ہی قبیلے سے تو تعلق نہیں رکھتے؟“ میں نے سوچا اور پھر میں نے ہی جواب دیا۔ ”نہیں یہ ناممکن ہے' کانیک کا قبیلہ خدا جانے یہاں سے کتنی دور آباد ہے' اتنے فاصلے سے یہ لوگ یہاں کیسے آ سکتے ہیں؟“

وہ لوگ اسی پتھر کی طرف بڑھ رہے تھے' جس پر میں بیٹھا ہوا تھا.... خاموشی اور بڑے احترام سے وہ دو صفوں میں بڑی ترتیب سے جیسے یہ لوگ تربیت یافتہ ہوں' جیسے انہیں ترتیب اور ضابطہ پسند ہو۔ میرے قریب پہنچ کر وہ لوگ رک گئے اور ان میں سے ہر ایک باربردار نے اپنا دایاں ہاتھ اپنے سینے پر رکھ کر اور جھک کر مجھے سلام کیا' اور اس قدر اخلاق سے کہ میں بھی اٹھ کر ان کے سامنے جواباً جھکنے پر مجبور ہوگیا۔ ہیس کو ان لوگوں نے سلام نہ کیا البتہ اسے بڑی دلچسپی سے دیکھتے رہے' اور نہ ہی انہوں نے ٹام اور جیری کو سلام کیا کیونکہ شاید وہ سمجھ چکے تھے کہ دونوں میرے ملازم تھے۔

لیکن وہ ہماری باربردار گدھی ڈونا کو دیکھ کر حیرت زدہ رہ گئے۔ اس وقت اتفاقاً ہماری ڈونا بھوکی تھی چنانچہ اس نے کھانے کی طلب میں جب ہیکنا شروع کیا تو باربردار اس کی اور بھونڈی آواز سن کر سہم گئے اور ایک دوسرے میں گھسنے کی کوشش کرنے لگے۔ غالباً وہ ہماری گدھی کو کوئی عجیب جنگلی جانور سمجھ رہے تھے۔"

کانیک نے کسی کی سمجھ میں نہ آنے والی زبان میں ان باربرداروں سے کچھ کہا جس پر وہ یوں مسکرائے گویا معذرت طلب کر رہے ہوں۔

اور پھر کانیک میری طرف گھوم گیا۔

"آقا میکومیزن!" وہ بولا۔ "تم نے اور تم سے زیادہ تمہارے ملازموں نے اب تک مجھے شک کی نگاہ سے دیکھا تھا۔ تم نے مجھ پر اعتبار نہ کیا تھا۔ اور تم لوگ یہی سمجھ رہے تھے کہ میں تمہیں کسی جال میں پھنسانا چاہتا ہوں یا پھر میں پاگل ہوں اور اس میں تعجب کی کوئی بات بھی نہیں کیونکہ گزشتہ کل سے لے کر اب تک بہت سے واقعات ہوگئے ہیں جو تمہیں عجیب اور حیرت انگیز معلوم ہوئے ہیں اور جو تمہاری فہم سے بالا تر ہیں اس کے باوجود آقا اس سے تمہیں بھی انکار نہ ہوگا۔ کہ اب تک ہماری ہر مشکل آسان ہوئی اور سب کچھ ٹھیک ٹھاک ہوگیا ہے۔ وہ لوگ' جنہیں میں نے .... مدد کے لئے طلب کیا تھا اپنا کام بہ حسن و خوبی انجام دے کر رخصت ہوئے اور اب تم انہیں کبھی نہ دیکھ سکو گے۔ بستی والے مجھے اور میرے ساتھ تمہیں بھی قتل کردینا چاہتے تھے' کیونکہ تم نے جس



مشورے پر عمل نہ کرتے ہوئے مجھے ان کے حوالے کردینے سے انکار کردیا تھا۔ لیکن بستی والوں کو اب ایک ایسا سبق مل چکا ہے' جسے وہ تاعمر نہ بھلا سکیں گے اور نہ ہی اب ہمیں پریشان کرنے آئیں گے۔ ان لوگوں کو "اور اس نے باربرداروں کی طرف اشارہ کیا۔" تم بہادر' مخلص اور معتبر پاؤ گے اور یقین کرو میکومیزن یہ لوگ تمہارے لئے ایک بے کار بوجھ ثابت نہ ہوں گے اس کے برخلاف یہ لوگ تمہارا سامان اٹھائیں گے۔ لیکن ایک درخواست ہے میکومیزن۔ تم کبھی بھول کے بھی ان سے کچھ نہ پوچھنا.... ہاں یہ نہ پوچھنا کہ یہ کون ہیں' اور کہاں سے آئے ہیں۔ کیونکہ یہ لوگ خاموش رہنے کی قسم کھا چکے ہیں اور انہوں نے وہ قسم کھائی ہے جسے توڑنا ممکن نہیں تو تم اس کا وعدہ کرتے ہو میکومیزن؟؟"

"ہاں" میں نے فوراً جواب دیا اور پھر کسی اندرونی شک سے مجبور ہو کر اضافہ کیا۔ "اور ہیس اور اپنے دونوں شکاری ملازموں کی طرف سے بھی میں وعدہ کرتا ہوں۔ رہی یہ بات کہ سب کچھ ٹھیک ٹھاک ہوگیا ہے تو اس معاملے میں میں تم سے متفق نہیں ہوں۔ کیونکہ اس معاملے میں ایک گروہ ہے جو اس "ٹھیک ٹھاک" کے فتوے کو غلط ثابت کر رہی ہے۔ وہ عورت جس کا نام سفید چوہیا تھا' جس نے تمہاری جان بچائی ہے اور جو بقول تمہارے تمہاری بیوی نہ تھی....

"یہ سچ ہے میکومیزن! وہ واقعی میری بیوی نہ تھی۔" کونیک نے جھٹ سے کہا اور احتراماً سر جھکا دیا۔

"تو وہ سفید چوہیا۔" میں نے سلسلہ کلام جاری رکھا۔ "یقیناً تمہارے ان بستی والوں کے ہاتھوں ماری گئی جنہیں تم سے سخت نفرت ہے۔ چنانچہ اس واقعہ نے اس پورے معاملے میں وہ گرہ ڈال دی ہے اور سب ٹھیک ٹھاک نہیں ہوا ہے جیسا کہ تم کہتے ہو۔ اب اگر تم مناسب سمجھو تو یہ بتا دو کہ آئندہ کیا ہوگا۔"

"ہم اپنے سفر پر روانہ ہوں گے آقا۔" کانیک نے حیرت سے میری طرف دیکھتے ہوئے جواب دیا۔ "اور آقا! آج سے تم اس سفر وغیرہ کی فکر کرنا چھوڑ دو کیونکہ اس کی سرکردگی اب میں اپنے ذمہ لیتا ہوں اور ہر چیز کا انتظام اب میں کروں گا اب تمہیں صرف یہ کرنا

ہے کہ اس طرف چلے چلو جس طرف میں تمہیں لے جاؤں .... چنانچہ اب تم اس سفر اس کے انتظام کی فکر سے آزاد ہو۔ اب تم اطمینان سے میرے ساتھ چل سکتے ہو، جہاں ہم قیام کریں تو اس وقت تم شکار کرکے اپنا دل بہلا سکتے ہو اور اگر کسی چیز کی ضرورت ہو حکم کرسکتے ہو اور تمہارے ہر حکم کی تعمیل کی جائے گی۔ خوفزدہ ہونے اور گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ تم محفوظ ہوگے جیسا کہ سفید چوہیا نے کہا ہے۔"

ایک بار پھر میرا جی چاہا کہ میں اس سے پوچھ لوں کہ اسے یہ کہاں سے اور کیسے معلوم ہوا کہ میرے اور سفید چوہیا کے درمیان کیا گفتگو ہوئی تھی اور کیا طے ہوا تھا۔ لیکن میں نے پوچھنا مناسب نہ سمجھا۔ چنانچہ صرف یہ کہہ کر خاموش ہو رہا کہ وہ اندازے لگانے میں بڑا ماہر ہے۔

"ہاں آقا۔" اس نے جواب دیا۔ "میں مستقبل اور ماضی کے متعلق اکثر صحیح اندازے لگا لیتا ہوں۔ دور جانے کی ضرورت نہیں۔ مثلاً میں نے یہ اندازہ لگایا تھا کہ وحشی ہماری مدد کو آئیں گے اور اپنے ساتھ ان لوگوں کو بھی لائیں گے جو ہمارے باربرداروں کی جگہ پر کرسکیں، اور ایسا ہوا، اور میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہاری سفید چوہیا کی گفتگو کے متعلق بھی میرا اندازہ غلط نہیں ہے چنانچہ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں۔ کہ سفید چوہیا نے تم سے جو وعدہ کیا تھا اس پر میں سختی سے عمل کروں گا۔"

اور اب مجھے کانیک کی دیدہ دلیری پر غصہ آگیا۔ یہ بات میرے لئے .... ایلن کوارٹرمین کے لئے .... بڑی ہی توہین آمیز تھی۔ کہ کوئی بھی وحشی افریقی مجھے .... افریقہ کے مشہور شکاری کو .... اپنے ٹھینگے کے نیچے رکھے یا اس کی کوشش کرے اور یہاں یہی معاملہ تھا کانیک مجھے اپنے اثر اور اپنے حکم میں لے رہا تھا۔ گویا اب میں اپنی مرضی کا مالک نہ تھا بلکہ میری نکیل کانیک کے ہاتھ میں تھی اور جس طرف چاہتا مجھے لے جاسکتا اور جو چاہتا مجھ سے منوا سکتا تھا۔ میں اپنی محکومی اور کانیک کی برتری قبول کرنے کے لئے تیار نہ تھا چنانچہ میں کانیک کے اس نئے عہدے کو قبول کرنے سے انکار کرنے ہی والا تھا کہ مجھے ایک اور خیال آیا۔



میں نے سنا تھا کہ وہ مسافر یا سیاح مشرقی ممالک میں جاتے ہیں اپنے آپ کو کسی ترجمان کے حوالے کردیتے ہیں یہ شخص ان مسافروں اور سیاحوں کا ہر طرح خیال رکھتا ہے۔ ان کے کپڑے لتوں، سفر اور کھانے پینے کا انتظام کرتا ہے۔ روانگی اور قیام کے اوقات وہ مقرر کرتا ہے اور منزل بھی وہی مقرر اور پسند کرتا ہے اور یہ سیاح سراسر اس پیشہ ور ترجمان کے گویا ماتحت ہوتے ہیں جو انہیں اس منزل تک لے جاتا جہاں وہ جانا چاہتے ہیں، اور پھر بہ حفاظت واپس اس مقام پر پہنچا دیتا ہے جہاں سے وہ چلے تھے۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ یہ بھی میں نے سنا تھا کہ یہ ترجمان خطرات میں سیاحوں کا ساتھ چھوڑ کر الگ بیٹھ جاتے ہیں اور پھر سیاح جب اپنے طور پر ان خطرات پر قابو حاصل کرلیتے ہیں تو یہ پیشہ ور ترجمان پھر ان کی نکیل اپنے ہاتھ میں لے لیتے ہیں۔

میں کبھی مشرقی ممالک میں نہ گیا تھا، اور نہ ہی کبھی ان ترجمانوں سے میرا واسطہ پڑا تھا لیکن یہاں یہ کانیک گویا ایک ایسا ہی ترجمان یا راہبر بن رہا تھا، جو مجھے بہ حفاظت تالاب مقدس تک پہنچا دینے والا تھا۔ بہرحال اب تک ہر سفر میں، میں گویا راہبر رہا تھا۔ لیکن اب کانیک میرا راہبر تھا۔ یہ تبدیلی تفریحاً بھی بہرحال قابل قبول تھی۔ اب تک میں ان لوگوں کو مشورے دیتا رہا تھا جنہوں نے میرے ساتھ دور دراز کے سفر کئے تھے لیکن اب مجھے کانیک کے مشوروں پر عمل اور اس کے احکامات کی تعمیل کرنا تھی۔ میں نے سوچا چلو یہ بھی تجربہ ہوجائے۔ شاید آئندہ چل کر میرا یہ تجربہ مفید ثابت ہو۔ چنانچہ میں نے اسی وقت کانیک کی یہ پیش کش قبول کرنے کا فیصلہ کرلیا اور سوچا کہ اگر حالات بگڑنے لگے تو میں جب چاہوں اس چھوٹے سے قافلے کا قافلہ سالار بن سکتا ہوں، اور پھر یہ بات تو صاف تھی کہ اگر میں نے کانیک کے ساتھ جانے سے انکار کردیا تو پھر میں ناٹال تک زندہ پہنچ سکوں گا کیونکہ یہ پراسرار شخص کانیک میرے پیچھے ان وحشیوں کو لگادے گا جنہیں وہ خدا جانے کہاں سے ہماری مدد کے لئے بلا لایا تھا اور پھر خدا جانے وہ وحشی کہاں چلے گئے تھے۔ اس کے علاوہ اس مہم کی ذمہ داری کانیک پر بھی اتنی ہی عائد ہوتی تھی جتنی مجھ پر۔ اس لئے کانیک پر شک کرنا فضول بلکہ حماقت تھی۔

"بہت اچھا کانیک۔ اب تم ہماری راہبری کرو گے اور میں تمہارے پیچھے چلوں گا۔ میں اپنے آپ کو اور اپنے ملازموں کو تمہارے سپرد کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ تم ہر خطرے سے محفوظ رکھو گے' ہماری ہر مشکل کا حل تلاش کرو گے اور ہمیں بہ حفاظت منزل تک پہنچادو گے۔ لیکن یہ سن لو کہ اگر تم نے ہمیں دھوکا دینے کی کوشش کی تو میں تمہیں بلا تکلف گولی ماردوں گا۔ اچھا اب یہ بتاؤ کہ ہم کب روانہ ہوں گے۔"

"رات کو جب چاند طلوع ہوگا تو ہم روانہ ہوجائیں گے اور رات چونکہ دن کی طرح گرم نہیں ہوتی اس لئے ہمارا سفر آسان ہوگا۔ تب تک مناسب ہوگا کہ تم اور تمہارے ملازم ذرا آرام کرلیں۔ تمہارے ملازموں کو اور تمہیں بھی نیند اور آرام کی سخت ضرورت ہے تم لوگ بے فکر ہوکر سوجاؤ۔ میں اور میرے ساتھی جاگتے رہیں گے اور یقین کرو ہم اپنے کان اور آنکھیں کھلی رکھیں گے۔"

"باس!" جب ہم کانیک کے مشورے پر عمل کرنے جارہے تھے تو ہیس نے کہا۔ "میں بھی بوڑھا ہورہا ہوں اور تم بھی بوڑھے ہورہے ہو چنانچہ یہ بات تو میرے خواب و خیال میں بھی نہ تھی کہ اس عمر میں ہمیں ایک نئی مگر شفیق ماں مل جائے گی۔ لیکن باس! نئی ماں مجھے پسند نہیں ہے جس کی نہ صرف آنکھیں الو کی آنکھوں جیسی ہیں بلکہ جو الو کی طرح ستاروں کی طرف گھورتی رہتی ہے۔ عجیب ماں ہے یہ تو جو ہمیں اب ملی ہے۔ لیکن اگر باس کو یہ پراسرار ماں پسند ہے۔ تو پھر مجھے بھی پسند ہے۔

میں نے کوئی جواب نہ دیا حالانکہ دل ہی دل میں یہ اعتراف کئے بغیر نہ رہ سکا کہ کانیک کی آنکھیں واقعی الو کی آنکھوں جیسی ہی تھیں اور یہ میں جانتا تھا کہ الو وہ پرندہ ہے۔ جس سے افریقی شگون لیتے ہیں اور اسے بڑا ہی پراسرار پرندہ یقین کرتے ہیں۔ ہیس نے کانیک کو الو کہہ کر اپنی نفرت اور خوف کا اظہار گویا استعارے میں کردیا تھا کیونکہ اس کے خیال میں یہی وہ شخص تھا جس کی وجہ سے اس عجیب عورت کی جان گئی تھی جو سفید چوہیا کے نام سے مشہور تھی۔

ہم لوگ اندھیرا اترنے تک سوتے رہے۔ پھر بیدار ہوکر کھانا کھایا۔ اور چاند



طلوع ہوتے ہی کانیک کی راہبری میں اپنی انجانی منزل کی طرف روانہ ہوگئے۔ یہاں میں یہ بتادوں کہ ہمارا رخ شمال مغرب کی طرف تھا۔ سفر کی تیاریاں کانیک اور اس کے ساتھی مکمل کرچکے تھے حتیٰ کہ سازوسامان بھی باربرداروں میں تقسیم کردیا گیا تھا۔ چنانچہ میرے لئے صرف یہی کام رہ گیا تھا۔ کہ اپنے چھوٹے سے خیمے کو لپیٹ کر اپنے ذاتی سامان کے ساتھ ڈونا پر لادوں۔

اور یوں ہم چلے۔

راستے میں کوئی واقعہ نہ ہوا۔ شیر' جو اس جنگل میں کثرت سے تھے۔ ہمارے قریب تک نہ آئے کیونکہ بقول ہیس' ان پر کانیک نے سحر پھونک دیا تھا رہے وہ بستی والے جنہوں نے ہمیں قتل کردینا چاہا تھا' تو وہ پھر کہیں نظر نہ آئے اور نہ ہی وہ وحشی نظر آئے جنہیں ہمارے پراسرار راہبر نے ہماری مدد کے لئے خدا جانے کہاں سے اور کس طرح بلالیا تھا۔ مختصر یہ کہ ہم کانیک کی راہبری میں اس سمت چلتے رہے جس سمت وہ ہمیں لئے جارہا تھا اور پھر ایک جگہ پہنچ کر کانیک نے قیام کرنے کا حکم دیا۔

چنانچہ یہ تھی ہمارے پہلے سفر کی رات اور یہ تھی ہماری پہلی منزل اور بعد کی دوسرے دنوں یا راتوں کے سفر اس پہلے اور ابتدائی سفر سے قطعی مختلف نہ تھے۔ اس طویل سفر میں ہمارے ساتھ کوئی واقعہ نہ ہوا۔ نہ ہی ہمیں خطرات اور مشکلات سے گزرنا پڑا۔ یوں معلوم ہوتا تھا جیسے ہمارے گرد ایک نظر نہ آنے والی روک پیدا کردی گئی ہو..... سحرزدہ روک..... جو راستے کے خطرات' مشکلات اور دشواریوں کو ہمارے قریب پھٹکنے نہ دیتی ہو۔ ہم جس راستے پر سفر کررہے تھے وہ تقریباً ویران تھا۔ معلوم ایسا ہوتا تھا کہ کئی صدیوں پہلے بردہ فروشوں نے اس پورے علاقے کو اپنی دست برد سے صاف کردیا ہو تاہم اس علاقے میں کہیں کہیں کرال موجود تھے اور جب بھی ایسا کوئی کرال نظر آتا کانیک سیدھا اس کے سردار یا چودھری کے پاس پہنچتا۔ میں نہیں جانتا کہ وہ کرالوں کے سرداروں سے کیا کہتا تھا بہرحال یہ ضرور جانتا ہوں کہ کانیک کی گفتگو کا یہ حیرت انگیز نتیجہ ظاہر ہوتا کہ کرال والے' جو ابتداء میں نرے وحشی اور خونخوار نظر آتے' ہماری خدمت کو دوڑ پڑتے اور مقدور بھر

ہماری خاطر تواضع کرتے اور سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ وہ ہماری ضرورت کی چیزیں بلا قیمت ہی فراہم اور پیش کردیتے۔

ایک بات میں نے خصوصیت سے دیکھی کہ یہ کرال والے خصوصاً مجھے بڑے احترام اور تقریباً خوف سے دیکھتے۔ پہلے میں نے سوچا کہ یہ غالباً اس لئے تھا کہ افریقہ کے قلب میں بسنے والے ان لوگوں نے پہلے کبھی کسی سفید فام شخص کو نہ دیکھا تھا۔ لیکن پھر رفتہ رفتہ میں اس نتیجے پر پہنچا کہ یہ لوگ مجھے ایک زبردست اور پرقوت اوتار بلکہ دیوتا سمجھ رہے تھے۔ چنانچہ یوں ہوتا کہ جب بھی ہم کسی کرال میں پہنچتے تو کرال والے میرے سامنے سجدہ ریز ہوجاتے اور پھر جو کچھ ان کے پاس ہوتا بطور نذر یا چڑھاوے کے میرے قدموں میں لا رکھتے۔ یعنی پھل اور مختلف قسم کا غلہ۔

میں نے کرال والوں کے ان سجدوں اور نذرانوں پر کوئی اعتراض نہ کیا لیکن ایک بستی میں جب بستی کا چودھری ایک سفید مرغ لے آیا۔ (یہ سردار بردہ فروشوں کے ساتھ رہ چکا تھا اور ٹوٹی پھوٹی عربی زبان بول سکتا تھا) اور اسے ذبح کرکے اس کے خون کے چھینٹے میرے پیروں میں دینے لگا تو میں نے سوچا۔ کہ اب اپنی اس "دیوتائیت" کی ایک حد مقرر کردینا ضروری ہے۔ چنانچہ میں نے اس کے ہاتھ سے ذبح شدہ مرغ گھسیٹ کر ایک طرف پھینک دیا اور کڑک کر کہا:

"یہ کیا حماقت ہے؟"

پہلے تو وہ اس خیال سے سہم گیا کہ شاید میں نے اس کی نذر قبول نہیں کی اور اس لئے غصہ ہوگیا ہوں۔

لیکن پھر فوراً ہی وہ میرے سامنے سجدہ ریز ہوگیا اور گڑگڑا کر بولا کہ وہ تو مجھ پر اس طرح چڑھاوا چڑھا رہا تھا جس طرح چڑھانے کا اسے حکم دیا گیا تھا۔

"کس نے حکم دیا تھا؟" میں نے پوچھا۔

"آپ کے پیغامبر نے۔" اس نے لرز کے جواب دیا۔

اب یہ میں نہیں جانتا کہ "میرا پیغامبر" کون تھا اور اس سے گاؤں کے سردار کی



کیا یہ بھی ممکن ہے کہ اس کی مراد کانیک سے ہو۔ میں یہی سوچ رہا تھا کہ وہ "حضور" تشریف لے آئے۔ یعنی کانیک صاحب آگئے۔ اس شخص نے آتے ہی کچھ ایسی نظروں سے سردار کی طرف دیکھا کہ وہ اٹھا اور سر پر پاؤں رکھ کر وہاں سے بھاگ گیا۔

چنانچہ اب میں نے کانیک سے جرح شروع کی لیکن اس کا کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا سوائے اس کے کہ کانیک نے بے تعلقی سے کندھے جھٹک کر جواب دیا کرال والے بڑے ہی سادہ لوح ہیں اور یہ کہ اس طرح وہ ایک سفید فام کی عزت افزائی کرنا چاہتے ہیں۔

لیکن ہیس کا خیال کچھ اور تھا۔

"یہ کیا بات ہے باس" اس نے پوچھا۔ "کہ جب ہم کسی بھی کرال میں پہنچتے ہیں تو کرال والوں کو اپنے استقبال کے لئے تیار پاتے ہیں؟ صرف یہی نہیں بلکہ یہ لوگ نذرانوں کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں؟ اس الو کے (وہ کانیک کو اکثر اسی خطاب سے یاد کیا کرتا تھا' حالانکہ ہمارے آدمیوں میں سے ایک بھی ہماری آمد کی خبر دینے کے لئے آگے روانہ نہیں ہوتا میں ان پر نہ صرف نظر رکھتا ہوں باس بلکہ ہر شام اور صبح انہیں شمار بھی کرلیتا ہوں کہ ان میں سے ایک آدھ غائب تو نہیں؟ اور باس وہ سب کے سب موجود ہوتے ہیں' اور پھر کرال والے ہمیں دور سے آتے بھی نہیں دیکھ سکتے .... کیونکہ ہم گھنے جنگل میں سفر کرتے ہیں نہ کہ کھلے میدان میں .... کہ یہ سمجھا جائے کہ کرال والے ہمیں دور سے دیکھ کر استقبال کو تیار ہوجاتے ہیں۔ تو پھر باس! انہیں کیسے معلوم ہوجاتا ہے کہ ہم آرہے ہیں؟"

"یہ میں کیسے کہہ سکتا ہوں' ہیس؟"

"لیکن میں کہہ سکتا ہوں باس۔ بات یہ ہے کہ وہ الو اپنی روح کو ہماری آمد کی اطلاع دینے کے لئے آگے بھیج دیتا ہے۔" ہیس نے کہا اور پھر ایک ثانئے بعد بولا۔ "یا پھر شاید یہ"

لیکن وہ فوراً خاموش ہوگیا اور یہ کہہ چلا گیا کہ وہ اپنا پائپ کہیں بھول آیا ہے۔

چنانچہ دوسرے عجیب واقعات کی طرح یہ معمہ بھی ناقابل حل ہی رہا۔

بہرحال یہ سفر ہر طرف سے اتنا آسان رہا کہ مجھ پر وہ وہم غالب آنے لگا جس کا شکار ہر

شکاری آخر کار ہو ہی جاتا ہے۔ مطلب یہ کہ اب مجھے یہ خوف ہونے لگا کہ چونکہ تک ہمارے ساتھ کوئی واقعہ نہ ہوا تھا اس لئے یقیناً آگے کوئی زبردست خطرہ ہمارا منتظر ہے۔

اور یہ حقیقت ہے کہ ہمارا سفر خطرات سے سراسر خالی اور حیرت انگیز حد تک اور حیرت انگیز حد تک آسان تھا۔ جب ہم کسی دریا کے کنارے پہنچتے تو اسے پایاب پا اور آسانی سے اسے عبور کرلیتے۔ جب ہمیں گوشت کی ضرورت ہوتی تو مختلف قسم کا گویا خودبخود ہمارے سامنے آجاتا اور ٹام اور جیری آسانی سے حسب ضرورت شکار کرلیتے ایک بات میں نے خصوصیت سے دیکھی کہ کانیک نے کبھی کسی جانور کا شکار نہ کیا حالانکہ میں نے اسے اپنی بندوق تک دینے کی پیش کش کی تھی۔ موسم خوشگوار اور سفر قابل رشک اگر کبھی بادوباراں کا طوفان آتا بھی تو اس وقت جب ہم کسی پناہ گاہ میں پہنچ چکے ہوتے ہمارے اس مختصر قافلے میں، کے کسی بھی شخص کو بخار نہ آیا۔ جو افریقہ کے جنگلوں میں عام ہوتا ہے اور نہ ہی کوئی کسی اور بیماری میں مبتلا ہوا اور نہ ہی کوئی کسی حادثے کا شکار ہوا۔

یہ غیر معمولی اور تقریباً غیرقدرتی صورتحال آخر کار ہمارے اعصاب پر اثر انداز ہونے لگی۔ ہم خصوصاً ٹام اور جیری ایک عجیب طرح کی بے چینی اور ایک انجانا خوف محسوس کرنے لگے اور ایک شام وہ رونی صورتیں لئے میرے پاس آئے اور کہا کہ ہم پر کوئی جادو کر دیا گیا۔ اور یہ کہ ہم اپنی موت کی طرف جارہے ہیں۔

"یہ کیا حماقت ہے۔" میں نے کہا۔ "الٹا تمہیں تو خوش ہونا چاہئے کہ قسمت ساتھ دے رہی ہے اس سفر میں ہمیں دقتوں کا سامنا نہیں کرنا پڑ رہا۔ گویا ہم افریقہ کے گھنے جنگل میں نہیں، بلکہ کسی آباد شہر کی سڑک پر سفر کر رہے ہیں۔"

"میٹھی چیزیں بہت لذیز ہوتی ہیں۔" ٹام نے کہا جسے مٹھائی بہت پسند تھی۔ "لیکن جب کوئی چیز بہت میٹھی ہو تو وہ کڑوی معلوم ہونے لگتی ہے۔ یہ سفر عجیب ہے کہ اب تک کوئی واقعہ ہی نہیں ہوا۔ یہ بڑی غیر معمولی اور لرزہ خیزبات ہے اور گزشتہ رات



لئے میں نے ایک بھیانک خواب دیکھا تھا۔"

"یہ تو امید ہی نہیں کہ میں اپنی بچی کو دوبارہ دیکھ سکوں گا۔" جیری نے کہا۔ "لیکن اگر قسمت میں مرنا ہی لکھا ہے اور خدا کی یہی مرضی ہے تو پھر کوئی کچھ نہیں کرسکتا۔ لیکن آقا! ہمیں یہ شخص پسند نہیں ہے جس کا نام کانیک ہے اور جسے ہیس الو کہتا ہے۔ چنانچہ ہم چاہتے ہیں کہ ایک بار پھر تم راہبر بن جاؤ کیونکہ ہم نہیں جانتے کہ یہ کانیک ہمیں کہاں لے جارہا ہے۔"

اور نہ ہی میں جانتا ہوں۔ اگر میں راہبر بن گیا تو خدا جانے تمہیں کہاں بھٹکا دوں گا۔ کیونکہ یہ علاقہ میرے لئے قطعی انجانا ہے اور میں راستوں سے واقف نہیں ہوں۔ بہرحال واپسی کے سفر کے لئے میں اس راستے کا نقشہ ضرور بنا رہا ہوں۔

"جب ہم واپس لوٹیں گے۔ آقا تو ہمیں کسی نقشے کی ضرورت نہ ہوگی۔" ٹام نے کھوکھلی آواز میں کہا۔

"کیا مطلب؟"

"آقا! ہم نے ہیس سے سنا ہے کہ اس خاتون یا چڑیل نے، جس کا نام .... سفید چوہیا تھا۔ اس سفر میں تمہاری اور ہیس کی حفاظت کا وعدہ کیا ہے۔ چنانچہ اس سفر اور واپسی کے سفر میں بھی تم دونوں محفوظ رہو گے۔ لیکن اس عورت نے ہم دونوں کے متعلق ایسا کوئی وعدہ نہیں کیا ہے۔"

"یہ کیا مصیبت ہے۔" میں نے عاجز آکر کہا۔ "اس سفر کی آسانیاں اگر تمہیں بلاوجہ ہی خوفزدہ کئے دے رہی ہیں تو پھر بہتر ہوگا کہ تم بھی ہمارے باربرداروں کی تقلید کرتے ہوئے اگلے پڑاؤ سے فرار ہوجاؤ۔ حالانکہ تمہارے اس خوف کی وجہ میری سمجھ میں نہیں آئی۔ بہرحال میں تمہیں بندوقیں اور کارتوس اور سامان لادنے کے لئے ڈونٹا دے دوں گا۔ میری طرف سے اجازت ہے۔ تم جاسکتے ہو، اور میں سمجھتا ہوں کہ تم صحیح سلامت زنجی بار پہنچ جاؤ گے۔"

ٹام نے نفی میں سر ہلا کر کہا:

"اگر ہم نے ایسا کیا تو واپسی کے سفر میں پہلی ہی منزل پر ہمیں ذبح کردیا جائے گا۔"
اور جیری کی، جو اپنے چیچک کے داغوں والے چہرے کی وجہ سے "چھلنی" کے نام سے مشہور تھا۔ اس نے ٹام کو مخاطب کر کے کہا:

"سنو چھلنی، اگر ہم نے ایسی بزدلی کا مظاہرہ کیا تو ہمارے آقا میکومیزن کو ہم سے نفرت ہوجائے گی اور وہ زردرو ہمیں ہمارا مذاق اڑائے گا، اور شاید کانیک اور اس کے ساتھی بھی ہم پر ہنسیں گے۔ ہم اپنی مرضی سے اس سفر پر چلے ہیں۔ چنانچہ اب مناسب ہوگا ہم پیچھے قدم نہ ہٹائیں اور اپنے آقا.... میکومیزن کے ساتھ آگے بڑھتے رہیں۔ اگر قسمت میں موت ہی لکھی ہے تو ہم مرجائیں گے۔ اس سے زیادہ اور کیا ہوگا؟ تمہارے تو کوئی نہیں جو کہ تمہاری موت پر ماتم کرے۔ میری صرف ایک بیٹی ہے جو میرے ساتھ زیادہ رہی ہے اور اگر میں مر بھی گیا تو وہ بے سہارا نہ رہ جائے گی۔ بلکہ میرے بغیر بھی اس کی پرورش کی جائے گی اور اس دنیا میں اپنا وہ مقام حاصل کرے گی جس کے لئے اسے اس دنیا میں بھیجا گیا ہے۔ چنانچہ میں تو کہتا ہوں کہ ہم اپنے بے بنیاد خوف کو دل سے نکال دیں اور اپنے آقا کو پریشان نہ کریں۔"

"خوب کہا۔" ٹام عرف چھلنی نے جواب دیا۔ "اگر یہ لعنتی جادوگر ہمارے ساتھ نہ ہو جو رات کے وقت ستاروں سے باتیں کرتا ہے تو میں...."

اور وہ ایک دم سے خاموش ہوگیا کیونکہ اس وقت اتفاقاً اس کی نظر سامنے کی طرف اٹھ گئی تھی اور اس نے دیکھا کہ کانیک چند قدم دور کھڑا اپنی گول گول الو جیسی آنکھوں سے ہماری طرف دیکھ اور شاید ہماری باتیں سن رہا تھا۔ اس کی موجودگی کا یہ عجیب اثر ہوا کہ ٹام نے جلدی سے سرگوشی میں کہا:

"ہوشیار ہوجاؤ۔ وہ شیطان آگیا۔"

اور وہ دونوں، یعنی ٹام اور جیری فوراً وہاں سے ٹل گئے۔

کانیک میرے قریب آکھڑا ہوا۔

"آقا میکومیزن!" وہ بولا۔ "تمہارے یہ شکاری کسی وجہ سے خوفزدہ معلوم ہوتے



ہیں۔ پچھلے کئی دنوں سے میں یہ خوف ان کے چہروں پر دیکھ رہا ہوں۔ کس چیز سے ڈرتے ہیں وہ؟"

"تم سے۔" میں نے جواب دیا۔ "تم سے اور مستقبل سے۔"

"مستقبل کا حال کسی کو معلوم نہیں اس لئے اس سے تو ہر انسان ڈرتا ہے لیکن مجھ سے کیوں ڈرتے ہیں؟"

"اس لئے کہ وہ تمہیں ایک زبردست جادوگر سمجھ رہے ہیں۔"

کانیک مسکرایا اپنی مخصوص پراسرار مسکراہٹ۔

"جس طرح کہ دوسروں نے مجھے جادوگر سمجھا ہے اور آپ بھی سمجھ رہے ہیں۔" وہ بولا۔ "اگر کوئی زمانے میں دور تک اور لوگوں کے دلوں میں گہرائی تک دیکھ سکے۔ اگر کوئی عورتوں سے دور ہی دور رہے۔ اگر وہ اس کی پرستش کر رہا ہو جس کی پرستش اکثر لوگ نہیں کرتے اور اگر وہ دوسرے لوگوں سے ہر طرح مختلف ہو.... جیسا کہ میں ہوں.... تو پھر لوگ اسے جادوگر ہی سمجھنے لگتے ہیں۔ تمہارے ان شکاریوں کو کسی اور طرف متوجہ کردینا چاہئے تاکہ وہ اپنے متعلق سوچنے ہی نہ پائیں۔ خیر تو میں اس وقت یہ کہنے آیا ہوں آقا کل ہم اس جنگل میں داخل ہوں گے جہاں اس موسم میں ہاتھیوں کے بڑے بڑے گروہ بھٹکا کرتے ہیں۔ اس جنگل میں اس موسم میں ان گنت ہاتھی آجاتے ہیں۔ یہ ہاتھی ۔وہ در گروہ دوسرے جنگلوں کی طرف سے اور دور دراز کا فاصلہ طے کرکے اس جنگل میں اس خاص مقصد کے لئے آتے ہیں۔ جس کے متعلق ہم انسان کچھ نہیں جانتے۔ اس جنگل میں یہ ہاتھی ایک دوسرے سے ملتے ہیں۔ چنانچہ میں سمجھتا ہوں کہ تم اور تمہارے یہ شکاری ہاتھیوں کے اس عجیب اور حیرت انگیز ملاپ کو دیکھنا اور ایک دو ہاتھیوں کا شکار کرنا پسند کریں گے کیونکہ اسی ٹولے میں وہ ہاتھی بھی ہوں گے جو ہاتھیوں کے بادشاہ اور افریقہ کے دوسرے تمام ہاتھیوں سے بڑے ہیں۔

"یہ تم نے عجیب بات سنائی ہے کانیک۔ بے شک میں ان ہاتھیوں کا ملاپ دیکھنے ضرور جاؤں گا۔" میں نے کہا۔ "رہی شکار کی بات تو یہ محض بے کار ہے۔ کیونکہ جب ہم ہاتھی

دانت اپنے ساتھ لے ہی نہیں جاسکتے تو پھر ہاتھیوں کو محض تفریحاً مارنے سے کیا فائدہ؟"

ہاتھی دانت کو یہاں دفن کیا جاسکتا ہے اور واپسی کے سفر میں تم اسے کھود کر نکال سکتے اور اپنے ساتھ لے جاسکتے ہو۔ اس کے علاوہ تمہارے شکاریوں کا دھیان بھی بٹ جائے گا۔ اور وہ اپنے اور مستقبل کے متعلق سوچنا ترک کردیں گے۔ عارضی طور پر ہی سہی لیکن یہ بھی بڑی بات ہے۔ کیونکہ وہ دونوں بچارے بہت زیادہ گھبرائے ہوئے ہیں اور مستقبل کی فکر میں بے موت مرے جارہے ہیں۔"

"اچھی بات ہے۔" میں نے بے پروائی سے کہا۔

اور سچ تو یہ ہے کہ مجھے کانیک کی یہ بات بالکل گپ معلوم ہوئی تھی کہ افریقہ کے مختلف جنگلوں کے ہاتھی ایک خاص جنگل میں گویا سالانہ میلہ لگانے یا دربار عام میں شریک ہونے آتے ہیں۔ یہ ناقابل یقین سی بات تھی۔

دوسری رات ہم اس جنگل کے کنارے پڑاؤ ڈال چکے تھے۔ جس کا ذکر کانیک نے کیا تھا۔

یہ جنگل عجیب اور دوسرے تمام جنگلوں سے مختلف تھا۔ اس میں عظیم درخت اگ رہے تھے' اور اس قسم کے درخت میں نے پہلے کبھی افریقہ کے کسی علاقے میں نہ دیکھے تھے۔ ان درختوں کے تنے زبردست اور چکنے تھے جن پر ایک شاخ بھی نہ اگ رہی تھی البتہ ان کی چوٹیوں پر بے شمار شاخیں' جو پتوں سے پر تھیں چھتریوں کی طرح پھیلی ہوئی تھیں اور اس طرح آپس میں مل گئی تھیں۔ کہ پورے جنگل پر ایک نیلی چھت سی تن گئی تھی اور اس چھت کی وجہ سے اس جنگل میں دوپہر کے وقت بھی شام کے دھندلکے کا سماں پیدا ہوجاتا تھا۔ مطلب یہ کہ سورج کی شعاعیں جنگل میں اتر نہ پاتی تھیں۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ اس جنگل میں جھاڑیاں اور گھاس کہیں نظر نہ آرہی تھی۔ لیکن یہ درخت بھی ہر جگہ نہ اگ رہے تھے بلکہ یہاں وہاں کھلے میدان تھے اور ان میدانوں میں بھی کسی وجہ سے گنجان جھاڑیاں اگ نہ پائی تھیں۔ البتہ ان میدانوں میں' جن میں سے اکثر ایک ایک میل وسیع تھے۔ زرد اور مردار گھاس اور کہیں کہیں اکا دکا جھاڑیاں اگ رہی تھیں۔ حالانکہ



افریقہ کے دوسرے تمام جنگلوں میں جہاں بھی ایسے میدان تھے وہ قد آدم گھاس اور گنجان جھاڑیوں سے بھرے ہوئے تھے۔

اس رات ہم دیر تک ہاتھیوں کے چنگھاڑنے کی آوازیں سنتے رہے اور صبح اٹھ کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ ہاتھیوں کا ایک زبردست گروہ ہمارے پڑاؤ سے کوئی پاؤ میل دور سے گزرتا ہوا جنگل میں داخل ہوگیا تھا۔ ہاتھیوں کے قدموں کے نشانات دیکھ کر ٹام اور جیری اپنا خوف اور اپنی اداسی بھول گئے اور ان کے ان جذبات پر شکار کا شوق غالب آگیا۔ کیونکہ بہرحال وہ دونوں پیشہ ور شکاری تھے اور اب وہ شوق سے بے تاب ہوکر مجھے مجبور کررہے تھے کہ ان ہاتھیوں کا پیچھا کیا جائے لیکن میں نے انکار کردیا اور سبب وہی تھا جو میں کانیک کو بتا چکا تھا۔ یعنی یہ کہ اگر ہم نے چند ہاتھیوں کو مار لیا تو پھر ہاتھی دانت کو اپنے ساتھ لے جانا مشکل بلکہ ناممکن ہوگا۔ لیکن کانیک نے' جو ہماری باتیں سن رہا تھا' کہا کہ ٹام اور جیری مسلسل سفر کی وجہ سے تھک چکے ہیں چنانچہ انہیں آرام کی سخت ضرورت ہے اور اس نے کہا کہ ایک دو دن یہاں قیام کرنے میں کوئی حرج نہیں اور یہ کہ اس عرصے میں ہم شکار کرکے اپنا دل بہلا سکتے ہیں۔

اور میں نے کانیک کا یہ مشورہ بھی قبول کرلیا۔ دراصل میں بھی یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ کیا واقعی اس جنگل میں کوئی ایسا مقام ہے جہاں ایک خاص موسم میں ہاتھی کسی خاص مقصد کے تحت جمع ہوتے ہیں۔ یا یہ محض ایک روایت ہی تھی۔ اس کے علاوہ میں یہ بھی چاہتا تھا کہ ٹام اور جیری کسی نہ کسی طرح دل بہلا کر اپنے اداس خیالات کو کسی اور طرف موڑ دیں تو اچھا ہے اور یہ بات بھی تھی کہ میں خود بھی اس سفر کی یکسانیت سے اکتا گیا تھا۔ جس میں اب تک کوئی واقعہ یا کوئی حادثہ ہوا ہی نہ تھا۔

چنانچہ کھانے اور ضروری انتظامات سے فارغ ہونے کے بعد ہم چاروں' یعنی میں' ہمبر' ٹام اور جیری' ہاتھی مار بندوقیں' کارتوس' تھوڑا سا ناشتہ اور پانی لے کر روانہ ہوگئے۔ کانیک ہمارے ساتھ آنے کے لئے کسی صورت تیار نہ ہوا۔ دن کا بقیہ حصہ ہم ہاتھیوں کے قدموں کے نشانات دیکھتے چلتے رہے میرا خیال تھا کہ ہاتھیوں کا یہ گروہ جنگل کے

درمیان چھپے ہوئے کسی میدان میں اپنا پیٹ بھرنے کے لئے ٹھہر جائے گا اور ہم ان ہاتھیوں کو جالیں گے لیکن میرا یہ خیال غلط ثابت ہوا۔ ان کے پیروں کے نشانات سے صاف ظاہر تھا۔ کہ ہاتھیوں کا یہ زبردست ریوڑ ایک لمحے کے لئے بھی نہ رکا تھا۔ بلکہ بڑی تیزی سے اور گویا بڑی عجلت میں کسی جانی بوجھی یا شاید پہلے سے طے شدہ منزل کی طرف بڑھتا رہا تھا۔ ایک جگہ تھوڑی دیر کے لئے قیام کرنے کے علاوہ ہم مسلسل چلتے رہے ہاتھیوں کا وہ ریوڑ، جس کے قدموں کے نشانات کے سہارے ہم آگے بڑھ رہے تھے، جنگل کی ایک چوڑی پگڈنڈی کے متوازی چلا گیا تھا۔ یہ پگڈنڈی، جو جنگلی جانوروں کی آمدورفت سے پیدا ہوگئی تھی، درختوں کے تنوں کا چکر کاٹتی اور میدان میں اگی ہوئی اکا دکا جھاڑیوں سے بچتی ہوئی۔ خدا جانے کون سی منزل کی طرف بڑھ گئی تھی۔

کئی دفعہ میرا اور ہیس کا بھی جی چاہا کہ پڑاؤ کی طرف لوٹ جائیں کیونکہ ہم دونوں کو ہی احساس تھا کہ ہماری یہ مہم محض بے کار تھی۔ لیکن ہر دفعہ ثام اور جیری نے درخواست کردی کہ آگے ہی بڑھا جائے چنانچہ ہم آگے بڑھتے رہے۔ سورج غروب ہو رہا تھا کہ ہم جنگل کے ایک گھنے حصے میں پہنچ چکے تھے اور یہاں پہنچ کے ہاتھیوں کے قدموں کے نشانات دفعتاً غائب ہوگئے تھے۔ چنانچہ ہم نشانات کی تلاش میں آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہے تھے کہ یکایک ایک میدان میں نکل آئے۔ یہ میدان جنگل کے دوسرے میدانوں سے، جن سے گزر کر ہم آئے تھے، نسبتاً وسیع تھا اور پھر اس میں گھاس اور جھاڑیاں بھی نہ اگ رہی تھیں۔ یا اگر اگ رہی تھیں تو بہت کم۔ یہ میدان کوئی ایک ہزار ایکڑ میں پھیلا ہوا تھا اور بالکل سپاٹ تھا۔ چنانچہ میرا خیال ہے .... اور یقیناً غلط نہیں ہے .... کہ یہ میدان دنیا کے کسی دور میں ایک زبردست تالاب رہا ہوگا۔

اس میدان کے عین بیچ میں ایک اہرام نما ٹیلا تھا۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ صدیوں پہلے جب یہ میدان ایک تالاب ہوگا تو کوئی قدیم قبیلہ اس ٹیلے پر آباد ہوگا .... بعد میں پتہ چلا کہ میرا یہ خیال غلط نہ تھا .... بہرحال وہ بلند ٹیلا میدان کے عین بیچ میں کھڑا ہوا تھا جس کی ڈھلانوں اور چوٹی پر نیچے نیچے درخت، تھوڑی سی گھاس اور چند جھاڑیاں اگی ہوئی تھیں



اس کے ننگے پن کو ڈھانکنے کی ناکام کوشش کر رہی تھیں۔

اس خیال سے کہ شاید اس ٹیلے پر سے ہم ہاتھیوں کو دیکھ سکیں گے یا کم سے کم یہ معلوم کر سکیں گے کہ وہ کس طرف گئے تھے۔ ہم اس ٹیلے کی طرف بڑھے میں نے سوچا کہ اگر ٹیلے کی چوٹی پر سے ہمیں ہاتھی نظر نہ بھی آئے تب بھی ٹیلے کی چوٹی پر قیام کرنا مناسب ہوگا۔ کیونکہ جنگل میں رات گزارنا میرے خیال میں مناسب نہ تھا۔ خصوصاً اس جنگل میں جو یوں بھی کچھ زیادہ ہی پر ہیبت معلوم ہوتا تھا۔

ہم لوگ ڈھلان چڑھ کے اوپر پہنچے تو معلوم ہوا کہ ٹیلا اوپر سے چپٹا تھا یعنی اس کی چوٹی سپاٹ اور ہموار تھی۔ البتہ عین بیچ میں ایک دباؤ سا تھا جو کافی گولائی میں پھیلا ہوا تھا۔ شاید اسی محیط میں صدیوں پہلے اس قبیلے کی جھونپڑیاں ہوں گی جو اس ٹیلے پر آباد تھا۔ لیکن سب سے زیادہ دلچسپ انکشاف یہ ہوا کہ اس ٹیلے پر کچھ اور بھی تھا۔ زمین کے اس دباؤ یا کھڈ کے عین بیچ میں ایک چھوٹا سا تالاب تھا۔ اور تعجب ہے کہ یہ تالاب خشک نہ تھا بلکہ بھرا ہوا تھا۔ غالباً ٹیلے کے دوسرے سرے سے کوئی چشمہ اس تالاب میں آکر گرتا تھا اور اسی کے پانی سے یہ تالاب بھرا ہوا تھا یا پھر اس بارش نے اسے بھر دیا تھا جو چند دنوں پہلے ہوئی تھی۔

ہم اپنے ساتھ جو پانی لائے تھے وہ ختم ہو چکا تھا۔ چنانچہ میں نے سوچا کہ یہ ٹیلا نسبتاً محفوظ مقام ہے اور پھر یہاں پانی کا ذخیرہ بھی موجود ہے اس لئے ٹیلے کی چوٹی پر ہی قیام کرنا مناسب ہوگا۔ چنانچہ ٹیلے کی چوٹی پر کھڑے ہو کر ہم نے چاروں طرف نظر دوڑائی دور دور تک نہ کہیں ہاتھی نظر آئے اور نہ ان کے قدموں کے نشانات، تو میں نے اسی جگہ قیام کرنے کا حکم دے دیا۔

"باس!" ہیس نے بڑی سنجیدگی سے کہا۔ "یہ جگہ مجھے پسند نہیں ہے۔ چنانچہ مناسب ہوگا کہ ہم پانی کی بوتلیں بھرنے کے بعد اس ٹیلے سے اتر جائیں اور جنگل میں کسی مناسب جگہ قیام کریں۔"

"کیوں؟" میں نے پوچھا۔

"پتہ نہیں کیوں لیکن میرا دل کہتا ہے کہ یہاں ٹھہرنا مناسب نہیں۔"

"آخر وجہ کیا ہے؟"

"شاید ان لوگوں کی روحیں یہاں بھٹک رہی ہیں جو کبھی اس ٹیلے پر آباد تھے یا پھر۔ لیکن یہ تو بتاؤ باس کہ اس الو آدمی کانیک نے ہمیں ہاتھیوں کے ریوڑ کے تعاقب میں کیوں روانہ کردیا؟"

"اس لئے کہ ٹام اور جیری اپنا دل بہلا سکیں۔"

"ہیس مسکرایا۔"

"ایسی کوئی بات نہیں باس۔ ٹام اور جیری کا دل بہلتا ہے یا نہیں اس سے کانیک کو کوئی سروکار نہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔"

"تو پھر کیا بات ہو سکتی ہے؟"

"کسی خاص اور سوچے سمجھے مقصد کے تحت اس الو آدمی نے یہاں ہمیں بھیجا ہے۔"

"ہیس! جو کچھ کہنا ہے صاف صاف کہو۔ تمہاری باتوں سے مجھے الجھن ہونے لگی ہے۔"

"باس میں تو سمجھتا ہوں کہ کانیک ہم سے پیچھا چھڑانا چاہتا ہے لیکن اس کا مجھے یقین ہے کہ وہ اکیلا، یعنی تمہارے بغیر اس سفر پر روانہ ہونا بھی نہیں چاہتا۔"

"یہ عجیب بات کہی ہے تم نے۔"

"چنانچہ باس۔" ہیس نے سلسلہ کلام جاری رکھا۔ "کانیک ہمیں کوئی سبق دینا چاہتا ہے کہ وہ کس قدر طاقتور ہے اور کیا کر سکتا ہے۔ مثلاً اس نے یہ تو ثابت کر ہی دیا ہے کہ وہ میکومیزن کو اپنے اثر میں رکھ سکتا ہے۔ اور افریقہ کے اس مشہور شکاری سے ہر بات منوا سکتا ہے۔ حالانکہ آج تک کوئی ایسا نہیں کر سکا۔ اور آج تک باس کسی کے محکوم ہو کر نہیں رہے اور وہ بھی ایک افریقی کے یہ ناقابل یقین سی بات ہے لیکن ہم دیکھ رہے ہیں کہ یہ حقیقت ہے۔"

میں نے ہیس کی باتوں پر غور کیا تو دل ہی دل میں یہ اعتراف کرنے پر مجبور ہو گیا کہ



ہیس نے یہ واقعی غلط نہ کہا تھا۔ مثلاً میں ہاتھیوں کے شکار کے لئے روانہ ہونا نہ چاہتا تھا۔ لیکن کسی نہ کسی طرح کانیک نے مجھے نہ صرف تیار کردیا تھا بلکہ ہاتھیوں کے اس ریوڑ کے پیچھے چلتا بھی کردیا تھا جسے تلاش کرتے ہوئے ہم آخرکار اس ٹیلے پر پہنچ گئے تھے۔

"باس! یہاں کوئی ہاتھی واتھی نہیں ہے۔" ہیس نے کہا۔

"لیکن قدموں کے نشانات....."

"کانیک جیسا جادوگر اپنے جادو کے زور سے زمین پر ایسے نشانات پیدا کر سکتا ہے باس، اور اگر واقعی وہ ہاتھی ہی تھے۔ جن کے پیروں کے نشانات پر چلتے ہوئے ہم یہاں تک آگئے ہیں، تو پھر باس وہ دراصل بھوت تھے۔ جنہوں نے ہاتھیوں کا روپ اختیار کر رکھا تھا۔ چنانچہ باس! میری مانو اور اتر چلو اس ٹیلے سے۔ جنگل میں ہم یہاں سے زیادہ محفوظ ہوں گے۔"

"ہیس! تم بے وقوف گدھے ہو۔" میں نے غصے ہو کر کہا۔ "ٹام اور جیری کی طرح تمہاری کھوپڑی میں بھی ایک وہم گھس گیا ہے۔ جس نے تمہیں بلاوجہ ہی خوفزدہ کردیا ہے۔ میں کہہ چکا ہوں کہ ہم یہیں قیام کریں گے۔ رات کی رات سو رہیں گے۔ اور صبح تازہ دم اٹھ کر اپنے پڑاؤ کی طرف چل دیں گے۔"

"تو باس سمجھتے ہیں کہ وہ آج رات سو سکیں گے؟" ہیس نے بڑے تمسخرانہ انداز میں کہا۔ "یہ بڑا لطیفہ کہا ہے باس نے ہا۔ ہا۔ ہا۔ تو باس آج رات سو سکیں گے گویا بہت اچھا۔ بہت جلد معلوم ہو جائے گا کہ باس کتنی لمبی تانتے ہیں۔"

اور اس سے پہلے کہ میں غصے میں اس پر برس پڑتا وہ میرے سامنے سے بھاگ چکا تھا۔

سورج غروب ہو گیا، رات کا اندھیرا اتر آیا اور تھوڑی دیر بعد ہی چاند نکل آیا۔ میں بتا چکا ہوں کہ ہم اپنے ساتھ تھوڑا سا کھانا لے کر چلے تھے۔ سو وہ ہم نے کھایا۔ کھانا پکانے کی کوئی چیز ہوتی تب بھی میں آگ جلانے کی اجازت نہ دیتا۔ کیونکہ ایسے مقام اور ایسے جنگل میں آگ ان دیکھے خطرات کو دعوت دے سکتی ہے۔ چونکہ اس جنگل میں ہمیں کسی

جگہ ہرن اور اسی قسم کے دوسرے چھوٹے چوپائے نظر نہ آئے تھے۔ اس لئے ظاہر تھا کہ یہاں شیر بھی نہ تھے جو ان چوپایوں کا شکار کرتے ہیں' اور چونکہ یہاں شیر نہ تھے اس لئے باری باری سے رات بھر پہرہ دینا بھی ضروری نہ تھا۔ چنانچہ ہم چاروں بے فکر ہو کر لیٹ گئے اور چونکہ تھکے ہوئے تھے اس لئے فوراً ہی سو گئے۔ مجھے یاد ہے کہ گہری نیند میں ڈوبنے سے پہلے میں اس عجیب اور تقریباً غیر ارضی خاموشی پر غور کر رہا تھا جو ہمارے چاروں طرف طاری تھی۔ وہ جنگل حیرت انگیز حد تک خاموش تھا۔ افریقہ کے کسی بھی جنگل میں ایسی خاموشی نہ رہی ہوگی۔ میری عمر افریقہ کے بھیانک اور خطرناک جنگلوں میں گزری ہے۔ لیکن پہلے کبھی مجھے ایسی خاموشی کا تجربہ نہ ہوا تھا۔ کسی طرف سے کوئی آواز نہ آرہی تھی' کہیں کوئی جانور نہ بول رہا تھا' کسی طرف سے بھی' نزدیک و دور سے بھی شب زندہ دار الو کی آواز نہ سنائی دے رہی تھی۔ حتیٰ کہ کہیں ایک مچھر تک نہ بھنبھنا رہا تھا' یہ غیر معمولی خاموشی میرے اعصاب پر سوار ہونے لگی تھی کہ میری آنکھ لگ گئی۔

معلوم نہیں میں کب تک سوتا رہا اور کب تک سوتا رہتا کہ اچانک ایک عجیب طرح کی چبھن اور بے چینی محسوس کر کے میری آنکھ کھل گئی۔ چاند بلندی پر آگیا تھا جس سے پتہ چلتا تھا کہ آدھی رات گزر چکی تھی۔ میں نے ایک عجیب خواب دیکھا تھا جیسے ایک زبردست ویمپائر چمگادڑ میری ایڑی میں اپنے دانت گاڑھے میرا خون چوس رہی ہے۔ جب میں سفر میں ہوتا ہوں تو اوندھے منہ سویا کرتا ہوں۔ اور اس وقت بھی میں تالاب کے عین کنارے پر اوندھے منہ سو رہا تھا۔ اور اس طرح کہ تالاب کے پانی میں ہر چیز کا عکس دیکھ سکتا تھا۔

تالاب کا پانی ساکن اور صاف تھا چنانچہ وہ اس وقت بہت بڑے اور نہایت ہی عمدہ قسم کے آئینے کا کام دے رہا تھا۔

اور اس وقت آنکھ کھلتے ہی' مجھے تالاب کے پانی میں ایک انوکھا مگر ساتھ ہی لرزہ خیز عکس نظر آیا' یہ عکس تھا ایک زبردست ہاتھی کے سر' سونڈ اور اس کے بڑے بڑے دانتوں کا۔ بہت بڑا ہاتھی تھا یہ میں تو سمجھتا ہوں کانڈہ لینڈ کا ہاتھی "جانا" بھی ایسا زبردست نہ



ہوگا۔ اور تالاب کے پانی میں میں نے دیکھا کہ یہ جگادری ہاتھی عین میرے اوپر کھڑا ہوا تھا۔ یعنی اس طرح کہ میں اس کی دونوں اگلی ٹانگوں کے درمیان لیٹا ہوا تھا۔ یہ ہاتھی اپنی سونڈ کی نوک سے میری گدی سونگھ رہا تھا لیکن اس طرح کہ اس کی سونڈ کی نوک میری گدی کو چھو نہ رہی تھی۔

میں نے سوچا کہ شاید مجھے بدہضمی ہوگئی ہے۔ جس کی وجہ سے میں ہاتھی کے متعلق یہ خواب دیکھ رہا ہوں۔ لیکن جلد ہی معلوم ہوگیا کہ یہ خواب نہ تھا بلکہ حقیقت تھی۔ کیونکہ میری آنکھ کھل گئی تھی' اور اس کے ساتھ ہی اس ہاتھی کو غائب ہوجانا چاہئے تھا جیسا کہ آنکھ کھل جانے کے بعد ہر خواب غائب ہو ہی جاتا ہے۔ لیکن نہیں' میں بیدار ہوگیا تھا اور تالاب کے آئینے میں اس زبردست ہاتھی کے عکس کو دیکھ رہا تھا۔ صاف طور سے دیکھ رہا تھا' اور پھر... میری ران میں کوئی چیز مسلسل چبھ رہی تھی۔ بری طرح سے چبھ رہی تھی ... بعد میں معلوم ہوا کہ یہ ہیس کا کارنامہ تھا۔ ہیس مجھے بیدار کرنے کے لئے ببول کا وہ کانٹا برابر میری ران میں چبھوئے جا رہا تھا جس سے وہ اپنی پتلون کو کمر پر ٹکائے رکھتا تھا... تو یہ خواب نہ تھا... اور پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ خواب میں ہاتھی میری گدی کو اتنے زور سے سونگھے کہ اس کے تنفس سے زمین کی دھول اڑ کر حقیقت میں میرے نتھنوں میں گھس جائے یہاں تک کہ اپنی چھینک روکنے کے لئے مجھے کافی جدوجہد کرنی پڑی؟

میں "خواب" اور "حقیقت" کے مسئلے پر غور ہی کر رہا تھا اور تالاب کے پانی میں زبردست ہاتھی کے لرزہ خیز عکس کو دیکھ دیکھ کے سہا جا رہا تھا کہ ہاتھی نے میرا معائنہ ختم کیا۔ وہ بڑی آہستگی سے میرے قریب سے بلکہ یوں کہئے کہ اس ناتواں کے جسم پر سے ہٹ گیا اور اپنی لمبی سونڈ جھلاتا اس طرف چلا جہاں ٹام اور جیری لیٹے ہوئے تھے۔

اب یہ میں نہیں جانتا کہ میرے وہ دونوں بہادر شکاری اس وقت جاگ رہے تھے یا گہری نیند میں بے خبر پڑے ہوئے تھے۔ کیونکہ ان کے ساتھ جو خلاف توقع اور حیرت انگیز واقعہ ہوا اس نے ان دونوں کو اس قدر سہا دیا کہ بعد میں وہ نہ تو خود یہ یاد رکھ سکے اور نہ ہی مجھے بتا سکے کہ اس وقت وہ بیدار تھے یا نیند کی دنیا میں تھے۔ گویا اس واقعہ نے انہیں

قطعی خالی الذہن کردیا تھا۔

بہرحال جو کچھ ہوا وہ یوں تھا۔

ہاتھی بڑی شاہانہ چال چلتا ہوا ان دونوں کے قریب پہنچا۔ پہلے اس نے ٹام اور جیری کو سونگھا۔ اس نے ان دونوں کو ایک دفعہ سے زیادہ نہ سونگھا۔ گویا اسی ایک ہی میں اس نے ان دونوں کو پہچان لیا تھا اور پھر اس نے پہلے ٹام اور بعد میں جیری کو اپنی میں لپیٹ کر اٹھایا اور انہیں ذرا سا جھلا کر یکے بعد دیگرے تالاب میں پھینک دیا۔ دونوں سے فرصت پاکے اور ہیس کی طرف ذرا بھی متوجہ ہوئے بغیر وہ چلا گیا۔ وہ چھوٹی دائیں ڈھلان چڑھا اور اس کے کنارے پر پہنچ کر نظروں سے اوجھل ہوگیا۔ میں اب سوچتا ہوں کہ وہ ہیس کی طرف متوجہ کیوں نہ ہوا تھا؟ اس سوال کا ایک ہی جواب میں آتا ہے۔ غالباً وہ جگاوری ہاتھی بڑا ہی نفاست پسند تھا اور ہیس کے بدن سے اٹھتی پسینے اور میل کی بو اسے پسند نہ آئی تھی۔

اس ہاتھی کے نظروں سے اوجھل ہوتے ہی میں اٹھ بیٹھا اور ہیس کے کان کھینچے جو اب تک آنکھیں بند کئے میری ران میں ببول کا کانٹا چبھوئے جارہا تھا ہیس ایک دم ہوشیار ہوگیا۔ میں بے شک اس کے کان کھینچنے کے بجائے الفاظ میں اسے خبردار اور ہوشیار کرسکتا تھا۔ لیکن اس وقت سرگوشی میں بھی کچھ کہنا خطرے سے خالی نہ تھا۔

اب میں اٹھا اور تالاب کے قریب دوڑا گیا کہ ٹام اور جیری کو ڈوبنے سے بچا سکوں بشرطیکہ اب تک وہ ڈوب نہ چکے ہوں۔ لیکن میرا یہ خدشہ اور یہ عجلت بے بنیاد ثابت ہوئی کیونکہ تالاب گہرا نہ تھا۔ ٹام اور جیری کا جوڑا' جسے ہاتھی نے اپنی طرف سے کوئی نقصان نہ پہنچایا تھا' تالاب کی تہہ میں شاید پالتی' مارے اس طرح بیٹھا ہوا تھا کہ ان دونوں کے صرف سر سطح آب پر ابھرے ہوئے نظر آرہے تھے۔

دونوں اس قدر عجیب اور مضحکہ خیز منظر پیش کررہے تھے کہ ہرچند کہ خوف زدہ تھے لیکن مجھے بے اختیار ہنسی آگئی اور بڑی کوششوں کے بعد ہی میں اپنی ہنسی روک سکا۔ قارئین بھی ذرا اس منظر کو تصور میں لانے کی کوشش کریں۔ ٹام اور جیری تالاب میں اس



طرح بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ ان کا پورا جسم پانی میں ڈوبا ہوا تھا اور صرف ان کے سر سطح آب پر گویا دو بڑے بڑی گیندوں کی طرح تیر رہے تھے۔ اور پھر وہ دونوں خاموش بھی نہ تھے۔ بلکہ خوف بھری آواز میں ایک دوسرے سے کچھ کہہ رہے تھے۔

میں نے سرگوشی میں ان دونوں کو باہر نکل آنے کا حکم دیا اور ساتھ ہی ساتھ انہیں یہ بھی دھمکی دی کہ اگر انہوں نے ذرا بھی آواز پیدا کی یا اونچی آواز میں کچھ کہا تو میں ان دونوں کو گولی ماردوں گا۔ مجھے دیکھ کر اور میری آواز سن کر ان کی ڈھارس بندھی اور وہ دونوں اٹھ کر کنارے کی طرف بڑھے۔ چنانچہ معلوم ہوا کہ ان کے بدن کی ہڈیاں سلامت تھیں۔ وہ کنارے پر آگئے ان کے لباس سے تالاب کا پانی ٹپک رہا تھا اور وہ خود خوف اور سردی سے کانپ رہے تھے۔ چنانچہ ان دونوں کو وہیں چھوڑ کر اور ہیس کو اپنے ساتھ لے کر اور اپنی ہاتھی مار بندوق اٹھا کر آگے بڑھا' ڈھلوان چڑھ کر کھڈے کے کنارے پر پہنچا اور سر اٹھا کر سامنے دیکھنے لگا۔

اور چاند کی روشنی میں مجھے وہ ہاتھی نظر آگیا۔ ہم سے کوئی بیس گز دور ٹیلے کے پہلو میں سے ایک بڑی سی چٹان پلیٹ فارم کی طرح آگے کی طرف نکلی ہوئی تھی۔ اور اس پلیٹ فارم پر وہ جگاوری ہاتھی کھڑا ہوا تھا خاموش اور بے حرکت جیسے پتھر سے تراشا گیا ہو۔

# ہاتھی ناچ

سنسنی، خوف اور حیرت کے جذبات نے اس عجیب منظر کو میرے دماغ کی تختی اس طرح نقش کردیا ہے کہ میں تاعمر اس منظر کو نہ بھلا سکوں گا۔

آپ بھی اس منظر کا تصور کیجئے۔

ایک وسیع و عریض میدان .... جو کبھی تالاب رہا ہوگا .... گھنے جنگل سے گھرا ہوا اور اس .... میدان میں اور پورے جنگل پر ایسی مکمل ترین خاموشی طاری ہے۔ جو سراسر غیر ارضی معلوم ہوتی ہے، اور پھر ہمارے عین سامنے اور ذرا نیچے وہ جگادری بوڑھا ہاتھی کھڑا ہوا ہے .... یہاں میں یہ بتادوں کہ میں ہاتھیوں کا پرکھا ہوں اور چند علامتیں دیکھ کر کسی بھی ہاتھی کی عمر کا اندازہ لگالیتا ہوں .... ہاں۔ وہ بوڑھا ہاتھی خاموش اور بے حرکت کھڑا ہوا تھا۔ اداس معلوم ہوتا تھا۔ اس معمر شخص کی طرح جو کئی برسوں بعد اپنے آبائی وطن میں آیا ہو اور اپنے اس گھر کو اجاڑ اور ویران دیکھ رہا ہو جہاں اس کا بچپن اور جوانی گزری تھی۔

"باس!" ہیس نے میرے کان میں کہا۔ "اگر تم ذرا دائیں طرف کھسک کر گولی چلاؤ تو اس کی کنپٹی کو نشانہ بنا سکتے ہو۔ اور اس چٹان جیسے ہاتھی کو مار گرا سکتے ہو۔"

"میں اسے گولی مارنا نہیں چاہتا۔" میں نے سرگوشی میں جواب دیا۔ "اور اگر تم نے گولی چلائی تو میں تمہاری گردن توڑدوں گا۔"

غالباً ہیس نے میرے اس جواب کو میری بے چینی، اعصابی، ہیجان اور خوف سے منسوب کیا ہوگا اور وہ سمجھ رہا ہوگا کہ میں نے اس لئے گولی چلانے سے انکار کردیا ہے۔ اس وقت مجھے خود اپنے آپ پر اعتبار نہ تھا، اور مجھے خوف تھا کہ شاید میں اس ہاتھی کو مارنے کے بجائے اپنے خوف اور گھبراہٹ میں اسے صرف زخمی ہی کرسکوں۔ یقیناً اس نے یونہی سوچا ہوگا .... لیکن یقین کیجئے ایسی کوئی بات نہ تھی۔ کوئی سمجھ میں آنے والی وجہ سے میں اس ہاتھی کو مارنا نہ چاہتا تھا۔ کسی وجہ سے میں اس پر گولی چلانا نہ چاہتا تھا۔



یوں محسوس کر رہا تھا کہ اگر میں نے اس پر گولی چلادی۔ تو پھر میں دو جہاں میں نہ بخشا جاؤں گا، کیونکہ اس ہاتھی نے مجھ پر ایک احسان کیا تھا۔ اس وقت میری جاں بخشی کی تھی جب میں سراسر اس کے رحم و کرم پر تھا۔

میرے اور ہیس کے درمیان یہ گفتگو قطعی سرگوشی میں ہوئی تھی۔ اس کے باوجود معلوم ہوتا ہے ہاتھی نے ہماری آواز سن لی۔ کیونکہ اس نے فوراً ہی اپنا زبردست سر گھما کر اس طرف دیکھا جہاں ہم چھپے ہوئے تھے اور میرا دل زور زور سے دھڑکنے لگا لیکن خوف سے نہیں بلکہ اس خیال سے کہ مبادا میں اس پر گولی چلانے پر مجبور ہوجاؤں۔ لیکن ایسی کوئی بات نہ ہوئی۔ یہ اطمینان کرکے کہ ہم اسے نقصان نہ پہنچائیں گے وہ ایک بار پھر مراقبے میں چلا گیا۔

دو منٹ تک وہ اسی طرح کھڑا رہا۔

اور پھر دفعتاً اس نے اپنی سونڈ اٹھائی اور بڑے زور سے چیخا۔ یہ ایک پکار تھی جو کسی بھی بگل کی آواز سے زیادہ تیز تھی۔ تین دفعہ اس نے یہ بگل بجایا اور تیسری چنگھاڑ کی آواز ابھی فضا میں گونج ہی رہی تھی کہ اس کی اس پکار کا جواب آیا۔ جنگل کی خاموشی کو لرزہ خیز چنگھاڑوں نے درہم برہم کردیا۔ چاروں طرف سے اور جنگل کے ہر حصے میں سے یہ آوازیں آرہی تھیں سینکڑوں ہاتھی چنگھاڑ رہے تھے۔

"باپ رے! باس!" ہیس نے کانپتی ہوئی آواز میں سرگوشی کی۔ "ہمارا کچومر بنا دینے کے لئے یہ بوڑھا بھوت ہاتھی اپنے ساتھیوں کو بلا رہا ہے۔ ہمیں یہاں سے فرار ہوجانا چاہئے باس۔"

"ہاتھی چاروں طرف ہیں چنانچہ ہم فرار ہوکر کہاں جاسکتے ہیں؟" میں نے مردہ آواز میں کہا اور پھر اضافہ کیا۔ "اگر ہمارا کچومر ہی بنانا ہوتا تو اکیلا یہ جگادری ہاتھی بھی یہ کام کرسکتا تھا۔ خاموش رہو ہیس اور بے حرکت پڑے رہو۔ دیکھو کیا ہوتا ہے۔ اور ان دونوں بزدلوں ٹام اور جیری سے کہو کہ اتنی اونچی آواز میں دعائیں نہ مانگیں اور ہاں ان سے یہ بھی کہہ دو کہ اپنی بندوقوں میں سے کارتوس نکال لیں مبادا ان میں سے کوئی ایک گولی چلادے

اور پھر ہم بچ نہ سکیں۔"

اور ہیس تالاب کے کنارے کی طرف رینگ گیا۔ جہاں ٹام اور جیری بیٹھے خوف سے کانپ رہے تھے اور اونچی آواز میں خدا جانے کس قسم کی دعائیں مانگ رہے تھے۔ اور پھر میں نے ایک عجیب اور حیرت انگیز منظر دیکھا۔ میں نے پہلے کبھی ایسا منظر نہ دیکھا تھا اور نہ ہی کسی اور نے دیکھا ہوگا۔ ہاتھیوں کے تین زبردست گروہ باقاعدہ مارچ کرتے اور ایک قطار میں بڑی ترتیب سے چاروں طرف سے نکل آئے۔ وہ دائیں طرف سے آئے۔ اور بائیں طرف سے آئے' وہ سامنے سے آئے اور ٹیلے کے پیچھے سے آئے۔ وہ چاروں طرف سے آ آکر ٹیلے کے قدموں میں جمع ہونے لگے۔ وہ اس میدان میں جمع ہو رہے تھے جس میں چاندنی بکھری ہوئی تھی اور جس کے عین بیچ میں وہ ٹیلا کھڑا ہوا تھا جس پر میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ بیٹھا یہ عجیب منظر دیکھ رہا تھا' وہ ٹیلے کی طرف بڑھ رہے تھے اور ان کے پیروں کی دھمک سے زمین لرز رہی تھی۔

غالباً میں بہت گھبرایا ہوا تھا اس لئے مجھے ایک کی جگہ دو ہاتھی نظر آرہے تھے یا شاید میں اتنا حیرت زدہ تھا کہ انہیں شمار نہ کرسکا تھا اس کے باوجود میں قسم کھا کر کہنے کو تیار ہوں کہ اس میدان میں کم سے کم ایک ہزار ہاتھی جمع تھے۔ لیکن میرے ساتھیوں نے بعد میں بتایا کہ ان کی تعداد ایک ہزار سے بہرحال زیادہ تھی۔ ہر گروہ کے آگے آگے ایک بڑا ہاتھی چل رہا تھا' گویا وہ پورے گروہ کی راہبری کر رہا تھا۔ ان جگادری ہاتھیوں کے لمبے لمبے دانت چاندنی میں چمک رہے تھے۔ اس بڑے ہاتھی کے پیچھے دوسرے ہاتھی تھے اور ان کے بعد ہتھنیاں تھیں جن میں اکثروں کے ساتھ بچے تھے اور ہتھنیوں کے بعد نوعمر ہاتھی تھے جو عمر اور قد و قامت کے اعتبار سے الگ الگ گروہ میں بٹے ہوئے تھے۔

تو کانیک نے جھوٹ نہ کہا تھا۔ یہ ہاتھیوں کی وہ مجلس یا دربار عام تھا۔ جس کا ذکر کانیک نے کیا تھا نہ صرف ذکر کیا تھا بلکہ یہ پیشن گوئی بھی کی تھی کہ ہم ہاتھیوں کے اس اجتماع کو دیکھ سکیں گے۔ لیکن سوال یہ تھا کہ خود کانیک کو ہاتھیوں کے اس اجتماع کا پتہ کیسے چل گیا؟ اور میں نے سوچا کہ شاید ہیس اور ٹام اور جیری کا خیال غلط نہ تھا۔ شاید کانیک



واقعی ایک زبردست جادوگر تھا جس نے غالباً ہمیں محض اس لئے اس جنگل میں بھیج دیا تھا کہ یہ ہاتھی ہمیں کچل کر رکھ دیں لیکن کانیک ہمیں مار ڈالنا کیوں چاہتا تھا۔

لیکن میں فوراً ہی کانیک کو بھول گیا اور میدان میں دیکھنے لگا۔ ہاتھی اس پلیٹ فارم کے تین طرف نیم دائرہ بنا کر کھڑے ہوگئے تھے جس پر وہ زبردست بوڑھا ہاتھی کھڑا ہوا تھا جس نے ٹام اور جیری کو تالاب میں پھینک دیا تھا۔ چند لمحوں تک ہاتھی خاموش اور بے حرکت کھڑے رہے اور پھر دفعتاً" وہ سب کے سب بہ یک وقت' جیسے کسی کا اشارہ پاکر' اپنے گھٹنوں پر بیٹھ گئے حتیٰ کہ ہاتھیوں کے بچے بھی اپنی سونڈ آگے لمبی کرکے بیٹھ گئے۔

"باس! یہ ہاتھی اپنے بادشاہ کو خراج عقیدت پیش کر رہے ہیں۔" ہیس نے کہا اور غالباً اس کا یہ خیال غلط نہ تھا۔

پلیٹ فارم پر کھڑے ہوئے بوڑھے جگادری ہاتھی نے ایک بار پھر اپنی سونڈ اٹھا کے بگل سا بجایا گویا اس نے اپنی رعایا کا سلام قبول کرلیا تھا۔ فوراً ہی ہاتھی اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر مجھے وہ منظر دیکھنے کو ملا جسے خواب ہی کہا جاسکتا ہے ہاتھیوں نے اپنے آپ کو الگ الگ دستوں میں تقسیم کرلیا اور پھر ہر دستہ بڑی ترتیب سے صفیں بنائے اس پلیٹ فارم کے سامنے سے گزرنے لگا۔ جس پر وہ بوڑھا جگادری ہاتھی کھڑا ہوا تھا ہر دستے کا ہر ہاتھی پلیٹ فارم کے سامنے سے گزرتے وقت اپنی سونڈ اٹھا کر ایک زوردار بگل سا بجا دیتا حتیٰ کہ ہاتھیوں کے بچے بھی اپنی کومل اور لچکدار آوازوں میں بگل بجا رہے تھے یہ فوجی قواعد ہوچکی تو ہاتھی پھر ایک جگہ گروہ بنا کے کھڑے ہوگئے لیکن اس طرح کہ اب وہ ہتھنیوں کی طرف رخ کئے کھڑے تھے۔ اور پھر ایک عجیب رقص سا شروع ہوا۔ عجیب وحشت انگیز ناچ تھا۔ جس کا مطلب میں سمجھ نہ سکا۔ بہرحال ہر ہاتھی نے اپنے لئے ایک ایک ہتھنی پسند کرلی اور پھر ہتھنیاں ہاتھیوں کو ہاتھی ہتھنیوں کو اپنی اپنی سونڈ سے چومنے اور سہلانے لگے۔ چنانچہ میں تو سمجھتا ہوں کہ یہ شاید کسی قسم کی رسم شادی تھی۔

یہ رسم جس طرح شروع ہوئی تھی اسی طرح فوری طور پر ختم ہوگئی۔ ہاتھی پھر الگ الگ گروہ میں بٹ گئے اور جس طرف سے ہر گروہ آیا تھا۔ اسی طرف چل دیا۔ تھوڑی دیر

بعد ہی میدان خالی تھا۔ البتہ وہ بوڑھا جگادری ہاتھی اب بھی اس چٹانی پلیٹ فارم پر کھڑا ہوا تھا۔

"باس! یہ کم بخت یہیں کھڑا رہے گا عمر بھر؟" ہیس نے سرگوشی میں کہا۔ "اگر ایسا ہی ہے باس تو پھر اسے گولی مار دینا ہی مناسب ہو گا۔ کیونکہ دوسرے ہاتھی تو اب جا چکے ہیں۔"

"خاموش!" میں نے کہا۔ "ورنہ وہ تمہاری باتیں سن لے گا۔"

آپ ہنسیں گے لیکن یہ حقیقت ہے کہ اس وقت میرے اعصاب اس بری طرح تن گئے تھے کہ خود مجھے احساس نہ تھا کہ میں کیسی احمقانہ بات کہہ گیا تھا۔

"ہاں باس۔" ہیس نے مجھ سے اتفاق کرتے ہوئے کہا۔ "یہ تو میں بھول ہی گیا تھا کہ یہ ہاتھی دراصل بھوت ہے۔ چنانچہ باس اب میں کہتا ہوں میں نے جو یہ کہا تھا کہ اسے گولی ماردی جائے تو وہ دراصل میں نے مذاق کیا تھا اور باس یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ یہ پھر دوسرے ہاتھیوں کو بلا لے۔"

اور عین اس وقت وہ بوڑھا جگادری ہاتھی پلٹا اور میں نے کانپ کر دیکھا کہ وہ سیدھا ہماری طرف آرہا تھا۔ اگر میں چاہتا بھی تو اس وقت اسے گولی نہ مار سکتا تھا کیونکہ اپنے ساتھیوں کی طرح میں نے بھی اپنی بندوق میں سے کارتوس نکال لئے تھے محض اس خوف سے کہ کہیں میری "رگ شکاریت" پھڑک اٹھے اور میں بے سوچے سمجھے اس ہاتھی پر گولی چلادوں۔ اس کے علاوہ میں اس پر گولی چلانا بھی نہ چاہتا تھا۔ خدا جانے کیوں؟ غالباً اس لئے کہ میں بہت زیادہ خوفزدہ تھا۔

ہاتھی ہمارے قریب بلکہ یوں کہئے کہ عین ہمارے سر پر آکھڑا ہوا۔ چند ثانیوں تک وہ خاموش اور بے حرکت کھڑا رہا' اور پھر اس نے اپنی زبردست سونڈ ہماری طرف بڑھائی۔ میں نے یہ سمجھ کر کہ آخری وقت آگیا ہے' فوراً ہی اپنے آپ پر فاتحہ پڑھ لیا۔ لیکن نہیں' ابھی میرا آخری وقت نہ آیا تھا۔ کیونکہ ہاتھی نے اپنی سونڈ کی نوک ۔۔۔ صرف نوک ۔۔۔ ہیس کے پیٹ پر رکھ دی۔ ہیس کسی نہ کسی طرح اٹھ کر گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا ۔۔۔ اور پھر وہ بڑے خوفناک انداز میں چنگھاڑا نہایت زور سے۔ ساتھ ہی اس کی سونڈ میں سے ہوا



کا ایک ایسا تیز جھکڑ سا برآمد ہوا کہ نہ صرف اردگرد کی مٹی کا بادل سا فضا میں بلند ہوا بلکہ ہوا کی اس پھنکار کی تاب نہ لا کر ہیس دھم سے الٹ کر چت گرا اور پھر ڈھلان پر سے قلابازیاں کھاتا سیدھا ٹام اور جیری کے سر پر جا پڑا۔

اب وہ ہاتھی پلٹا' بڑی شان سے ٹیلے کی ڈھلان اتر کر میدان میں پہنچا اور بڑی شاہانہ چال سے میدان عبور کر کے جنگل میں گھسا اور جنگل کے اندھیرے سایوں میں پہنچ کر نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ اس نے نظروں سے اوجھل ہونے کے بعد میں بھی پلٹ کر تالاب کے کنارے پہنچا اور سطح آب سے اپنے ہونٹ چپکا کے غٹ غٹ پانی پینے لگا۔ کیونکہ مارے خوف کے میرے بدن میں سے اتنا بہت سا پسینہ نکل گیا تھا کہ میرا حلق خشک ہو رہا تھا اور اب میں اپنے تینوں ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوا جو ایک سوار ایک ڈھیر کی طرح تالاب کے کنارے پر ہی پڑے ہوئے تھے۔ "میں تو اب مردہ ہوں باس۔" ہیس نے کہا جو ٹام اور جیری پر سوار تھا۔ "اس شیطان ہاتھی نے اتنے زور سے پھونک ماری تھی کہ میرے اعضاء پھٹ گئے یا شاید صاف اڑ گئے ہیں۔ چنانچہ اب میرے بدن میں کچھ نہیں رہ گیا ہے سوائے ریڑھ کی ہڈی کے۔"

"تم نے اس ہاتھی کو برا بھلا جو کہا تھا۔ صرف یہی نہیں بلکہ تم ہمارے آقا میکومیزن کو اسے گولی مارنے کے لئے بھی اکسا رہے تھے۔ چنانچہ اگر اس نے تمہیں سزا دی ہے تو تم اسی کے مستحق تھے۔" ٹام نے کہا۔ "لیکن اس عفریت نے ہمیں تو خواہ مخواہ ہی اٹھا کر تالاب میں پھینک دیا تھا۔"

"زرد رو آدمی۔ تمہارے اعضاء تمہارے جسم میں ہی ہوں یا نہ ہوں۔ بہرحال تم مہربانی کر کے میرے منہ پر سے اٹھ جاؤ فوراً ورنہ میں تمہارے کولھے میں کاٹ لوں گا نہایت زور سے۔" جیری نے بھنچی ہوئی آواز میں کہا۔

چنانچہ وہ تینوں ایک دوسرے پر سے اٹھ آئے۔ وہ ایسا مضحکہ خیز منظر پیش کر رہے تھے اور ایسی مضحکہ خیز باتیں کر رہے تھے کہ میرے منہ سے بے اختیار ایک قہقہہ پھوٹ پڑا اور فوراً ہی میرے تنے ہوئے اعصاب ڈھیلے پڑ گئے۔ اور میں نے اپنا پائپ جلا لیا۔

"اب بتاؤ کہ ہم کیا کریں؟" میں نے اپنے تینوں ساتھیوں سے پوچھا۔

"کرنا کیا ہے آقا؟ ہمیں فوراً یہاں سے نکل جانا چاہئے۔" ٹام نے کہا۔ "وہ ہاتھی، ہاتھی نہ تھا بلکہ ہاتھی کے روپ میں بدروح تھی یہ چھلنی ٹھیک کہتا ہے۔" جیری بولا۔ اگر وہ ہاتھی واقعی ہاتھی ہوتا تو اس نے ہمارا خاتمہ کردیا ہوتا' لیکن چونکہ وہ بدروح تھی اس لئے اس نے ہمیں اٹھا کر پانی میں پھینک دیا

"بیوقوفو! ہیس نے اپنے پیٹ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔ تمہارے خیال میں بدروح ہاتھی سے بہتر ہوتی ہے؟ سچ تو یہ ہے...... اور یہ باس بھی جانتے ہیں..... وہ نہ ہاتھی تھا اور نہ بدروح وہ دراصل کبھی سردار یا بادشاہ تھا جس نے یہاں اس جگہ حکومت کی تھی۔ کبھی وہ انسان تھا لیکن اب وہ ہاتھی بن گیا ہے اور وہ تمام ہاتھی بھی' جو اسے خراج عقیدت پیش کر رہے تھے' کبھی انسان اور اس بڑے ہاتھی کی رعایا تھے لیکن اب وہ لوگ بھی ہاتھی بن گئے ہیں۔ اس کے باوجود میں تم دونوں سے متفق ہوں۔ ہم اس آسیب زدہ جنگل سے جتنی جلد باہر نکل جائیں اتنا ہی اچھا ہے۔"

"تم تینوں گدھے ہو۔" میں نے کہا۔ "صبح تک ہم اسی جگہ رکے رہیں گے۔ تم تینوں اس کھڈ کے کنارے پر چلے جاؤ اور جاگتے رہو۔ میں تھکا ہوا ہوں چنانچہ میں تو اب سوتا ہوں۔ اگر تم ہاتھیوں کو یا ہاتھی کو پھر آتے دیکھو تو مجھے فوراً بیدار کر دینا۔"

اور میں نے زمین پر لیٹ کر آنکھیں بند کر لیں۔ میں کہہ چکا ہوں کہ میں کسی بھی جگہ اور کیسے ہی حالات میں جب چاہوں سو سکتا ہوں۔ چنانچہ اس عجیب اور لرزہ خیز تجربے کے بعد بھی مجھے نیند آگئی۔ اور میں سوگیا یا یوں کہئے کہ اونگھ گیا۔ میں کبھی مستقبل کی فکر نہیں کرتا کیونکہ یہ میرا ایمان ہے کہ جو کچھ ہونا ہے ہو کر رہے گا..... اگر میری قسمت میں یہی لکھا ہے کہ میری موت کسی ہتھنی کے روپ میں آئے تو یونہی ہوگا پھر فکر کرنے سے کیا فائدہ؟

چنانچہ میں سوگیا اور میں نے خواب میں دیکھا کہ یہ ٹیلا ایک بھرے ہوئے تالاب کے عین بیچ میں ہے اور یہ ویران نہیں ہے بلکہ اس پر ایک قبیلہ آباد ہے۔ مرد طویل القامت



اور سیاہ فام ہیں۔ عورتیں قبول صورت ہیں۔ اور انہوں نے رنگ برنگے کپڑے پہن رکھے ہیں۔ ٹیلے کی چوٹی پر گارے اور گھاس پھوس کی چھت والی مخروطی شکل کی جھونپڑیاں ہیں اور ٹیلے کے قدموں میں چوبی گھاٹ ہیں جن سے ڈونگے بندھے ہوئے ہیں۔ دوسرے ڈونگے تالاب میں تیر رہے ہیں۔ ہر ڈونگے میں دو دو تین تین آدمی بیٹھے مچھلیوں کا شکار کر رہے ہیں اور اس تالاب کے چاروں طرف گھنا جنگل ہے..... جیسا کہ آج بھی موجود ہے..... اس کھڈ میں..... جس میں میں تالاب کے کنارے لیٹا ہوا تھا..... خواب میں مجھے ایک سائبان سا نظر آرہا تھا جس کے ستونوں پر عجیب طرح کے نقش و نگار بنے ہوئے تھے۔

اس سائبان میں اس وقت مجلس مشاورت ہو رہی تھی ایک دہرے بدن کا شخص ہاتھی دانت کی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا اور اراکین مجلس کے سامنے کوئی پر زور تقریر کر رہا تھا۔ وہ دونوں ہاتھ اپنے سینے پر مار رہا تھا اور گرج رہا تھا وہ خاموش ہو گیا اور اراکین مجلس آپس میں کچھ مشورہ کرنے لگے تو میری آنکھ کھل گئی اور میں نے دیکھا کہ دن نکل آیا تھا۔

بے شک یہ ایک احمقانہ خواب تھا۔ جو جنگل کے اس پراسرار ماحول کا نتیجہ تھا تاہم یہ اب مجھے اب تک یاد ہے۔ اور اس قبیلے کی تاریخ کی ایک معلوم ہوتی ہے جو کبھی اس ٹیلے پر آباد تھا۔

میری طرح ہیس بھی سو گیا تھا لیکن ٹام اور جیری نے مارے خوف کے پلک تک نہ جھپک سکے تھے' بتایا کہ انہوں نے نہ تو ہاتھیوں کو دیکھا اور نہ ہی ان کی آوازیں سنیں۔

"تو پھر مناسب ہو گا کہ ان ہاتھیوں کے آنے سے پہلے ہم روانہ ہو جائیں۔" میں نے بڑی بشاشت سے کہا۔

چنانچہ ہم نے بچا کچا کھانا کھایا' پانی پیا اور اس آسیبی ٹیلے پر سے اتر آئے۔ اور جب ہم وہ میدان عبور کر رہے تھے تو خوش اور مطمئن تھے۔ کم سے کم میں اور ہیس تو مطمئن تھے اور ہاتھیوں کے اجتماع کا واقعہ کم سے کم مجھے تو ایک خواب پریشان معلوم ہو رہا تھا۔ حالانکہ چند گھنٹوں پہلے ہی میں اپنی آنکھوں سے ہاتھیوں کا وہ عجیب رقص دیکھ چکا تھا۔ لیکن جب ہم میدان عبور کر کے جنگل میں داخل ہوئے تو ہماری بشاشت اور سارا

اطمینان رخصت ہو گیا۔ جنگل کی خاموشی اور نیم تاریکی میں کوئی خاص بات تھی جو ہمارے اعصاب پر اثر انداز ہو رہی تھی اس ٹیلے کی طرف جاتے وقت میں نے درختوں کے تنوں پر نشانات بنا دیئے تھے کہ واپسی میں ہم راستہ نہ بھول جائیں۔ چنانچہ درختوں کے تنوں پر بنے ہوئے انہی نشانات کی وجہ سے ہمیں راستہ تلاش کرنے میں دقتوں کا سامنا نہ کرنا پڑا ہم لوگ خاموشی سے آگے بڑھتے رہے اور جب اس جگہ پہنچے جہاں سے ہاتھیوں کے پیروں کے نشانات غائب ہو گئے تھے تو میں نے دیکھا کہ بیس کچھ بے چین نظر آرہا تھا اور بار بار گردن گھما کر پیچھے دیکھ رہا تھا۔

"کیا بات ہے بیس؟" میں نے پوچھا۔

"باس گردن گھما کے پیچھے دیکھ لیں اور انہیں معلوم ہو ہی جائے گا کہ بات کیا ہے بشرطیکہ تالاب کے پانی سے مجھے نشہ نہ چڑھ آیا ہو اور مجھے کچھ الٹا سیدھا نظر نہ آرہا ہو۔"

میں نے گردن گھما کر دیکھا اور مجھے بھی وہ نظر آگیا جو بیس کو نظر آرہا تھا وہ زبردست درختوں کے تنوں کے درمیان، ہمارے عین پیچھے اور ہم سے کوئی سو گز دور وہ کھڑا ہوا تھا۔ ہمارا دوست ہاتھی۔ وہی جگاوری ہاتھی جس نے ٹام اور جیری کو تالاب میں پھینک دیا۔ وہ جو دوسرے ہاتھیوں کا سردار یا بادشاہ تھا۔

میں چلتے چلتے ایک دم سے رک گیا کیونکہ، مجھے اعتراف ہے، میری ٹانگیں دفعتاً جواب دے گئی تھیں۔

"وہ شاید کوئی سایہ ہے......یا خیالی پیکر" میں نے کہا۔

"نہیں باس وہ کمبخت وہی ہے پچھلے نصف میل سے میں اس کے وجود کو اپنے عین پیچھے محسوس کر رہا تھا لیکن یہ سوچ کر خاموش تھا کہ میرا وہم ہو گا۔ اس کے باوجود اگر باس کو شک ہو تو وہ اس کے قریب جا کر اپنا شک دور کر سکتے ہیں۔"

عین اس وقت ٹام اور جیری، جو ہم سے چند قدم آگے تھے، بھاگتے ہوئے آئے اور کانپتی ہوئی آواز میں انہوں نے اعلان کیا کہ انہیں راستے کے دائیں بائیں ہاتھی نظر آئے تھے چنانچہ انہوں نے مشورہ دیا .... مناسب ہو گا کہ ہم آگے بڑھنے کی بجائے واپس لوٹ جائیں۔



"ہاں ہاں۔ کیوں نہیں" بیس نے کہا "تم دونوں بہت بہادر ہو، جیسا کہ تم نے میرے سامنے اکثر دفعہ دعویٰ کیا ہے۔ چنانچہ تم ہی لوٹ چلو۔"

اور اس نے جگاوری ہاتھی کی طرف اشارہ کیا جو اس اثنا میں شاید چند قدم آگے بڑھ آیا تھا اور اگر حقیقت میں وہ آگے بڑھ آیا تھا ایک بار پھر وہ بے حرکت کھڑا ہوا تھا۔

ان دونوں نے اسے دیکھا اور ان کے چہرے کا رنگ اڑ گیا۔ میں نے سمجھا کہ وہ کوئی دم میں بیہوش ہوا چاہتے ہیں۔ وہ بے حد خوفزدہ تھے اور حقیقت یہ ہے کہ میں خود بھی خوفزدہ تھا۔ تاہم میں نے اپنے حواس بجا رکھے اور آگے بڑھنے کا حکم دیا۔

"ہاں ہاں چلو" بیس نے کہا۔ یقیناً وہ بھی خوفزدہ تھا لیکن خدا جانے کیوں اس وقت نشتر زنی پر تلا ہوا تھا۔ "آگے بڑھو اے بہادر شکاریو! تم لوگ پیشہ ور شکاری ہو اور ہاتھیوں کو مارنا تو تمہارا کام ہی ہے۔ اور دیکھو بہادرو! مجھ غریب اور کمزور شخص کی حفاظت کرنا نہیں بھولنا۔ ان درختوں کی طرف نہ دیکھو ہم نہ تو چھپکلیاں ہیں اور نہ کٹھ بھوڑ کہ کسی درخت پر چڑھ جائیں۔ تم دیکھ ہی رہے ہو۔ کہ درختوں کے تنے سیدھے اور چکنے ہیں لہٰذا ان پر چڑھنا ممکن ہی نہیں اور بفرض محال اگر ہم کسی درخت پر چڑھ بھی گئے تو اس کا کیا فائدہ ہو گا؟ کیونکہ تم جانو یہ بھوت ہاتھی اس وقت تک درخت کے نیچے ہی بیٹھ رہے گا جب تک کہ ہم اس پر سے اتر نہیں آتے۔ آگے بڑھو اے بہادر شکاریو۔ ابھی پچھلی رات ہی تو تم مجھ سے کہہ رہے تھے کہ انسان بڑا ہی ہوشیار اور عقل مند ہوتا ہے اسے دیکھتے ہی ہاتھی دم دبا کر بھاگ جاتا ہے۔"

چنانچہ ہم آگے بڑھتے اور بیس بکتا رہا یہاں تک کہ میں نے اسے ڈانٹ دیا۔

"چلو، ذرا تیز قدم اٹھاؤ" میں نے کہا۔ "اور ساتھ ہی ساتھ رہو کیونکہ اس کے علاوہ ہم کچھ نہیں کر سکتے اور یہ نہ بھولو کہ اگر کسی نے غلطی سے بھی گولی چلا دی تو ہم ان ہاتھیوں کے پیروں تلے کچلے جائیں گے چنانچہ اس وقت تک گولی نہ چلائی جائے جب تک ہاتھی ہم پر حملہ نہیں کرتے اور جب گولی چلانے کے علاوہ کوئی چارہ نہ ہو۔ آؤ میرے

پیچھے۔"

اور وہ میرے پیچھے آنے لگے لیکن مجھ سے اتنے قریب تھے کہ جب میں ایک اچانک رک گیا تو ان میں سے کسی کی بندوق کی نالی، جو بھری ہوئی تھی میری پیٹھ میں لگ گئی۔

اور تھوڑی دیر بعد ہی ایک لرزہ خیز انکشاف ہوا۔ ہم ہاتھیوں کے نرغے میں تھے یعنی پیچھے تو وہ جگادری ہاتھی تھا اور دائیں بائیں دوسرے بہت سے ہاتھی تھے البتہ سامنے ایک بھی ہاتھی نظر نہ آرہا تھا۔ یوں معلوم ہوتا تھا جیسے ہاتھی ہمیں اس جنگل سے رخصت کرنے آرہے ہوں۔ جیسے وہ بہ حفاظت ہمیں اس جنگل سے باہر پہنچا دینا چاہتے ہوں۔ بات کچھ تھی بھی ایسی ہی۔ کیونکہ انہوں نے سامنے راستہ کھلا چھوڑ دیا تھا اور ہمارے دائیں بائیں چل رہے تھے اور پیچھے وہی جگادری ہاتھی چلا آرہا تھا۔ یقیناً وہ ہاتھی ہم پر نظر بھی رکھ رہے تھے۔ کیونکہ وقتاً" فوقتاً" کبھی دائیں کبھی بائیں طرف سے ایک سونڈ ہماری طرف بڑھا دی جاتی، سونڈ کا مالک خوں خاں کرکے سونگھتا اور پھر اپنی سونڈ واپس کھینچ لیتا۔ اس کے علاوہ ایک بات اور بھی تھی۔ وقتاً" فوقتاً" کوئی ہاتھی دائیں یا بائیں طرف سے نکل کر راستے کے کنارے آکھڑا ہوتا اور ہم اس کے خوف سے سیدھے سیدھے نکلے چلے جاتے۔ یعنی کسی طرف مڑنے کی کوشش نہ کرتے۔ اس سے صاف ظاہر تھا کہ وہ ہاتھی جنہیں ہیس بھوت کہتا تھا، ہمیں سیدھے سیدھے جنگل سے باہر نکال رہے تھے۔

دوسری بات میں نے یہ بھی دیکھی کہ جب ہم اس مقام سے، جہاں دائیں بائیں ہاتھی کھڑے ہوتے، آگے بڑھ جاتے تو وہ ہاتھی پھر کسی طرف جانے کے بجائے جگادری ہاتھی کے پیچھے گویا بڑے احترام سے چلنے لگتے۔ اس کا پتہ مجھے اس وقت چلا جب ہم جنگل کے درمیان چھٹے ہوئے ایک میدان کو عبور کر رہے تھے۔ اس میدان کے کنارے پر پہنچ کر میں نے پیچھے دیکھا اور یہ دیکھ کر میرا دل قلابازی سے کھا گیا۔ کہ جگادری ہاتھی کے پیچھے دوسرے ہاتھیوں کی ایک قطار سی چلی آرہی تھی۔ اس کے باوجود راستے دائیں بائیں اب بھی کافی ہاتھی کھڑے ہوئے تھے یوں معلوم ہوتا تھا جیسے افریقہ کے تمام ہاتھی اس جنگل میں



آگئے ہوں۔

بہر حال تفصیلات بیان کرنا فضول ہے کیونکہ تفصیلات بیان کرنے سے ایک ہی بات کو بار بار دہرانا پڑے گا۔ قصہ مختصر کئی گھنٹوں تک ہم چلتے رہے یہاں تک کہ پڑاؤ کے قریب پہنچ گئے۔ اب جنگل گھنا نہ رہا تھا اور جگہ جگہ گھاس کے قطعات اور جھاڑیاں بھی نظر آرہی تھیں۔ ہم اپنے پڑاؤ سے کوئی ایک میل دور ہوں گے کہ ٹام اور جیری نے گردن گھما کر پیچھے دیکھا اور بے حد گھبرائی ہوئی آواز میں کہا:

"آقا! میکومیزن! وہ ..... وہ ..... ہاتھی اب بھاگے آرہے ہیں۔"

میں نے بھی جلدی سے گردن گھما کر پیچھے دیکھا ٹام یا شاید جیری نے واقعی غلط نہ کہا تھا۔ وہ جگادری ہاتھی اب اطمینان سے چل نہ رہا تھا۔ بلکہ اب اس نے ہماری طرف بھاگنا شروع کردیا تھا۔ اور اس کی رعایا بھی اس کے پیچھے بھاگی آرہی تھی۔ غالباً یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ ہم بھی ایک دم سے بھاگ پڑے۔

میرے خدا! اس آخری فاصلے کو میں کبھی نہ بھلا سکوں گا۔ ہمارے یا کم سے کم میرے دل کی حالت کو الفاظ میں بیان کرنا ممکن ہی نہیں۔ میں اس قدر تیز بھاگ رہا تھا کہ اپنی زندگی میں پہلے کبھی اس قدر تیز نہ بھاگا تھا۔ میرے ساتھی نہ صرف میرے ساتھ بھاگ رہے تھے بلکہ مجھ سے آگے نکلنے کی کوشش کر رہے تھے۔ یوں معلوم ہوتا تھا جیسے ہم میں دوڑ لگ گئی ہو۔ اور ہمارے پیچھے ہاتھیوں کا گروہ بھاگا آرہا تھا اور ان کے قدموں کی دھمک سے زمین لرز رہی تھی اور ہمارے دل دہل رہے تھے۔ ہاتھی لحظہ بہ لحظہ ہمارے قریب ہوتے جارہے تھے۔ قریب ..... قریب ..... اور قریب ..... وہ بہت قریب آگئے تھے اور میں ان کے نفس کی گہری آواز سن رہا تھا۔ میں ان کی پھنکار سن رہا تھا اور وہ سامنے ہمارا پڑاؤ تھا اور پڑاؤ سے باہر کانیک کھڑا ہوا تھا۔ اس نے سفید چغہ پہن رکھا تھا اور خود کانیک اس چغے میں کسی دیوتا کی طرح معلوم ہو رہا تھا۔

دفعتاً" ہاتھیوں نے اسے ..... کانیک کو ..... دیکھ لیا یا شاید انہیں الاؤ میں سے اٹھتا ہوا دھواں نظر آگیا۔ وجہ کچھ بھی ہو بہرحال تمام ہاتھی یک لخت یوں ٹھہر گئے جیسے انہیں کسی

نے بریک لگا دیئے ہوں یا جیسے ان کے پیر زمین میں دھنس گئے ہوں۔ پھر وہ خاموشی سے جنگل میں گھس گئے البتہ وہ جگادری ہاتھی چند ثانیوں تک کھڑا رہا جیسے چھوڑ کر جانا نہ چاہتا ہو۔ لیکن پھر وہ بھی پلٹا اور اپنے ساتھیوں کے پیچھے گویا دل ٹوٹ چل دیا۔

اور میں پڑاؤ میں داخل ہوا تو میری عجیب حالت ہو رہی تھی پیر لڑکھڑا رہے تھے پھولا ہوا تھا اور چہرہ اپنی ذلت کے خیال سے سرخ تھا جی ہاں میں 'ایلن کوارٹرمین' مشہور شکاری ہاتھیوں کے سامنے سے بزدلوں کی طرح بھاگا آیا تھا۔ جی ہاں' میں ہاتھی بہترین شکاری کے طور پر مشہور تھا۔ میرے نشانے بازی کی دھوم تھی۔ لیکن میں کے آگے بھاگ رہا تھا اور ہاتھی میرا تعاقب کر رہے تھے۔ اور سب سے زیادہ شرم تو یہ تھی کہ میں نے ایک گولی تک نہ چلائی تھی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ میری و رسوائی کا تماشہ دیکھنے والے بہت کم لوگ تھے ایک تو وہی پراسرار کانیک .... وہی مکڑا جس نے خدا جانے کس طرح مجھے اپنے جال میں پھنسالیا تھا اور چند باربردار کانیک کے ہی قبیلے سے تعلق رکھتے تھے لیکن ظاہر ہے کہ اس سے کوئی فرق نہ پڑتا اگر وہاں کوئی بھی نہ ہوتا تب بھی میں ایسی ہی شرم اور خجالت محسوس کرتا' اور پھر مجھے بھی تھا کانیک پر کیونکہ مجھے یہ شک سا ہو چلا تھا کہ مجھے خود کانیک نے قصداً رسوا کیا بلکہ اس پورے معاملے میں مجھے اسی پراسرار شیطان کا ہاتھ نظر آ رہا تھا۔ اس کے علاوہ ہیٹ بھی اس اندھی دوڑ میں گر گیا تھا اور اس کے بغیر میں ایک عجیب طرح کی بے محسوس کر رہا تھا۔

کانیک گھوڑے پر سے اتر کر مسکراتا ہوا میرے قریب آ کھڑا ہوا۔

"آقا میکومیزن! خوب شکار کیا ہوگا تم نے کیونکہ تمہیں تو بہت سے ہاتھی ملے تھے۔ کبھی کسی شکاری کو ایک ہی جگہ اتنے بہت سے ہاتھی نہ ملے ہوں گے۔ چنانچہ خوش قسمت ہو تم۔" وہ بولا۔

"تم میرا مذاق اڑا رہے ہو کانیک؟" میں نے کہا۔ "تم خود دیکھ چکے ہو۔ کہ میں



نہ کر رہا تھا۔ بلکہ الٹا خود شکار ہونے والا تھا بہرحال ایک نہ ایک دن تم بھی شکار ہو جاؤ گے اور اس وقت میں تم پر ہنسوں گا۔"

اور میں اسے ایک طرف دھکیل کر اپنے خیمے میں جا گھسا۔

اور میں اسے ایک طرف دھکیل کر اپنے خیمے میں جا گھسا۔ میں نے اپنے آپ کو سفری پلنگ پر ڈال دیا اور اپنے تینوں ساتھیوں کو آتے دیکھتا رہا۔ ہاتھیوں کے لوٹ جانے کے بعد ان تینوں نے بھاگنا ترک کر کے چلنا شروع کر دیا تھا۔ چنانچہ وہ اب پڑاؤ میں داخل ہوئے تھے' ٹام اور جیری کی زبانیں غصے کی شدت سے گنگ ہو گئی تھیں۔ ان دونوں نے اپنے گھونسے کانیک کی طرف ہلائے اور اگر اس وقت ان کی بندوقیں ان کے پاس ہوتیں تو انہوں نے یقیناً کانیک کو گولی مار دی ہوتی۔ لیکن ان کی بندوقیں اس آخری دوڑ میں ان کے ہاتھوں سے چھوٹ گئی تھیں (بعد میں یہ دونوں بندوقیں اور میرا ہیٹ بھی صحیح سلامت مل گیا)

"تم نے ہمارے آقا کی نظروں میں ہمیں بزدل ثابت کر دیا ہے۔" ان دونوں میں سے کسی ایک نے کہا.... میں بھول گیا ہوں کہ ٹام تھا یا جیری.... کانیک سے کہا اور پھر وہ دونوں میری نظر کی حدود میں سے نکل گئے گویا اپنی صورت مجھے دکھاتے شرما رہے تھے۔

اور آخر میں ہیس آیا۔ اس کی بندوق اس کے ہاتھ میں ہی تھی۔ وہ زمین پر پھسکڑا مار کر بیٹھ گیا اور اپنے ہیٹ سے اپنے چہرے پر پنکھا جھلنے لگا۔

"ہیس! ہر ایک مجھ سے خفا کیوں نظر آتا ہے؟" کانیک نے پوچھا۔

"مجھے کیا پتہ۔" ہیس نے جواب دیا۔ "لیکن اگر تم اس بوتل میں سے مجھے چند قطرے پلا دو تو شاید میں کچھ کہہ سکوں۔"

"کون سی بوتل میں سے؟"

"وہی جو تم نے اپنے کمبل میں چھپا رکھی ہے۔ میرا مطلب اس بوتل سے ہے جو باس نے تمہیں اس وقت دی تھی۔ جب تم ڈاڑھ کے درد سے تڑپ رہے تھے۔"

کانیک اس سائبان میں چلا گیا جو درختوں کی ٹہنیوں سے اپنے لئے بنوایا تھا۔ کانیک

اسی سائبان میں سوتا تھا۔ وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں جن شراب کی بوتل تھی۔ اس نے ایک کافی بڑا پیگ ایک پیالے میں انڈیل کے ہیس کی طرف بڑھا دیا۔ ہیس کا پورا پیگ ایک ہی سانس میں غٹ غٹا گیا۔

"ہاں۔ اب دماغ صاف ہو رہا ہے۔" ہیس نے اپنے ہونٹ چوس کر کہا۔ "کیا پوچھا تھا تم نے کہ سب کے سب خفا کیوں ہیں تم سے؟ ٹھیک ہے۔ وہ لوگ تم سے اس لئے خفا ہیں کانیک کہ تم نے اس کے ساتھ ایک ذلیل چال چلی ہے۔"

"میں نے .... ؟ چال چلی ہے؟"

"ہاں۔ تم چونکہ جادوگر ہو اس لئے تم نے ان روحوں کو' جو تمہارے قبضے میں ہیں ہاتھیوں کے روپ میں اس جنگل میں بھیج دیا کہ وہ ہمیں پریشان کریں' ہمارا تعاقب کریں تاکہ تم ہم لوگوں پر ہنس سکو۔"

"میں نے ایسی کوئی بات نہیں کی ہے۔" کانیک نے بڑی معصومیت سے کہا۔ "میں دیوتا تو ہوں نہیں کہ ہاتھی بنا کر ان میں روح پھونک دوں۔"

"ہاں واقعی تم دیوتا نہیں ہو کانیک۔ تم سب کچھ تو بن سکتے ہو لیکن دیوتا نہیں بن سکتے اور ان دونوں بیوقوفوں' ٹام اور جیری کی طرح' میں تمہاری کسی بات میں یقین نہیں رکھتا۔ تاہم اتنا ضرور کہے دیتا ہوں کہ اگر آئندہ کبھی تم نے ہمیں شکار پر بھیجا اور ایسا ہی کوئی واقعہ ہوا تو پھر بہت برا ہو گا۔ پھر ہم یہ بھی معلوم کرنا چاہیں گے کہ جادوگر پر ہماری بندوق کی گولی اثر کرتی ہے یا نہیں۔ اور اب چونکہ تمہاری ڈاڑھ کا درد جاتا رہا ہے اس لئے میں یہ بوتل تم سے لے کر باس کو دیئے دیتا ہوں کیونکہ ان کے پاس اس کا زیادہ ذخیرہ نہیں ہے اور تم جانو کوئی بھی جادوگر' پھر وہ کانیک ہی کیوں نہ ہو' اپنے جادو کے زور سے عمدہ شراب نہیں بنا سکتا۔"

اور پھر وہ اٹھا اور کانیک کے ہاتھ سے شراب کی بوتل جھپٹ لی۔ یہاں میں یہ بتا دوں کہ اس نے بڑی ایمانداری کا ثبوت دیتے ہوئے وہ بوتل میرے حوالے کر دی تھی۔

تو یہ تھا ہمارا ہاتھیوں کا وہ شکار جس کے ذریعہ ہم نے اپنے اس بے رنگ اور



بے کیف سفر کو دلچسپ بنانے اور ٹام اور جیری کی اداسی کو دور کرنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن ہمارے اس شکار یا یوں کہئے کہ ہم سب کا جو انجام ہوا اس نے ہم سب کے اعصاب کو جھنجوڑ کر رکھ دیا اور میرے دونوں شکاری ملازموں کا خوف تو اس واقعہ کے بعد انتہا کو پہنچ گیا۔ لیکن ہاتھی کانیک کو دیکھتے ہی پلٹ گئے تھے اور ہم سب زندہ اور صحیح سلامت تھے۔ پھر ٹام اور جیری کے خوف کی وجہ کیا تھی؟ سچ تو یہ ہے کہ اس سوال کا جواب وہ خود بھی نہ دے سکتے تھے۔

بہرحال یہ حقیقت ہے کہ ہاتھیوں کا یہ پورا معاملہ ہی عجیب و غریب اور سراسر غیر فطری سا تھا۔ پہلے کبھی ہاتھیوں نے کسی کے ساتھ نہ تو ایسا سلوک کیا ہو گا جیسا ہمارے ساتھ کیا تھا اور نہ ہی کبھی ایسی رحم دلی کا ثبوت دیا ہو گا۔ جیسا کہ ہمارے معاملے میں دیا تھا۔

جب ہم اس جنگل میں وہاں ٹیلے پر سو رہے تھے۔ وہ جگادری ہاتھی آگیا تھا تو وہ ہمیں چھوڑ کر بھاگ کیوں نہ گیا یا اس نے ہمیں اسی جگہ اپنے پیروں تلے کیوں نہ روند دیا؟ وہ جگادری ہاتھی اور اس کے ساتھی گویا دھکیلتے ہوئے ہمیں جنگل کے کنارے تک کیوں نہ لے آئے؟ ان میں سے کسی ایک نے بھی ہمیں نقصان پہنچانے کی کوشش نہ کی۔ کیوں؟ ظاہر ہے کہ ہاتھیوں کے ہی غیر معمولی رویئے میں ٹام اور جیری کو جادو نظر آیا تھا اور اسی لئے وہ خوفزدہ تھے۔

میں اسی مسئلے پر غور کر رہا تھا اور ٹام اور جیری کے خوف کو بے بنیاد یقین دلانے ہی والا تھا کہ مجھے یاد آیا کہ ہماری اس عجیب و غریب مہم کا ہر واقعہ حقیقت سے کوسوں دور تھا اور ایک طویل اور مسلسل خواب کا ایک حصہ معلوم ہوتا تھا۔ مثلاً جب ہم اس سفر پر روانہ ہوئے ہیں اور بستی والوں نے ہمارا تعاقب کیا ہے تو اس وقت مجھے اور میرے ساتھیوں کو یقین تھا کہ ہمارے اور بستی والوں کے درمیان ایک زبردست جنگ ہو گی لیکن جنگ نہ ہوئی۔ کم سے کم ہمارے اور بستی والوں کے درمیان نہ ہوئی۔ ہماری طرف سے صرف ایک ہی گولی چلائی گئی۔ یہ گولی میں نے چلائی تھی اور گائیکا کو مار گرایا تھا یہاں یہ

بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ گائیکا کانیک کا جانی دشمن تھا اور بہرطور وہ کانیک کو ہلاک کرنے کے در پے تھا۔ اسی طرح ہم اپنے دل میں ایک ولولہ اور امنگ لے کر اور بڑی تیاریوں کے بعد ہاتھیوں کے شکار کو روانہ ہوئے تھے اور ہمیں بے شمار ہاتھی مل بھی گئے لیکن ہوا یہ کہ ہماری طرف سے ایک بھی گولی نہ چلائی گئی۔ اس کے برخلاف خود ہاتھیوں نے ہمارا تعاقب کیا اور ہمیں اس جنگل سے صحیح معنوں میں نکال باہر کیا۔ اس کے علاوہ چند دوسرے بھی اسی قسم کے واقعات تھے جنہیں بیان کرنا ضروری نہیں۔ قصہ مختصر یہ پورا معاملہ بلکہ یوں کہنا زیادہ مناسب ہوگا۔ کہ یہ پوری مہم ہی سراسر الجھی ہوئی اور پراسرار تھی جو ایک خواب پریشان معلوم ہوتی تھی۔ ایسا خواب جو بخار میں پھنکتے ہوئے شخص کو نظر آتا ہے۔

میں اس مہم سے تھک چکا تھا اور بہرطور فرار ہو جانا چاہتا تھا۔ اس معاملے سے الگ ہونے کی خواہش نے ایسی شدت اختیار کی کہ اسی رات میں نے کانیک کے سامنے اس کا اظہار کردیا اور اس سے کہا کہ میرے دونوں شکاری مارے خوف کے نیم پاگل سے ہو چکے ہیں اور چونکہ انہیں اکیلے واپس بھیجنا مناسب نہیں اس لئے بہتر ہوگا کانیک مجھے بھی ان کے ساتھ چلے جانے کی اجازت دے دے یہ سن کر کانیک بہت پریشان اور خفا ہوا اور میرے ساتھ بحث کرنے لگا اور سفر کے خطرات گنانے لگا لیکن جب میں اپنی بات پر اڑا رہا تو کانیک کا لہجہ دفعتاً بدل گیا اور اس نے صاف صاف لفظوں میں کہہ دیا کہ اگر میں نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا تو واپسی کے سفر میں ہم چاروں مارے جائیں گے۔

"کس کے ہاتھوں کانیک! تمہارے ہاتھوں؟" میں نے پوچھا۔

"نہیں آقا۔" اس نے جواب دیا۔ "تم مجھ سے اجرت حاصل کرنے کے بعد وعدہ خلافی ہی کیوں نہ کرو (اجرت سے اس کی مراد ہاتھی دانت اور سونے کے ان سکوں سے تھی جو میں اس سے وصول کر چکا تھا) میں تمہیں، انگلی بھی نہ لگاؤں گا۔ میں اتنا گرا ہوا ذلیل نہیں ہوں کہ اپنے اس محسن سے برائی کروں جس نے اپنی جان خطرے میں ڈال کر میری جان بچائی تھی حالانکہ حقیقت میں تم نے کوئی خطرہ مول نہ لیا تھا۔"



"کیا مطلب؟ یہ تمہیں کیسے معلوم ہوا کانیک؟"

"میرا مطلب وہی ہے جو میں نے کہا اور میں سب کچھ جانتا ہوں اس سرنگ میں بھی تم پوری طرح محفوظ تھے حالانکہ تم اپنے آپ کو خطرے میں سمجھ رہے تھے اور تم اس وقت بھی محفوظ تھے جب بستی والوں نے حملہ کیا تھا۔ اور اس وقت بھی قطعی محفوظ تھے جب ہاتھی تمہارا تعاقب کر رہے تھے اور میکومیزن! تم اس سفر اور مہم میں آخر وقت تک محفوظ رہو گے بشرطیکہ تم اپنے وعدوں کو فراموش نہ کرگئے۔ کیونکہ آقا ابتداء ہی میں تم سے اس کا وعدہ کر لیا گیا ہے۔"

"ہاں کانیک۔ یہ وعدہ اس عورت نے کیا ہے جسے میں اب اپنے ساتھ اور کسی بھی جگہ دیکھ نہیں رہا۔"

"لیکن آقا جو نظر نہ آئے وہ یا اس کی قوت موجود رہتی ہے۔ چنانچہ وہ عورت یا اس کی قوت ہمارے ساتھ ہے اور تمہاری حفاظت کر رہی ہے۔ لیکن اگر تم نے آدھے راستے میں سے ہی میرا ساتھ چھوڑ دیا تو پھر وہ قوت تمہارا ساتھ چھوڑ دے گی۔ وہ تمہاری حفاظت سے دست بردار ہو جائے گی۔ وہ قبائل' جنہوں نے اس سفر میں تمہارا استقبال کیا ہے اور تم پر چڑھاوے چڑھائے ہیں' واپسی کے سفر میں تمہارے خلاف ہو جائیں گے۔ ہاں سن لو کہ ایک ایک قبیلہ تمہارے خلاف صف آرا ہوگا۔ وہ تم سے جنگ کریں گے اور ایک نہ ایک قبیلے کے ہاتھوں تم مارے جاؤ گے۔ آقا میکومیزن تم ساحل تک نہ پہنچ پاؤ گے۔"

"اس اطلاع دہی کا شکریہ۔" میں نے اپنے غصے کو حتی الامکان قابو میں کرتے ہوئے کہا۔ "تم بار بار میرے اس سفر اور مہم کا ذکر کرتے ہو۔ اب اگر بار خاطر نہ ہو تو یہ بھی بتاؤ کہ یہ مہم کیا ہے اور اس میں مجھے کون سا کردار ادا کرنا ہے۔ جہاں تک مجھے یاد ہے میں محض ایک تالاب اور نئی چیزوں کو دیکھنے کے شوق میں اس سفر پر روانہ ہوا تھا۔ لیکن اب میں نے اپنا ارادہ بدل دیا ہے۔ اب میں اس تالاب تک جانا نہیں چاہتا جس کا نام "موں" یا تالاب مقدس ہے اور تم جانو میں اپنی مرضی کا مالک ہوں اگر میں کوئی ارادہ کرتا ہوں تو بعد میں اسے تبدیل بھی کر سکتا ہوں اور اس کا مجھے حق حاصل ہے۔"

"اس کے باوجود آقا تمہیں یہ سفر کرنا ہوگا۔ میری طرح تمہارا بھی مقدس تالاب کی سرزمین میں پہنچنا ضروری ہے کیونکہ ہم دونوں کو ایک قوت اسی طرف کشاں کشاں لئے جارہی ہے۔ آقا! اس دنیا میں ہم صرف اپنے لئے ہی نہیں جیتے اور نہ ہی صرف اپنے کام سے کام رکھتے ہیں بلکہ ہم کسی اور کی خدمت کرتے ہیں اور اسی کے لئے ہم دنیا میں آئے ہیں یا بھیجے گئے ہیں یہ میں نہیں بتاسکتا کہ ہمیں کسی کی خدمت کرنے کی غرض سے یہاں بھیجا گیا ہے ہمارا ہر کام .... اچھا اور برا ..... کسی اور کے مقصد کے لئے ہوتا اور اسی کے حکم سے ہوتا ہے اس نظر نہ آنے والی قوت کے وجود کے ہم قائل ہوں یا نہ ہوں بہرحال ہماری ڈور اسی کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ تمہارے اس چوپائے ڈوناکی طرح ہمیں اپنی مرضی کے خلاف ہنکایا جاتا ہے۔ بالکل اسی طرح جس طرح تم یا تمہارے ملازم اسے ڈنڈے مار مار کے اس کی مرضی کے خلاف ہنکاتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم میں سے ہر ایک کو چند اختیارات حاصل ہیں لیکن اختیارات ہمیں اس لئے نہیں دیئے گئے ہیں کہ ہر شخص ان اختیارات کو خود اپنے مفاد کے لئے استعمال کرے بلکہ اس لئے دیئے گئے ہیں کہ ہم ان اختیارات کو اس پراسرار قوت کے مقاصد کے لئے صرف کریں جو ہمیں نظر نہیں آئی لیکن جو ہماری ڈور کو اپنے ہاتھ میں رکھتی ہے۔"

"تمہاری یہ باتیں میرے فہم سے بالا تر ہیں۔ چنانچہ جو کچھ کہنا ہے صاف صاف لفظوں میں کہو۔" میں نے عاجز آکے کہا۔

"چنانچہ آقا تمہیں بھی اختیارات حاصل ہیں اور مجھے بھی۔ میں جانتا ہوں کہ تمہارے ملازم مجھے جادوگر سمجھتے ہیں اور کئی دفعہ خود تم بھی یہی سمجھنے لگتے ہو۔ بہرحال اکثر معاملات میں میں جادوگر ہی ہوں کیونکہ ایک خاص قوت میرے جسم میں حلول کر جاتی ہے اور وہ قوت میرے ذریعہ یا میرے وسیلے سے عجیب عجیب کرشمے دکھاتی ہے حالانکہ یہ میں نہیں جانتا کہ مجھ میں یہ خاص قوت کہاں سے آجاتی ہے۔"

"کانیک! اپنی یہ بکواس بند کرو۔" میں نے عاجز آکر کہا۔ "میں تو سمجھتا ہوں کہ تم اپنا الٹا سیدھا فلسفہ بگھار کر یا تو مجھے خوفزدہ کرنا چاہتے ہو یا پھر مجھے بے وقوف بنارہے ہو۔"



بہرحال تمہارا مطلب' میرا خیال ہے' صرف یہ ہے کہ ہم بہرطور تمہارے ساتھ چلے چلیں اور بس۔"

"اور تمہارا خیال غلط نہیں ہے بے شک دوسرے مقاصد کے علاوہ ایک یہ بھی ہے کہ تم میرے ساتھ چلے چلو ہاں اگر میرا ساتھ چھوڑ کر ایک دوسری مہم پر روانہ ہونا پسند کرو تو بات دوسری ہے۔"

"دوسری مہم؟"

"ہاں۔ دوسری مہم جس کا آغاز مرنے کے بعد ہوتا ہے اور جو ستاروں کے اس پار ختم ہوتی ہے شاید۔ حفاظت اور بڑے انعام کا تم سے اور اس زرد رو بیس سے وعدہ کیا گیا ہے اور پھر تم ایک نئی سرزمین کی سیر بھی کرسکو گے اور اپنی معلومات میں اضافہ کرسکو گے۔ تو یہ ہے تمہارے سامنے۔ لیکن اگر تم لوٹ گئے تو پھر تمہارے پیچھے وہ ہے جس سے ہر شخص ڈرتا ہے کیونکہ یہی پڑھا ہے میں نے۔"

"کہاں پڑھا ہے؟"

"وہاں۔" کانیک نے جواب دیا اور آسمان کی طرف انگلی اٹھادی جو تاروں سے بھرا ہوا تھا حالانکہ چاند اب تک طلوع نہ ہوا تھا۔

میں اس بڑی آنکھوں اور سنجیدہ چہرے والے کانیک کی صورت تکنے لگا۔ اس نے جو کچھ کہا تھا اس پر نہ تو مجھے یقین تھا اور نہ ہی یقین کرسکتا تھا۔ یہ شخص فریبی تھا اور مجھے الو بنا رہا تھا لیکن وہ دوسرے لوگوں کی طرح نہ تھا جن کا پیشہ ہی لوگوں کو بے وقوف بنانا ہوتا ہے اور جو دوسروں کو بے وقوف بنا کر ہی اپنا الو سیدھا کرتے ہیں۔ تو پھر کانیک کیا تھا؟ اور میں نے سوچا کہ یہ پراسرار شخص یقیناً خود فریب تھا۔ دوسرے اس کی باتوں پر یقین کریں یا نہ کریں اسے خود اپنی باتوں پر یقین تھا خواہ وہ کتنی ہی بعید از فہم کیوں نہ ہوں تاہم ایک بات تو صاف تھی۔ اور وہ یہ کہ اگر میں نے اس کی مرضی کے خلاف ایک قدم بھی اٹھایا اور اس کا ساتھ چھوڑ گیا تو کانیک کی پیشن گوئی' جو اس نے میری اور میرے ساتھیوں کی موت کے متعلق کی ہے' صحیح ثابت ہوگی۔ کم سے کم خود کانیک اپنی اس پیشن گوئی کو صحیح

ثابت کر دکھائے گا۔ یہ تو بہرحال میں بھی جانتا تھا کہ کانیک کا اثر و رسوخ کم سے کم اس
علاقے کے قبائل میں بہت زیادہ تھا چنانچہ وہ ان قبائل کو' جن کی بستیوں کے قریب سے
ہم واپسی کے سفر میں گزریں گے۔ ہماری واپسی کی اطلاع دے دے گا۔ اور نتیجہ یہ ہوگا
ہم چاروں ان وحشی قبائل کے رحم و کرم پر ہوں گے۔ اور وحشیوں کے رحم و کرم
ہونے کا مطلب ہوتا ہے اذیت ناک موت۔ اس کے برخلاف اگر ہم کانیک کے ساتھ
رہے ..... یعنی اس مہم میں آخر تک اس کے ساتھ رہے تو پھر ہم محفوظ رہیں گے۔ کیونکہ
کانیک اپنی قوتوں کا اثر ہم پر جمانے کے لئے بہرطور ہمیں ہر خطرے سے بچاتا رہے گا
اس کی خوشنودی' خود فریبی اور اس کا بے جا غرور اسے اس بات کی اجازت ہی نہ دے
کہ وہ ہمیں اپنے حال پر چھوڑ دے۔ وہ بہرحال ہماری حفاظت کرے گا۔ کس طرح یہ
نہ جانتا تھا۔ البتہ اس کا مجھے یقین تھا کہ وہ ہمیں کسی مصیبت میں پھنسنے نہ دے گا۔ نہ
چوہیا نے ہماری حفاظت کا وعدہ اور کانیک نے اس کا دعویٰ کیا تھا لیکن بعد میں مجھے یاد
کہ کانیک نے جب بھی حفاظت کا ذکر کیا تھا صرف میرا اور ہیس کا ذکر کیا تھا لیکن ٹام
جیری کے متعلق ایک لفظ نہ کہا تھا۔ وہ دونوں کانیک کی گویا "پناہ" میں نہ تھے۔

قصہ مختصر اس گفتگو کے بعد مجھے کانیک سے اور بھی زیادہ نفرت ہوگئی۔ کوئی غیبی قو
میرے کان میں کہہ رہی تھی اور میرا یہ احساس یقین میں تبدیل ہونے لگا تھا کہ کانیک
ظاہر کتنا ہی معقول' خلق اور شیریں بیان کیوں نہ ہو اس کا باطن وہ ایک فریبی اور دھو
باز تھا۔ ایک ایسا شخص جس کا انجام مجھے اچھا نظر نہ آتا تھا۔



# تصفیہ

دوسرے دن علی الصبح میں نے ٹام اور جیری کو طلب کرکے ان سے کہا کہ میں کانیک
کے ساتھ جانے کا فیصلہ کرچکا ہوں۔

"اور ہیس بھی میرے ساتھ جائے گا۔" میں نے کہا۔ "کیونکہ میرا تنہا جانا مناسب
نہیں لیکن اگر تم تنہا واپس جانا چاہتے ہو تو میں نہ صرف دو ب بندوقیں بلکہ سامان لادنے
کے لئے ژونا بھی تمہیں دے دوں گا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ میں پہلے بھی یہ پیش کش
کرچکا ہوں اور تمہارا مشکور ہوں کہ اس وقت تم نے انکار کردیا تھا لیکن میں یہ پیش کش
پھر کررہا ہوں کیونکہ ہوسکتا ہے کہ ہاتھیوں والے واقعہ کے بعد تم دونوں نے اپنا ارادہ بدل
دیا ہو۔ بہرحال میری طرف سے اجازت ہے۔ تم واپس جاسکتے ہو اور یقین کرو میں تم سے
ناراض نہ ہوں گا۔

چنانچہ ٹام اور جیری چند لمحوں تک آپس میں مشورہ کرتے رہے اور پھر ٹام نے کہا:

"آقا! اس منحوس جنگل اور آسیب زدہ ٹیلے پر جو واقعہ ہوا ہے اور ان ہاتھیوں نے' جو
ہمارے خیال میں سحر زدہ تھے' جس طرح ہمارا تعاقب کیا ہے۔ اس نے ہمیں بے حد خوف
زدہ کردیا ہے اور اگر ایک خیال نہ ہوتا میکومیزن تو ہم اسی جگہ سے اور اسی وقت لوٹ
جاتے۔"

"کون سا خیال؟" میں نے پوچھا

"میکومیزن! ہم دونوں ذلیل و رسوا ہوئے ہیں۔ ہم اپنے کئے پر شرمندہ ہیں۔ ہم نے
بزدلی کا ثبوت دیا اور ہم نے بے وفائی اور نمک حرامی کی ہے ہم اپنا فرض بھول کر نہ صرف
بھاگ پڑے تھے بلکہ ہم نے اپنی بندوقیں بھی پھینک دی تھیں کہ ہم تیزی سے بھاگ اور
اپنی جان بچاسکیں۔ چنانچہ ہم ذلیل و رسوا ہوئے ہیں۔ خود ہماری نظروں میں اپنی وقعت
کم رہ گئی ہے۔"

"اگر یہی بات ہے۔" میں نے ان کی مجروح خودداری پر مرہم رکھنے کی کوشش کی۔ "تو

پھر تم اکیلے ہی نہیں بلکہ میں اور ہیس بھی اپنی جان بچانے کی غرض سے بھاگ پڑ
تھے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ اگر کوئی رستم بھی ہوتا تو ان زبردست ہاتھیوں کے سامنے بھا
پڑتا کیونکہ اس کے علاوہ کوئی چارہ بھی تو نہ تھا۔"

"ہاں میکومیزن! تم بھی بھاگ پڑے تھے۔ کیونکہ اس کے علاوہ کوئی چارہ نہ تھا۔ لیکن
تم نے شکاری قوانین کی خلاف ورزی کرکے اپنی بندوقیں نہ پھینک دی تھیں..."

"واقعی شکاری کو کسی بھی حالت میں اپنی بندوق نہ پھینکنی چاہئے۔" میں نے قطع کلام
کرتے ہوئے کہا کہ کسی طرح موضوع بدل دوں لیکن ٹام جلدی سے بولا:

"چنانچہ ہم اس قدر شرمندگی اور خجالت محسوس کر رہے ہیں کہ اگر ہم عیسائی نہ
ہوتے تو ہم نے خودکشی کرلی ہوتی۔ لیکن چونکہ ہم عیسائی ہیں اس لئے ہم خودکشی نہیں
کرسکتے کیونکہ پھر اس گناہ کے لئے ہمیں اس کے سامنے جواب دہ ہونا پڑے گا جو سب سے
بڑا آقا ہے۔ چنانچہ میکومیزن! ہم نے اپنے ماتھے پر کلنک کا جو ٹیکہ لگالیا اسے بہرحال دھونا
اور مٹانا چاہتے ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ اس سفر میں ہم مارے جائیں گے کیونکہ کانیک نے
ہم پر سحر کردیا ہے۔ تمہارا اور ہنس کا انجام خواہ کیسا ہی کیوں نہ ہو بہرحال ہمارے لئے
موت مقدر ہوچکی ہے لیکن اگر ہمیں مرنا ہی ہے تو ہم بہادروں کی موت مریں گے۔ ایسی
شاندار ہوگی ہماری موت کے تم ہماری بزدلی کو بھول جاؤ گے اور جب بھی ہمیں یاد کرو گے
عزت سے یاد کرو گے۔ ہاں۔ تم یہ بھول جاؤ گے کہ ہم نے وہ بندوقیں پھینک دی تھیں
جن سے ہمیں تمہاری حفاظت کرنی تھی۔ لیکن یہ تم یاد رکھو گے کہ ہم وفادار تھے اور یہ کہ
ہم نے اپنی جان تم پر نچھاور کردی۔"

ٹام کی اس سنجیدہ تقریر نے میرے دل پر ایک خاص اثر کیا۔

"تم کیا کہتے ہو؟" میں نے جیری سے پوچھا۔

"میکومیزن!" اس نے جواب دیا۔ "چھلتی نے جو کچھ کہا ہے صحیح ہے۔ ہم دونوں کی
بہت زیادہ عزت کرتے تھے۔ ہم دونوں کا نام کبھی برائی میں نہیں لیا گیا۔ لیکن جب وقت
آیا تو ہم نے وفادار کتوں کی طرح تمہاری حفاظت کرنے کے بجائے لومڑیوں کی طرح



فرار اختیار کی اور اس طرح اپنے فرض سے کوتاہی کی۔ ہاں ہم نمک حرام ہیں کیونکہ ہم
نے وہ بندوقیں پھینک دیں جن سے ہمیں اپنے اس آقا کی حفاظت کرنا تھی جو ہمیں تنخواہ
دیتا ہے۔ چنانچہ میکومیزن! ہم واپس نہ جائیں گے حالانکہ ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ ہم اپنی
موت کی طرف جارہے ہیں۔ نہیں ہم تمہارے ساتھ ہی چلیں گے اور اس امید کے ساتھ
کہ مرنے سے پہلے یہ ثابت کردیں کہ ہم بزدل نہیں بہادر، اور نمک حرام نہیں بلکہ وفادار
ہیں۔"

"یہ سب بکواس ہے۔" میں نے کہا۔ "تم لوگ خواہ مخواہ رائی کا پہاڑ بنا رہے ہو۔ میں
جانتا ہوں کہ تم لوگ بہادر ہو اور میں نے کبھی تمہیں بزدل سمجھا ہی نہیں۔ جب وہ ہاتھی
ہمارا تعاقب کر رہے تھے تو میں اس قدر بوکھلایا ہوا اور خوفزدہ تھا کہ مجھے یہ یاد ہی نہ رہا کہ
میرے ہاتھ میں بندوق ہے ورنہ یقین کرو، میں بھی اپنی بندوق پھینک دیتا۔ اس کے باوجود
تم نے میرے ساتھ چلنے کا فیصلہ کرکے عقلمندی کا ثبوت دیا ہے کیونکہ اگر واپس لوٹ جاتے
تو کانیک اپنی پیشگوئی کو بہرحال صحیح ثابت کر دکھاتا۔ اگر ہمارے آگے خطرات ہیں تو پیچھے
بھی ایسے خطرات ہیں جو کسی طرح کم نہیں ہیں کانیک جادوگر نہیں ہے جیسا کہ تم اسے
سمجھ رہے ہو، اس کے باوجود اسے دشمن بنانا مناسب نہیں۔ وہ چاہے ایک بہترین دوست
ثابت نہ ہو لیکن بدترین دشمن ضرور ثابت ہوگا چانچہ میں کہتا ہوں بلکہ تم سے درخواست
کر رہا ہوں کہ اپنے دل سے بے جا خوف اور بے بنیاد وہم اکھاڑ پھینکو اور بہادروں کی
طرح ہنستے بولتے چلے چلو میرے ساتھ۔ پھر جو ہوگا سو ہوگا۔ دیکھا جائے گا۔"

اور پھر یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ میں خفا نہیں ہوں میں نے ان دونوں سے مصافحہ کیا
اور پھر مسکرا کر انہیں رخصت کردیا۔

بعد میں، میں نے ہنس کو اپنی ٹام اور جیری کی گفتگو کی چند باتیں سنادیں اور وہ بھی
محض اس خیال سے کہ شاید وہ جانتا ہو کہ یہ دونوں شکاری کس وجہ سے خوفزدہ تھے۔

"باس!" وہ بیچ میں ہی بول پڑا۔ "تمہارے اور ان دونوں کے درمیان جو باتیں ہوئی
ہیں انہیں موٹی زبان اور ٹیڑھی گردن سے بیان کرنے کی کوئی ضرورت نہیں (موٹی زبان

اور ٹیڑھی گردن سے ہنمس کا مطلب ادھوری بات سے تھا' کیونکہ میں قریب ہی ایک جھاڑی میں چھپا ہوا تھا اور تم تینوں میں جو گفتگو ہوئی تھی میں اس کا ایک ایک لفظ سن چکا ہوں۔"

"تب تم ایک ذلیل اور کمینے جاسوس ہو۔" میں نے کہا

"ہاں باس۔" اس نے سرہلا کے کہا۔ "درحقیقت معلوم کرنے کے لئے مجھے کبھی کبھی جاسوس بھی بن جانا پڑتا ہے۔ واقعی ان پر سحر کر دیا ہے یا کم سے کم اس الو آدمی کانیک نے ان دونوں کی موت ستاروں میں نظر آ گئی ہے۔ اسے یقین ہے کہ یہ دونوں بہرحال اسی سفر میں مرجائیں گے اور ٹام اور جیری کو بھی اس کا یقین ہے۔ موت ان کے لئے مقدر ہو چکی ہے۔ چنانچہ وہ ہمارے ساتھ چلیں تو' یا واپس لوٹ جائیں تب بھی موت انہیں آئے گی چنانچہ انہوں نے ہمارے ساتھ چلنے کا فیصلہ کر کے بڑی عقلمندی کا ثبوت دیا ہے جیسا کہ خود تم نے ان سے کہا تھا۔ کیونکہ پھر وہ بہادروں کی موت مریں گے اور اپنے دل میں خوشی اور اطمینان لئے اس دنیا سے رخصت ہوں گے کیونکہ پھر وہ اپنے آپ کو لومڑیوں کی بجائے شیر سمجھیں گے' اور غالباً اپنے آپ کو شیر ثابت بھی کر دیں گے۔ چنانچہ باس! مناسب ہو گا کہ تم ان کی فکر نہ کرو اور انہیں چلنے دو اپنے ساتھ۔ رہا میں تو میرا تو یہ ہے کہ میں ساتھ ہی رہا ہوں اور چاہتا ہوں کہ میرے اور تمہاری بجائے وہ دونوں ہی مارے جائیں حالانکہ وہ دونوں مجھے پسند ہیں لیکن میں چاہتا ہوں کہ ہماری آئی انہیں آ جائے۔ یہ خودغرضی نہیں بلکہ مصلحت ہے کیونکہ انہیں تو موت آنی ہی ہے۔ چنانچہ اگر وہ ہماری بھی بلا لے کر مر گئے تو انہیں تو کوئی نقصان نہ ہو گا البتہ ہمیں یہ فائدہ ضرور ہو گا کہ ہم دونوں جی جائیں گے۔ چنانچہ باس فکر چھوڑو' خوش رہو اور جو کچھ ہوتا ہے ہونے دو۔"

"چلے جاؤ یہاں سے۔ تمہارے جیسے سنگ دل اور خودغرض شخص کی مجھے کوئی ضرورت نہیں۔"

اور ہنمس چلا گیا لیکن میں جانتا تھا کہ ہنمس نہ تو سنگدل تھا اور نہ ہی خودغرض اور وہ خود بھی جانتا تھا کہ میں اسے کیسا سمجھتا ہوں اور یہ کہ میں اسے اپنے سے جدا کرنا نہیں



چاہتا۔ ہنمس بظاہر کلبی اور اپنے وحشیانہ انداز میں نیم فلسفی سا تھا۔ لیکن وہ دل کا برا نہ تھا۔ اس وحشی یا یوں کہئے کہ نیم وحشی شخص کے سینے میں جو دل دھڑک رہا تھا اس میں خلوص کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔

قصہ مختصر ہم چاروں حسب معمول اپنے سفر پر اور انجانی منزل کی طرف چل پڑے اور حسب معمول ہمارے ساتھ کوئی واقعہ نہ ہوا۔ ہمارا راہبر کانیک ہمیں خدا جانے کس طرف لئے جا رہا تھا۔ باوجود کوشش کے میں یہ معلوم نہ کر سکا کہ ہم افریقہ کے کون سے حصے میں سفر کر رہے تھے۔ ہم نے کئی دریا عبور کئے۔ اکثر دریا پایاب تھے لیکن کئی ایک دریا گہرے بھی تھے چنانچہ یہ دریا ڈونگوں کے ذریعے عبور کئے گئے۔ آپ پوچھیں گے ڈونگے کہاں سے آئے؟ اس کا سیدھا سا جواب تو یہ ہے کہ جب ہمارا راہبر کانیک جیسا شخص سردار سے چند باتیں کہتا اور دفعتاً" پورا قبیلہ ہمارا دوست بن جاتا اور پھر ہر شخص ہماری مدد کو دوڑ پڑتا۔ البتہ ایک دریا ایسا بھی تھا جس کے کنارے کوئی قبیلہ آباد نہ تھا۔ چنانچہ ہمیں ڈونگے نہ ملے اور ہمیں تیر کر وہ دریا عبور کرنا پڑا۔ میں تیر رہا تھا اور خوف سے کانپ رہا تھا کیونکہ آپ جانئے افریقہ کا ہر دریا مگرمچھوں سے پر ہوتا ہے۔ بہرحال اگر اس دریا میں بھی اگر مگرمچھ تھے تو وہ ہمارے قریب نہ آئے اور حسب معمول ہمارے ساتھ کوئی غیر معمولی واقعہ نہ ہوا۔

دریاؤں کا سلسلہ ختم ہوا۔ آخری دریا عبور کرنے کے بعد ہم ایک گھنے جنگل میں داخل ہوئے اور پورے دو دنوں تک اس میں سفر کرتے رہے دوسرے دن کی دوپہر ڈھل چکی تھی کہ جنگل ختم ہوا اور ہم ایک تقریباً بنجر خطے میں نکل آئے جس میں جگہ جگہ جھاڑیاں اگ رہی تھیں۔ یہ خطے میں ان مکھیوں کی بھی کمی نہ تھی جو زہریلی ہوتی ہیں اور جنہیں ٹیسٹی کہا جاتا ہے۔ ان مکھیوں نے ہمیں اکثر جگہ کاٹ لیا لیکن چونکہ ٹیسٹی کا زہر صرف مویشیوں اور گھوڑوں وغیرہ پر ہی اثر کر سکتا ہے۔ اس لئے ان کے کاٹنے کا ہم پر کوئی اثر نہ ہوا سوائے اس کے کہ وہ جگہ سوج گئی جہاں ان مکھیوں نے ڈنک مارے تھے اور پورے جسم میں معمولی سی خارش ہوتی رہی۔ لیکن ان کے زہر سے ہماری گدھی ڈونا نہ بچ

سکی۔ جس پر میں وقتاً" فوقتاً" سوار ہو لیتا تھا۔

ایک دن میں اس پر سوار تھا کہ وہ لڑکھڑانے اور ٹھوکریں کھانے لگی ..... چنانچہ میں اس پر سے اتر آیا میرے بوجھ سے آزاد ہو کر وہ بڑی آسانی اور فرمانبرداری سے میرے پیچھے پیچھے چلی آئی۔ اس رات جب ہم نے قیام کیا اور ڈونا کے سامنے چارہ ڈالا گیا تو اس نے کچھ نہ کھایا اور پھر اس پر تشنج کا دورہ سا پڑا۔

فوراً پورا معاملہ میری سمجھ میں آگیا۔ یہ ٹیسٹی کا زہر تھا جو اس کی رگ رگ میں سرایت کر گیا تھا۔ شاید اس منحوس بلکہ یوں کہئے کہ ٹیسٹی زدہ علاقے میں داخل ہونے کے بعد سے لے کر اب تک یہ زہریلی مکھیاں ڈونا کو کاٹتی رہی تھیں اور اس طرح رفتہ رفتہ کے زہر کی مقدار ڈونا کے خون میں بڑھتی جا رہی تھی اور اس وقت وہ زہر وافر مقدار میں جمع ہو کر یا خون میں حل ہو کر اپنا اثر دکھا رہا تھا اوپر سے بارش نے زہر کے اثر کو اور بڑھا دیا تھا چونکہ اس زہر کا کوئی تریاق اب تک دریافت ہوا نہیں ہے اس لئے ہم ڈونا کی تکلیف دور کرنے کے لئے کچھ نہ کر سکے۔ چنانچہ اسے اپنے حال پر چھوڑ کر ہم اپنے خیمے میں بستر پر لیٹ گئے۔ آدھی رات گزر چکی تھی کہ میری آنکھ کھل گئی۔ کوئی مجھے آہستہ آہستہ دھکیل رہا تھا۔ میں شیر یا ایسے ہی دوسرے کا خیال کر کے لرز اٹھا لیکن وہ نہ شیر تھا اور نہ درندہ بلکہ ڈونا تھی جو میرے خیمے میں گھس آئی تھی اور اپنی تھوتھنی مار مار کر مجھے جگانے کی کوشش کر رہی تھی ..... میں سوائے اس کے اور کیا کر سکتا تھا کہ پیار و محبت سے پچکارتا ہوا اسے خیمے سے باہر لے آؤں اور یہی میں نے کیا۔ باہر لا کر میں نے اس کے سامنے پانی رکھا۔ جو اس نے نہ پیا میں نے پھر اپنے خیمے میں جانا چاہا لیکن جب بھی میں نے آگے قدم بڑھایا تو ڈونا نے میرے پیچھے آنے کی کوشش کی۔ بڑی قابل رحم حالت تھی کی۔ وہ لمحہ بہ لمحہ زیادہ سے زیادہ کمزور ہوتی جا رہی تھی۔ یہاں تک کہ وہ کھڑی نہ رہ سکی اور دھپ سے بیٹھ گئی۔ میں بھی اس کے قریب بیٹھ گیا۔ ڈونا لیٹ گئی۔ اس نے شاید شاید اتفاقاً اپنا سر میرے زانوں پر رکھا اور پھر دم توڑ دیا۔

میں نے ڈونا کے مرنے کا ذکر تفصیل سے یہاں اس لئے کیا ہے کہ اس جانور سے



خاص انسیت ہو گئی تھی۔ اور اس کی موت کا مجھے حقیقت میں غم ہوا تھا۔ بہرحال یہ تفصیلات اگر قارئین کو غیر ضروری معلوم ہوئی ہیں تو میں معافی چاہتا ہوں۔

میں اپنے خیمے میں آگیا اور تھوڑی دیر تک کروٹیں بدلنے کے بعد سو گیا۔ پو پھٹ رہی تھی کہ عجیب آوازیں سن کر میری آنکھ کھل گئی۔ میں حیران تھا کہ یہ کیا بلا ہے کوئی ماتم کر رہا تھا اور وہ بھی میرے خیمے کے دروازے کے عین سامنے۔ میں اٹھا اور جھانک کر باہر دیکھا۔ سامنے ہیس بیٹھا رو رہا تھا اور مردہ ڈونا کی ناک چوم رہا تھا۔ جی ہاں وہی ہیس' جسے میں نے سنگدل کہا تھا ڈونا کا ماتم کر رہا تھا' میں واپس آکر لیٹ گیا۔ تھوڑی دیر بعد ہیس میرے لئے کافی لے کر آگیا۔

"باس!" وہ بولا۔ "آج میں تمہیں ایک خوش خبری سنانے والا ہوں۔"

"کیسی خوشخبری؟"

"وہ" ..... "ٹیسٹی مکھیوں نے ڈونا کا کام تمام کر دیا۔"

"یہی خوشخبری مجھے سنانے والے تھے؟"

"ہاں باس!"

"تو پھر ذرا یہ بھی بتا دو کہ یہ خوشخبری ..... خوش خبری کیوں ہے!"

"اس لئے باس اس الو آدمی کانیک نے بتایا ہے کہ اب آگے پہاڑ ہیں جن پر ڈونا نہ چڑھ سکتی ہے۔"

"اچھا!"

"ہاں باس۔ ابھی گزشتہ کل ہی کانیک مجھ سے کہہ رہا تھا کہ یا تو ہمیں ڈونا کو گولی مار دینا پڑے گی۔ یا پھر اسے وہیں چھوڑ دینا پڑے گا کہ شیر اس کا شکار کر لیں اور اگر ایسا ہوا ہوتا تو بہت برا ہوتا باس اس کے علاوہ وہ دن بدن کمزور ہوتی جا رہی تھی چنانچہ اچھا ہوا کہ ڈونا مر گئی اور میں اس کے چارے پانی کی فکر سے آزاد ہو گیا۔"

"تو گویا تم ڈونا کے مرنے سے خوش ہو۔"

"ہاں باس! بہت زیادہ خوش ہوں۔"

"غالباً اسی لئے تم ابھی تھوڑی دیر پہلے اس کی لاش پر بیٹھے رو رہے تھے۔"

یہ سنتے ہی ہیس نے کافی کی پیالی جلدی سے میرے سامنے رکھی اور شرم سے چہرہ سرخ لئے خیمے سے نکل گیا کیونکہ' بعد میں اس نے مجھے بتایا' میں اسے "بیوقوفی کے عالم میں دیکھ چکا تھا۔ مطلب یہ کہ اسے روتے دیکھ چکا تھا اور ہیس کے خیال میں کسی بھی مرد کے لئے یہ ڈوب مرنے کا مقام ہے کہ کوئی اسے بین کرتے اور روتے دیکھ لے۔ یہاں میں یہ بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ ڈونا کی موت کا ٹام اور جیری پر یہ عجیب اثر ہوا کہ وہ دونوں اور بھی زیادہ اداس اور دل شکستہ ہو گئے۔ اس سے یہ نہ سمجھ لینا چاہئے کہ ان دونوں کو اس سے بہت زیادہ محبت تھی بلکہ وہ اس لئے اداس ہو گئے تھے کہ ان کے خیال میں ڈونا کی موت منحوس واقعات کی ابتدا تھی۔

"آقا میکومیزن!" انہوں نے کہا "موت بھوکی شیرنی ہوتی ہے اور اب چونکہ اس کے منہ کو جانور کا خون لگ چکا ہے اس لئے اب وہ انسانوں کا شکار شروع کردے گی۔ میکومیزن! اب ہماری قسمت بدل چکی ہے اور ڈونا کی موت اس کا پہلا ثبوت ہے۔"

میرے دونوں شکاری ساتھیوں کا خیال غلط نہ تھا۔ واقعی ہماری قسمت بدل چکی تھی کیونکہ ڈونا کی موت مسلسل اور حیرت انگیز واقعات کی گویا تمہید تھی۔

چند دنوں بعد ہم پہاڑوں میں تھے۔ یہ وہی سلسلہ کوہ تھا جو ہمیں بہت دور سے اور پچھلے کئی دنوں سے نظر آ رہا تھا۔ یہ پہاڑ' جن کا نام غالباً رو گا تھا بلند چٹانی ٹیلوں کی طرح تھے اور شام کے وقت اس سلسلہ کوہ کی اونچی نیچی چوٹیوں پر ہلکے نیلے رنگ کی پراسرار روشنی سی نظر آتی تھی۔ ہنس نے غلط نہ کہا تھا اگر ڈونا مر نہ گئی ہوتی اور ہماری ساتھ ہوتی تو ہم یہاں پہنچ کر اسے زندہ یا مردہ چھوڑ دینے پر مجبور ہو جاتے کیونکہ چڑھاؤ خطرناک حد تک عمودی تھا۔ اگر کانیک راستے سے واقف نہ ہوتا تو ہم کبھی اس پہاڑ پر نہ چڑھ سکتے کیونکہ جگہ جگہ چٹانیں گھونگھٹ کی طرح باہر کو نکلی اور جھکی ہوئی تھیں جن پر کسی طرح حتیٰ کہ رسے کی مدد سے بھی چڑھنا ممکن نہ تھا۔ لیکن کانیک چونکہ راستے سے واقف تھا اس لئے ہم چٹانوں کا چکر کاٹ کر دوسری طرف نکل جاتے تھے۔



تین یا چار دنوں تک ہم ان ننگی چٹانوں میں سفر کرتے رہے۔ یہ بڑا ہی تھکا دینے والا سفر تھا اس کے علاوہ جیسے جیسے ہم اوپر چڑھتے جا رہے تھے سردی بڑھتی جا رہی تھی حالانکہ اس پہاڑ پر برف نہیں گرتی تھی تاہم رات کے وقت ہوا کے جھونکوں میں استرے کی سی کاٹ ہوتی تھی۔

آخرکار ہم لوگ چوٹی پر پہنچ گئے جو کہ افریقہ کے دوسرے پہاڑوں کی چوٹی کی طرح چپٹی تھی چونکہ اس وقت رات کا اندھیرا اتر رہا تھا اور افریقہ کا وہ گاڑھا کہرا بھی اترنے لگا تھا جو اس قسم کی چپٹی چوٹیوں پر اتر آتا ہے' اس لئے میں اس چوٹی کا ٹھیک معائنہ نہ کر سکا۔

دوسرے دن علی الصبح ہنس نے مجھے بیدار کر کے کہا کہ کانیک فوراً مجھ سے گفتگو کرنا چاہتا ہے مجھے کانیک پر غصہ تو بہت آیا کیونکہ سخت سردی کی وجہ سے بستر میں سے نکلنے کو دل نہ چاہتا تھا۔ اس کے باوجود میں اٹھا' اپنے کپڑے پہنے' کمبل لپیٹا' اس پر وہ چادر ڈالی جو روئیں دار تھی اور غصے میں آپ ہی آپ بڑبڑاتا ہنس کے ساتھ چل دیا۔ کانیک چوٹی کے' جسے سطح مرتفع کہنا مناسب ہوگا' کے کنارے ایک پتھر پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے اٹھ کر میرا استقبال کیا اور بڑے احترام سے میرے سامنے جھک کر بولا:

"آقا میکومیزن! تمہیں اتنی جلد نہ سو جانا چاہئے تھا اور نہ ہی اتنی دیر تک سوتے رہنا چاہئے تھا۔"

"کیوں خیریت تو ہے؟"

"آقا میکومیزن! آدھی رات کے بعد کہرا ایک دم سے ہٹ گیا تھا۔ مطلع بالکل صاف ہو گیا تھا۔ اور ستارے اتنی آب و تاب سے جگمگا رہے تھے کہ میں نے پہلے کبھی انہیں اتنا روشن نہ دیکھا تھا سوائے ایک رات کے' یعنی اس رات کے..... میں کئی برسوں پہلے اپنے وطن سے رخصت ہو کر اس پہاڑ پر آیا تھا۔ بہرحال گزشتہ رات ستاروں نے مجھے وہ باتیں بتائی ہیں جو آج تک مجھے معلوم نہ ہوئی تھیں یا قصداً مجھ سے پوشیدہ رکھی گئی تھیں۔"

"اچھا!" میں نے کہا۔ "تب تو ان ستاروں نے تمہیں یہ بھی بتا دیا ہوگا کہ ہم کب

اس سردی سے چھٹکارا حاصل کر رہے ہیں جو میری ہڈیوں کے گودے تک کو ٹھٹھرا رہی ہے۔"

"ہاں آقا! یقین کرو بہت جلد تم گرم ہو جاؤ گے۔" اس نے کہا اور پھر دفعتاً لہجہ بدل کر بولا۔ "اب وقت آگیا ہے کہ میں تمہیں اپنے وطن کے متعلق بتا دوں۔ وہ دیکھو! سورج طلوع ہو رہا ہے۔ اور منظر بے حد دلکش ہے' ہے نا؟"

"ہاں۔ واقعی خوبصورت منظر ہے۔" میں نے جواب دیا۔

اور میں نے غلط نہ کہا تھا۔ سورج کی شعاعیں اس میدان کو منور کر رہی تھیں جو ہمارے قدموں میں' کئی ہزار فٹ نیچے پھیلتا چلا گیا تھا۔ میدان کے انتہائی سرے پر' بہت دور' سلسلہ کوہ نظر آرہا تھا۔ یا خدا جانے وہ صرف ایک پہاڑ تھا۔ بہرحال فاصلہ اتنا زیادہ تھا۔ کہ میری نظر ایک اور سلسلے میں تمیز نہ کر سکتی تھی۔

"دیکھو آقا!" کائیک نے اسی سلسلہ کوہ کی طرف اشارہ کیا۔ "ان پہاڑوں کے درمیان' اس چٹانی قلعہ میں میرا قبیلہ آباد ہے جو داباند کہلاتا ہے اور اسی جگہ وہ تالاب مقدس ہے جس کا نام مون ہے۔ یہاں سے وہ جگہ بہت تنگ اور مختصر سی نظر آتی ہے۔ لیکن آقا! حقیقت اس کے برعکس ہے ایک تیز بھاگنے والا شخص دن بھر بھاگتا رہے تب بھی وہ اسے اس سرے سے اس سرے تک عبور نہیں کر سکتا۔"

"وہ جگہ کیا ہے؟ گھاٹی؟" میں نے پوچھا۔

"نہیں آقا۔ وہ گھاٹی نہیں ہے۔ بلکہ وہ دہانہ ہے۔"

"دہانہ ہے!"

"جی ہاں۔ ایک دہانہ ہے یا بہت سے دہانوں کا مجموعہ ہے۔ کئی صدیوں پہلے یہاں پہاڑ اپنے انہی دہانوں سے آگ اگلا کرتا تھا۔ یوں سمجھئے کہ وہ ایک بہت بڑا پیالا ہے جس کے پہلو یا دیواریں اس قدر کھڑی اور عمودی ہیں کہ ان پر چڑھنا ممکن ہی نہیں' اور پھر اندر کی طرف ڈھلانیں ہیں جو اس پیالے کے پیندے تک چلی گئی ہیں اور وہاں ایک گھنا جنگل ہے۔ اور یہی وہ جنگل ہے جو تالاب مقدس کو اپنی آغوش میں لئے ہوئے ہے۔"



"تالاب کتنا بڑا ہے؟"

"یہ تو میں نہیں جانتا میکومیزن۔ لیکن اگر کوئی شخص پانی پر چل سکتا ہو اور وہ اسی تالاب کے پانی پر چلنا شروع کر دے تو شاید دو گھنٹوں میں اس جزیرے پر پہنچ جائے جو تالاب کے عین بیچ میں ہے۔ پھر وہ ایک گھنٹے میں اس جزیرے کو عبور کر کے پھر دو گھنٹے تک پانی پر چلتا رہے تو دوسرے کنارے پر پہنچ جائے۔"

"مطلب یہ کہ جسے تم تالاب کہتے ہو دراصل ایک کافی بڑی جھیل ہے کائیک۔ چنانچہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس خوابیدہ آتش فشاں کا وہ دہانہ' جس میں تمہارا قبیلہ آباد ہے' خاصا وسیع و عریض ہے۔ اچھا اب یہ بتاؤ کہ تمہارا قبیلہ بھی بڑا ہے یا۔۔۔۔"

"نہیں آقا میرا قبیلہ بہت چھوٹا ہے اس میں بہت سے بہت پانچ سو ایسے جوان ہوں گے۔ جو ہتھیار استعمال کر سکیں۔ اس کے باوجود ہمارا قبیلہ طاقتور ہے کیونکہ وہ مقدس ہے۔ اس کے علاوہ اس کے طاقتور ہونے کی ایک دوسری وجہ بھی ہے۔"

"وہ کیا؟" میں نے بڑے اشتیاق سے پوچھا۔

کائیک نے آواز دبا کر کہا:

"آقا میکومیزن! میں نے تمہیں اس دیوی کی کہانی نہیں سنائی جو تالاب مقدس میں رہتی ہے۔ جس کا لقب انگوئی ہے اور جس کا نام سایہ ہے؟"

"ہاں۔ تم نے اس انگوئی کے متعلق مجھے چند باتیں بتائی تھیں جو مجھے ٹھیک سے یاد نہیں ہیں البتہ یہ ضرور یاد ہے کہ میں نے تمہاری باتوں پر یقین نہ کیا تھا۔"

"چنانچہ یہاں تمہارا خیال صحیح بھی ہے اور غلط بھی۔"

"وہ کیسے؟"

"میکومیزن! میں نے جو کہانی تمہیں سنائی تھی اس کا کچھ حصہ جھوٹ تھا اور اس جھوٹ سے میں نے قصداً اور ایک خاص مقصد کے تحت تمہارے کان بھر دیئے تھے۔ لیکن اس کا کچھ حصہ صحیح بھی تھا۔ مثلاً میں نے جو یہ کہا تھا کہ انگوئی ایک سفید فام کا انتظار کر رہی ہے تو یہ میں نے جھوٹ کہا تھا۔ یہ جھوٹ گویا وہ دانا تھا جو میں نے اپنے جال میں ڈالا

تھا۔ آقا! میں نے یہ جھوٹ تمہیں پھنسانے کے لئے گھڑا تھا کیونکہ تمہارا میرے ساتھ آنا اشد ضروری تھا۔ کیوں اشد ضروری تھا؟ یہ میں نہیں جانتا البتہ یہ ضرور جانتا ہوں کہ مجھے اس کا حکم دیا گیا تھا اور بس۔"

"کس نے حکم دیا تھا تمہیں؟"

"یہ میرا راز ہے آقا۔"

کانیک کے اس جواب نے مجھے اس ہستی کی یاد دلادی جس کا نام سفید چوہیا تھا۔ چنانچہ میں نے اس موضوع پر مزید بحث کرنا مناسب نہ سمجھا کیونکہ میرا خیال تھا کہ یہ حکم کانیک کو شاید سفید چوہیا نے ہی دیا تھا۔

"تمہارا وہ جھوٹ گویا دانہ تھا جو تم نے مجھے پھانسنے کے لئے ڈالا تھا یہی کہا تھا نا تم نے؟" میں نے پوچھا۔

"جی ہاں۔"

"تو اب یہ بھی بتادو کہ اس جھوٹ کے دانے سے تمہارا مطلب کیا ہے؟"

"وہی مطلب ہے جو میں نے کہا ہے آقا مجھے تمہارے اس زرد ملازم کے ذریعہ تمہارے متعلق ایک خاص بات معلوم ہوئی ہے یہ بات اس نے مجھ سے نہیں کہی' کسی اور سے کہی تھی۔"

"کون سی بات؟"

"یہی کہ تمہیں ہر خوبصورت چیز عموماً اور خوبصورت عورتیں خصوصاً پسند ہیں اور یہ تمہارا دعویٰ ہے۔ کہ ہر وہ عورت' جو ایک دفعہ تمہیں دیکھ لیتی ہے۔ تمہاری محبت میں گرفتار ہوجاتی ہے چنانچہ یہی وجہ ہے میکومیزن کہ میں نے تم سے اس خوبصورت انگوٹی کا قصہ بیان کیا جو ایک سفید فام کا انتظار کر رہی ہے۔ کیونکہ تمہیں اکسانے کے لئے اس تم کا جھوٹ بولنا ..... ضروری تھا۔ کیونکہ میں جانتا تھا کہ مجھ سے یہ قصہ سن کر تم یقین کرلو گے کہ تم ہی وہ سفید فام ہو جس کا وہ خوبصورت ہستی انتظار کر رہی ہے۔ اور پھر میرے ساتھ اس سفر پر چلنے کو تیار ہوجاؤ گے۔ کیونکہ دل میں یقین کرلو گے کہ وہ ہستی جو سب سے زیادہ



خوبصورت ہے اور جس کا نام سایہ ہے تمہارا استقبال کرے گی' تمہارے قدم چومے گی اور تمہیں ان گناہوں سے نجات دلا دے گی جو تم نے دوسری عورتوں کے ساتھ کئے ہیں اور جب ان سے تھک گئے ہو تو' بقول ہنہس تم نے انہیں یکے بعد دیگرے نچوڑی ہوئی ہڈیوں کی طرح پھینک دیا ہے۔"

یہ سراسر لغو' بیہودہ اور بڑا ہی شرمناک الزام تھا جو مجھ پر لگایا گیا تھا حالانکہ اس وقت سردی تھی لیکن غصے کی شدت سے میرا جسم تپ گیا اور مجھے پسینہ آگیا۔ اگر اس وقت وہ شریر اور جھوٹا ہنہس وہیں موجود ہوتا تو میں اس کی کھال ادھیڑ لیتا۔ لیکن ہنہس وہاں نہ تھا۔ میرے غصے کا اندازہ اس ایک بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ حالانکہ کانیک نے صرف ہنہس کے الفاظ دہرائے تھے لیکن میرا جی چاہا کہ میں اس کی ناک پر ایک گھونسہ رسید کردوں لیکن چند وجوہات کی بنا پر میں کانیک پر حملہ کرنے سے باز رہا۔ بلکہ یوں کہئے کہ میں نے بڑی کوششوں سے اپنے آپ کو روک رکھا۔ اول تو اس لئے کہ کانیک مجھ سے زیادہ تگڑا تھا اور دوم اس لئے کہ میں اس پورے راز کی تہہ تک پہنچنا چاہتا تھا۔ جس پر سے چند پردے کانیک نے اٹھادیئے تھے اس کے باوجود میں محسوس کر رہا تھا اب بھی بہت سی باتیں مبہم اور مرہون تشریح تھیں۔ چنانچہ میں نے اپنے غصے کو دباتے ہوئے کہا:

کانیک! میرا خیال تھا کہ تم اپنے طور پر عقلمند اور ہوشیار ہو لیکن آج معلوم ہوا کہ تم بڑے احمق بلکہ گاؤدی ہو۔ اگر تم بے وقوف نہ ہوتے تو سمجھ لیتے کہ ہیس تم سے بھی بڑا جھوٹا ہے۔ میں کبھی حسین عورتوں کے پیچھے بھاگا نہیں ہوں کیونکہ جو عورتوں کا پیچھا کرتا ہے پھر اس کا پیچھا کیا جاتا ہے۔ جس طرح ہاتھیوں نے ہمارا پیچھا کیا تھا عورتوں کے پیچھے بھاگنا میرے خیال میں سب سے بڑی حماقت ہے۔ خیر چھوڑو اس بحث کو اور یہ بتاؤ کہ تم نے جو داستان سنائی تھی وہ سراسر غلط ہے یا اس میں کچھ صداقت بھی ہے؟"

"صداقت کیوں نہیں ہے۔" کانیک بولا۔

"مثلاً؟"

"مثلاً یہ سچ ہے کہ ہماری ایک دیوی ہے جس کا نام سایہ ہے۔ ہمارا اعتقاد ہے کہ یہ

دیوی آسمانوں کی ملکہ ہے۔ وہ چاہتی ہے۔ تو بارش برساتی ہے اور چاہتی ہے تو بارش روک دیتی ہے۔ وہ چاہتی ہے تو عورتوں کی گودیں ہری ہوتی ہیں اور جس عورت کو چاہتی ہے بانجھ کردیتی ہے۔ یہی وہ دیوی ہے جو لوگوں کی زندگی میں سکھ اور دکھ اور مسرتیں اور غم لاتی ہے۔ میں نے اس دیوی کو صرف ایک دفعہ دیکھا ہے۔ جس کا واقعہ میں تمہیں سنا چکا ہوں۔"

"دیوی! تمہارا مطلب ہے یہ عورت لافانی ہوتی ہے؟"

"نہیں آقا۔ البتہ میرا مطلب یہ ہے کہ اس کی قوتیں لافانی ہوتی ہیں کم سے کم یہ قوتیں صدیوں سے ایک دوسری ہستی میں منتقل ہوتی چلی آئی ہیں۔"

"تو خود دیوی لافانی نہیں ہوتی؟"

"نہیں آقا! جب وہ اپنا فرض منصبی ادا کرچکتی ہے تو مرجاتی ہے یا مار ڈالی جاتی ہے۔"

"کون سا فرض منصبی؟"

"آقا! میرے قبیلے کا سردار۔ اس دیوی کا مہنت اعلیٰ ہوتا ہے جب یہ دیوی' جس کا نام سایہ ہوتا ہے سن بلوغ کو پہنچ جاتی ہے تو قبیلے کا سردار اس سے شادی کرلیتا ہے اور پھر اس لڑکی کا باپ بن جاتا ہے جو سائے کے بطن سے پیدا ہوتی ہے۔ شاید اس سردار کے نطفے اور سائے کے بطن سے نرینہ اولاد بھی پیدا ہوتی ہوگی لیکن پتہ نہیں چلتا کہ یہ نرینہ اولاد کہاں جاتی ہے۔ بہرحال اس کے متعلق آج تک کچھ معلوم نہیں ہوسکا۔ جب یہ لڑکی' جو انگوئی بننے والی ہوتی ہے' سن بلوغ کو پہنچ جاتی ہے تو وہ' جو اب تک انگوئی تھی' غائب ہوجاتی ہے۔"

"غائب ہوجاتی ہے ایسے غائب ہوجاتی ہے؟"

"میں یقین سے کچھ نہیں کہہ سکتا البتہ اس کے متعلق مختلف روائتیں ہیں۔ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ وہ جو سایہ کہلاتی ہے' آسمان پر چلی جاتی ہے' چند کہتے ہیں وہ مقدس تالاب میں کود پڑتی ہے اور اس کی تہہ میں پہنچ جاتی ہے کیونکہ سائے کے دوسرے نام تالاب میں رہنے والی اور گنج تالاب بھی ہیں اور بقیہ کہتے ہیں کہ سائے کی داسیاں' جو



کنواری ہوتی ہیں اسے زہر دے دیتی ہیں یہ زہران پھولوں کے رس سے تیار کیا جاتا ہے جو تالاب کے جزیرے پر اگتے ہیں یا شاید زہران پھولوں کی خوشبو میں ہوتا ہے بہرحال وہ چلی جاتی ہے اور پھر اس کی بیٹی اس کی جگہ انگوئی بنتی اور اپنی ماں کی طرح قبیلہ داباند کے سردار سے شادی کرلیتی ہے۔"

"کیا مطلب؟" میں نے لرز کر کہا۔ "یعنی یہ سردار اپنی بیٹی سے شادی کرلیتا ہے؟"

"نہیں آقا نہیں۔ سردار سائے کا ساتھ چھوڑتا ہی نہیں۔ وہ جانتا ہے کہ وہ کب غائب ہونے والی ہے چنانچہ وہ بھی اپنی بیوی سایہ کے ساتھ یا اس سے کچھ پہلے روپوش ہوجاتا ہے۔"

"وہ' بقول تمہارے' کس طرح روپوش ہوجاتی ہے؟"

"یہ معاملہ خود اس کی مرضی پر چھوڑ دیا جاتا ہے لیکن عموماً وہ بہادروں کی طرح روپوش ہونا پسند کرتا ہے۔ چنانچہ وہ تن تنہا ہمارے دشمنوں میں' جو اباناما کہلاتے ہیں' گھس پڑتا ہے۔ اور ان سے جنگ کرتا ہے۔ یہاں تک کہ اس سردار کے بدن کے ٹکڑے اڑ جاتے ہیں۔ لیکن بعض اوقات یہ سردار روپوش ہونے کے دوسرے راستے پسند کرتے ہیں۔ بہرحال ان راستون میں سے کوئی ایک اسے پسند کرنا ہی پڑتا ہے اور اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو پھر اسے پکڑ کر زندہ جلا دیا جاتا ہے۔ چونکہ منزل ایک ہی ہوتی ہے اس لئے کوئی بھی راستہ اختیار کیا جائے اس سے کوئی خاص فرق نہیں پڑتا۔"

"اگر ایسا ہی ہے تو پھر یہ بڑی حیرت کی بات ہے۔"

"کون سی بات؟"

"یہی کہ انگوئی کو اتنی آسانی سے شوہر مل جاتا ہے۔"

"اس میں حیرت کی کوئی بات نہیں ہے آقا۔"

"حیرت کی تو بات ہی ہے بھلا کون احمق ہوگا جو کھلی آنکھوں کنوئیں میں گرنا پسند کرے گا۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ انگوئی سے شادی کے بعد موت یقینی ہے لوگ اس سے شادی کرلیتے ہیں۔"

"بات یہ ہے آقا کہ انگوئی کا شوہر بن جانا بہت بڑی بات ہے یہ سب سے بڑی عزت افزائی ہے اور یہ سب سے بڑا عہدہ ہے۔ انگوئی کے شوہر کو عزت حاصل ہوتی ہے وہ دنیا میں کسی اور کو حاصل نہیں ہوتی۔ اس کے علاوہ انگوئی کا شوہر جانتا ہے کہ جب اس کی زندگی کے دن دنیا میں ختم ہو جائیں گے تو دوسری دنیا میں انگوئی کے ساتھ ہی ابد تک رہتا رہے گا۔ ..... وہ دونوں دو تارے بن کے دنیا کے آخری دن تک آسمان میں چمکتے رہیں گے۔ چنانچہ انگوئی سے شادی کرنے سے پہلے سردار کسی بچے کو ہونے والی انگوئی کا شوہر نامزد کر جاتا ہے۔"

"چنانچہ آقا! جب میں بچہ تھا تو میرے چچا نے' جو انگوئی کا شوہر بننے والا تھا' آنے والی انگوئی کا شوہر مجھے نامزد کیا تھا لیکن مجھ سے ایک زبردست گناہ کا ارتکاب ہو گیا۔ میں انگوئی کو ایک نظر دیکھنے کی امید میں مقدس جنگ میں جا گھسا۔ اس انگوئی کے حسن کی میں نے بہت تعریفیں سنی تھیں۔ آقا! یہ انگوئی وہ نہ تھی جس کا شوہر میں بننے والا تھا۔ میری ہونے والی بیوی تو اس وقت پیدا بھی نہ ہوئی تھی لیکن یہ وہ انگوئی تھی جو ہونے والی انگوئی کی ماں بننے والی تھی۔ اور یہی میرا وہ جرم تھا جس نے میری قسمت پر کالک پوت دی اور مجھے اپنے وطن سے نکال دیا گیا کہ میں اپنے اس گناہ کا کفارہ ادا کرسکوں۔ لیکن ایک بار پھر میری بدبختی خوش بختی میں تبدیل ہو چکی ہے اور مجھے اس نئی اور موجودہ انگوئی کا شوہر بنانے کے لئے طلب کیا گیا ہے اور میں اسی بلاوے پر لبیک کہہ کر چل پڑا ہوں۔"

"آ۔ ہاں۔ تو اب یہ معمہ حل ہوا ہے۔" میں نے کہا۔ "بہرحال اپنی اپنی قسمت اور اپنی اپنی پسند والا معاملہ ہے۔ یہ کہ اس کے باوجود میں خوش ہوں۔ کہ کسی نے مجھے اس انگوئی یا سائے کا شوہر بننے کے لئے نامزد نہیں کیا۔"

"آقا! قسمت کے کھیل نرالے ہوتے ہیں۔ چنانچہ قبل از وقت کوئی فیصلہ کر کے اس پر خوش ہو لینا عقلمندی نہیں ہے بہرحال اتنا ضرور کہوں گا کہ جس بات کو تم معمولی اور ناقابل اعتنا سمجھتے ہو ہم اسے ہی سب سے بڑی سمجھتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس سرفرازی کے بعد موت یقینی ہے لیکن موت تو ہر حال میں آنی ہے پھر سرفراز ہو کے' اپنی



عزت بڑھا کر کیوں نہ مرا جائے؟" حالانکہ یہ بھی سچ ہے کہ وہ' جسے انگوئی کا شوہر نامزد کر دیا جاتا ہے' پھر کسی دوسری عورت کی طرف آنکھ اٹھا کے نہیں دیکھا سکتا۔ اس کی سخت ممانعت ہے۔"

"لیکن کانیک تم تو دوسری عورت کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھ چکے حالانکہ تم انگوئی کے لئے مخصوص ہو چکے ہو۔"

"کون سی عورت کی طرف؟" کانیک نے حیرت سے پوچھا۔

"تم ہی نے تو مجھے اس عورت کے متعلق بتایا تھا جو بردہ فروشوں کے سردار کی بیوی تھی اور جس کی مدد سے تم اس بستی کے جسے ہم چھوڑ کر آئے ہیں سردار بن گئے تھے۔ اگر برا حافظہ مجھے دھوکا نہیں دے رہا تو تم نے یہ بھی مجھے کہا تھا کہ اس عورت کی موت کا تمہیں صدمہ ہوا تھا۔ اس کے علاوہ شاید تم نے اپنی ان بیویوں کے متعلق بھی مجھے بتایا تھا جو تمہارے محل کی چار دیواری کے باہر رہتی تھیں۔"

"یقیناً یہ باتیں میں نے کہی ہوں گی۔ لیکن میں نے بہت سی باتیں غلط کہی تھیں یہ باتیں بھی انہی میں سے ہیں۔ یعنی جھوٹ میں نے اپنی بیویوں کے متعلق تم سے کہا ضرور تھا لیکن تم نے میری ان بیویوں کو دیکھا تھا؟ آقا! میری کوئی بیوی نہ تھی۔ میں انگوئی کا ہونے والا شوہر ہوں۔ میں اس کے علاوہ کسی اور کو اپنی بیوی نہیں بنا سکتا۔ میں کسی دوسری عورت کے ساتھ نہیں سو سکتا۔ میں عورتوں سے دور ہی دور رہا ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ بستی والے مجھے جادوگر یقین کر چکے تھے۔ جو انگوئی کا شوہر بننے والا ہوا سے دوسری عورتوں سے کیا واسطہ؟"

"واقعی کوئی واسطہ نہیں۔" میں نے جواب دیا اور پھر کچھ سوچ کر پوچھا۔ "لیکن کانیک اگر ایسا ہو کہ ہونے والے شوہر کو انگوئی یا انگوئی کو اپنا شوہر یعنی مطلب ہے شادی کے بعد' پسند نہ آئے تو پھر اس کا کیا علاج؟ مثلاً انگوئی اپنے شوہر کو دیکھنے سے پہلے کسی اور کو پسند کر چکی ہو۔ یا یہ کہ انگوئی کا ہونے والا شوہر کسی اور سے دل لگا بیٹھا ہو تو پھر؟"

"میکومیزن! اگر کوئی اور یہ بات کہتا تو اسے اس کی سزا اسی وقت مل جاتی کیونکہ یہ

گستاخی بلکہ کفر ہے۔ لیکن چونکہ تم لاعلمی کی وجہ سے یہ باتیں کہہ رہے ہو اس لئے میں تمہیں معاف کرتا ہوں۔"

"بڑی مہربانی" میں نے دانت پیس کر کہا۔

"بہرحال میں تمہارے اس سوال کا جواب دوں گا۔ یہ ممکن ہی نہیں کہ ہونے والے شوہر کو انگوئی پسند نہ آئے' یہ فرض محال اگر وہ بدصورت ہو تب بھی اس کے شوہر کو اس سے محبت کرنی پڑے گی کیونکہ اس کی روح' انگوئی کی روح' ہوتی ہے۔ چنانچہ انگوئی کا منتخب شدہ شوہر انگوئی کے ظاہر کو نہیں بلکہ باطن کو دیکھتا ہے۔ لیکن کبھی ایسا ہو ہی نہیں سکتا' تاکہ منتخب شدہ شوہر انگوئی کے مقابلے میں کسی دوسری عورت کو پسند کرے کیونکہ انگوئی دنیا کی ہر عورت سے زیادہ حسین ہوتی ہے۔ وہ زمین کا چاند ہوتی ہے اور اس کے ماتھے پر ربانیت کا تاج ہوتا ہے۔"

"اگر ایسا ہی ہے کانیک اگر واقعی تمہاری یہ دیوی اتنی حسین اور نوری ہے تو پھر اس کے پرستاروں کی رنگت تقریباً سیاہ کیوں ہوتی ہے؟ اور پھر تمہارے لوگ ایسی حسینہ کو اپنے سے جدا کرنا کیوں پسند کرتے ہیں کیونکہ خود تم کہہ چکے ہو کہ جب انگوئی سن بلوغ کو پہنچ جاتی ہے تو پہلی انگوئی غائب ہو جاتی ہے یا غائب کر دیا جاتا ہے؟"

"رہا تمہارا دوسرا سوال" کانیک نے میری اس قطع کلامی کو نظرانداز کرتے ہوئے اپنی بات جاری رکھی۔ "تو اس کا جواب یہ ہے کہ انگوئی اپنے منتخب شدہ شوہر کے علاوہ کسی دوسرے مرد کو پسند ہی نہیں کر سکتی۔ یہ ممکن ہی نہیں اور سبب اس کا یہ ہے کہ وہ کسی دوسرے مرد سے مل ہی نہیں سکتی۔"

"تو یہ بات ہے۔" میں نے کہا۔ "ظاہر ہے جب کوئی عورت اپنے شوہر کے علاوہ مردوں کی نسل سے ہی ناواقف ہو تو پھر کیسا بھی مرد اسے خوش کر سکتا ہے۔ اب تمہارے جلاوطن کئے جانے کا معاملہ بھی صاف ہو گیا۔"

"میکومیزن! کانیک نے غصے سے پیچ و تاب کھا کر کہا۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ تم میرا اور میرے مذہب کا مذاق اڑا رہے ہو۔"



"بالکل اسی طرح جس طرح تم نے عیسائی بن کر عیسائیت کا مذاق اڑایا تھا اور پرہیزگار بنا کر بستی والوں کو الو بنایا تھا۔" میں نے کہا۔

"تم سمجھتے ہو کہ میں جھوٹ بول رہا ہوں؟"

"اس کا اقرار خود تم کر چکے ہو کہ تم نے مجھ سے جو باتیں کہی ہیں ان میں سے اکثر جھوٹ ہیں۔"

اس نے ہاتھ ہلا کر گویا اس غیر ضروری بحث کو ختم کرتے ہوئے کہا:

"میکومیزن! تمہیں بہت جلد معلوم ہو جائے گا کہ سائے اور اس کے شوہر کے متعلق' جو سائے کی ڈھال کہلاتا ہے' میں نے جو کچھ کہا ہے اس کا ایک ایک لفظ صحیح ہے۔ بلکہ اس کی سچائی کے تم دل ہی دل میں معترف ہو چکے ہو۔ میں نے کہا نہیں تھا میکومیزن کہ اسے' جو انگوئی کا منتخب شدہ شوہر ہوتا ہے' عجیب و غریب قوتیں شادی سے پہلے بھی عطا کر دی جاتی ہیں اور ان میں سے ایک قوت یہ ہے کہ اسے جانوروں پر اختیارات حاصل ہوتے ہیں؟ نہیں کہا تھا میں نے کہ وہ درندوں تک کو اپنے حکم میں رکھتا ہے؟ اور تم دیکھ چکے ہو کہ شیر ہمارا تعاقب کر رہے تھے لیکن میں نے انہیں لوٹا دیا تھا۔ اور ان لوگوں کے متعلق کیا کہتے ہو جو ہماری مدد کو آ گئے تھے اور جنہوں نے بستی والوں کو شکست دے دی تھی؟ اور ان ہاتھیوں کے متعلق کیا کہتے ہو جو تمہارا تعاقب کر رہے تھے لیکن جو مجھے دیکھتے ہی لوٹ گئے؟

"واقعی میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔" میں نے کہا۔ "لیکن جب وقت آئے گا تو شاید تم خود ان سوالوں کا جواب دے دو گے۔ لیکن فی الحال میں خود ایک سوال تم سے پوچھ رہا ہوں۔ تم سازش کر کے یا یوں کہو کہ جھوٹ بول کر اور مجھے گویا دھوکا دے کر اپنے ساتھ کیوں لے گئے؟"

"اس لئے آقا کہ مجھے اسی کا حکم دیا گیا تھا۔"

"یہ حکم کیوں دیا گیا تھا؟"

"اس کی وجہ اب تک مجھ پر ظاہر نہیں کی گئی۔ البتہ میں سمجھتا ہوں کہ تم انگوئی کی

اور میری بھی کوئی زبردست خدمت انجام دینے والے ہو۔ یہ تمہارے لئے مقدر ہو چکا ہے اور شاید اسی لئے تمہیں اپنے ساتھ لانے کا مجھے حکم دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ ہمارے قبیلے واباندا اور ہمارے دشمن قبیلے اباندا میں ایک فیصلہ کن جنگ ہونے والی ہے۔ یہ اباندہ ہزاروں کی تعداد میں سامنے والے پہاڑ کی دوسری طرف رہتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ ان کا سردار انگوئی کا شوہر بنے کہ ان کے یہاں بھی بارشیں ہوں اور وہ لوگ بھی سائے کے سائے میں پھولیں اور پھلیں۔ اسی جنگ میں آقا تم میری خدمت انجام دو گے جو تمہارے لئے مقدر ہو چکی ہے کیونکہ میں نے سنا ہے کہ تم نہ صرف بڑے بہادر اور جنگ جو ہو بلکہ ایک ماہر جرنیل بھی ہو۔"

"مطلب یہ کہ جس طرح میں تمہیں آزاد کرا کر اور اس گائیکا کو گولی مار کر تمہاری خدمت انجام دے چکا ہوں اسی طرح اس جنگ میں بھی میں گویا تمہارے لئے نجات دہندہ بن جاؤں گا۔ بہرحال یہ مستقبل کی باتیں ہیں اور نہیں کہا جا سکتا کہ میں کس کا حلیف ہوں گا اور کس کا حریف۔ بہرحال میں تمہارا مشکور ہوں کہ تم نے مجھے یہ باتیں بتا دیں جن میں سے چند صحیح ہو سکتی ہیں۔ اب میں ناشتہ کرنے جا رہا ہوں چنانچہ فی الحال صبح بخیر۔"

اور پھر میں چلا آیا۔ پہلے مجھے کانیک پسند نہ تھا اور اب صحیح معنوں میں مجھے اس سے نفرت ہو گئی تھی۔

میرے خیال میں کانیک بیک وقت جھوٹا' شیخی باز' خود غرض اور صوفی تھا۔ آپ جانیے یہ بڑا ہی عجیب مرکب اور مجموعہ اضداد تھا جو کانیک کے روپ میں دنیا میں آ گیا تھا اور جس کا اعتبار کرنا حماقت تھی۔ لیکن بہرحال میں اس سے اپنی اجرت پیشگی ہی وصول کر چکا تھا چنانچہ اب میں گویا اس کا تنخواہ دار ملازم تھا اور بہرحال مجھے اس کی یا شاید انگوئی کی جس کا لقب سایہ تھا' خدمت کرنی تھی بشرطیکہ ایسی کسی عورت کا وجود ہو۔ ہو سکتا ہے کہ انگوئی کانیک سے بہتر ہو۔ بہرحال جو ہو گا دیکھا جائے گا۔



# آوارہ گرد

شام ہونے تک ہم اس میدان میں پہنچ چکے تھے جو سلسلہ کوہ کے قدموں میں تھا اور ویرانے میں کافی آگے تک بڑھ چکے تھے۔ یہاں میں نے یہ لفظ "ویرانہ قصداً" استعمال کیا ہے کیونکہ جب ہم پہاڑیوں کے قریب سے جہاں پانی میسر تھا' آگے بڑھ آئے تو حقیقت میں اس علاقے میں داخل ہو گئے۔ جہاں بارش ہوتی ہی نہ تھی یا اگر ہوتی تھی تو نہ ہونے کے برابر۔

یہاں جو نباتات اگ رہے تھے۔ وہ سراسر صحرائی تھے۔ یعنی ناگ پھن کی قسم کے اور کانٹے دار جو خود اپنے آپ میں نمی کا ذخیرہ جمع رکھتے ہیں۔ حیران ہوں کہ ان نباتات کو کیا کہوں۔ نہ یہ درخت تھے اور نہ جھاڑیاں۔ البتہ ان میں سے اکثر پودے یا جھاڑیاں کافی بڑی تھیں درختوں کی طرح ان کی شکل بھی عجیب تھیں۔ ان کے پتے نہ تھے اور یوں معلوم ہوتا تھا جیسے بہت سے چراغ میدان میں رکھے ہوئے ہوں یا موٹی موٹی انگلیاں آسمان کی طرف اٹھی ہوئی ہوں۔ ان انگلیوں کی پوریں چپٹی تھیں اور بنیادیں ہو بہو ہتھیلی کی شکل کی کچھ چند جھاڑیاں "کیونکہ سمجھ میں نہیں آتا انہیں اور کیا کہوں" گول تھیں اکثر فٹ بال کے حجم کی اور چند آلو جتنی لیکن ہر جھاڑی تیز اور نکیلے کانٹوں سے پر تھی اور یہی کانٹے تھے جو ہمارے سفر کو مشکل بنا رہے تھے۔ خصوصاً اس لئے اکثر جھاڑیوں کے کانٹے زہریلے تھے یہاں میں یہ بھی بتا دوں کہ ان میں سے اکثر جھاڑیوں پر پھول اگ رہے تھے یہ جتنے زیادہ خوبصورت تھے اتنے ہی زیادہ غیر قدرتی معلوم ہو رہے تھے کیونکہ ان کے رنگ عجیب چمکتے ہوئے سے تھے سچ پوچھئے تو میں یوں محسوس کر رہا تھا جیسے میں کسی سیارے میں پہنچ گیا ہوں۔

اس نیم صحرائی خطے کی دوسری خصوصیت وہ چٹانیں تھیں جو جگہ جگہ ابھری ہوئی تھیں اور دور سے مستطیل میناروں یا یک سنگی ستونوں کی طرح معلوم ہوتی تھیں لیکن قریب پہنچ کر معلوم ہوا کہ یہ چٹانیں مخروطی اور پانی کے مسلسل بہنے سے گھسی ہوئی اور گویا ایک

پر ایک رکھی ہوئی تھیں یہ چٹانیں وہاں کہاں سے آگئیں؟ اس سوال کا جواب تو علم
الارض کا کوئی ماہر ہی دے سکتا ہے۔ البتہ یہ میں نے ضرور دیکھا کہ یہ چٹانیں کچے
کی تھیں اور غالباً سینکڑوں برس پہلے جب وہ آتش فشاں' جس کی طرف ہم بڑھ رہے
آگ اور لاوا اگل رہا تھا اس میدان میں لڑھک آئی تھیں۔ یا شاید لاوا انہیں اپنے
گھسیٹ لایا تھا اور پھر سیلابوں نے انہیں گھس کر اور رگڑ کر ہموار اور مخروطی بنا دیا تھا

اس عجیب اور انوکھے علاقے میں ہم تین دنوں تک سفر کرتے رہے۔ دوسرے دن
ایک چھوٹے سے نخلستان میں پہنچ گئے جس میں ایک نرمل چشمہ بہہ رہا تھا۔ یہ چشمہ
کر میں خوش ہو گیا کیونکہ ہمارے پاس پانی کا جو ذخیرہ تھا وہ تقریباً ختم ہو چکا تھا اور ہما
حلق خشک ہو چلے تھے۔ اس صحرائی یا نیم صحرائی خطے میں ہماری رفتار بڑی تیز رہی
بار برداروں کا بوجھ بقیہ بار برداروں نے اٹھایا تھا اور یہ دو تین بار بردار اپنے بوجھ
ہو کر ہم سے کوئی پانچ چھ گز آگے چل رہے تھے۔ ہنسس نے کہا کہ اس پتہ چلتا ہے
بار بردار راستے سے واقف تھے اور کانیک نے یقیناً انہیں آگے روانہ کر دیا تھا کہ اگر
ناگہانی خطرہ ہو تو وہ ہمیں خبردار کر دیں۔ پھر کانیک تھا جو بقیہ بار برداروں کے درمیان
رہا تھا صاف ظاہر تھا کہ یہ بار بردار کانیک کے گویا محافظوں یا باڈی گارڈ کی خدمات ا
دے رہے تھے اور سب کے آخر میں ہنسس اور میرے دونوں شکاری تھے۔

"باس!" ہنسس نے کہا۔ "کانیک نے جو کچھ کہا تھا اس پر اب مجھے یقین آ
ہے۔"

"کیا کہا تھا اس نے؟"

"باس یہ کہ بار بردار راستے سے واقف ہیں چنانچہ یقیناً کانیک کے قبیلے
رکھتے ہیں۔ یہی کانیک نے کہا تھا لیکن ہم نے اس کی بات پر یقین نہ کیا تھا اور دوسری
یہ باس کہ ان لوگوں کو حملے کا خطرہ ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو یہ لوگ اس خارزدہ علاقے
نہ تو اتنی تیزی سے سفر کرتے اور نہ ہی یوں خوف زدہ نظر آتے۔"

تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ کانیک نے مجھ سے کیا کہا تھا کیا تم پھر کن سوئیاں لے



کی پتھر کے پیچھے چھپے؟ میں نے پوچھا
لیکن مجھے اپنے اس سوال کا کوئی جواب نہ ملا کیونکہ عین اس وقت ہمیں کے پیر میں
چبھ گیا یا اس نے یوں ظاہر کیا۔ بہرحال وہ کانٹا نکالنے کے لئے وہیں رک گیا۔

تیسرے دن شام کو آخر کار ہم اس خارزدہ میدان سے نکلنے کے قریب تھے اور اس
پہاڑ کے مغربی پہلو کے قریب پہنچ رہے تھے جس کے دہانے میں داباندا قبیلہ آباد
سورج غروب ہونے میں ایک گھنٹہ باقی تھا ہم بے حد تھکے ہوئے تھے اور نڈھال ہو
تھے اس کے باوجود تیزی سے سفر کر رہے تھے کیونکہ ہمیں جلد از جلد اس جگہ پہنچنا تھا
کانیک کے بقول ہمیں پانی مل سکتا تھا۔ کانیک رات کا اندھیرا اترنے سے پہلے بہرحال
چشمے تک پہنچ جانا چاہتا تھا کیونکہ اب راتیں اندھیری تھیں۔ ہم لوگ دھول میں اٹے
اپنے خشک ہونٹوں پر زبانیں پھیرتے اور قدم قدم پر ٹھوکریں کھاتے اور لڑکھڑاتے
بڑھ رہے تھے کہ ہمیں نے جو میرے دوش بدوش چل رہا تھا' میرے پہلو میں اپنی
ات کی انگلی چبھوتے ہوئے ڈچ زبان میں کہا:

"وہ دیکھو باس"

میں نے دیکھا کہ ایک شخص پہاڑ کی آخری ڈھلان' جو اس خارزدہ میدان میں آملتی
اتر کر ہماری طرف آرہا تھا' یہ شخص بے حد تھکا ہوا معلوم ہوتا تھا کیونکہ ہر چند قدم
بعد وہ دونوں ہاتھ پھیلا کر گر پڑتا تھا لیکن پھر فوراً اٹھ کر شرابی کی طرح لڑکھڑاتا ہماری
بڑھنے لگتا۔ چند قدم چلنے بلکہ یوں کہئے کہ لڑکھڑانے کے بعد وہ پھر رک جاتا جیسے اپنا
درست کر رہا ہو میں نے اپنی دوربین آنکھوں سے لگائی تو میری حیرت کی انتہا نہ رہی وہ
جو گرتا پڑتا ہماری طرف چلا آرہا تھا سفید فام تھا اس کے کپڑے جو جھیر جھیر ہو گئے
اس کے بدن پر لیروں کی طرح لٹک رہے تھے۔ اور ان چیتھڑوں میں سے اس کی سفید
جھلک رہی تھی اس کے علاوہ اس کے بال اور ڈاڑھی بھی بھوری بلکہ سنہری تھی اور
قد کسی افریقی باشندے سے بلند اور اس کا تن و توش کسی بھی باشندے سے زیادہ پر
معلوم ہوتا تھا۔

دوسرے ہی لمحے مجھے کچھ اور بھی نظر آیا۔ ڈھلان کی ماہی پشت پر، جسے وہ ابھی عبور کر کے آیا تھا، چند سیاہ فام نمودار ہو گئے۔ یہ لوگ بھالوں سے مسلح تھے اور صاف ظاہر تھا کہ اس سفید فام کا تعاقب کر رہے تھے۔ جلدی سے دوربین جھکا کر میں نے ٹام اور ... کو آواز دی اور ان سے فوراً اپنی ونچسٹر بندوق لانے کو کہا یہاں میں یہ بتا دوں کہ دونوں میں سے ایک اپنی بندوق کے علاوہ میری بندوق بھی اٹھا کر چلا کرتا تھا۔ بڑی بڑی بندوقیں اور کارتوسوں کا ذخیرہ باربرداروں کے کندھوں پر لدا ہوا تھا اور پھر دوسری ونچسٹر رائفل میرے ہاتھ میں تھی اور میرے کوٹ کی ایک جیب کارتوسوں سے بھری تھی۔

"میرے ساتھ آؤ" میں نے جلدی سے کہا

اور ہم چاروں باربرداروں کو دائیں بائیں دھکیلتے بھاگے۔

اس عرصے میں وہ آوارہ گرد سفید فام بھی قریب آ گیا تھا اس کے اور ہمارے درمیان صرف پچاس قدم کا فاصلہ رہ گیا تھا وہ سیاہ فام سفید فام آوارہ گرد کے پیچھے اور اس سے صرف چھ گز دور تھے۔ چنانچہ اب وہ بھالے پھینک کر مارنے لگے تھے معلوم ہوتا تھا سفید فام آوارہ گرد کو فوراً قتل کر دینا چاہتے تھے کہ وہ ہم تک نہ پہنچ پائے لیکن ہوا یہ وہ سفید فام تو زندہ رہا البتہ تعاقب کرنے والوں میں سے چند ڈھیر ہو گئے کیونکہ میرا اشارہ پا کر میرے تینوں ساتھیوں نے اور میں نے بھی بہ یک وقت گولیاں چلا دیں اور ہم سب چونکہ ماہر نشانے باز تھے اس لئے تعاقب کرنے والے پکے آموں کی طرح ٹپ ٹپ گرنے لگے۔ سفید فام ہمارے قریب پہنچ گیا، اسے کوئی زخم نہ آیا تھا وہ ہمارے قدموں میں ... اور میری طرف دیکھ کر حیرت سے بولا:

"خدایا! تم تو سفید فام ہو! مجھے بھی بندوق دو۔"

غالباً یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ میں نے اسے بندوق نہ دی کیونکہ ہمارے پاس اس وقت ایک بھی بندوق زائد نہ تھی اور اگر ہوتی بھی تو میں اسے نہ دیتا کیونکہ وہ ... استعمال کرنے کے قابل ہی نہ تھا۔ اس کے علاوہ ایک ہی منٹ بعد وہاں چھوٹی سی ...



... شروع ہو گئی۔

... میں چالیس دوسرے سیاہ فام، جو بھالوں سے لیس تھے، ماہی پشت پر نکل آئے۔ وہ ... سب طویل القامت اور متناسب الاعضا تھے "انہوئی" کے نعروں کے ساتھ جیسے ... میں کود پڑے۔ ہم اپنی رائفلوں سے مسلسل گولیاں برسا رہے تھے۔

چند منٹوں میں ہی اس عجیب و غریب جنگ کا فیصلہ ہو چکا تھا۔ حملہ آوروں کی زیادہ تعداد ماری گئی تھی۔ بقیہ بھاگ گئے تھے وہ پہاڑ کے ابھار کے پیچھے پہنچ کر نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ ہمارا ایک آدمی بھی نہ مارا گیا۔ حالانکہ کہ ایک باربردار کے کندھے میں بھالے سے خراش آ گئی حملہ آور چلے گئے دو ہمارے باربردار، جو باربرداروں سے دفعتاً جنگجو سپاہیوں میں تبدیل ہو گئے تھے ان کے تعاقب میں بھاگ پڑے۔ ہمارے باربردار بانک جنگ جو سپاہی بلکہ شیر بن گئے تھے ان کی یہ تبدیلی اتنی فوری اور ایسی حیرت انگیز تھی کہ میں اور میرے ساتھ ہیس بھی دم بخود رہ گیا۔

"باس!" اس نے کہا۔ "تم نے دیکھا ہمارے باربرداروں کو؟ سچ تو یہ ہے باس کہ وہ بھالوں سے نہیں بلکہ اپنے ازلی دشمنوں سے جنگ کر رہے ہیں ان دشمنوں سے جن سے وہ نفرت کرتے ہیں بلکہ یہ نفرت انہیں ماں کے دودھ کے ساتھ پلائی جاتی ہے اور کانیک کی طرف تو دیکھو باس! وہ تو مارے غصے کے خارپشت بن گیا ہے۔"

یہ ہینس نے غلط نہ کہا تھا۔ کانیک کے بال سر اور ڈاڑھی کے بال بھی، واقعی کھڑے ہو گئے تھے بالکل خارپشت کے کانٹوں کی طرح۔

"باس! تم نے دیکھا ہو گا کہ کانیک نے اس طویل القامت شخص کو کس طرح خاک و خون میں لٹا دیا تھا جسے تم نے تاک کر گولی ماری تھی لیکن جو اسے نہ لگی تھی؟" "یہ جھوٹ ہے میں نے اس شخص پر گولی چلائی نہ تھی" دیکھا تھا نا تم نے باس کہ کانیک کے کس طرح اس کے ہاتھ سے بھالا گھسیٹ کر اسی کے سینے میں چھید کر دیا تھا؟ میں سمجھتا ہوں باس وہ لوگ اور آباندے تھے جن سے یہ کانیک کے قبیلے والے نفرت کرتے تھے۔"

"یہ شاید تم نے غلط نہیں کہا۔" میں نے جواب دیا۔ "اگر واقعی وہ آباندا تھے تو پھر

میں کہہ سکتا ہوں کہ وہ لوگ بھی ان کی طرح ہی تھے۔ بلکہ شاید ان کی رگوں میں بھی وہ خون گردش کر رہا ہے جو کانیک اور داباندا قبیلے کے لوگوں کی رگوں میں۔"

دفعتاً" مجھے اس سفید فام آوارہ گرد کا خیال آگیا جسے میں اس گڑبڑ میں قطعی فراموش کر گیا تھا چنانچہ میں اس کے پاس پہنچا۔ جیری اسے پانی کی بوتل دے چکا تھا جسے خالی کرنے کے بعد وہ سفید فام زمین پر پالتی مارے بیٹھا ہوا تھا۔

"بھائی! جنم کنڈلی اور زائچے کبھی غلط نہیں ہوتے۔" وہ بولا۔

"جنم کنڈلی اور زائچے! یہاں ان باتوں کا کیا ذکر؟" میں نے پوچھا اور دل میں بولا، شاید اس شخص کا دماغ چل گیا ہے۔

"بات یہ ہے کہ میرے والد علم نجوم میں سدھ بدھ رکھتے تھے اور اکثر میرا زائچہ دیکھا کرتے تھے۔ چنانچہ جب میں پیدا ہوا تو اس وقت بھی انہوں نے میرا زائچہ دیکھا تھا اور ستاروں کی چال نے انہیں بتایا تھا کہ وقت ایسا بھی آئے گا جب جنگل میں میری ملاقات ایک سفید فام سے ہوگی جو مجھے وحشیوں کے ہاتھوں مارے جانے سے بچائے گا۔"

"اچھا! بہرحال موضوع بدلنے کی غرض سے میں آپ کا نام پوچھ سکتا ہوں؟"

"مجھے جوہان ثور ہرقل کہتے ہیں۔"

"جوہان اور ہرقل تو سمجھ آگیا لیکن یہ ثور کیا ہے؟"

"یہ میرا تارخی اور غالباً اس سیارے کا نام ہے جو میری پیدائش کے وقت روشن تھا۔"

" ہرقل نے جواب دیا، مسکرایا اور آنکھیں بند کرلیں۔ وہ شاید بے ہوش ہو چلا تھا۔ اور وہ واقعی بیہوش ہوگیا اور اتنے مکمل طور سے کہ اسے ہوش میں لانے کے لئے مجھے اپنی وہ شراب استعمال کرنی پڑی جو میں نے جزجان بنا رکھی تھی کیونکہ ہماری شراب کا ذخیرہ بھی ختم تھا۔

جب ہرقل ہوش میں آرہا تھا تو میں خود اس کا جائزے رہا تھا۔ اس میں تو کوئی شک نہیں کہ وہ اعلیٰ اور خاندانی قسم کا انگریز تھا اور یہ میں نے اس کے شائستہ لب و لہجے سے سمجھ لیا تھا اس کے علاوہ اس کا نام رکھنے میں بھی اس کے باپ نے بڑی عقلمندی کا ثبوت



دیا تھا۔ وہ واقعی ثور تھا اور آپ تو جانتے ہی ہوں گے کہ ثور اس سیارے کا نام ہے جس کی شکل بیل کی طرح بتائی جاتی ہے لیکن اگر جوہان ہرقل کا نام "اسد" بھی ہوتا تو مناسب تھا یعنی جوہان اسد ہرقل کیونکہ وہ واقعی شیر کی طرح پرقوت معلوم ہوتا تھا اور آپ جانتے ہیں اسد بھی ایک سیارے کا نام ہی ہے۔

سچ تو یہ ہے کہ ہرقل کی ظاہری یا جسمانی حالت میں ثوری اور اسدی خصوصیات موجود تھیں مثلاً اس کا چوڑا سینہ مضبوط ہاتھ پاؤں اور بلند ماتھا بھینسے کی یاد دلاتا تھا اور دوسری طرف اس بھوری ڈاڑھی اور لانبے بال، جو سادھوؤں کی طرح اس کے کندھے پر پڑے ہوئے تھے اور اس کی زلفیں جو دھوپ میں تقریباً سنہری ہو جاتی تھیں شیر یا ثور سے مشابہ تھیں۔ چنانچہ میں تو سمجھتا ہوں کہ ہرقل ثور اور اسد کے اتصال کے وقت پیدا ہوا ہوگا۔ اب یہ نہیں جانتا کہ ایسا اتصال ممکن بھی ہے یا نہیں کیونکہ میں ایک شکاری ہوں نجومی نہیں۔

مختصر یہ کہ ہرقل خوبصورت نہ سہی حیرت انگیز حد تک قبول صورت ضرور تھا اور بڑی جاذب کن شخصیت کا مالک معلوم ہوتا تھا اس کی عمر وہ تیس اور پینتیس سال کے درمیان رہا ہوگا۔ میں حیران تھا اور سوچ رہا تھا کہ یہ شخص اس علاقے میں کہاں سے آگیا جہاں، کانیک کے بقول مجھ سے پہلے کسی سفید فام نے قدم تک نہ رکھا تھا؟

میں کسی مسئلے پر غور کر رہا تھا کہ جوہان ثور ہرقل کو ۔۔۔ یہ واقعی عجیب نام تھا۔ ہوش آنے لگا ابھی ہرقل نے آنکھیں نہ کھولی تھیں کہ کانیک، جس کے ہاتھ میں اب بھی وہ بھالا تھا۔ جس سے اس نے اباندا سپاہی کو قتل کردیا تھا، میرے قریب آکھڑا ہوا اس کے چہرے سے پریشانی اور غصہ عیاں تھا۔

"ذرا بیہوش ہوگیا ہے چنانچہ فکر کی کوئی بات نہیں" میں نے کانیک سے کہا۔

"کاش کہ یہ سفید فام مرجائے" کانیک نے حقارت بلکہ نفرت سے ہرقل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیوں؟"

"اس لئے میکومیزن کہ یہ سفید فام ہم پر وہ مصیبت لے آئے گا جس کا مجھے پہلے سے خدشہ تھا۔"

"پہلے ہی سے خدشہ تھا کیا مطلب؟"

"اس لئے آقا کہ ستاروں نے مجھ سے ایسا ہی کہا تھا۔"

"کیا کہا تھا؟"

"اگر یہ سفید فام ہمیں مل گیا تو ہم ایک مصیبت میں پھنس جائیں گے۔"

"بہرحال یہ تو تم دیکھ ہی رہے ہو کہ یہ سفید فام ہمیں مل گیا ہے۔ اور اب یہ بھی لو کہ میں اسے اپنے ساتھ لے چلوں گا۔ لیکن یہ مصیبت کے متعلق تم کیا بکواس کر ر ہو؟"

"بکواس!" کائیک نے کہا اور اپنے بھالے سے حملہ آوروں کی ان لاشوں کی طر اشارہ کیا جو پہاڑ کی ڈھلان پر یہاں وہاں پڑی ہوئی تھیں۔

اسے بھی تم بکواس کہو گے میکومیزن؟ کیا یہ مصیبت ہم پر محض اس سفید فام کی سے نہیں آئی تھی؟ اس کے علاوہ ان لعنتی اباندا لوگوں کے ایک سپاہی نے مرنے سے مجھے چند باتیں بتائی تھیں۔

"کیسی باتیں؟"

یہی کہ یہ سفید فام پہاڑ پر چڑھ کر میرے قبیلے واباندا کی بستی میں جا گھسا لیکن م قبیلے والوں نے اسے اباندا کی طرف ہنکا دیا لیکن وہاں سے وہ فرار ہونے پر مجبور ہو کیونکہ اباندا والے اسے قتل کر دینا چاہتے تھے جس طرح کہ وہ ہر اس اجنبی کو قتل کر ہیں جو ان کی بستی میں چلا جاتا ہے۔ لیکن یہ سفید فام چونکہ پر قوت اور بھاگنے میں تیز اس لئے یہ اباندا لوگوں کے ہاتھ نہ آیا۔ اباندا لوگوں نے اس کا تعاقب کیا جس طر شکاری کتے لومڑی کا تعاقب کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ یہ سفید فام ہمارے پاس پہنچ وہ ہوا جو پہلے سے لکھا جا چکا ہے۔" "لیکن

"ہاں۔ وہی ہوا جو پہلے سے لکھا جا چکا ہے چاہے ستاروں میں یا کسی اور جگہ۔



یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ اب کیا ہو گا کیونکہ میں سمجھتا ہوں نہ تو اباندا اور نہ وباندا اس سفید فام آقا کو پسند کرتے ہیں لیکن یہ بات یقینی ہے آج سے یہ سفید آقا ہمارا ساتھی ہو گا۔

"لیکن یہ ہمارا ساتھی ہونے ہی کیوں لگا میکومیزن؟" کائیک نے کہا۔ "یہ دیکھو' یہ بے ہوش ہے اس وقت اس بھالے کا ایک وار' صرف ایک وار اور پھر اس سفید فام آقا کو کبھی ہوش نہ آئے گا۔ اس کے برخلاف اگر یہ شخص ہمارے ساتھ مقدس تالاب کی سرزمین میں آیا' جہاں کے لوگوں کو اس نے انگوٹی جانے کس طرح اور اپنی کون سی حرکت سے اپنا دشمن بنا لیا ہے' تو پھر خود ہماری جانیں خطرے میں پڑ جائیں گی۔"

غیر شعوری طور پر میں نے اپنا پستول نکال لیا اور اس کی چرخی گھما کر اور اسے الٹ پلٹ کر دیکھنے لگا کہ وہ بھرا ہوا تھا یا نہیں۔

"کائیک!" میں نے کہا۔ "بہتر ہو گا کہ ہم دونوں کے درمیان ایک سمجھوتہ ہو جائے اور ایک بات صاف ہو جائے۔"

"کیسا سمجھوتہ؟"

"کائیک! کسی سوچے سمجھے ہوئے مقصد کے تحت یا اپنے مفاد کی خاطر تم ابھی ابھی مجھے یہ مشورہ دے رہے تھے۔ کہ یا تو میں اس سفید فاہم کو گولی مار دوں یا تمہیں اس کا خاتمہ کرنے کی اجازت دے دوں۔ حالانکہ یہ میرا ہم وطن ہے اور اس وقت اسے میری مدد کی سخت ضرورت ہے۔ لیکن چونکہ تم ایک جاہل وحشی ہو اور نہیں جانتے کہ دو ہم وطنوں میں' خصوصاً جب وہ دیار غیر میں' اچانک ایک دوسرے کے سامنے آجاتے ہیں' دفعتاً" کیسی انسیت بلکہ محبت پیدا ہو جاتی ہے' خواہ وہ اجنبی ہی کیوں نہ ہوں۔ یہ بات تم نہیں سمجھتے اس لئے میں تمہیں سمجھا رہا ہوں۔ بلکہ سمجھنے پر مجبور کر رہا ہوں۔"

اور دفعتاً" میں نے پستول اٹھا کر اس کی نالی کائیک کے ماتھے پر اور اس کی آنکھوں کے درمیان ٹکا دی اور اپنی شہادت کی انگلی لبلبی پر رکھ کر کرخت لہجے میں کہا:

"کائیک! اب یہ بتاؤ کہ تمہارے یہاں وہ کون سی قسم ہے جسے توڑا نہیں جا سکتا؟"

"انگوٹی کی قسم آقا۔" کائیک نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔ "انگوٹی کی قسم توڑنے کی

سزا اذیت ناک موت ہی ہو سکتی ہے۔"

"بس تو پھر انگوئی کی قسم کھا کر کہو کہ نہ تو خود اس سفید فام آقا کو کوئی نقصان پہنچاؤ گے اور نہ ہی کسی اور کو اس کے خلاف اکساؤ گے۔"

"اور اگر میں انکار کروں؟"

"تو پھر کانیک میں پچاس تک گنتی کروں گا۔ اگر اس اثناء میں تم نے اپنا ارادہ تبدیل نہ کرلیا اور انگوئی کی قسم نہ کھائی تو پھر میں تمہارا بھیجا پاش پاش کردوں گا کیونکہ میرے دوست کانیک اب یہ فیصلہ کرنے کا وقت آگیا ہے کہ آقا اور سردار کون ہوگا۔ تم یا میں؟"

"اگر تم نے مجھے گولی ماردی میکومیزن تو پھر میرے قبیلے کے لوگ تمہیں بھی قتل کردیں گے۔"

"ایسی کوئی بات نہ ہوگی کانیک کیوں کہ تم سفید چوہیا کی وہ پیشن گوئی نہ بھولے ہوگے۔ جو اس نے میرے متعلق کی تھی اور یہی اس کا وعدہ بھی تھا یعنی یہ کہ میں اس مہم سے صحیح سلامت لوٹ آؤں گا۔ چنانچہ تم میری فکر نہ کرو کیونکہ تمہاری موت کے بعد میں تمہارے قبیلے کے بزرگوں سے صلح صفائی کرسکتا ہوں۔ ہوشیار ہوجاؤ۔ میں گنتی کرنے جارہا ہوں۔"

اور میں نے گنتی شروع کی۔ دس تک پہنچ کر اور پھر بیس پر پہنچ کر میں ایک ایک دو دو سیکنڈ تک خاموش رہا' میں نے کہا۔ "تیس" اور ساتھ ہی دیکھا کہ کانیک کی انگلیوں کی گرفت بھالے کی ہتھی پر دفعتاً" مضبوط ہوگئی۔

"میرے دوست مناسب ہوگا کہ تم یہ بھالا پھینک دو۔" میں نے کہا۔ "ورنہ میں اپنی گنتی بس یہیں ختم کردوں گا۔" کانیک نے اپنی مٹھی کھول دی۔ بھالا زمین پر گر گیا۔

میں پھر تیس (۳۰) سے آگے گننے لگا اور چالیس (۴۰) پر پہنچ کر پھر خاموش ہوگیا اور کانیک سے کہا کہ وہ جلد آخری فیصلہ کرلے کیونکہ اب وقت بہت کم رہ گیا ہے۔"

"چھیالیس ... سینتالیس ... اڑتالیس ..." میں نے دانت پیس کر کہا اور لبلبی پر میری انگلی کا دباؤ بڑھتا گیا۔



اور پھر کانیک میرے سامنے سجدہ ریز تھا اور میرے قدموں کے قریب زمین چوم رہا تھا۔ غالباً یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ اس کے جھکتے ہی میں نے گولی چلادی تھی۔

"بڑے قسمت والے ہو کانیک کہ تم نے عین وقت پر آخری فیصلہ کرلیا۔" میں نے کہا۔ "یہ پستول خدا جانے کس طرح' غالباً گرمی کی وجہ سے وقت سے پہلے ہی چل گیا۔ بہرحال قسم کھاتے ہو کانیک؟"

"ہاں آقا میکومیزن۔" اس نے پھٹی ہوئی آواز میں جواب دیا۔ "میں انگوئی کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ نہ تو میں اس سفید فام آقا کو کوئی نقصان پہنچاؤں گا' اور نہ ہی کسی اور کو اکساؤ گا۔ یہی وہ قسم ہے جسے کھانے پر تم نے مجھے مجبور کیا ہے لیکن میں یہ بھی جانتا ہوں کہ آج سے میری سرداری بھی ختم ہوئی۔ اس قسم کے ذریعہ میں نے اپنے آپ کو تمہارا غلام بنالیا ہے۔ اب تک تم میرا حکم مانا کرتے تھے۔ لیکن اب مجھے تمہارے حکم کے سامنے' ہر حکم کے سامنے' تسلیم خم کرنا پڑے گا۔ آج سے میرے آقا تم ہو میکومیزن۔ صحیح معنوں میں آقا ہو۔"

"خوب کہا کانیک۔" میں نے بشاشت سے جواب دیا۔ "لیکن نیکی کے بدلے نیکی اور تحفے کے عوض تحفہ۔"

"میں سمجھا نہیں آقا میکومیزن!"

"کانیک میں اپنی سرداری کے اس نئے عہدے سے دست بردار ہوکر اور اپنے ملازموں اور سفید فام کو اپنے ساتھ لے کر اسی جگہ سے لوٹ جانے کو تیار ہوں۔ میں اپنے راستے جاتا ہوں اور تم اپنی راہ جاؤ لیکن تمہیں یہ وعدہ کرنا ہوگا کہ نہ تو تم اور نہ ہی تمہارے آدمی واپسی کے سفر میں ہمیں پریشان کریں گے۔ سودا برا نہیں چنانچہ کہو منظور ہے تمہیں؟"

"نہیں آقا۔" کانیک نے ضدی بچے کی طرح کہا۔ "تمہارا میرے ساتھ چلنا' بہت ضروری ہے۔ تم تالاب مقدس تک میری ساتھ چلو گے۔"

"بہت اچھا۔ یونہی سہی۔ اب یہ بتاؤ کہ صورت حال کیا ہے کیونکہ اس کے بعد ہی

میں اپنے احکامات جاری کرسکوں گا۔ لیکن یہ سن لو کانیک کہ اگر تم نے میرے حکم سے سرتابی کی یا مجھے دھوکا دینے کی کوشش کی یا اس سفید فام کا بال بھی بیکا ہوا تو پھر میں اپنی گنتی پچاس تک پوری کردوں گا اور پھر نتیجہ معلوم؟؟"

"میں نے سنا میکومیزن جو تم نے کہا۔ سنو۔ وہاں۔ اس طرف۔" اور اس نے ان پتھروں کی طرف اشارہ کیا جو ڈھلان پر پڑے ہوئے تھے اور جہاں عجیب قسم کے درخت اگ رہے تھے۔" وہاں وہ چشمہ ہے۔ جس کی ہمیں تلاش ہے۔ آقا! بہرصورت ہمیں اس چشمے تک پہنچنا ہے اور جلداز جلد کیونکہ ہمارے پانی کا آخری قطرہ سفید فام آقا پی چکا ہے اور پھر جلد ہی اندھیرا اتر آئے گا اور تم جانو اندھیرے میں سفر کرنا ممکن نہ ہوگا۔"

"ٹھیک ہے۔" میں نے کہا۔ "تم اپنے آدمیوں کے ساتھ فوراً روانہ ہوجاؤ اور وہاں پہنچ کر کیمپ لگادو۔"

"اور تم آقا؟"

"یہ سفید فام آقا چلنے کے قابل ہوجائے تو میں اسے اپنے ساتھ لے کر تمہارے پیچھے ہی آتا ہوں۔"

کانیک نے عجیب نظروں سے میری طرف دیکھا۔ غالباً اسے مجھ پر شک ہوگیا تھا اور وہ سوچ رہا تھا کہ کہیں میں اسے دھوکا دے کر بھاگ جانا تو نہیں چاہتا۔ لیکن پھر شاید اس نے خود ہی فیصلہ کرلیا کہ چونکہ ہمارے پاس پانی کا ایک قطرہ تک نہیں ہے اور پھر ہرقل بیمار اور نڈھال ہے اس لئے ہمارے فرار ہونے کا قطعی کوئی امکان نہیں۔ بہرحال وہ اپنے آدمیوں کے ساتھ کل سامان لے کر چلا گیا اور تھوڑی دیر بعد ہی میں انہیں سامنے کی ڈھلان پر چڑھتے دیکھ رہا تھا۔ میں نے ہینس کو بھی کانیک کے ساتھ بھیج دیا تھا اور اسے ہدایت کردی تھی کہ وہ فوراً یہ خبر لے کر واپس آجائے کہ آیا وہاں چشمہ ہے یا نہیں اور اگر ہے تو کانیک اور اس کے آدمی مناسب جگہ پڑاؤ ڈال رہے ہیں یا نہیں۔

سچ تو ہے کہ میں کانیک کی طرف سے مطمئن نہ تھا۔ دراصل اس پر اسرار شخص کے ارادوں سے واقف ہونا یا اس کا اندازہ لگانا میرے بس کا روگ نہ تھا چنانچہ مجھے کچھ شک



ہو چلا تھا کہ شاید کانیک اس ویرانے میں بھٹکتا چھوڑ کر چلا جائے گا۔ اور اس لئے میں نے ہینس کو اس کے ساتھ کردیا تھا۔ اگر کوئی اور وقت ہوتا تو میں کانیک سے اس طرح چھٹکارا حاصل کرکے یک گونہ مسرت حاصل کرتا لیکن اب حالات بدل چکے تھے۔ پانی کا ذخیرہ ختم تھا' اشیائے خوردنی کا ذخیرہ ختم کے قریب تھا' اور پھر ہماری ہاتھی مار بندوقیں اور کارتوسوں کی پیٹیاں کانیک کے ساتھی یا ہمارے باربردار اپنے ساتھ لے گئے تھے۔

بہرحال کانیک اور باربرداروں کے جانے کے بعد میں اس بڑے سے پتھر کے قریب پہنچا جس کی اوٹ میں میں نے بے ہوش اجنبی کو لٹا دیا۔ وہاں پہنچ کر دیکھا کہ اسے ہوش آچکا تھا اور وہ زمین پر بیٹھا پھٹی پھٹی آنکھوں سے چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔

"کون ہو تم؟ اور میں کہاں ہوں؟" وہ بولا۔ "جنگ ــــ جنگ ہوئی تھی نا یہاں؟ پانی۔ پانی دو مجھے؟"

"مسٹر ہرقل! ذرا صبر سے کام لیجئے۔ پانی تھوڑی دیر میں آیا چاہتا ہے۔" میں نے کہا "کیونکہ میں نے ہینس کو بوتل دے دی تھی کہ اگر وہاں چشمہ ہو تو وہ بوتل بھرتا لائے۔ بے شک یہاں جنگ ہوئی تھی اور خدا کی مدد اور مہربانی سے ہم نے تمہیں بچالیا ہے اور اپنے حالات مجھے بعد میں بتا سکتے ہو۔"

اس نے اثبات میں سر ہلا کر اپنی پرکشش آنکھیں اٹھائیں اور غور سے میری طرف دیکھنے لگا اور پھر آپ ہی بڑبڑایا میرے متعلق بڑے ہی توہین آمیز الفاظ کہے۔ اس نے بلند آواز میں لیکن گویا اپنے آپ سے کہا:

"عجیب بے ڈھنگے قسم کا آدمی ہے یہ تو۔ بال ایسے ہیں جیسے پالتو کتے کے ہوتے ہیں' قد کا بلند قامت ہے دبا پتلا ایسا ہے جیسے خشک نرسل لیکن بڑا ہی بہادر اور مستقل مزاج معلوم ہوتا ہے' اور صاف گو اور منہ پھٹ بھی ہے۔ جوہان ٹور! تم واقعی قسمت کے دھنی ہو اچھا وقت اب آگیا ہے۔

ظاہر ہے کہ میں نے ہرقل کی اس بڑ کی طرف کوئی دھیان نہ دیا' اور ٹام اور جیری کی طرف چلا جو قریب ہی وحشت زدہ سے کھڑے ہوئے تھے۔ میں نے ان سے پوچھا کہ اس

جھڑپ میں ان کے کتنے کارتوس ضائع ہوئے۔ وہ میرے سوال کا جواب دیے بنا ہی
کہ ہیس واپس آگیا۔ اس وقت دن کی روشنی بجھنے لگی تھی۔

"باس! سب ٹھیک ٹھاک ہے۔" ہیس نے آتے ہی کہا۔ "اس الو آدمی نے بتایا
تھا۔ وہاں چشمہ بہہ رہا ہے اور الو آدمی اور اس کے ساتھی اسی کے کنارے کیمپ لگائے
ہیں اور یہ ہے اس چشمے کا پانی۔"

میں نے بوتل لے کر ہرقل کی طرف بڑھادی۔ موخرالذکر نے ایک عالم بے اختیاری
میں اور بڑی بے صبری سے بوتل میرے ہاتھ سے کھسیٹ لی۔ لیکن پھر اسے کچھ خیال آیا
اور وہ بوتل میری طرف بڑھا کر بولا:

"صاحب! آپ بھی پیاسے ہیں شاید۔"

اور اس کے ان الفاظ نے مجھے اس کی شرافت کا یقین دلا دیا۔

سچ تو یہ ہے کہ مارے پیاس کے میرے حلق میں بھی کانٹے پڑ رہے تھے لیکن میں بھی
شریف اور خاندانی ہوں چنانچہ میں نے ہرقل سے کہا:

"نہیں۔ پہلے آپ۔"

اس نے چند گھونٹ پی کر بوتل میری طرف اور میں نے چند گھونٹ پی کر ہاتم اور
کی طرف بڑھادی۔ اتنے سے پانی سے ہماری پیاس تو کیا بجھتی البتہ حلق تر ہوگئے اور یہ
بھی غنیمت تھا۔

"مسٹر ہرقل! آپ تھوڑی دور تک چل سکیں گے؟" میں نے پوچھا۔

"شاید' اب میں توانائی محسوس کر رہا ہوں اور شکر ہے کہ وہ وحشی میرے جوتے
لے گئے۔ لیکن ہم جا کہاں رہے ہیں؟"

"فی الحال تو اپنے پڑاؤ میں جو وہاں ہے۔" اور میں نے پہاڑ کی ڈھلان کی طرف اشارہ
کیا۔ "اور پھر وہاں سے تالاب مون کی طرف۔"

یہ سنتے ہی ہرقل کا چہرہ دمک اٹھا۔

"یہ بڑی خوش خبری سنائی ہے آپ نے۔" اس نے خوش ہو کر کہا۔ لیکن پھر یکایک اس



کی خوشی کافور ہوگئی' چہرہ لٹک گیا اور اس نے اداس ہو کر کہا۔ "آپ نے میری جان بچائی
ہے' احسان کیا ہے مجھ پر چنانچہ میں آپ کو خبردار کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ یہ سفر بڑا ہی
خطرناک ہے۔ اگر ہم تالاب مون تک پہنچ گئے تو وہاں کے لوگ عیار تو نہیں ہیں لیکن ....
بلکہ تالاب مون کے اطراف میں موت منڈلاتی ہے۔"

"میرا بھی یہی خیال ہے۔" میں نے کہا۔ "مسٹر ہرقل! آپ وہاں جا چکے ہیں؟"

ہرقل نے اثبات میں سر ہلایا۔

"تو پھر خدارا اپنے تجربات ان لوگوں کے سامنے بیان نہ کیجئے جو ہمارا کیمپ لگانے گئے
ہیں کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ آپ عربی زبان بول لیتے ہیں۔"

"کیوں بیان نہ کروں ان کے سامنے؟"

"یہ میں آپ کو بعد میں بتاؤں گا۔"

"بہت اچھا' اچھا۔ اب کیا میں اپنے محسن کا نام معلوم کر سکتا ہوں؟"

"مجھے ایلن کوارٹرمین کہتے ہیں۔"

"ایلن کوارٹرمین؟" وہ بولا۔ "نام تو آشنا معلوم ہوتا ہے ..... کہاں سنا تھا یہ نام میں
نے؟ ہاں یاد آیا ..... لارڈ ریجنال نے مجھے آپ کے متعلق بتایا تھا۔ بلکہ انہوں نے مجھے
ایک تعارفی رقعہ بھی دیا تھا کہ اگر کبھی آپ سے ملاقات ہو تو میں یہ رقعہ آپ کی خدمت
میں پیش کرکے آپ کی مدد حاصل کر سکوں۔ لیکن افسوس ہے کہ میری دوسری چیزوں کے
ساتھ یہ رقعہ بھی مجھ سے چھین لیا گیا۔ عجیب حالات میں آپ سے ملاقات ہوئی مسٹر
کوارٹرمین لیکن یہ عجیب خطہ ہے۔ جہاں کی ہر بات نرالی ہے۔ اچھی بات ہے مسٹر
کوارٹرمین! اب اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ کے کندھے پر ہاتھ رکھ دوں کیونکہ میں
سہارا لے کر ہی چل سکوں گا۔ دراصل میرا دماغ اب تک بھنایا ہوا ہے۔"

"بہت اچھا چلئے" لیکن ایک بار پھر کہتا ہوں مسٹر ہرقل کہ انگریزی کے علاوہ کسی
دوسری زبان میں دوسروں کے سامنے آپ کسی اہم معاملہ پر مجھ سے گفتگو نہ کیجئے کیونکہ وہ
لوگ انگریزی نہیں جانتے" اور میں نے ہیس کی طرف اشارہ کیا۔ "یہ شخص میرا معتبر ہے

اور اس کے مشورے بڑے مناسب ہوتے ہیں۔"

"میں آپ کی یہ ہدایت یاد رکھوں گا۔" ہرقل نے کہا

اور ہم چل پڑے، ہرقل لنگڑا رہا تھا۔ وہ ایک ہاتھ میرے کندھے پر رکھے ہوئے تھا اور چونکہ وہ بلند قامت اور میں پست قامت تھا اس لئے یوں معلوم ہوتا تھا جیسے میں چھڑی ہوں اور وہ اپنی چھڑی پر جھکا ہوا ہو۔

جب ہم پڑاؤ میں پہنچے ہیں تو اندھیرا اتر چکا تھا۔ ٹام اور جیری میرا خیمہ استادہ کر رہے تھے جو چھوٹا ہونے کے باوجود دو آدمیوں کے لئے کافی تھا جب وہ دونوں خیمہ لگا رہے تھے تو ہرقل چشمے کے کنارے اوندھے منہ لیٹا سطح آب پر اپنے ہونٹ چپکائے بے تحاشہ پانی پئے جا رہا تھا۔ پانی پی چکا تو اس نے اپنے سر پر پانی ڈالا اور پھر اپنے دونوں ہاتھ کندھے تک چشمے میں ڈبو دیئے جیسے پیاس کی شدت سے اس کا جسم اسفنج بن گیا ہو اور اس کے ہاتھ پانی چوس رہے ہوں۔ پھر اس نے کھانا طلب کیا۔ خوش قسمتی سے ایک خاص قسم کا کھانا ہمارے پاس کافی تھا۔ یعنی خاص قسم کی سخت روٹی جو ہم نے اس آخری بستی سے حاصل کی تھی جو ہمارے راستے میں پڑی تھی اور خشک گوشت کے پارچے۔ یہ چیزیں ظاہر ہے کہ لذیز نہ تھیں۔ لیکن جب میں نے یہ سخت روٹی اور خشک گوشت اس کے سامنے رکھا تو وہ بہت بھوکا تھا۔ کھانے سے فارغ ہو کر وہ خیمے میں آکر لیٹ گیا اور چند لمحوں بعد ہی وہ گہری نیند سو رہا تھا۔

میں ہرقل کے پاس بیٹھا اس کے خراٹے سن رہا تھا، جو اس خاموشی میں بڑے بھیانک معلوم ہو رہے تھے۔ آسمان تاروں سے بھرا ہوا تھا اور اکثر ستارے حیرت انگیز حد تک روشن تھے۔ تھوڑی دیر بعد کانیک میرے قریب سے گزرتا ہوا ایک نسبتاً بلند اور چپٹے پتھر پر جا کھڑا ہوا۔ اس نے اپنے ہاتھ سر اوپر اٹھائے اور ان سے عجیب مضحکہ خیز اشارے کرنے لگا۔

"باس! الو آدمی اس ستارے سے باتیں کر رہا ہے جو اس کا خاص ستارہ ہے" میرے قریب سے ہیس نے کہا اور سیارہ زہرہ کی طرف اشارہ کیا۔ "باس! ہر رات وہ اس



سے باتیں کرتا ہے اور یہ ستارہ اسے بتاتا ہے کہ آئندہ کیا کیا جائے۔

یہ بڑی خوش خبری سنائی ہے تم نے ہیس کیونکہ میں تو الجھ گیا ہوں۔ اور نہیں جانتا کہ کیا کیا جائے۔"

بس آگے بڑھا جائے ... اور کیا باس۔" ہیس بولا۔ "آدمی اگر چلتا ہے تو کہیں نہ کہیں پہنچ جاتا ہے۔"

"پہنچ تو ہم جائیں گے ہینس۔ لیکن سوال یہ ہے کہ وہاں ہو گا کیا؟"

اس کے بعد میں بھی لیٹ گیا۔ البتہ احتیاط کے تقاضے سے مجبور ہو کر میں نے ہینس اپنے دونوں شکاریوں سے تاکید کر دی کہ وہ باری باری سے صبح تک جاگتے اور پہرہ دیتے رہیں۔

چونکہ میں بہت تھکا ہوا تھا اس لئے فوراً ہی سو گیا اور بے خبر سوتا رہا یہاں تک کہ کسی کے داخل ہونے کی آواز سے میری آنکھ کھل گئی۔ اس وقت بھی اندھیرا تھا تاروں کی روشنی ماند پڑنے لگی تھی اور ہوا کے جھونکے فرحت بخش تھے۔ چنانچہ صبح ہو گئی۔ یہ ہرقل تھا جو دبے پاؤں خیمے میں داخل ہوا تھا۔

"چشمے سے نہا کر آرہا ہوں۔" اس نے دیکھا کہ میری آنکھ کھل گئی ہے تو بولا۔ "پورے ایک ہفتے بعد آج نہایا ہوں چنانچہ اپنے آپ کو ایک نیا آدمی محسوس کر رہا ہوں۔"

"واقعی آپ اس وقت بڑے بشاش معلوم ہو رہے ہیں۔"

"اور یہ سب آپ کی مہربانی ہے۔ شکر ہے کہ میں بال بال بچ گیا۔ ورنہ وہ وحشی میرے ٹکڑے ہی اڑا دیتے میں اپنے اسکول اور کالج کے زمانے میں اول درجے کا بھاگنے والا تھا۔ بھاگنے کی وہی مشق اب میرے کام آئی۔ اگر میں ایسا تیز بھاگنے والا نہ ہوتا تو اس وقت زندہ بھی نہ ہوتا ... مسٹر کوارٹرمین ..."

"فرمایئے"

"بھئی! اب ہم دونوں دوست اور ساتھی ہیں چنانچہ اب مناسب ہوگا کہ ہم تکلف

چھوڑ کر ایک دوسرے کو "تم" کہہ کر مخاطب کیا کریں۔"

"جیسی تمہاری مرضی ... ہاں تو کیا کہہ رہے تھے تم؟"

"تم سوچ رہے ہوگے کوارٹرمین کہ میں کون ہوں اور یہاں کیسے پہنچ گیا۔ اگر سویرا ہے' ہم دونوں اکیلے ہیں چنانچہ تم مناسب سمجھو تو میں اپنی کہانی سناؤں؟"

"سچ تو یہ ہے کہ میں تمہاری کہانی سننے کے لئے مرا جا رہا ہوں۔"

"مسٹر کوارٹرمین! ہرقل میرا خاندانی نام ہے اور ہم لوگ کئی نسلوں سے تاجر آرہے ہیں۔ ہمارا کاروبار دنیا کے ہر حصے میں پھیلا ہوا ہے چنانچہ مغربی افریقہ کے سا سے بھی ہمارے تاجرانہ تعلقات قائم ہیں میرے والد نے' جن کے انتقال کو چند سال عرصہ ہوچکا ہے' اپنی ایک الگ راہ پسند کی' وہ عجیب دھن باز آدمی تھے اور تجارت انہیں دور کا بھی واسطہ نہ تھا۔ چنانچہ ہمارے خاندان کے افراد انہیں "نیم پاگل" کہا کر تھے۔ بہرحال انہوں نے علم کے میدان میں اپنے گھوڑے دوڑا دیئے اور مختلف علوم مہارت حاصل کرلی۔ علم نجوم بھی انہی میں سے ایک تھا جس کا میرے والد نے انتخاب کیا تھا۔ بہرحال وہ ڈاکٹر بن گئے۔ لیکن چونکہ روپے پیسے کی کوئی کمی نہ تھی اس لئے ا نے اپنا ذاتی مطب نہ کھولا' اپنے طور پر یونہی سی پریکٹس کرتے رہے اور اپنی خدمات با مفت اسپتالوں کو پیش کرتے رہے۔"

"والد صاحب کے ایما پر میں نے بھی ڈاکٹری کی تعلیم حاصل کی اور جب میں اپنی تعلیم ختم اور ڈاکٹری کی تعلیم کی سند حاصل کرچکا تو ایک دن میرے والد کا انتقال ہوگیا۔ میں کا اکلوتا بیٹا تھا۔ انہی دنوں میرے چچا سر تھامس ہرقل کا بیٹا بھی' جو اتفاقاً ان کا اکلوتا تھا' ایک حادثے کا شکار ہوگیا اور میرے چچا نے مجھ سے درخواست کی کہ اب میں خاندانی تجارت سنبھال لوں۔ تفصیلات میں جانے کی کوئی ضرورت نہیں چنانچہ مختصراً یہ کہ تجارت سے کوئی دلچسپی نہ تھی اور نہ ہی میں اس کی طرف کوئی دھیان دے رہا تھا۔ اور تو یہ ہے۔ کوارٹرمین کہ جب آدمی کے پاس روپیہ اور جائیداد ہو تو پھر وہ اپنا وقت دفتر بے کار بیٹھ کر کیوں برباد کرے؟ چنانچہ دفتر سے میں نکل بھاگنا چاہتا تھا لیکن میرے چچا



خلاف تھے۔ وہ نہ چاہتے تھے کہ میں اپنا مطلب کھول لوں یا پریکٹس کروں۔"

"لیکن دفتر میں چونکہ مجھے چیونٹیاں کاٹنے لگتی تھیں اور میں بیزار ہونے لگا تھا اس لئے آخر کار چچا نے مجھ سے سمجھوتا کرلیا۔ طے یہ پایا کہ میں تجارت کے سلسلے میں فرم کی طرف سے دنیا کے مختلف ممالک کے سفر کروں خصوصاً مغربی افریقہ چلا جاؤں جہاں ہمیں اپنی فرم کی ایک نئی شاخ قائم کرنی تھی۔ اپنے چچا کی یہ پیش کش میں نے فوراً قبول کرلی۔ کیونکہ مجھے خاصی دلچسپی تھی اور یہاں کے قدیم قبائل اور ان کے رسم و رواج کا میں مطالعہ کرنا چاہتا تھا۔ میں چونکہ ڈاکٹر ہوں اس لئے ان بیماریوں کا مطالعہ بھی کرنے کا خواہشمند تھا جو کہ یہاں کے قبائل میں نہ صرف عام ہیں بلکہ لاعلاج بھی سمجھی جاتی ہیں۔ سفر سے واپس لوٹ کر مجھے پھر کاروبار سنبھالنا' اپنے ورثے کی حفاظت کرنا اور خاندانی وقار اور شان کو قائم رکھنا تھا اور یہ وقار اور شان مسٹر کوارٹرمین صرف یہ تھی کہ میرا نام حسب ونسب کتاب الامرا میں درج ہوجائے اور بس' تو یہ طے پایا تھا اور یہ ہے میری کہانی۔"

"لیکن یہ کہانی مکمل نہیں ہے ہرقل۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ ابھی تم مجھے اور بھی بہت سی باتیں بتا سکتے ہو۔ لیکن چونکہ تم انہیں راز ہی رکھنا چاہتے ہو اس لئے میں بھی تمہیں مجبور نہیں کرتا۔"

"یہ تم نے غلط نہیں کہا۔ بہرحال میں اپنے متعلق بتا رہا ہوں تو تم بھی اپنے متعلق بتا دو کہ تم کون ہو اور کیا ہو۔"

"میں انگلستان میں پیدا ہوا۔ ایک اعلیٰ خاندان سے تعلق رکھتا ہوں۔ میں نے تعلیم اپنے والد سے حاصل کی جو بڑے اسکالر تھے اور سچ مچ ولی تھے۔ رہی دوسری باتیں تو میں کچھ نہیں ہوں سوائے ایک پیشہ ور اور ماہر شکاری کے۔ تمہاری طرح مجھے بھی نسل انسانی کے مطالعہ کا شوق ہے اور اس لعنتی شوق نے مجھے بڑے بڑے خطرات میں مبتلا کیا ہے اور افریقہ کے مبہم خطوں کی خاک چھنوادی ہے۔ بہرحال اسی شوق کی وجہ سے ایک دن میں افریقہ کے کسی گمنام خطے میں مارا جاؤں گا اور کسی کو معلوم بھی نہ ہوگا کہ ایلن کوارٹرمین کوئی

شکاری تھا جو خدا جانے کہاں چلا گیا ہے۔"

"نہیں ایسی کوئی بات نہ ہوگی.... یہ شوق...."

عین اس وقت ہیس کافی لے کر آگیا۔

"کانیک چاہتا ہے کہ ہم سورج کے طلوع ہوتے ہی یہاں سے روانہ ہوجائیں"
ہیس نے کافی میرے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔ "کیونکہ اس کا خیال ہے کہ یہاں
ہے۔"

چنانچہ ہم سفر کی تیاریوں میں مصروف ہوگئے۔ ہرقل کے پاس صرف کوٹ تھا
قمیض نہ تھی۔ میرے پاس ایک قمیض ایسی تھی جو مجھے بہت ڈھیلی آتی تھی۔ یہ قمیض
نے اسے دے دی جو اس نے کسی نہ کسی طرح کھینچ تان کر پہن لی پھر اس کے لئے
ہیٹ تلاش کرنا تھا۔ اور آخر میں اسے ایک رائفل اور مٹھی بھر کارتوس بھی دے
گئے۔

ابھی ہم پوری طرح تیار بھی نہ ہوئے تھے کہ کانیک آگیا۔ وہ بہت زیادہ بے
معلوم ہوتا تھا۔

"جلدی چلئے آقا۔" وہ بولا

"جلدی چلئے آقا۔" وہ بولا

"کہاں کانیک؟" میں نے پوچھا

"پہاڑ کی چوٹی پر اور اس کے دوسری طرف تاکہ ہم میرے قبیلے واباندا میں پہنچ
سکیں۔ کل جو کچھ ہوا ہے اس کے بعد اگر باندا کا بس چلا تو ہم میں سے کسی ایک کو
زندہ نہ چھوڑیں گے۔ اگر یہ سفید فام آوارہ گرد' جسے تمہارے ملازم سرخ بھینسا کہتے
چلنے کے قابل نہیں ہے یا چل نہیں سکتا تو اسے یہیں اس کے حال پر چھوڑ دو۔"

ہرقل نے' جو یقیناً عربی زبان سمجھتا تھا' کانیک کی طرف دیکھا اور بڑے سکون
جواب دیا:

"تم فکر نہ کرو' میں چل سکتا ہوں اور چلوں گا۔"



چنانچہ ہم نے بڑی عجلت میں ناشتہ کیا اور کانیک کے ساتھ پہاڑ کی تقریباً عمودی ڈھلان
چڑھنے لگے۔ غالباً یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ کانیک ہماری راہبری کر رہا تھا۔

"کیا نام ہے اس وحشی کا؟ کانیک؟" ہرقل نے پوچھا۔

"ہاں۔ کیوں؟"

"ایک باشندے سے میں نے کانیک کے متعلق بہت کچھ سنا ہے۔"

"کون سے باشندے سے؟"

"یہیں کے باشندے سے جسے میں جانتا تھا۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ وہاں دو کانیک
ہوں گے۔ وہ باشندہ جس کانیک کا ذکر کر رہا ہے وہ نوجوان تھا' اور اس نے ایک زبردست
گناہ کیا تھا۔"

اور پھر ہرقل نے اچانک موضوع بدل دیا۔

# ہرقل کی کہانی

تھوڑی دور تک تو ہرقل لنگڑا کر چلتا رہا کیونکہ اس کی ٹانگیں اکڑ گئی تھیں اور ایڑیاں سوج گئی تھیں۔ لیکن رفتہ رفتہ اس کے جوڑ کھلنے لگے' اور پھر صبح کی تازہ ہوا نے بھی اپنا اثر دکھایا اور اس کی قوت اور خوش مزاجی عود کر آئی۔ اور میں نے دل ہی دل میں اعتراف کیا کہ ہرقل مردانہ حسن و قوت کا مکمل ترین نمونہ تھا۔

ہم آگے بڑھ رہے تھے تو ہرقل نے اپنی سرگزشت جاری رکھی۔

"کوارٹرمین! تمہارا یہ اندازہ غلط نہیں ہے کہ میں افریقہ آیا ہوں تو اس کی ان وجوہات کے علاوہ' جو میں بیان کر چکا ہوں' چند دوسری وجوہات بھی تھیں۔ مناسب ہوگا کہ میں تم سے کچھ نہ چھپاتے ہوئے وہ وجوہات بھی بیان کروں۔ بشرطیکہ تم انہیں سنا پسند کرو۔ لیکن اگر میں تمہاری سمع خراشی کر رہا ہوں تو کہہ دیجئے میں خاموش ہو رہوں گا ایک تو یہ چڑھائی ہی تھکا دینے والی ہے اور پھر میں اپنی باتوں سے تمہیں بیزار کرنا نہیں چاہتا۔"

"میں کہہ چکا ہوں ہرقل کہ میں تمہاری پوری سرگذشت سننے کے لئے مرا جا رہا ہوں۔" میں نے جواب دیا۔

"تو پھر سنو حالانکہ میں سمجھتا ہوں کہ میری داستان تمہیں کچھ زیادہ متاثر نہ کرے گی جیسا کہ میں نے کہا میں خاصا امیر ہوں۔ بلکہ یوں کہنا مناسب ہوگا کہ تھا کیونکہ وہ تمام باتیں اب خواب و خیال معلوم ہوتی ہیں۔ خیر تو جس کے پاس دولت ہو وہ ہر طرف سے بے پروا ہو کر خوب کھیل کھیلتا ہے۔ دولت کی فراوانی انسان کو گناہوں میں مبتلا کر دیتی ہے میرے ساتھ بھی یہی ہوا۔ لیکن میں اپنی ان حماقتوں کی تفصیلات بیان نہ کروں گا صرف اتنا کہہ دینا کافی ہوگا کہ دولت کی فراوانی کی وجہ سے میں بھی ان کمزوریوں کا شکار ہو گیا جو ایک ناتجربہ کار دولت مند نوجوان میں پائی جاتی ہیں۔"

"قصہ مختصر میری زندگی اتنی مزے میں گزر رہی تھی اور میں مستقبل اور خاندانی عزت و شان سے بے پروا ہو کر ان عیاشیوں میں مبتلا تھا جو میرے چچا اور پورے خاندان کو بدنام



رہی تھیں۔ سچ تو یہ ہے کہ اب یہ حال تھا کہ جو لوگ مجھے اور چچا کو دیکھ کر احترام سے سر جھکا دیتے تھے۔ اب وہی ہماری طرف انگلیاں اٹھا رہے تھے۔ میری والدہ کا انتقال ہو چکا تھا اور چچا کے علاوہ میرا کوئی سرپرست نہ تھا۔ میری عیاشیوں سے چچا پریشان تھے۔ خاندان کا وقار خاک میں ملا جا رہا تھا رہی دولت تو اسے میں اپنی جوانی کے جوش میں دونوں ہاتھوں سے لٹا رہا تھا۔ چچا چاہتے تھے کہ میں اپنا طریق زندگی تبدیل کر دوں۔ اور فوراً شادی کر کے نہ صرف سیدھی راہ پر آجاؤں بلکہ خاندان کے مٹتے ہوئے وقار کو بھی سنبھال لوں۔ میں چونکہ کل جائیداد کا تنہا وارث تھا اس لئے چچا چاہتے تھے کہ میں جلد از جلد اپنا گھر بسا لوں اس طرح' ان کا خیال تھا' میری بے راہ روی ختم ہو جائے گی۔ چنانچہ وہ اس پر مجھے مجبور کرنے لگے۔"

"آخر کار میں نے ہتھیار ڈال دیئے اور میری نسبت ایک خاندانی' خوبصورت مگر غریب لڑکی سے ہو گئی۔ میرے پاس دولت کی کوئی کمی نہ تھی چنانچہ میری منگیتر کی غربت کی مجھے اور چچا کو بھی کوئی پرواہ نہ تھی لیکن سچ تو یہ ہے کہ مجھے اپنی منگیتر کی بھی کوئی پرواہ نہ تھی اور نہ ہی اس لڑکی کو مجھ سے کوئی دلچسپی تھی کیونکہ' جیسا کہ بعد میں انکشاف ہوا' وہ کسی اور کی محبت میں گرفتار تھی۔ چنانچہ وہ صرف روپے کی خاطر مجھ سے شادی کر رہی تھی اور بس۔"

"کوارٹرمین! جیسا کہ میں نے کہا میری زندگی لہو و لعب میں گزر رہی تھی' میں عیاش اور فضول خرچ تھا لیکن یہ میرا ظاہر تھا لیکن باطنی طور پر میں وسیع القلب اور ایسا تھا جسے خواب کی دنیا میں بسنے والا کہتے ہیں۔ بلکہ ایک حد تک میں صوفی اور یہ میری فطرت کا ایسا رخ تھا جس سے کوئی واقف نہ تھا اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ چیز مجھے اپنے والد کی طرف سے ورثے میں ملی تھی۔ اس کے انکشاف پر شاید تم دل ہی دل میں ہنس رہے ہو گے۔"

"ممکن تو۔ ایسا اکثر ہوتا ہے کہ باپ کی روحانی قوتیں بیٹے کو ورثے میں مل جاتی ہیں۔" میں نے سر ہلا کر کہا۔

ممکن ہے ایسا ہی ہو۔ بہرحال یہ حقیقت ہے کہ میں عجیب عجیب باتوں میں یقین رکھتا ہوں۔ مثلاً روحانی رشتے میں اور یہ بھی میرا اعتقاد ہے کہ حالیہ زندگی سے پہلے بھی میری کوئی زندگی تھی تم یقین نہ کرو گے کوارٹر مین کہ میرا روحانی رشتہ۔

"شاید اسے روحانی رشتہ ہی کہتے ہیں۔۔۔ ایک ایسی ہستی سے قائم ہو چکا تھا جس سے میں قطعی واقف نہ تھا۔"

میں نے مشکوک نظروں سے ہرقل کی طرف دیکھا اور سوچنے لگا کہ مسلسل خطرات اور مصائب نے شاید اس کا دماغ الٹ دیا ہے۔ ہرقل نے غالباً میری دلی کیفیت کا اندازہ لگالیا کیونکہ وہ بولا:

"غالباً تم مجھے پاگل سمجھ رہے ہو۔ میں نے بھی ابتدا میں یہی سمجھا تھا۔ لیکن اب حقیقت واضح ہو گئی ہے۔ میں نہ پاگل تھا اور نہ ہوں کیونکہ مجھے اپنا یہ روحانی ساتھی افریقہ میں مل گیا ہے۔"

"کس جگہ؟ تالاب مون کی سرزمین میں؟" میں نے پوچھا

"ہاں یہیں۔ میں پہلے سے ہی جانتا ہوں وہ تالاب مون کی سرزمین میں ہی ہے"

میں چکرا گیا۔ اگر ہم جلدی میں نہ ہوتے تو میں اسی جگہ بیٹھ جاتا۔

"یہ شخص یقیناً پاگل ہے۔" میں نے سوچا۔

"چونکہ اب میں اپنی سرگزشت سنانے ہی لگا ہوں اس لئے مناسب ہوگا کہ تم اسے آخر تک سن لو۔ میرے ساتھ جو کچھ ہوا ہے اسے میں بغیر توجہات کے بے کم و کاست بیان کردوں گا۔ خیر تو جب میں دادِ عیش دے رہا تھا اور لہو و لعب میں مصروف تھا اپنے اسی دور میں مجھے عجیب عجیب سائے اور خیالی صورتیں سی نظر آنے لگیں۔ یہ مجھے رات کے وقت نظر آتے تھے۔"

"یعنی خواب۔" میں نے کہا۔

"نہیں وہ خواب نہ تھے۔ یہ سائے مجھے جاگتے میں نظر آتے اور عموماً اس وقت نظر آتے جب میں کھلی جگہ میں ہوتا اور تاروں کی طرف دیکھ رہا ہوتا پہلا سایہ یا پہلی تصویر



مجھے اچھی طرح سے یاد ہے ٹرافالگر اسکوائر میں نظر آئی تھی۔ اس وقت صبح کے تین بجے تھے اور میں رقص کی دعوت سے لوٹ رہا تھا۔

"اس قسم کی دعوتوں میں ذرا گھٹیا قسم کی شراب پیش کی جاتی ہے جو دماغ پر چڑھ جاتی ہے" میں نے پھر کہا۔

"یہ تم نے غلط نہیں کہا۔ لیکن دراصل یہ رقص میرے ایک عزیز کے وہاں تھا۔ جو نشہ آور چیزوں سے اجتناب کرتے ہیں اور اپنے گھر میں کبھی کسی کو شراب پینے نہیں دیتے۔ رقص سے رخصت ہو کر میں اپنی منگیتر سے ملنے گیا' اس نے مجھ سے جھگڑا کیا چنانچہ میں اپنے تنے ہوئے اعصاب کو سکون پذیر کرنے کی غرض سے گھومتا گھماتا ٹرافالگر اسکوائر میں آگیا اور وہاں کھڑے ہو کر نیلسن کے مجسمے کی طرف بلکہ یوں کہنا مناسب ہوگا کہ آسمان کی طرف دیکھنے لگا۔ شفاف آسمان میں چاند روشن تھا اور تارے جگمگا رہے تھے اور اس وقت مجھے وہ پہلی تصویر نظر آئی۔ میرے دیکھتے ہی دیکھتے چاند کے قریب مجھے پانی کی ایک چادر سی نمودار ہو گئی۔ پانی کی اس چادر پر چاند کی شعاعیں منعکس تھیں۔ اور پورا منظر بڑا ہی ویران اور مہیب تھا۔ دوسرے ہی لمحے ایک سفید پوش عورت نظر آئی جو پانی کی اس چادر سے گزرتی میری طرف آرہی تھی۔ لیکن چلتی ہوئی نہیں بلکہ اڑتی ہوئی۔ وہ پانی کی اس چادر کے کنارے پہنچ کر رک گئی' اور پھر اس طرف بڑھنے لگی۔ جہاں میں کھڑا ہوا تھا اور میں نے دیکھا کہ یہ دخترِ شب حیرت انگیز حد تک حسین تھی۔ اس کی آنکھیں کالی' بڑی اور مسحور کن تھیں۔"

"وہ میرے قریب اور میرے سامنے آکھڑی ہوئی۔ وہ میری طرف غور سے دیکھنے لگی۔ اور پھر اس کے بشرے پر کے جذبات اچانک تبدیل ہو گئے۔ یوں معلوم ہوتا تھا جیسے اسے وہ مل گیا ہے۔ جس کی اسے تلاش تھی۔ میں نے بھی اس کی طرف دیکھا اور یکایک محسوس ہوا جیسے مجھے وہ مل گئی ہے جسے میں جنم جنم سے تلاش کر رہا تھا۔ اس نے اپنے دونوں ہاتھ میری طرف پھیلا دیئے اور پھر اس نے مجھ سے کچھ کہا۔ میں نے صاف اور واضح طور پر اس کی آواز سنی لیکن اپنے کانوں سے نہیں بلکہ اپنے کسی اندرونی روح کے ذریعہ بات اس

جگہ ختم نہیں ہوجاتی بلکہ اس نے جو کچھ کہا اس کے ایک دو الفاظ بھی میری سمجھ میں آگئے۔ حالانکہ اس نے عربی زبان میں مجھ سے گفتگو کی تھی۔"

"مجھے الٹے سیدھے موضوعات کے مطالعہ کا پہلے ہی سے شوق تھا۔ چنانچہ جب میں ڈاکٹری کی تعلیم حاصل کر رہا تھا تو اس وقت قدیم عربی طبا سے مجھے دلچسپی پیدا ہوگئی تھی اور ان کے مطالعہ کی غرض سے میں نے عربی زبان سیکھ لی تھی۔ غالباً یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ میں بہت سی عربی بھول چکا تھا۔ اس کے باوجود بہت کچھ یاد تھی۔ چنانچہ اس دختر شب نے جو کچھ کہا اس کے جملے کا مطلب میں یہاں وہاں سے سمجھ سکا یعنی اس سائے نے کچھ کہا اس میں سے صرف چند الفاظ۔ مثلاً یہ

"آخری کار!.... تلاش بسیار کے بعد.... آخر کار
مل گیا... اسی دنیا میں حقیقت میں... خواب
میں نہیں.... خواب میں نہیں.... آؤ.... آؤ....
آجاؤ.... دور.... دور.... بہت دور.... تم
پالو گے.... ہاں.... دروازے کھول دئے جائیں
گے.... ماضی اور مستقبل کے دروازے۔"

"اور اس وقت وہ تصویر معدوم ہوگئی کیونکہ پولیس کا ایک آدمی کہیں سے نکل آیا گھور کے میری طرف دیکھا اور بولا .... یہاں کیوں کھڑے ہو نوجوان سردی سخت ہے جاؤ۔ سو جاؤ گھر جاکر۔"

"یہ تضاد اس قدر مضحکہ خیز تھا کہ میں قہقہہ لگا کے ہنس پڑا۔ لیکن یہ عجیب بات ہے کہ اس تصویر کے دیکھنے کے بعد میرا دل عجیب اور ناقابل فہم خوشی اور سکون سے معمور ہوچکا تھا۔ یہ خوشی ایسی ہی تھی جیسی کہ صوفی خدا کا قرب حاصل کرکے محسوس کرتا ہے چنانچہ میں نے ایک سنہری سکہ پولیس کے آدمی کو بطور بخشش دیا۔ اسے شب بخیر کہا۔ اپنے گھر پہنچا اور بستر پر لیٹا ہوں تو میں ایک نیا آدمی تھا۔"

"نئے آدمی سے کیا مراد ہے تمہاری؟" میں نے پوچھا۔



"مطلب یہ کہ میں اپنے آپ میں تبدیلیاں محسوس کر رہا تھا۔ یوں معلوم ہوتا تھا۔ جیسے کوئی چیز گھسیٹ لی گئی ہو یا جیسے پردے سے اٹھا دیئے گئے ہوں۔ میں نئی چیزیں دیکھ رہا تھا یا یوں کہو کہ پرانی چیزیں نئے پہلو اختیار کر چکی تھیں۔"

"مثلاً؟"

"مثلاً یہ کہ مجھے اسی وقت سے اس عیاشی سے نفرت ہوگئی جس کا میں دلدادہ تھا۔ اس کے برخلاف اب میں اعلیٰ اور مختلف چیزوں کی آرزو کرنے لگا۔ اسی وقت یہ انکشاف ہوا ۔ اور یہ یقیناً غلط نہیں ہے.... کہ ہم دراصل آوارہ گرد ہیں جو گاڑھی دھند میں بھٹک گئے ہیں۔ لیکن اسی دھند نے درخشاں اور ازلی سکون بخشنے والے نظاروں کو ہماری نظر سے اوجھل کر رکھا ہے چنانچہ ہمیں کچھ نظر نہیں آتا سوائے خس و خاشاک اور چمک دار سنگ ریزوں کے۔ چونکہ ربانی حقائق ہماری نظر سے پوشیدہ ہیں اس لئے ہم اس خش و خاشاک سے اپنے تاج بناتے اور چمکدار سنگریزوں کے لئے آپس میں لڑتے اور جنگ کرتے ہیں۔ لیکن یہ خس و خاشاک خشک ہوکر جھڑ جاتا ہے اور سنگریزے خشک ہوکر مٹی کے ڈھیلے بن جاتے ہیں۔ ان کی چمک دمک جاتی رہتی ہے اسی دختر شب نے، جو مجھے ٹرافالگر اسکوائر میں نظر آئی تھی یہ باتیں اور دوسری بہت سی باتیں مجھ پر روشن کردیں۔ میں یکسر بدل گیا۔ میں پہلے جرثومہ تھا۔ لیکن دختر شب کے نظر آنے کے بعد میں دفعتاً" جیسے مکمل ہوگیا۔ میں پہلے تتلی کا ابتدائی روپ تھا۔ لیکن ٹرافالگر اسکوائر کے آدھے گھنٹے نے مجھے دفعتاً" تتلی بنا دیا۔"

"بے حد دلچسپ۔" میں نے کہا۔

ہرچند کہ میں ہرقل کی تشبیہات اور کنایوں کو سمجھ نہ سکا تھا اور نہ ہی ان سے کوئی نتیجہ اخذ کرسکا تھا اس کے باوجود اس کی سرگزشت مجھے بے حد دلچسپ معلوم ہو رہی تھی۔ اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ اسے ٹرافالگر اسکوائر میں جو کچھ نظر آیا تھا۔ میں اسے تخیلی یا یوں کہئے کہ خود اس کے پراگندہ دماغ کی اختراع سمجھتا تھا۔ لیکن اس کی، یعنی ہرقل کی، کایا پلٹ میں یقین رکھتا تھا۔ ہم میں سے ہر ایک کے ساتھ ایک نہ ایک واقعہ ایسا

ہو تا ہے' خواہ اس کے نتائج متضاد ہی کیوں نہ ہوں' جو ہماری کایا پلٹ کردیتا ہے۔

"بے حد دلچسپ۔" میں نے کہا۔ "لیکن اس خاتون کا کیا ہوا جو تمہاری منگیتر تھی؟ کیا تم نے اسے بتا دیا کہ تمہیں ٹرافالگر اسکوائر میں کیا نظر آیا تھا۔ اور تم نے کیا سنا تھا؟"

"نہیں' کم سے کم پوری بات میں نے اسے نہ بتائی تھی۔ البتہ اس دختر شب کے دیدار ہونے کے بعد یہ ہوا کہ اس سے پہلے اپنی منگیتر مجھے ناپسند تھی لیکن اس کے بعد مجھے اس سے سخت قلبی نفرت ہوگئی۔ اسے اپنی شریک حیات بنانے کے خیال سے ہی مجھے گھن آتی تھی۔ بہرحال یہ نسبت بڑے اطمینان بخش طور پر ختم ہوگئی۔ میری منگیتر بھی مجھے پسند نہ کرتی تھی کیونکہ اسے کسی اور سے محبت تھی۔ اس کے علاوہ وہ بڑی منہ پھٹ تھی اور جب میں نے ٹرافالگر اسکوائر والا واقعہ یہاں وہاں سے اس کے سامنے بیان کیا تو اس نے پھٹ سے مجھے پاگل یقین کرلیا۔ بلکہ میرے سامنے اپنے خیالات کا اظہار بھی کردیا۔

"جیسی صاف گوئی سے تم اس وقت باتیں کر رہے تھے اسی طرح تم نے اس سے براہ راست ہر بات کہہ دی ہوگی تو پھر کوئی تعجب نہیں کہ اس نے تمہیں پاگل کہہ دیا۔" میں نے کہا۔

"بالکل۔ اس کے علاوہ' جیسا کہ میں کہہ چکا ہوں' وہ ایک اور صاحب سے دل لگا بیٹھی تھی۔ اب تم بتا سکتے ہو کہ اس کے بعد کیا ہوا ہوگا؟"

"ظاہر ہے کہ اس نے اپنی طرف سے منگنی توڑ دی ہوگی۔"

"بالکل نہیں۔"

"ہیں! کیوں۔"

"اس لئے کہ ہم دونوں رشتہ توڑنے سے ڈرتے تھے اور جانتے تھے کہ اگر منگنی ہم دونوں میں سے کسی ایک نے بھی توڑ دی تو دونوں خاندانوں میں سے ایک میں طوفان آجائے گا۔ میرا رقیب بھی میری منگیتر کی طرح مفلس تھا۔ لیکن میرے پاس نقد روپے کا ڈھیر تھا جو مجھے اپنے والد کی طرف سے ورثے میں ملا تھا۔ چنانچہ میں نے اپنے رقیب کو پانچ ہزار پونڈ نقد دے دیئے اور وہ میری منگیتر کو لے کر فلوریڈا چلا گیا۔ غالباً یہ کہنے کی ضرورت



نہ کہ اس واقعہ کے بعد میں یوں ظاہر کرنے لگا۔ جیسے میرے دل کو سخت دھکا لگا ہو' مجھے ئی صدمہ پہنچا ہو اور میرا دل ٹوٹ گیا ہو۔ میرے دوست احباب میرے منہ پر تو ہمدردی تے لیکن پیٹھ پیچھے ہنستے' میرا مذاق اڑاتے۔ لیکن میرا بھی یہ تھا کہ میں ان کے سامنے تو ں اور منہ لٹکائے کھڑا رہتا لیکن ان کے چلے جانے کے بعد میں بھی قہقہے لگاتا۔ اس ے بعد میں نے ایک بار پھر عربی زبان میں مہارت حاصل کرنے کی کوشش کی اور جلد ہی ا بے حد شیریں اور زوردار زبان پر عبور حاصل کرلیا۔ اس کے علاوہ اپنی روحانی قوت ھانے کے لئے میں ہر رات اپنے گھر سے نکل جاتا اور تقریباً صبح تک شہر سے باہر ویرانوں ں بھٹکا کرتا۔"

"ہرقل! یہ تم مجھے بنا تو نہیں رہے؟" میں نے پوچھا کیونکہ اس کی باتیں عجیب تھیں۔

"بالکل نہیں کوارٹرمین۔ میں بے حد سنجیدہ ہوں۔ بہرحال بہت جلد تمہیں معلوم جائے گا کہ میں مذاق نہیں کر رہا۔ قصہ مختصر میں روز بروز..... دختر شب یا خاتون ب کے زیادہ سے زیادہ قریب ہوتا جا رہا تھا۔ یا یوں محسوس کر رہا تھا۔ ہاں کوارٹرمین! شہر ے باہر ویرانوں میں اور تاروں بھری رات میں وہ میرے پاس آنے لگی۔ جیسے جیسے میں با زبان میں مہارت حاصل کرتا جا رہا تھا اتنا ہی دختر شب کے قریب ہوتا جا رہا تھا۔ وہ رے ماضی کا ذکر کرتی۔ ماضی بعید کا جب ہم دونوں ساتھ تھے' ہم دونوں میں ایک لطیف و ور رشتہ قائم تھا اور ہم دونوں نے مل کر بڑے دلچسپ کارنامے انجام دیئے تھے۔ ان رناموں میں سے اکثر کا انجام المناک ہوا تھا۔ میں ان کا ذکر نہ کروں گا۔ کیونکہ ماضی بعید ے عشق و محبت کے قصوں کو دہرانے سے کیا فائدہ بہرحال عشق و محبت کے ان قصوں کا ب آخری قصہ اس نے یہ بتایا کہ ہم دونوں' یعنی میں اور دختر شب' ایک ساتھ مریں گے رہماری روحیں اس سیارے میں چلی جائیں گی۔ جہاں ہم دونوں کا جانا ضروری ہے اس نے کہا کہ وہ اس سیارے میں جاکر اپنے کسی گناہ کا کفارہ ادا کرنا چاہتی ہے۔" چنانچہ اسی گئے وہ ایک دور دراز اور گمنام خطے میں رہتی ہے کیونکہ ابھی ہم دونوں کے ملاپ اور پھر ہاسے میں جانے کا وقت نہیں آیا۔ کم سے کم اس نے تو مجھ سے یہی کہا تھا۔"

"ہرقل! معاف کرنا یار لیکن حقیقت میں یہ ایک خواب پریشان ہی معلوم ہوتا ہے" میں نے کہا۔

لیکن یہ الفاظ بھی میرے منہ سے نکلنے ہی تھے کہ مجھے کانیک کی وہ روایت یاد آگئی۔ جو اس نے خاتون تالاب کے متعلق بیان کی تھی یعنی یہ کہ وہ دیوی آسمان پر سے اتری تھی لیکن ایک فانی مرد کی محبت میں گرفتار ہوگئی۔ کانیک نے یہ بھی کہا تھا کہ اس دیوی نے اس مرد کو قتل کردیا تھا۔ کہ وہ اسے اپنے ساتھ آسمانوں پر لے جاسکے حالانکہ کسی بھی مرد کو وہاں لے جانے کی سخت ممانعت تھی۔ چنانچہ اور اب وہ مقدس تالاب کے جزیرے میں اپنے اسی محبوب کا انتظار کر رہی ہے اور اس کے بعد کیا ہونے والا تھا یہ میں نہ جانتا تھا۔ یہ روایت افریقی دیو مالا کی دوسری روایتوں سے مختلف نہ تھی لیکن ہرقل جیسے مہذب اور تعلیم یافتہ شخص کی زبانی یہ روایت سن کر مجھے واقعی حیرت ہوئی۔

"بالکل۔ یہ سب کچھ خواب پریشان سے مختلف نہ تھا۔" ہرقل نے بڑے بشاشت سے اعتراف کیا۔ "اور چونکہ میں ڈاکٹر ہوں اس لئے میں نے بھی اسے جاگتے کے میں خواب سے ہی منسوب کیا۔ اس کے علاوہ میں نے اپنی یہ حالت اپنے چند ہم عصر ڈاکٹروں سے بیان کی تو انہوں نے بھی یہی نتیجہ اخذ کیا۔ ایک ڈاکٹر نے پوچھا کہ آیا مجھ پر ان عجیب و غریب واقعات کا مقام بھی منکشف کیا گیا ہے۔ میں نے جواب دیا کہ ہاں۔ میں نے کہا کہ وسطی افریقہ کے قلب میں ایک پہاڑ ہے جو روگا کہلاتا ہے اور جہاں کبھی کسی سفید فام نے قدم نہیں رکھا۔ وہاں رہتی ہے۔ یہ دختر شب۔ یہ پہاڑ' میں نے کہا' مجھے ایک پرانے نقشے میں مل گئے تھے کہ کہاں ہیں۔ میرے اس جواب پر ڈاکٹر کی آنکھوں میں چمک آگئی اور اس نے کہا: اگر تمہاری جگہ میں ہوتا تو فوراً وسطی افریقہ میں جاکر اس خاتون کو تلاش کرتا۔ اگر وہ خاتون نہ بھی ملی تو کم سے کم سیر و تفریح ہی ہوجائے گی۔ اور تم شکار وغیرہ سے دل بھی بہلا سکو گے اور سچ تو یہ ہے کہ جو لوگ فریب خیال میں مبتلا ہوتے ہیں انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔"

"اپنے ڈاکٹر دوست کا یہ مشورہ مجھے بے حد عمدہ معلوم ہوا اور اب میں اپنے چچا کو



سمجھانے لگا کہ وہ تجارت کے سلسلے میں مجھے افریقہ بھیج دیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ آخر کار میرے چچا اور فرم کے دوسرے شرکا مجھے افریقہ بھیجنے کے لئے تیار ہوگئے۔ بات یہ ہے کہ جب سے میری منگیتر اپنے محبوب کے ساتھ بھاگ گئی تھی تب سے میرے چچا اور فرم کے دوسرے اراکین کو مجھ سے خاصی ہمدردی ہوگئی تھی۔ ان کے خیال میں اس واقعہ سے میرے دل کو سخت صدمہ پہنچا تھا اور میں بے حد رنجیدہ تھا۔ حالانکہ' میں بتا چکا ہوں کہ ایسی کوئی بات نہ تھی۔ بہرحال انہوں نے سوچا کہ اگر میں افریقہ گیا تو اپنے اس غم کو بھول جاؤں گا"

"اس قسم کے معاملے میں۔" میرے چچا نے کہا۔ "نئے ممالک' نئے لوگ اور نیا ماحول بڑا ہی معاون ثابت ہوتا ہے اور آدمی اپنا غم بھول جاتا ہے"۔۔۔ میں نے صرف سر ہلا دیا اور کہا کہ "خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔"

"یہاں کب سے ہو؟" میں نے پوچھا۔

"تین برس پہلے میں نے مغربی ساحل پر قدم رکھا تھا۔ اس لعنتی کو بارگاہ کو تلاش کرنے میں کافی دن لگ گئے اور میں عجیب خطرات سے دوچار ہوا۔ اور بہت سے کارنامے انجام دیئے۔ بہرحال آخر میں صرف چھ (۶) ملازم افریقی ملازم میرے ساتھ رہ گئے بقیہ مجھے چھوڑ چھاڑ کر بھاگ لئے' اور اب کوارٹرمین میں اپنی سرگزشت کا دلچسپ ترین حصہ بیان کرنے جارہا ہوں۔ بشرطیکہ تم سننا پسند کرو۔"

"کون سننا پسند نہ کرے گا ہرقل؟" میں نے کہا۔

"خیر تو میں نے کانگو میں بلکہ کانگو پہنچنے سے پہلے تالاب مون کے متعلق جو افریقہ میں تالاب مقدس کے نام سے مشہور ہے' بہت کچھ سن لیا تھا۔ میں بتا چکا ہوں کہ مختلف زبانیں سیکھنے کا مجھے شوق ہے اور میں کم و بیش ہر زبان بہت جلد سیکھ لیتا ہوں چنانچہ یہاں پہنچ کر ایک برس تک میں اپنی تجارتی فرم کا کام کرتا رہا اور ساتھ ہی ساتھ مقامی بولیاں بھی سیکھتا رہا چنانچہ اس طرح مجھے وہ ملازم مل جاتے تھے جو انگریزی کا ایک لفظ نہ جانتے تھے لیکن میں خود ان سے بہت کچھ سیکھ لیتا تھا۔ اور پھر میں ساحلی بستی سے نکل کر رفتہ رفتہ

آگے بڑھنے لگا۔ اور رستے میں جو بھی گاؤں اور بستی پڑتی' اس میں چند دنوں کے لئے قیام کرلیتا اور ہر بستی کے بڑے وچ ڈاکٹر کو اپنا دوست بنا لیتا کیونکہ تم تو جانتے ہی ہوگے کہ افریقی وچ ڈاکٹر ان واقعات سے واقف ہوجاتے ہیں جو سینکڑوں میل دور وقوع پذیر ہورہے ہوں۔ بلکہ اکثر اوقات وہ مستقبل کا حال بھی بتا دیتے ہیں یہ باتیں انہیں کس طرح اور کیسے معلوم ہوجاتی ہیں یہ میں آج تک سمجھ نہیں سکا۔"

"یہ واقعی تم نے غلط نہیں کہا۔" میں نے جواب دیا کیونکہ مجھے زولولینڈ کا وہ عجیب وچ ڈاکٹر یاد آگیا تھا جس کا نام زکالی تھا اور جو "راستے کھولنے والا" کے نام سے مشہور تھا۔

"اب میں یہاں یہ بتادوں کہ میں جانتا تھا کہ مجھے کس کی تلاش ہے۔" ہرقل نے سلسلہ کلام جاری رکھا۔ "انگلستان میں جو تصاویر مجھے دکھائی گئی تھیں ان میں ایک ویران تالاب اور ایک حسینہ نظر آئی تھی۔ جس نے ماضی بعید میں میرے اور خود اپنے تعلقات کا ذکر کیا تھا۔ لیکن اس کے علاوہ کہ یہ تالاب وسطی افریقہ میں ہے اس دختر شب نے نہ تو مجھے اس تالاب کا نام بتایا تھا اور نہ ہی یہ سمجھایا تھا کہ میں اس تالاب تک کس طرح پہنچ سکتا ہوں۔ اور جب سے میں انگلستان سے افریقہ کے لئے روانہ ہوا تھا اسی وقت سے وہ تصویریں معدوم ہوگئی تھیں۔ یعنی مجھے پھر نظر نہ آئی تھیں۔ مختصر یہ کہ میرا کوئی راہبر نہ تھا۔

"اور یہی وہ مقام ہے جہاں افریقہ کے وچ ڈاکٹر میری سرگذشت میں ایک اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ میں نے صورتحال سے انہیں آگاہ کیا تو ان کی بند زبانیں فوراً کھل گئیں اور خدا! جانے کس طرح ان پر یہ بھی ظاہر ہوگیا کہ حالانکہ میری چمڑی سفید ہے لیکن دراصل میں انہی کی نسل سے ہوں۔ ان وچ ڈاکٹروں نے تالاب مقدس کے متعلق بہت سی باتیں سنی تھیں اور یہ بھی سنا تھا کہ اس تالاب میں ایک زبردست اوتار رہتا ہے اور یہ کہ اوتار عورت کے روپ میں ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ ان وچ ڈاکٹروں نے ایک دفعہ ڈھول کے ذریعہ پیغام بھیج کر دور دور تک تحقیق بھی کی۔ کوارٹرمین! تمہاری عمر افریقہ میں گزری ہے' اس لئے تم تو جانتے ہی ہوگے۔ افریقیوں کا یہ عجیب طریقہ ہے کہ وہ اپنی



جگہ میں بیٹھ کر اور ڈھول بجا کر اس کی آواز کے ذریعہ سینکڑوں میل تک کوئی پیغام بھیج سکتے ہیں۔ خیر وچ ڈاکٹروں کے اس پیغام کا جواب بھی آیا جس سے معلوم ہوا کہ اس تالاب کا نام' جہاں یہ زبردست دیوی رہتی ہے' مون ہے اور یہ کہ اس دیوی یا اوتار کا نام انگوئی ہے اور یہ کہ اس کا لقب "سایہ" ہے۔"

"یہ معلومات ظاہر ہے کہ نامکمل تھیں اور میں جانتا تھا کہ بہت ممکن ہے کہ یہ انگوئی یا سایہ کوئی دوسری دیوی ہو۔ اس کے باوجود انہی نامکمل معلومات کے سہارے میں مشرق کی طرف چل پڑا یہاں تک کہ میں ان پہاڑوں تک پہنچ گیا جو' مجھے بتایا گیا تھا' اس تالاب کو اپنی آغوش میں لئے ہوئے ہیں۔ یہ وہی پہاڑ ہے جس پر اس وقت ہم چڑھ رہے ہیں۔ خیر تو مجھے یہ بھی بتایا گیا کہ اس تالاب کے اور میرے درمیان ایک بڑا اور خونخوار قبیلہ آباد ہے جو اباندا کہلاتا ہے اور یہ بھی کہا گیا اس قبیلے کے افراد ہر اس اجنبی کو قتل کردیتے ہیں جو ان کی سرزمین میں قدم رکھتا ہے۔"

"یہیں آکر میرے وہ چھ ملازم' جنہوں نے اب تک میرا ساتھ نہ چھوڑا تھا' اڑ گئے۔ یہ لوگ بڑے مخلص اور بہادر تھے اس کے باوجود سب میرے پاس آئے اور کہا کہ وہ کسی سے نہیں ڈرتے البتہ بھوتوں اور ساحروں سے ضرور ڈرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اباندا اور دا باندا قبیلے کی بستیاں بھوتوں اور ساحروں سے پر ہیں اور یہ کہ جو بھی اجنبی اس سرزمین میں ایک دفعہ داخل ہوجاتا ہے پھر واپس نہیں آتا۔ انہوں نے کہا کہ وہ مرنے سے نہیں ڈرتے لیکن اس بات سے ضرور ڈرتے ہیں کہ ان کی موت کے بعد ان کی روح کو یہ قبائل غلام بنالیں گے۔ چنانچہ یہی وجہ تھی کہ وہ لوگ اب ایک قدم بھی آگے بڑھانے کے لئے تیار نہ تھے۔"

"ان لوگوں سے بحث کرنا فضول تھا کیونکہ اب دنیا کی کوئی طاقت انہیں میرے ساتھ چلنے کے لئے مجبور نہ کرسکتی تھی۔ جس بستی میں پہنچ کر میرے ملازم اڑ گئے تھے اس کے لوگ بڑے مہمان نواز تھے اور ان کا سلوک ہمارے ساتھ بڑا ہی دوستانہ رہا تھا۔ چنانچہ میں نے اپنے ملازموں سے یہ طے کیا کہ وہ اسی بستی میں ٹھہر جائیں اور پورے ایک سال تک

میرا انتظار کرتے رہیں۔ اگر اس عرصے میں میں واپس نہ آجاؤں یا میرا کوئی پیغام انہیں ملے تو پھر وہ آزاد ہوں گے۔ وہ میرا سازوسامان آپس میں تقسیم کریں اور جس طرف چاہیں چلے جائیں۔ میرا یہ سازوسامان خاصا قیمتی تھا۔ یعنی تجارتی اشیاء' بندوقیں' بارو عمدہ کپڑے اور چند تحائف۔"

"اتنا بہت سا سامان صرف چھ (۶) بار برداروں نے اپنی پیٹھ پر لاد کر اتنا طویل ا دشوار گزار سفر طے کیا تھا۔ معاف کرنا ہرقل یہ بات ناقابل یقین سی ہے۔" میں نے کہا۔

"نہیں کوارٹرمین ایسی کوئی بات نہ تھی۔ دراصل ہر بستی اور ہر قبیلے سے' جو راہ میں پڑتا تھا' مجھے بار بردار مل جاتے تھے جو دوسری بستی تک میرے ساتھ چلتے تھے اور وہاں سے لوٹ جاتے تھے۔ دوسری بستی کا وچ ڈاکٹر یا سردار میرے لئے بار بردارو انتظام کردیتا تھا اور وہ مجھے تیسری بستی تک پہنچا دیتے تھے۔ علی ہذا القیاس۔ خیر تو سودا نہ تھا۔ میرے واپس نہ آنے کی صورت میں میرے ملازم' جو بوڑھے سپاہی تھے' خاصے بن جانے والے تھے۔ بشرطیکہ وہ اس سازوسامان کے ساتھ ساحلی بستی تک پہنچ سکیں۔"

"افریقی ایماندار نہیں ہوتے چنانچہ میں تو سمجھتا ہوں کہ وہ اب تک فرار ہوچکے ہو گے۔" میں نے کہا۔

"شاید' لیکن مجھے اس کی پرواہ نہیں کیونکہ بہت ممکن ہے کہ میں آئندہ کبھی ان نہ مل سکوں۔ اس کا مجھے اس وقت بھی احساس تھا۔ جب میں ان سے یہ شرط طے کر رہا کیونکہ میں تن تنہا ہی اپنا سفر جاری رکھنے اور بہرطور تالاب مون تک پہنچنے کا فیصلہ کر تھا۔"

"اور تم نے اس کی کوشش بھی کی ہرقل؟" میں حیرت سے پوچھا۔

"ہاں' نہ صرف کوشش کی بلکہ بڑی بات تو یہ کہ میں کامیاب بھی ہوگیا۔"

"تمہارا مطلب ہے کہ تم بالکل اکیلے تالاب مقدس تک پہنچ گئے؟"

"نہیں' بالکل اکیلا بھی نہیں۔"

"کیا مطلب؟"



"جب میں روانہ ہونے والا تھا تو عین وقت پر خدا جانے کہاں سے ایک بہت بوڑھا تھی' جس کا پورا چہرہ ان گنت جھریوں کی وجہ سے مکڑی کا جالا ہو رہا تھا' نکل آیا۔"

"کہاں سے نکل آیا؟"

"میں نے کہا کہ پتہ نہیں کہاں سے نکل آیا۔ بس نکل آیا بڑے پراسرار ڈھنگ سے۔ خیر تو اس نے بتایا کہ وہ اس قبیلے کا فرد ہے جو تالاب مقدس کے کنارے آباد ہے اور یہ کہ وہ اپنے قبیلے میں جانا چاہتا ہے۔ اس نے اپنا نام کمپانہ بتایا اور کہا کہ تالاب مقدس تک کے سفر میں وہ میرے ساتھ چلے گا۔ اور یہ کہ اس کا ساتھ میرے لئے بڑا ہی مبارک ثابت ہوگا۔ اس سے زیادہ میں اس بوڑھے سے کچھ اور معلوم نہ کرسکا۔ اس بوڑھے اجنبی کی باتیں مبہم تھیں اور اس پر اعتبار نہ کیا جاسکتا تھا لیکن چونکہ میں تالاب مقدس کی طرف ہی جارہا تھا اس لئے میں بوڑھے کو اپنے ساتھ لے چلنے کے لئے تیار ہوگیا۔ کہ ایک سے دو بھلے' حالانکہ میرے ملازموں نے اور قبیلے والوں نے بھی .... یہاں میں یہ بتادوں کہ اس قبیلے کا نام روگا تھا.... اس کی مخالفت کی اور کہا کہ ایسے انجانے اور پراسرار شخص کو راہبر بنانا حماقت ہے۔ لیکن میں نے ان کی ایک نہ سنی' دراصل مجھے یقین تھا کہ میں بہرحال مقصود تک پہنچ جاؤں گا۔"

"اعتقاد بڑی چیز ہے۔" میں نے کہا۔

"بے شک' بلکہ اعتقاد ہی سب کچھ ہے۔ خیر تو ہم آج سے کوئی ایک مہینے پہلے روانہ ہوگئے۔ میں نے ایک بندوق' کارتوس جتنے میں اپنے ساتھ لے سکتا تھا' ایک پستول' ایک شکاری چاقو اور چند دوسری ضروری چیزیں اپنے ساتھ لے لیں اور ہاں جوتوں کی ایک زائد جوڑی بھی۔ پراسرار کمپانہ نے اشیاء خوردونوش کا ذخیرہ اپنی پیٹھ پر لاد لیا۔ میں نے کہا ہے کہ وہ بوڑھا تھا کیونکہ وہ بوڑھا ہی نظر آتا تھا۔ لیکن اس جیسا تیز چلنے والا میں نے آج تک نہیں دیکھا تھا۔ وہ تھکے بغیر مسلسل چلا کرتا اور ایسا بہترین راہبر بھی کبھی کسی کو نہ ملا ہوگا۔"

"تین روز تک ہم ڈھلان اترتے رہے اور پھر اباندا کے علاقے میں پہنچ گئے۔ یا یوں

کھو کہ اس کی سرحد پر پہنچ گئے۔ اباندا قبیلہ بہت بڑا ہے اور اس پہاڑ کے دوسری طرف ایک میدان میں آباد ہے اور اس پہاڑ کی مغربی ڈھلان پر بھی بسا ہوا ہے۔ اس قبیلے کے کئی گاؤں یا کرال ہیں جن کی کوئی چار دیواری یا بوما نہیں ہے۔ بیچ میں ایک بڑا گاؤں یا قصبہ ہے جو اس پوری بستی کا گویا دارالسلطنت ہے۔ یہ علاقہ' جس میں اباندا آباد ہیں' پورا کا پورا لاوے کا ہے' بے حد زرخیز ہے لیکن اس وقت اس کی زرخیزی ظاہر ہوتی ہے جب بارشیں ہوں اس وقت تو پورا علاقہ خشک سالی کا شکار ہے۔ کمپانہ نے بتایا کہ پچھلے تین سال سے اباندا کے علاقے میں بارش نہیں ہوئی .... اب یہ میں نہیں جانتا کہ یہ بات خود کمپانہ کو کیسے معلوم ہوئی .... چنانچہ یہی وجہ ہے کہ اباندا میں قحط پڑا ہوا ہے اور اس قبیلے کے لوگ بھوکوں مر رہے ہیں۔"

"کمپانہ نے یہ بھی کہا کہ اباندا لوگوں کا خیال ہے بلکہ یقین ہے کہ یہ خشک سالی یا قحط داباندا لوگوں نے جادو کے زور سے بارشوں کو روک رکھا ہے اور وہ بادلوں کو اباندا کے علاقے میں برسنے نہیں دیتے۔ داباندا اباندا کا حریف قبیلہ ہے اور اس پہاڑ کے حلقے میں آباد ہے۔

"حلقے میں؟" میں نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ چنانچہ اباندا اگر جرائت کریں اس کی تو وہ داباندہ قبیلے پر حملہ کرکے اسے نیست و نابود کرسکتے ہیں کہ پھر وہ داباندا کے علاقے میں آباد ہو کر دیوی انگوئی کو اپنی بنالیں اور اس کی رحمتوں سے لطف اٹھائیں اور پھلیں .... پھولیں۔ لیکن کسی وجہ سے' جو کمپانہ بتا نہ سکا یا اس نے بتانا ضروری نہ سمجھا اباندا لوگ داباندا پر حملہ کرنے کی جرائت نہیں کرسکتے۔"

"تھوڑے سے رد و بدل کے ساتھ یہ کہانی میں بھی سن چکا ہوں۔" میں نے کہا۔ "ان اباندا لوگوں میں سے کسی سے ملاقات ہوئی اوز اس لئے میں کمپانہ کا مشکور ہوں۔ لیکن تم تو جانتے ہی ہو کہ کیسے ہیں یہ لوگ کیونکہ گزشتہ کل تم خود اپنی آنکھوں سے انہیں دیکھ چکے ہو بہرحال یہ اباندا لوگ تمہارے باربرداروں سے مشابہ ہیں اب یہ تمہارے باربردار ا



باندا ہیں یا داباندا کیونکہ ان دونوں قبائل میں کوئی فرق نہیں ہے بلکہ میں تو یہاں تک کہوں گا کہ دونوں ایک ہی نسل سے ہیں۔"

"تم ان سے بچ کر کیسے نکل گئے؟" میں نے پوچھا۔

"ہم دن کے وقت کسی جگہ چھپ رہتے اور رات کے وقت سفر کرتے چونکہ وہ چاندنی راتیں نہ تھیں اس لئے ہمیں ستاروں کی روشنی میں سفر کرنا تھا لیکن کبھی دھند اتر آتی اور تاروں کی روشنی بھی غائب ہوجاتی۔ لیکن اس سے کوئی فرق نہ پڑتا کیونکہ کمپانہ اس علاقے کے راستوں سے اپنے ہاتھ کی لکیروں کی طرح واقف تھا۔ وہ پہاڑی ڈھلانوں پر اندھیرے میں بلی کی طرح دیکھتا اور سونگھتا' چڑھتا چلا جاتا۔ میں اس کے پیچھے چلتا۔ میری کلائی سے ایک دھاگا باندھ دیا گیا تھا جس کا دوسرا اسرا کمپانہ کے ہاتھ میں تھا۔ کیونکہ وہاں ایک دوسرے سے اونچی آواز میں بات کرنا خطرے سے خالی نہ تھا.... چنانچہ جب بھی ہمیں کوئی ضروری بات کہنی ہوتی تو سرگوشی میں ہی کہتے۔ ایک دو دفعہ ہم اباندا کی بستیوں کے قریب سے بھی گزرے۔ اتنے قریب سے کہ میں بستی میں جلتے ہوئے الاؤ کے گرد لوگوں کو جمع ہوتے دیکھ سکتا تھا۔ اس وقت ہمیں کتوں سے خطرہ لاحق ہوتا جو بھونکتے ہوئے بستی سے نکل آتے لیکن یہ ہماری خوش قسمتی تھی کہ بستی والے کتوں کے بھونکنے کی طرف توجہ نہ ہوتے غالباً وہ سمجھ لیتے کہ کتے لومڑی یا لکڑبھگے کو دیکھ کر بھونک رہے ہیں۔"

تیسری رات کی صبح ہم لوگ دہانے کے لب یا کنارے پر پہنچ گئے اور اب اباندا کا کوئی خوف نہ تھا۔ لیکن اب ایک نیا خطرہ درپیش تھا۔ داباندا کے علاقے میں ایک درے سے گزر کر جایا جاسکتا تھا۔ یہ درہ دراصل چٹانی دیوار میں ایک شگاف ہے جو کافی تنگ ہے۔ اس درے کے سرے پر داباندہ سپاہیوں کا پہرہ تھا۔ چنانچہ انہوں نے ہمیں للکارا اور پھر مجھے دیکھ کر دم بخود رہ گئے کیونکہ میرا خیال ہے' اور یقیناً غلط نہیں ہے' ان لوگوں نے پہلے کبھی کسی سفید فام کو نہ دیکھا تھا۔ کمپانہ کو شاید پہچانتے تھے (بلکہ معلوم ایسا ہوتا تھا جیسے وہ بلال ای کا انتظار کر رہے تھے) کیونکہ انہوں نے بڑے دوستانہ انداز میں اور بڑے احترام سے کمپانہ سے گفتگو کی۔ کمپانہ اور پہرے داروں میں کیا باتیں ہوئیں یہ میں نہیں جانتا

کیونکہ مجھے ان کی باتیں سننے کی اجازت نہ تھی اس لئے مجھے حد سماعت سے باہر ہی ٹھہرنے کی ہدایت کردی گئی تھی۔ بہرحال ہوا یہ کہ ہمیں ایک دن اور ایک رات کے لئے اسی جگہ قیام کرنا پڑا.... کیونکہ ہماری آمد کی اطلاع دینے کے لئے پیغامبروں کو دوڑا دیا گیا تھا۔ ان پیغامبروں کو ان مہنتوں کی طرف بھیجا گیا تھا جو "انگوئی کے مشیر" کہلاتے ہیں۔"

دوسرے دن علی الصبح، یعنی ہمارے وہاں پہنچنے کے ٹھیک چوبیس گھنٹوں بعد یہ پیغامبر واپس آگئے اور یہ پیغام لے کر آئے کہ ہم سیدھے وابانڈا کے دارالسلطنت میں چلے جائیں۔ یہ بستی اس جنگل کے کنارے پر ہے جس نے مقدس تالاب کو اپنی آغوش میں لے رکھا ہے۔ چنانچہ ہم چند وابانڈا لوگوں کے ساتھ چل پڑے اور اب ہم اس خطے میں تھے جو حیرت انگیز حد تک زرخیز ہے۔"

"وہ مقدس تالاب بھی تم نے دیکھا یا نہیں؟" میں نے پوچھا۔

"ہاں۔ بعد میں میں نے اسے دیکھا لیکن اس سفر کے دوران مجھے کبھی کبھی اس کی ایک ایک آدھ جھلک نظر آجاتی تھی۔ شام کے وقت ہم ایک بڑے گاؤں میں پہنچے۔ اس گاؤں کی جھونپڑیاں یا مکانات سفید تھے، چند گول اور چند چوکور بنے ہوئے تھے اور ہر مکان کے سامنے پائیں باغ تھا.... مجھے ایک نسبتاً بڑے اور چوکور طرز کے مکان میں لے جایا گیا جس کا صحن خاصا وسیع و عریض تھا اور بہت جلد مجھے معلوم ہوگیا کہ میں ایک قیدی تھا۔

"اندھیرا اترے ایک شخص میرے پاس آیا۔ چونکہ جھونپڑے میں اندھیرا تھا اس لئے میں اس کی صورت تو نہ دیکھ سکا البتہ اس نے بتایا کہ وہ انگوئی کا مہنت ہے اور پھر کمپانہ کی موجودگی میں اس مہنت نے مجھ سے جرح کی کہ میں کون ہوں اور کس غرض سے وہاں آیا ہوں وغیرہ۔ اور جب میں نے اس کے ہر سوال کا جواب عربی میں ہی دیا.... کیونکہ وہ خود عربی بول رہا تھا.... تو وہ حیران رہ گیا۔ بہرحال میں نے جھوٹ بولا اور اس سے کہا کہ میں اس کے ملک کی سیر کرنا چاہتا ہوں اور یہ کہ اس کے قبیلے سے تجارتی تعلقات قائم کرنے کا خواہشمند ہوں اور یہ کہ میں وابانڈا کا علم سیکھنا چاہتا ہوں اور خدا جانے کیا کیا کہا میں نے مہنت نے جواب دیا کہ قانوناً مجھے زندہ جلا دینا چاہئے کیونکہ میں نے مقدس تالاب کی



سرزمین میں داخل ہو کر ناقابل معافی گناہ کیا تھا لیکن چونکہ.... اس نے کہا.... وہ لوگ ایک سفید فام کی آمد کے منتظر ہیں اور ہو سکتا ہے کہ میں ہی وہ سفید فام ہوں اس لئے یہ معاملہ دیوی انگوئی کے سامنے پیش کیا جائے گا اس عرصے میں مجھے اسی جھونپڑے میں قید رہنا ہوگا اور.... اس نے مجھے خبردار کیا.... اگر میں نے جھونپڑے کے صحن سے قدم بھی باہر نکالنے کی کوشش کی تو مجھے زندہ جلا دیا جائے گا۔"

"چنانچہ میں قید میں ہی رہا۔ پورے دس دن تک میں اس منحوس جھونپڑی میں یا اس کے صحن میں، جس کے گرداگرد بلند باڑ تھی بیٹھ رہا اور بیزار ہوتا رہا۔ میرے وہ دس دن عجیب گزرے۔ مجھے بہت عمدہ اور بہت سا کھانا دیا جاتا۔ چنانچہ میں ڈٹ کر کھاتا۔ کرنے کو کچھ تھا نہیں اس لئے بیزار ہوتا اور جانتا نہ تھا کہ میرا انجام کیا ہوگا اس لئے میں امید و بیم اور خوف کے عالم میں جیتا رہا۔ میں یوں محسوس کر رہا تھا۔ جیسے میں دختر شب کے قریب، بہت قریب پہنچ گیا ہوں۔ لیکن ایک طرح سے میں اس سے دور، بہت دور تھا۔ کوئی میرے پاس نہ آیا اور کچھ نہ ہوا۔ یہاں تک کہ میں پاگل پنے کی سرحد تک پہنچ گیا۔ اور خودکشی کے طریقوں پر غور کرنے لگا۔ بہرصورت میں اس جھونپڑے سے نکلنا چاہتا تھا۔ مر کر ہی سہی اور اب مجھے احساس ہوا یا یوں کہئے کہ مجھے یہ خیال آیا کہ میں دراصل دماغی مریض تھا اور ٹرافالگر اسکوائر میں میں نے جو کچھ دیکھا تھا وہ دراصل میرے مریض دماغ کی بدفعلی تھی۔"

"ایک شام، جب میری حالت غیر ہو رہی تھی، میرا پرانا ساتھی کمپانہ مجھ سے ملنے آیا۔ مہنت کی باتوں سے یہ مجھے معلوم ہو چکا تھا کہ کمپانہ کوئی معمولی شخص نہ تھا بلکہ وابانڈہ قبیلے میں بڑی ہی اہم شخصیت کا مالک سمجھا جاتا تھا۔ اس نے کہا کہ اگر میں بہادر ہوں تو اپنی بہادری کا ثبوت دوں اور اپنے قلبی سکون اور دلی آرزو پوری کرنے کے لئے تیار ہو جاؤں میں نے کہا کہ میں تیار ہوں.... اس پر اس نے پوچھا کہ میری دلی آرزو کیا ہے اور میں نے جواب دیا کہ مجھے اس دیوی سے ملنا ہے جو وقتاً "فوقتاً" یہاں سے ہزاروں میل دور میرے وطن میں میرے پاس آتی رہی ہے۔ میں نے کہا کہ اس دیوی کا نام سایہ ہے اور یہ کہ وہ

تالاب مقدس میں رہتی ہے۔ میرے اس انکشاف پر وہ ذرا بھی حیرت زدہ نہ ہوا بلکہ اس
نے اعتراف کیا کہ میں واقعی سچ کہہ رہا ہوں اور پھر بولا:
"جب چاند طلوع ہوجائے تو تم اس جھونپڑے سے بے خوف و خطر نکل کر جنگل کی
طرف چل دینا۔ وہاں تمہیں وہ ملیں گے جو تمہاری راہبری کریں گے۔ ان کے ساتھ تم
تالاب کے کنارے تک چلے جانا اور وہاں تمہاری ملاقات شاید "اس" سے ہوجائے۔ اس
کے بعد میں نہیں جانتا کہ کیا ہوگا بہت ممکن ہے کہ وہاں موت تمہیں آغوش میں لے
لے۔ چنانچہ اب بھی وقت ہے سوچ لو اور فیصلہ کرلو۔ اگر تم مقدس جنگل میں جانے کی
ہمت اپنے آپ میں نہیں پاتے۔ تو پھر میں تمہیں داباندا کی سرحد سے باہر پہنچادوں گا لیکن
یہ بھی سن لو کہ اس کے بعد پھر کبھی تم اس سے نہ مل سکو گے جسے تم دختر شب کہتے ہو۔
ہاں' تم اس زندگی میں اسے کبھی نہ دیکھ سکو گے نہ خواب میں اور نہ حقیقت میں۔"
"میں نے فیصلہ کرلیا ہے۔" میں نے جواب دیا۔ "میں جنگل میں جاؤں گا۔"
"مقدس دیوی نے تمہیں ٹھیک ہی سمجھا ہے اور اس کا انداز غلط نہ تھا۔" کپانہ نے
کہا "اگر اجازت ہو اور ہمت ہو تو اس سے گفتگو کرلینا لیکن خبردار اسے چھونے کی کوشش
نہ کرنا۔ میں پھر کہتا ہوں اسے انگلی تک لگانے کی کوشش نہ کرنا۔"
"اور مجھے سلام کرکے وہ چلا گیا۔"
"مقررہ وقت پر میں جھونپڑے سے باہر نکل آیا۔ لیکن اس طرح کہ بندوق میرے
ہاتھ میں تھی۔ ان لوگوں نے ہتھیار میرے پاس ہی رہنے دیئے تھے۔ شاید اس لئے کہ وہ
لوگ بندوق وغیرہ کے استعمال سے واقف نہ تھے۔ میں صحن عبور کرکے چار دیواری یا باڑ
کے دروازے کے سامنے پہنچا۔ دروازہ کھلا تھا۔ میں باہر نکل آیا اور ایک پگڈنڈی پر چلتا
تاریک جنگل کے کنارے پہنچ گیا۔ وہاں اندھیرا بہت گہرا تھا۔ درختوں کے سائے میں تو ہاتھ
کو ہاتھ سجھائی نہ دیتا تھا۔ وہاں پہنچ کر میں ٹھہر گیا کیونکہ نہ جانتا تھا کہ مجھے کس طرف جانا
ہے۔ چند سائے میری طرف آئے۔ میں نہیں جانتا کہ وہ کون تھے اور کیا تھے۔ انہوں نے
نہ تو مجھ سے کچھ کہا اور نہ ہی مجھے چھوا اس کے باوجود میں یوں محسوس کر رہا تھا۔ جیسے وہ



مجھے آگے کی طرف دھکیل رہے ہوں۔ چنانچہ ان سایوں میں گھیرا ہوا میں آگے بڑھا۔"
"مجھے اعتراف ہے کہ اس وقت میں خوفزدہ تھا۔ کیونکہ یہ خیال میرے دل میں
جاگزیں ہوچکا تھا کہ میرے ساتھی انسان نہ تھے بلکہ جنگل کے بھوت تھے یا ان لوگوں کی
روحیں تھیں جنہیں مرے صدیاں گزر گئیں۔ بہرحال وہ سائے مجھے سراسر غیرارضی
معلوم ہورہے تھے۔ ان کا ساتھ مجھے خوفزدہ کئے دے رہا تھا۔ میں ان سے گفتگو کرنے کی
کوشش کی لیکن کوئی جواب نہ ملا البتہ یوں معلوم ہوا جیسے سرد ہاتھ میرے ہونٹوں پر رکھ
دیئے گئے ہوں گویا چاہتے ہوں کہ میں کچھ نہ کہوں۔ میں اس دختر شب کی تلاش میں کہاں
جارہا تھا؟ میں اس دیوانے کے خواب کی تعبیر کی تلاش کہاں کر رہا تھا؟ غالباً مجھے وہ دختر شب
نہ ملے گی بلکہ کوئی خونخوار افریقی دیوتا نظر آئے گا جس پر انسانوں کو بھینٹ چڑھایا جاتا
ہے۔ چنانچہ مجھے بھی اس دیوتا پر بھینٹ چڑھا دیا جائے گا۔ اس خیال کے آتے ہی میرا خون
منجمد ہوگیا اور سچ کہتا ہوں کوارٹرمین اگر میں راستے سے واقف ہوتا تو پلٹ کر بھاگ پڑا
ہوتا۔ میرا اعتقاد اور یقین ڈانواں ڈول ہوچکا تھا۔"
"لیکن اب وقت گزر چکا تھا' اب کچھ نہ کر سکتا تھا سوائے اس کے کہ اپنے آپ کو
اس اذیت ناک موت کے لئے تیار کرلوں جس کا ذکر کپانہ نے کیا تھا۔"
"میں اور میرے راہبر خاموشی سے آگے بڑھتے رہے۔ جنگل میں قبر کا سا اندھیرا تھا۔
خوف خواہ مخواہ اعصاب پر سوار ہوا جارہا تھا۔ میرے بازو اور ہاتھ درختوں کے تنوں سے رگڑ
کھارہے تھے میں خود ٹھوکریں کھا رہا تھا۔ لیکن حیرت ہے کہ میں نہ تو اندھیرے میں کسی
درخت سے ٹکرایا اور نہ ہی ٹھوکر کھاکر گرا۔ تیز ہوا کے مسلسل جھونکے سے مجھے آگے ہی
آگے دھکیل رہے تھے اور جب میں ٹھوکر کھاتا تو ان دیکھے ہاتھ مجھے سنبھال لیتے۔"
"آخر کار ہم جنگل سے نکل آئے کیونکہ اب میں آسمان پر تارے دیکھ رہا تھا اور چھپے
ہوئے چاند کی روشنی بھی نظر آرہی تھی۔ اور پھر مجھے کچھ اور بھی نظر آیا۔ پانی کی ایک
وسیع عریض چادر سی جو عین میرے قدموں میں اور رات کے اندھیرے میں چمک رہی
تھی۔ میں تالاب کے کنارے پہنچ چکا تھا اور میرے وہ پراسرار راہبر مجھے وہاں اکیلا چھوڑ

کر چلے گئے تھے۔ گویا جو کام ان کے سپرد کیا گیا تھا وہ پورا ہو چکا تھا۔ میں بالکل اکیلا تھا۔
چاروں طرف مہیب ویرانی اور خاموشی تھی۔"

"اور پھر میں نے اس چادر آب پر جو کچھ دیکھا اسے الفاظ میں بیان کرنا بلکہ اس
تصور بھی کرنا ممکن نہیں۔ وہ جو مجھے نظر آ رہا تھا۔ سطح آب پر بہہ رہا تھا یا چلا آ رہا تھا یہ
طرف بالکل اسی طرح جس طرح کہ ڈونگا دریا کے بہاؤ پر یا دھارے کے سہارے ا
آپ بہا چلا آتا ہے۔ میں چپو چلنے کی آواز نہ سن رہا تھا۔ وہ چیز قریب آ گئی۔ وہ کشتی تھی
اپنے آپ بہتی چلی آئی تھی۔ اس کشتی میں سے ایک سایہ، جس نے اپنے چہرے پر سُ
نقاب ڈال رکھی تھی نکل کر کنارے پر آ گیا اور میرے سامنے آ کھڑا ہوا۔ چہرے پر
نقاب اٹھا دی گئی اور مجھے ایک چہرے کے نقوش نظر آ گئے۔ اس کی آنکھیں تاروں
طرح چمک رہی تھیں۔"

"میرے محبوب!" ایک بے حد شیریں آواز نے کہا۔ "تم نے یہاں آنے میں
دکھ جھیلے ہیں اور بڑی بہادری کا ثبوت دیا ہے اور میں نے بھی تمہیں یہاں بلانے کے
بڑے بڑے جشن کئے تھے کہ میں تم سے چند باتیں کہہ سکوں۔ میں تمہیں یہاں تک لا
میں اور تم یہاں تک آنے میں کامیاب ہو گئے ہو...... میرے دل کے مالک خوش
آمدید......"

"خاتون! آپ کون ہیں اور کیا ہیں؟" میں نے پوچھا
"میں وہی ہوں جس کی روح نے تم سے اس بڑے اور جگمگاتے ہوئے شہر میں
کی تھی جو تمہارا وطن ہے۔ اور بعد میں بھی تمہارے پاس آئی اور تم سے باتیں کرتی ر
یہاں تک کہ تمہیں اس سرزمین میں لے آئی کہ تم اپنی آنکھوں سے مجھے اپنے اصلی
روپ میں دیکھ سکو۔ وہ خواب تھے۔ جو تمہیں نظر آئے تھے۔ وہ میری روح تھی جو تم
ہم کلام ہوا کرتی تھی لیکن یہ میں ہوں ...... مجسم ہوں جسے تم اس وقت دیکھ رہے ہو جان لو
کہ ازل سے ہمارے درمیان روحانی تعلق قائم ہے اور اس وقت تک قائم رہے گا جب
تک کہ ایک نئی زندگی کا آغاز نہیں ہو جاتا اور یہ آغاز دوسری دنیا میں ہو گا۔"



"میں بھی کچھ ایسا ہی محسوس کر رہا ہوں۔" میں نے جواب دیا۔ "لیکن تم یہاں کیا کر
رہی ہو۔ ان وحشیوں کے درمیان کیوں رہتی ہو اور اپنا کون سا فرض انجام دے رہی ہو؟"
"میرے محبوب! ایک گناہ مجھ سے سرزد ہو گیا تھا یہ میں اسی کا کفارہ ادا کر رہی ہوں۔
اس لئے مجھے ان وحشیوں کی ملکہ اور دیوی بننا پڑا ہے۔"
"تو پھر تم مقدس ہو؟" میں نے پوچھا
"ہم سب مقدس ہیں کیونکہ ہماری روحیں آسمانوں سے آئی ہیں اور پاک ہیں اور تم
جانتے ہو کہ ہمیں اس دنیا اپنے گناہوں کا کفارہ ادا کرنے کیلئے نہیں بھیجا گیا؟"
"یہ تو نہیں جانتا اے دختر شب۔"
"میرا نام سایہ ہے۔"
"ہاں۔ یہاں لوگ تمہیں اسی نام سے پکارتے ہیں لیکن یہ نیا لقب ہے جو میں نے
تمہیں دیا ہے۔ اچھا اب یہ بتاؤ کہ تم عورت ہو..."
"میں ایک عورت ہی ہوں۔"
"تو پھر تم نے مجھے ..... ایک مرد کو ..... دنیا کے دوسرے سرے سے کیوں طلب کیا
ہے؟"
"اس لئے کہ یہ مقدر ہو چکا تھا اور اسی لئے کہ ہم دونوں میں زمانہ قدیم سے محبت
چلی آ رہی ہے۔"
"چنانچہ۔ دیکھو میں تمہارے بلاوے پر لبیک کہہ کر آ گیا ہوں اور میں نے تمہیں
دریافت کر لیا ہے چنانچہ اب یہ بتاؤ کہ تمہیں حاصل کرنے کے لئے مجھے کیا کرنا چاہئے۔"
"دیکھو۔ اس نے کہا۔ "میری طرف دیکھو اور بتاؤ کہ کیا اب بھی تم مجھے حاصل کرنا
چاہتے ہو؟ دیکھو کہ کیا اب بھی تم مجھے اسی طرح چاہتے ہو۔
جس طرح ماضی میں.....اس ماضی میں جسے تم بھول چکے ہو..... تم نے مجھے چاہا تھا؟
وہ دو قدم آگے بڑھ آئی۔ اب وہ میرے قریب تھی۔ اس نے نقاب ہٹا دی۔ وہ بے
حد حسین تھی۔ مکمل طور پر حسین۔ اس کے حسن میں کوئی خامی نہ تھی۔ تاروں کی روشنی

اس کے بے داغ اور پرکشش چہرے کو تابناکی بخش ہی تھی۔ بلکہ مجھے تو یوں معلوم ہو رہا تھا جیسے روشنی اس کے چہرے سے نکل رہی ہو۔ وہ انسان تھی اس کے باوجود ایک معمہ تھی۔ وہ عورت ہوتے ہوئے بھی روح تھی۔

"مرضی کے متعلق میں کچھ نہیں جانتا۔" میں نے اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا کیونکہ وہ چندھیا رہی تھیں۔ "رہا حال تو اس کے متعلق میں صرف یہ کہوں گا کہ میں تمہیں .... صرف تمہیں حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ میں یوں محسوس کر رہا ہوں جیسے تمہارے بغیر میری زندگی نامکمل ہے۔ میں تمہیں چاہتا ہوں۔ زندگی سے زیادہ چاہتا ہوں۔"

"شکریہ میرے محبوب۔ شکریہ۔ تمہاری زبان سے یہ الفاظ سن کر مجھے بے حد مسرت حاصل ہوئی ہے۔" اس نے بے حد شیریں آواز اور خاکسارانہ انداز میں کہا۔ "لیکن جان لو کہ مجھے آسانی سے حاصل نہیں کیا جاسکتا۔ جان لو کہ میرے سر پر اور ان کے سر پر جن پر میں حکومت کرتی ہوں' ایک زبردست خطرہ منڈلا رہا ہے۔ اور اس سے پہلے کہ میں اپنی اور تمہاری روح کی تسکین کا سامان کروں ان لوگوں کو بچانا ضروری ہے جو میری پرستش کرتے ہیں اب یہ بتاؤ کہ اس دنیا میں تم کس نام سے پکارے جاتے ہو؟"

"جوہان ہرقل۔" میں نے جواب دیا"

"تو اے ہرقل! واپس جاؤ"

"واپس جاؤں! کہاں؟"

"یہاں سے نکل کر اور ڈھلان چڑھ کر اوپر پہنچ جاؤ۔ پہاڑ کے کنارے یا چوٹی پر اور وہاں تمہاری ملاقات اس سفید فام سے ہو گی جو میری اور میرے لوگوں کی مدد کے لئے آرہا ہے۔ وہ اس جنگ میں ہماری مدد کرے گا جو بہت جلد ہونے والی ہے۔ جب تم اس سفید فام سے ملاقات کرلو گے اور ہم جنگ جیت لیں گے تو پھر ہماری ملاقات ہوگی اور اس کے بعد ہی ہم باہم گفتگو کریں گے۔ اب جاؤ۔ تمہارے راہبر منتظر ہیں۔"

میں نے سنا لیکن کوئی دھیان نہ دیا۔ اس وقت مجھ پر ایک جنوں سا سوار تھا اور میں کمپانہ کے وہ الفاظ بھول گیا تھا جو اس نے مجھے خبردار کرنے کے لئے بار بار کہے تھے۔ مجھ



صرف اتنا یاد تھا کہ مجھے وہ مل گئی تھی جسے میں برسوں سے تلاش کر رہا تھا اور اب میں اسے گنوانا نہیں بلکہ حاصل کرنا چاہتا تھا۔ میں نے اپنے دونوں ہاتھ بڑھا دیئے۔ میں نے اسے اپنی آغوش میں لے لیا۔ میں نے اسے اپنے سینے سے بھینچ لیا اور میں نے اس کا ماتھا چوم لیا۔

اچانک کہرام مچ گیا۔ یوں معلوم ہوا جیسے ہمارے سروں پر ایک خوفناک طوفان پھٹ پڑا ہو۔ دختر شب میری آغوش میں سے گھسیٹ لی گئی۔ اور وہ غائب ہو گئی۔ مجھے پکڑ لیا گیا اور مجھے بری طرح سے جھنجھوڑا گیا۔ جیسے دیو کے ہاتھ مجھے جھنجھوڑ رہے ہوں۔ یہاں تک کہ میرے حواس گم ہو گئے۔

"اور جب میرے حواس بجا ہوئے .... غالباً بہت دیر بلکہ کئی گھنٹوں بعد .... تو میں پہاڑ کی ڈھلان پر بھاگ رہا تھا۔ بے تحاشہ بھاگ رہا تھا اور وہ وحشی میرا تعاقب کر رہے تھے۔ جنہیں تم نے شکست دے کر بھگا دیا۔

# پراسرار رہبر

ہرقل خاموش ہوگیا اور میں بھی خاموش رہا۔ خوش قسمتی سے وہ مجھ سے جواب تبصرہ چاہتا بھی نہ تھا۔ میں نے کنکھیوں سے اس کی طرف دیکھا تو معلوم ہوا کہ اس وقت جیسے اپنے آپ میں نہ تھا۔ وہ لنگڑاتا ہوا یوں آگے بڑھ رہا تھا جیسے خواب میں چل رہا ہو، اس کی نظر اوپر 'لب کوہ پر' مرکوز تھی۔ اب یہ میں نہیں جانتا کہ اسے وہاں یا اس چٹان کے آر پار کیا نظر آرہا تھا۔ البتہ ہرقل کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی۔ عجیب مسکراہٹ۔ اس معمول کی سی مسکراہٹ جو عامل کے ہر حکم کی تعمیل کرتا ہے اور اس کے اشاروں پر چلتا ہے۔

صاف ظاہر تھا کہ ہرقل اس وقت میرے ساتھ نہ تھا وہ یا اس کی روح یا اس کا دماغ اس تالاب کے کنارے پہنچ چکا تھا۔ جہاں اس پراسرار عورت کا بھٹ تھا۔ جس کا نام سایہ' انگوئی اور دختر شب تھا۔ بشرطیکہ ایسی کسی عورت کا وجود ہو۔ ہرقل کی کہانی پر غور کرنے اور خود ہرقل کی طرف غور سے دیکھنے کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا کہ یہ شخص ایک وہم میں مبتلا تھا بلکہ ..... صاف ہی کیوں نہ کہہ دوں .....پاگل تھا۔ برسوں تک وہ اس عورت کے خواب دیکھتا رہا جس سے' بقول اس کے' ہرقل کا کوئی روحانی تعلق تھا۔ اس روحانی تعلق کا اعتقاد زمانہ قدیم سے چلا آرہا ہے اور اب بھی سینکڑوں لوگ اس میں یقین رکھتے ہیں۔

یہ خیال بڑا ہی دلچسپ ہے کہ اس دنیا میں یا اس دنیا سے پرے ہمارا ایک جوڑ موجود ہے یا جنس مخالف کا کوئی فرد موجود ہے جو ہماری زندگی کی تکمیل کرسکتا اور ہمیں ارضی مسرتیں بخش سکتا ہے اور وہ ہمارا منتظر ہے۔ جس طرح کہ ہم اس کے منتظر ہیں اور یہ کہ قسمت نے ہم دونوں کو کسی وجہ سے جدا کردیا ہے عارضی طور پر کہ آخر میں ہم اسے اس دنیا میں یا مرنے کے بعد پالیں یہ اعتقاد کتنا ہی بے بنیاد سہی بہرحال ہے بڑا دلچسپ چنانچہ اس قسم کے خواب عام ہیں۔ یعنی ننانوے فیصد لوگوں کو نظر آتے ہیں۔ یا وہ خود



بنے ہیں۔ کیونکہ اس سے ہماری انا کی تسکین ہوتی ہے اور پھر تنہائی کا احساس معدوم ہوجاتا ہے اور یہ خیال بلکہ یوں کہئے کہ یہ یقین بڑا ہی تسلی بخش ہوتا ہے کہ ایک ہستی ہمارا ہمارا انتظار کر رہی ہے۔

بے شک و شبہ ہرقل اسی جنون کا شکار تھا فرق صرف اتنا تھا کہ دوسرے لوگ اپنے خوابوں کو اپنے تک ہی رکھتے ہیں۔ لیکن ہرقل نے نہ صرف اپنے اس خواب کا سرعام اعلان کردیا تھا بلکہ اس پر یقین کرکے اس کی تعبیر تلاش کرنے بھی نکل پڑا تھا اور ہرقل جیسے مستقل مزاج اور زندہ دل شخص سے اسی کی توقع بھی کی جاسکتی تھی اور سب سے بالا یہ کہ اس کا باپ صوفی قسم کا شخص تھا اور یہی چیز خود ہرقل کو ورثے میں ملی تھی۔ چنانچہ وہ افریقہ آیا اور ان معلومات کے سہارے اپنے خوابوں کی دیوی کی تلاش میں چل پڑا' جو اس نے یہاں وہاں سے حاصل کی تھیں۔ اور یہ معلومات صرف اس قدر تھیں کہ افریقہ کے جنوب میں ایک تالاب ہے جہاں ایک دیوی [illegible] ہے۔ ہرقل جیسے شخص کے لئے اتنی سی معلومات کافی تھیں چنانچہ وہ نصف کے قریب افریقہ عبور کرکے اپنی منزل کے قریب' بہت قریب پہنچ گیا۔

یہاں پہنچ کے ہرقل اس قبیلے کے ہاتھ میں پڑگیا جو ان لوگوں کا دشمن' تھا جو اس تالاب کی روح یا دیوی یا سائے یا بارش برسانے والی کی پرستش کرتے تھے اس دیوی کو میں بارش برسانے والی اس لئے کہا کہ افریقہ کا تقریباً ہر دیوتا اور ہر دیوی اسی خصوصیت کی ہوتی ہے خیر تو ان لوگوں نے پہلے کبھی کسی سفید فام کو نہ دیکھا تھا اس لئے انہوں نے اسے پکڑ کر اپنا قیدی بنالیا اور پھر اسے قتل کردینے کا فیصلہ کرلیا۔ لیکن اس وحشی قبیلے میں چند رحم دل لوگ بھی تھے۔ جنھوں نے ہرقل کو خبردار کردیا چنانچہ وہ موقع پاکر فرار ہوا اور پھر اس کی مڈبھیڑ ہم سے ہوگئی اور اس عالم میں کہ وہ وحشی اس کا تعاقب کر رہے تھے اور اسے قتل کرنا چاہتے تھے۔

چنانچہ میرے خیال میں یقیناً یہی پوری کہانی تھی۔ رہا وہ تالاب اور اس کے کنارے پراسرار ہستی سے ہرقل کی ملاقات تو یہ ہرقل کے وہم یا اس کے دماغی خلل کا نتیجہ.

تھا۔ اس کے باوجود یہ بھی سچ ہے کہ کانیک نے اسی سے ملتی جلتی کہانی مجھے سنائی تھی۔ اور یہ واقعی بڑی چکرا دینے والی حقیقت تھی۔ کاش کہ میں اس سفر پر روانہ نہ ہوا ہوتا۔ کاش کہ میں نے کانیک سے قیمت وصول کرکے اپنے ہاتھ نہ کٹوا لئے ہوتے۔ یہ پورا معاملہ ہی سراسر الجھا ہوا پراسرار اور عجیب تھا۔ لیکن اب کچھ نہ ہو سکتا تھا۔ میں گویا ایک عہد نامے پر دستخط کرچکا تھا اور اب اس پر عمل کرنے کے لئے مجبور تھا۔

اور سچ تو یہ ہے کہ اسی وقت اپنا وعدہ وفا کرنے کا وقت آگیا یا یوں کہو کہ اس کی ایک شرط پوری کرنے کا وقت آگیا۔

ہم نے ایک چشمے کے کنارے تھوڑی دیر کے لئے قیام کرلیا تھا کہ تھوڑا سا کھانا کھالیں اور ذرا سستالیں۔ ہم کھانے سے فارغ ہوئے ہی تھے کہ کانیک نے' جو ہم سے پچاس گز دور ایک بلند جگہ بیٹھا ہوا تھا پلٹ کر مجھے اپنے قریب آنے کا اشارہ کیا۔ میں اٹھ کر اس کے قریب پہنچا۔ تو اس نے کچھ کہے بغیر بائیں طرف اپنی انگلی اٹھادی۔

میں نے اس کی انگلی کی سیدھ میں دیکھا۔ اس طرف ہم سے کوئی دو میل کے فاصلے پر پہاڑ کی ایک بلند اور عمودی چوٹی تھی۔ چوٹی کے عین نیچے ایک چٹانی ابھار تھا یہ ابھار اس مقام سے' جہاں ہم تھے قدرے بلند تھا۔ اور اس ابھار پر ان گنت بڑے بڑے جگنو چمک رہے تھے جو ہماری طرف بڑھ رہے تھے مجھے یہ سمجھنے میں دیر نہ لگی کہ وہ دراصل بھالوں کے پھل تھے۔ جو دھوپ میں چمک رہے تھے۔

"کیا ہے وہ کانیک؟" میں نے پوچھا۔

"اباندا میکومیزن۔"

"اباندا!"

"ہاں آقا۔ ان کی تعداد دو سو یا شاید تین سو کے قریب ہے اور وہ لوگ ہمارا راستہ روکنے آرہے ہیں۔ سنو آقا' یہاں سے کافی اوپر چٹان میں ایک درہ ہے۔ اس طرف کو ایک درہ ہے جو چٹان کو چیرتا ہوا دوسری طرف نکل گیا ہے۔ اباندا جانتے ہیں کہ اگر وہ ہم سے پہلے اس درے کے قریب یا چوٹی پر پہنچ گئے تو پھر ہمارا راستہ بند ہوجائے گا اور وہ



ہمیں ۔۔۔ ہم میں سے ہر ایک کو ۔۔۔۔ آسانی سے کاٹ کر رکھ دیں گے لیکن ان سے پہلے اگر ہم اس درے پر پہنچ گئے تو پھر ہمیں کوئی نہ روک سکے گا اور ہم بخیر و خوبی میرے گاؤں میں پہنچ جائیں گے چنانچہ آقا میکومیزن اب ہمارے اور اباندا کے درمیان گویا دوڑ ہے اس بات کی کہ درے تک پہلے کون پہنچا ہے۔ دیکھو آقا' میں نے ہمارے باربرداروں کو روانہ کر ہی دیا ہے' اور اس نے ہمارے باربرداروں کی طرف اشارہ کیا جو ہم سے کوئی سو گز آگے چٹانی ڈھلان چڑھ رہے تھے۔" "آقا! اگر تمہیں زندگی عزیز ہے تو فوراً۔ ہمیں بھی ان کے پیچھے چل دینا چاہئے۔"

اس وقت ہرقل' ہیس ٹام اور جیری بھی ہمارے قریب آکھڑے ہوئے چنانچہ میں نے انہیں صورتحال سے آگاہ کیا اور ہم اسی وقت روانہ ہوگئے اور پھر اس جدوجہد کا آغاز ہوا جسے خوفناک ہی کہا جاسکتا ہے۔ ہم لوگ مسلسل چلتے اور ڈھلان چڑھتے آئے تھے۔ کچھ تھکے ہوئے تھے اور ہمیں سستانے کا وقت نہ ملا تھا اس کے علاوہ اب بھی ہمیں ڈھلان ہی چڑھنی تھی۔ اس کے بر خلاف اباندا تازہ دم تھے اور وہ راستہ' جس کے ذریعہ انہیں درے تک پہنچنا تھا' ناہموار سہی بہرحال میدان میں تھا۔ یعنی انہیں چڑھاؤ چڑھنے کی ضرورت نہ تھی۔ چنانچہ قارئین سمجھ سکتے ہیں کہ ان کی رفتار ہم سے نسبتاً تیز تھی۔ مطلب یہ کہ وہ ہمارے مقابلے میں دگنا فاصلہ طے کرسکتے تھے اور پھر ہمارے ساتھ ہرقل تھا ہرچند کہ طاقتور تھا۔ تاہم اس کے اعضاء اکڑے ہوئے اور ٹانگیں سوجی ہوئی تھیں کیونکہ وہ گزشتہ کل اپنی زندگی کی خاطر خدا جانے کتنے میلوں تک برابر بھاگتا رہا تھا۔ چنانچہ اس کی وجہ سے بھی ہم تیز نہ چل سکتے تھے البتہ باربردار' جو ہم سے پہلے روانہ ہوئے تھے' حیرت انگیز تیزی سے اوپر چڑھ رہے تھے۔ حالانکہ اپنے کندھوں پر ہمارا سامان لادے ہوئے تھے۔ یقیناً وہ اباندا سے خائف تھے اور جانتے تھے کہ اگر وہ اباندا کے ہاتھوں میں پڑ گئے تو ان کا کیا حشر ہوگا۔ ہم اوپر چڑھ رہے تھے اور لاوے کی چٹانیں تپ گئی تھیں اور ہمارے ہاتھوں اور پیروں کو جھلسا رہی تھیں۔ ہیس میرے قریب تھا۔

"ہاں!" وہ بولا۔ "کاش کہ یہ بھینسا باس ہمارے پاس نہ آیا ہوتا۔"

"بھینسا باس!"

"ہاں یہی باس جو اس وقت ہمارے ساتھ ہے اور جس کا نام ہرقل ہے۔ باس! گزشتہ کل جو لوگ بھینسے باس کا تعاقب کر رہے تھے۔ ان میں سے اکثروں کو ہم نے مار گرایا تھا لیکن چند اپنی جانیں بچا کر بھاگ گئے تھے چنانچہ اب وہ اپنے بھائیوں کو لے کر آگئے ہیں کہ ہم سے اپنے ان بھائیوں کا انتقام لیں جو گزشتہ کل مارے گئے ہیں۔"

"یہ تم نے غلط نہیں کہا ہیس۔" میں نے جواب دیا۔ "اور سب سے بڑی بات تو یہ ہیس کہ وہ وحشی ہم سے پہلے ہی درے تک پہنچ جائیں گے بشرطیکہ ایسا کوئی درہ ہوا۔"

"ٹھیک ہے باس۔ بشرطیکہ ایسا کوئی درہ ہوا اور ہم ان وحشیوں سے پہلے وہاں پہنچ سکے۔ لیکن یہ مشکل نظر آتا ہے کیونکہ بھینسے باس کی ٹانگیں اکڑی اور سوجی ہوئی ہیں اور وہ چوٹی جس پر ہمیں پہنچنا ہے' ابھی کافی دور ہے لیکن باس ان وحشیوں نے' جو کل اپنی جانیں بچا کر لے گئے تھے' اپنے بھائیوں کو بتا دیا ہوگا کہ بندوق کا دھماکا کیسا ہوتا ہے اور گولیوں کا کیسا حیرت انگیز نتیجہ ظاہر ہوتا ہے۔ چنانچہ باس شاید ہم انہیں اپنی بندوقوں سے روک سکیں۔"

"شاید بہرحال کوشش تو کریں گے ہی۔ وہ دیکھو' کانیک کس قدر تیزی سے جا رہا ہے۔"

"ہاں باس۔ وہ تو گویا لنگور کی طرح اوپر چڑھ رہا ہے۔ نہ تو وہ اور نہ ہی اس کے باربردار اباندا کے ہاتھوں گرفتار ہونا چاہتے ہیں۔ چنانچہ وہ اپنی جان بچانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ انہیں ہماری ذرا بھی پرواہ نہیں ہے۔ باس' اگر کہو تو میں اس کی ٹانگ میں ایک آدھ گولی پیوست کردوں کہ اس کی رفتار ذرا کم ہو جائے۔"

"نہیں" میں نے کہا۔ "بھاگنے دو اس کم بخت کو۔ ہمارا خدا پر بھروسہ ہے۔ جو ہوگا دیکھا جائے گا۔"

عین اس وقت ہرقل نے' جواب زیادہ لنگڑانے لگا تھا' پکار کر کہا:

"کوارٹرمین! تم اپنے ملازموں کے ساتھ آگے بڑھ جاؤ تیزی سے۔ میں خود اپنی



حفاظت کرلوں گا۔"

"نہیں ہرقل!" میں نے جواب دیا۔ "اب یا تو ساتھ ہی پار اتریں گے' یا ساتھ ہی ڈوبیں گے۔ بہرحال منجدھار میں' میں تمہارا ساتھ نہ چھوڑوں گا۔"

اور اب میں نے ٹام اور جیری کی طرف دیکھا۔ وہ دونوں بے حد خوفزدہ تھے۔ ہیس نے بھی انہیں خوفزدہ دیکھا اور اپنے مخصوص رنگ میں طنز کے نشتر چلانے لگا۔

"تم دونوں بھاگ کیوں نہیں پڑتے بہادر شکاریو؟" وہ بولا۔ "بڑے شرم کی بات ہے کہ اس دوڑ میں الو آدمی تم سے بازی لے جائے۔ اگر بندوقیں تمہیں وزنی معلوم ہو رہی ہوں تو تم انہیں پھینک کر بھاگ سکتے ہو۔ تمہیں یاد ہوگا کہ جب ہاتھی ہمارا تعاقب کر رہے تھے تو تم نے بندوقیں پھینک ہی دی تھیں۔"

یہ تھے ہیس کے تلخ الفاظ اور اس طرح وہ مذاق کیا کرتا تھا اور تو اور وہ موت کا بھی مضحکہ اڑایا کرتا تھا۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ بعد میں وہ اپنی اس تلخ کلامی پر افسوس کیا کرتا تھا۔ اور یہ تو حقیقت ہے کہ ہر وہ شخص جو مخلص اور صاف دل ہوتا ہے' بعد میں اپنے تلخ و تند الفاظ کو یاد کرکے افسوس کیا کرتا ہے۔ لیکن اس وقت وقت نکل چکا ہوتا ہے اور اس کے الفاظ' جو اس نے غصے میں کہے تھے' سامنے والے کے دل میں نشتر بن کے پیوست ہو چکے ہوتے ہیں۔ چنانچہ اس وقت بھی ٹام کو ہیس کے یہ الفاظ برے معلوم ہوئے اور اس نے دانت پیس کر کہا:

"زردرو! بعد میں میں تمہیں اس مذاق کی سزا دوں گا۔"

اس دھمکی کا جواب ہیس کی ایک مسکراہٹ تھی اور بس۔

رہا جیری تو وہ صرف مسکرا دیا لیکن منہ سے کچھ نہ کہا۔ بہرحال اس کی یہ مسکراہٹ بڑی اداس تھی۔

آخر کار ہم چوٹی کے بہت قریب پہنچ گئے اور دیکھا کہ ہمارے باربردار ایک تنگ سی شگاف میں داخل ہو رہے تھے یہی وہ درہ تھا۔ جس تک ہمیں اباندا لوگوں سے پہلے پہنچنا تھا۔ لیکن ادھر اباندا بھی ہمارے بہت قریب پہنچ گئے تھے۔ ان کی اگلی صف اچانک

ایک ابھار پر نمودار ہوئی اور پھر وہ لوگ کانیک کا راستہ روکنے یا شاید اس کے اور ہمارے درمیان حائل ہونے کے ارادے سے اپنے بھالے ہلاتے ایک دم سے بھاگے آئے۔ لیکن کانیک ان سے زیادہ تیز ثابت ہوا۔ اس سے پہلے کہ اباندا کا ایک آدمی بھی اپنا بھالا اس کی طرف پھینک سکتا کانیک شگاف میں داخل ہو چکا تھا۔

"یہ تو ہم پھنس گئے۔" میں نے کہا۔ "اب ہم اباندا سے پہلے شگاف تک کسی طرح نہ پہنچ سکیں گے اور اگر ہم نے پلٹ کر بھاگنا شروع کیا تو اباندا وحشی ہمیں جلد ہی آلیں گے۔ چنانچہ مناسب ہوگا کہ ہم یہیں ٹھہر جائیں اور حتی الامکان اپنا بچاؤ کرنے کی کوشش کریں۔ پھر جو خدا کی مرضی۔"

"نہیں باس۔" ہیس نے کہا جو اپنی عقابی نظر سے پورے منظر کا جائزہ لے رہا تھا۔ "وہ دیکھو' اباندا رک گئے ہیں۔ وہ لوگ ہمارا صفایا کرنے کا فیصلہ کر چکے ہیں۔ لیکن باس ان کے اور شگاف کے درمیان ایک تنگ گھاٹی حائل ہے۔ وہ دیکھو باس۔ ایک وحشی اس گھاٹی میں اترنے لگا ہے۔"

میں نے اس طرف دیکھا جس طرف ہیس اشارہ کر رہا تھا۔ حالانکہ میں اسے پہلے دیکھ نہ سکا تھا لیکن اب بخوبی دیکھ رہا تھا کہ ہمارے بائیں طرف ایک تنگ گھاٹی موجود تھی۔ یہ گھاٹی' جسے افریقی زبان میں "ڈانگا" کہتے ہیں' صدیوں پہلے لاوے کے بہنے اور پھر خشک ہونے کی وجہ سے بن گئی تھی۔ ہیس نے غلط نہ کہا تھا۔ اباندا لوگ یہ گھاٹی عبور کر کے ہی ہم تک پہنچ سکتے تھے۔

"چلو۔ جلدی" میں نے چیخ کر کہا۔ "اب بھی وقت ہے۔ ہم ان وحشیوں سے بچ کر نکل سکتے ہیں۔ قدم بڑھاؤ۔"

اور ہم تیزی سے چل پڑے۔ ہرقل نے اپنا ایک ہاتھ میرے کندھے پر رکھ دیا تھا اور اس طرح وہ میرے کندھے کا سہارا لئے حتیٰ الامکان تیزی سے چلنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اور آخر کار ہم اس چٹان کے قریب پہنچ چکے تھے۔ جس میں وہ شگاف تھا اور اب ہم سامنے' پچاس ساٹھ گز دور' اس شگاف کو دیکھ سکتے تھے جس میں کانیک اور اس کے ساتھی



ہو کر نظروں سے اوجھل ہو گئے تھے۔ لیکن سوال یہ تھا کہ کیا ہم اس شگاف تک پہنچ سکیں گے؟ ابھی میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ تنہا ایک اباندا ڈانگا یا گھاٹی کے اس طرف نمودار ہوا۔ ہم چلتے چلتے رک گیا' میں نے اپنی بندوق اٹھائی اور نشست باندھ کر لبلبی دبادی۔ لیکن اس وقت میں اتنا گھبرایا ہوا اور پریشان تھا کہ میرا نشانہ خطا کر گیا' جی ہاں۔ صاف خطا کر گیا' گولی اس وحشی کے لگنے کے بجائے اس کے بھالے کے پھل سے' جو اس کے سر سے تین فٹ اوپر اٹھا ہوا تھا' ٹکرا گئی' پھیل کے ٹکڑے اڑ گئے۔ بہرحال وہ وحشی گھبرا گیا اور واپس ہو کر گھاٹی میں اتر گیا اور ہم تیزی سے آگے بڑھے۔

اور آخر کار ہم شگاف کے سامنے پہنچ گئے جس میں سے کبھی گرم گرم لاوا نکل کر باہر بہا ہوگا میرے دل میں امید کی شعاع روشن ہو چکی تھی۔ اور مجھے یقین تھا کہ ہمیں دیکھتے ہی کانیک اور اس کی ساتھی ہمارے مدد کے لئے اس شگاف میں سے نکل آئے گا۔ لیکن میرا یہ یقین بے بنیاد ثابت ہوا کیونکہ جیسے ہی ہم اس شگاف کے سامنے پہنچے کہ گھاٹی میں سے چھ سات حبشی نیک اور ہمارے اور شگاف کے درمیان بھالے بلند کرکے کھڑے ہو گئے۔ ان لوگوں نے نہ صرف ہمارا راستہ روک دیا تھا۔ بلکہ وہ ہم پر حملہ کرنے کی بھی تیاریاں کر رہے تھے۔ اب کوئی چارہ نہ تھا۔ ہم نے بندوقیں اٹھائیں اور گولیاں چلائیں۔ اور اس دفعہ ہمارے نشانے خطا نہ گئے۔ وہ لوگ مردہ ہو کر گر گئے لیکن ان کے گرتے ہی دوسرے وحشی گھاٹی میں سے نکل آئے۔ اپنے ساتھیوں کو خاک و خون میں لوٹتا دیکھ کر آنے والے جوش اور غصے سے بھر گئے تھے ہم مسلسل فائر کر رہے تھے اور ساتھ ہی آگے بڑھتے جا رہے تھے لیکن مجھے احساس تھا کہ کھیل بگڑ چکا تھا کیونکہ ہر لمحہ زیادہ سے زیادہ وحشی کسی خفیہ زینے کے ذریعہ گھاٹی میں سے اوپر چڑھے آرہے تھے۔

میں اپنے آپ پر فاتحہ پڑھ چکا تھا کہ ٹام کی آواز سنائی دی:

"میکومیزن! بھاگو..... لنگڑے باس کو لے کر بھاگو۔ میں ان وحشیوں کو روکے رکھنے کی کوشش کرتا ہوں۔"

میں نے سوچا کہ ٹام وحشیوں کے اس غول کو کس طرح روک رکھے گا۔

کیونکہ آپ جانتے ہیں کہ ایسے وقت کسی بات پر غور نہیں بلکہ فوری عمل کیا جاتا ہے چنانچہ میں نے ہرقل کی طرف دیکھا اور اسے اپنے ساتھ بھگاتا ہوا شگاف کی طرف دوڑا ہیس ہمارے ساتھ تھا۔ چند وحشی ہمارے اور شگاف کے درمیان حائل تھے۔ لیکن اس سے پہلے کہ یہ لوگ اپنے بھالوں سے ہم پر حملہ کرتے ہم اپنے پستولوں سے خود ان کا صفایا کر چکے تھے۔ چنانچہ اس طرح ہم شگاف تک پہنچ گئے اور اندھا دھند اس میں گھس پڑے کسی ایک اباندا نے بھی ہمارا تعاقب نہ کیا۔ ہم شگاف کے دہانے میں داخل ہو گئے شگاف اس قدر تنگ اور ایسا ٹیڑھا میڑھا تھا کہ اس میں کھڑے ہو کر صرف چند سپاہی پورے لشکر کو بہت دیر تک روک سکتے تھے۔ شگاف میں داخل ہوتے ہی میرے قدم رک گئے کیونکہ میں اب بھی بندوق کے دھماکوں کی .... آوازیں سن رہا تھا۔

"یہ کون بندوق چلا رہا ہے؟" میں نے شگاف کے اندھیرے میں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتے ہوئے پوچھا۔ لیکن اسی وقت آخری دھماکے کی گونج مدھم ہو کر غائب ہو گئی۔

اور پھر خوشی اور فتح کے نعرے سنائی دیئے۔

"ٹام اور جیری بندوقیں چلا رہے تھے باس۔" ہیس نے اپنے ماتھے سے پسینہ پونچھتے ہوئے کہا۔ "میرا خیال ہے اب وہ کبھی بندوق نہ چلا سکیں گے باس۔ زندگی میں پہلی مرتبہ آج ان دونوں نے بڑی بہادری کا ثبوت دیا ہے۔ باس! وہ دونوں دوڑ کر اس راستے پر کھڑے ہوئے تھے جس کے ذریعہ اباندا ڈانگا میں سے نکل نکل کر اوپر آ رہے تھے۔ وہ دونوں اس وقت تک گولیاں چلاتے رہے جب تک وہ خود نہ مارے گئے۔ چنانچہ اس طرح تمہیں اور لنگڑے باس کو اس شگاف تک پہنچنے اور اس میں داخل ہونے کا موقع مل گیا چنانچہ باس اب وہ دونوں اس دنیا میں نہیں رہے حالانکہ یہ بھی ممکن ہے کہ اباندا نے انہیں زندہ ہی گرفتار کر لیا ہو۔

"میرے خدا!" میں نے کہا۔

اور ہیس کے روکنے کے باوجود، کیونکہ اس وقت ہرقل ہم سے چند قدم آگے تھا، میں پلٹ کر شگاف کے دہانے کی طرف چل دیا اور یہ سوچے بغیر کہ اباندا پھینک کر



گئے ہیں، میں نے جھانک کر باہر دیکھا۔

غم و غصے سے بے قابو ہو کر میں نے اپنی بندوق اٹھائی۔ دھماکے کی آواز سے شگاف کی دیواریں لرز اٹھیں، وحشی، جو جیری کا سر کاٹ رہا تھا، دونوں ہاتھ پھیلا کر اچھلا اور دروازے سے نکلی ہوئی کیل کی طرح مردہ ہو کر گرا۔ دوسرے وحشی گھبرا کر گھاٹی میں اتر گئے۔ اس سے پہلے کہ وہ اپنے خوف اور حیرت پر قابو حاصل کر سکتے میں ہیس کے ساتھ شگاف سے نکل کر باہر بھاگا اور تھوڑی دیر بعد ہی ہم دونوں ٹام کی رائفل اٹھا کر واپس شگاف میں پہنچ چکے تھے۔ یہ رائفل ایک اباندا کے ہاتھ میں تھی جسے وہ بدحواسی میں وہیں پھینک کر گھاٹی میں اتر گیا تھا۔ بدقسمتی سے جیری کی بندوق ہمیں نہ ملی۔ شاید اسے اباندا اپنے ساتھ ہی لے گئے تھے۔

---

تو یہ انجام ہوا میرے ان دو بہادر مگر بدقسمت شکاریوں کا جنہیں تقریباً شروع سے ہی یقین تھا کہ وہ اپنی موت کی طرف جا رہے ہیں۔ دونوں بہادروں کی موت مرے، اور ہمیں بلکہ مجھے بچانے کی خاطر انہوں نے اپنی جان دی۔ بہرحال یہ ان دونوں کا احسان ہے مجھ پر۔ اگر انہوں نے اباندا لوگوں کو نہ روک رکھا ہوتا تو ہم شگاف میں داخل نہ ہو سکتے اور پھر میں یہ داستان دوسری دنیا میں ہی بیٹھا لکھ رہا ہوتا۔ یقین ہے کہ ملک عدم میں میری ان دونوں سے ملاقات ہوگی اور اس وقت میں ان کا شکریہ ادا کر سکوں گا۔

میں دوبارہ شگاف میں داخل ہوا تو غم زدہ تھا۔ ہیس بھی اداس تھا، اور ٹام اور جیری کی خصوصیات کا ذکر اپنے مخصوص انداز میں کر رہا تھا۔

لیکن ہرقل کا نقطۂ نظر مختلف تھا۔

"تمہارے یہ شکاری۔" اس نے کہا۔ "اپنا فرض انجام دیتے ہوئے مارے گئے ہیں چنانچہ ان کی موت کا غم کرنے کی بجائے تمہیں ان پر فخر کرنا چاہئے۔ لیکن اس کائیک کا کیا جو تمہیں، اپنے بہترین ساتھی جو چھوڑ کر بھاگ گیا ہے؟ میں اپنے متعلق نہیں کہتا کیونکہ میں تو اجنبی ہوں اور میرے اس پر احسانات ہیں۔ لیکن وہ بھاگا کیوں؟"

"یہ تو میں نہیں جانتا۔" میں نے جواب دیا۔ "شاید اپنی جان بچانے۔ بہرحال اگر

ہماری اس سے ملاقات ہو تو یہ تم خود اسی سے پوچھ لینا۔"

"ضرور پوچھوں گا۔" ہرقل نے کہا اور میں نے دیکھا کہ اس کا چہرہ غصے سے سرخ تھا اور جلد ہی کانیک سے اس کے فرار کی وجہ پوچھنے کا موقع مل گیا۔

میرے خیال میں شگاف کے دہانے کے قریب زیادہ دیر ٹھہرے رہنا خطرے سے خالی نہ تھا حالانکہ اب تک ایک بھی اباندا نے ہمارا تعاقب نہ کیا تھا اور نہ ہی ان میں سے کسی نے شگاف کے قریب آنے کی جرائت کی تھی۔ ایسا کیوں تھا؟ یہ تو میں نہیں جانتا البتہ کانیک نے یہی کہا تھا کہ شگاف میں داخل ہوتے ہی ہم محفوظ ہوں گے۔ بہرحال میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ہمیں چل پڑنا چاہئے کہ آخر پتہ تو چلے کہ یہ شگاف کہاں جاکر ختم ہوتا ہے۔

چنانچہ ہم فوراً ہی چل پڑے۔ یہ سفر ہم اندھیرے میں کر رہے تھے۔ کیونکہ اس تنگ اور گہرے شگاف میں سورج کی روشنی نہ پہنچ رہی تھی۔ لیکن تھوڑی دور آگے بڑھ کر شگاف ذرا وسیع اور روشن ہوگیا تھا اور چند ثانیوں بعد ہی ہم ایک سطح مرتفع پر تھے جس کے چاروں طرف چٹانیں کھڑی ہوئی تھیں۔

اور یہاں ایک پتھر پر کانیک بیٹھا ہمارا انتظار کر رہا تھا۔ باربردار کہیں آگے جاچکے تھے۔ کم سے کم وہ مجھے کہیں نظر نہ آرہے تھے۔ کانیک نے اپنی اداس آنکھوں سے میری طرف دیکھ کر کہا:

"آقا میکومیزن! چونکہ میں جانتا تھا کہ تمہیں کوئی گزند نہ پہنچے گا اس لئے میں تم سے پہلے ہی شگاف میں داخل ہوگیا۔ اور یہاں بیٹھ کر تمہارا انتظار کرنے لگا۔ اس جگہ اباندا قدم بھی نہیں رکھ سکتے۔"

"اوہ۔ تو یہ بات ہے۔" میں نے تلخی سے کہا۔ "لیکن یہ تو بتاؤ کانیک کہ تمہیں کیسے معلوم ہوگیا کہ ہم محفوظ ہوں گے۔"

"میں جانتا تھا میکومیزن کیونکہ تمہارے ستاروں میں ایسا لکھا ہوا تھا جس طرح میں یہ بھی جانتا تھا کہ تمہارے دونوں شکاری مارے جائیں گے کیونکہ اس کے ستاروں میں ان کی موت دیکھ چکا تھا اور وہ دونوں مرچکے ہیں۔ رہا یہ سفید فام اجنبی۔" کانیک نے بڑی کینہ توز نظروں سے ہرقل کو دیکھا۔ "تو میں نہیں جانتا کہ اس کی قسمت میں کیا لکھا ہے کیونکہ اس کے ستاروں کی چال دیکھنے کا مجھے اب تک موقع نہیں ملا۔"



اور اس سے پہلے کہ میں کچھ کہتا ہرقل بول پڑا۔ اس نے ٹھہری ہوئی آواز میں کہا:

"نہیں وحشی تم میری قسمت کا حال نہیں جانتے' اور نہیں جانتے کہ میرا انجام کیا ہوگا۔ حالانکہ تم چاہتے بہت کچھ ہو کہ یوں ہوجائے اور توں ہوجائے کم سے کم یہ تو تم نے ضرور چاہا تھا اور اب بھی چاہتے ہو کہ میرا بھی وہی حشر ہو جو کوارٹمین کے دونوں شکاریوں کا ہوا ہے۔ تمہارا خیال تھا کہ اپنی جان بچانے کے لئے کوارٹمین مجھے اباندا کے رحم و کرم پر چھوڑ کر بھاگ جائے گا جس طرح کہ خود تم اسے چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔ تم کیا ستاروں کی چال دیکھو گے؟ تم سے بہتر تو میں دیکھ سکتا اور دلوں کا حال بتا سکتا ہوں چنانچہ سن لو کہ مجھ سے پہلے خود تم مارے جاؤ گے اور جسے تم حاصل نہ کرسکو گے اسے میں حاصل کرلوں گا۔ سمجھ گئے میرا مطلب؟ تم داباندا کے سردار اور تالاب والی کے آقا بننے کے خواب دیکھ رہے ہو لیکن سن لو کہ تمہاری یہ آرزو پوری نہ ہوگی۔"

ہرقل کو یہ کیسے پتہ چلا کہ کانیک کس لئے داباندا کے علاقے میں آیا تھا؟ یہ میں نہیں جانتا البتہ یہ میں نے ضرور دیکھا کہ ہرقل کی اس پیشن گوئی کو جیسے میں پوری طرح سمجھ نہ سکا تھا۔ کانیک نے مکمل طور پر سمجھ لیا۔ دفعتاً اس کا چہرہ متغیر ہوگیا۔ اس کا رنگ زرد بلکہ یوں کہنا مناسب ہوگا کہ ملیالا سفید ہوگیا۔ جیسے وہ بے حد خوفزدہ ہو۔ لیکن فوراً ہی اس کے خوف پر شدید شیطانی غصہ غالب تھا۔ اس کی بڑی بڑی آنکھیں حلقوں میں گھومنے لگیں' اس کے ہونٹوں کے کونے کف آلود ہوگئے اور اس کی ڈاڑھی کے بال جیسے کھڑے ہوگئے۔

"میں جانتا ہوں تمہیں۔" اس نے ہرقل کی طرف انگلی اٹھا کر اور چیخ کر کہا: "اور یہ بھی جانتا ہوں کہ تم یہاں کیوں آئے ہو۔ ایک عرصے پہلے روح نے مجھے تم سے اور تمہارے ارادے سے خبردار کردیا تھا۔ جس طرح ماضی میں تم نے مجھے برباد کردیا تھا۔ اسی

طرح اس دفعہ بھی تم مجھے برباد کرنا چاہتے ہو۔ ایک بار پھر تم مجھے لوٹنا اور محروم کرنا چاہتے ہو۔ حالانکہ ماضی کو تم بھول چکے ہو لیکن میں نہیں بھولا ہوں۔ اسی لئے میں نے میکومیزن کو رشوت دے کر اپنے ساتھ چلنے پر تیار کرلیا تھا۔ کیونکہ میں جانتا تھا کہ میکومیزن کی مدد کے بغیر میں زندہ نہ رہوں گا لیکن ایک بار پھر قسمت چال چل گئی۔ مجھ پر ظاہر کیا گیا تھا کہ میں تم سے پہلے تالاب کی سرزمین پر پہنچوں گا۔ لیکن اب معلوم ہوا ہے کہ وہ دھوکا اور فریب تھا مجھ پر ظاہر کیا گیا تھا کہ میں تمہارا خاتمہ کردوں گا لیکن ایسا نہ ہوا میں ابھی منزل تک پہنچا بھی نہ تھا' اپنے مقصد میں کامیاب ہوا بھی نہ تھا کہ تم آگئے۔ لیکن اب بھی وقت ہے۔ سفید فام ڈاکو! اب تم کبھی گنج تالاب کے دیدار نہ کرسکو گے کبھی نہ کرسکو گے۔"

اور دفعتا" کانیک نے اپنے لباس میں سے سومالی طرز کا ہلالی خنجر برآمد کیا اور ہرقل پر جھپٹ پڑا بالکل اسی طرح جس طرح چشمے سے پانی پیتے ہوئے ہرن پر اچانک شیر جھپٹ پڑتا ہے اور میں نے سوچا کہ کھیل ختم ہوا کیونکہ میں ہیس کے ساتھ چند قدم دور کھڑا ہوا تھا اور کچھ کر نہ سکتا تھا۔ اس کا وقت ہی نہ تھا حتیٰ کہ پستول کھینچنے کا بھی موقع نہ ملا۔ چنانچہ میں سوائے اس کے اور کچھ نہ کرسکتا تھا کہ خاموش کھڑا اس جدوجہد کا انجام دیکھتا رہوں۔

اور انجام عجیب ہوا۔

ہرقل کو شاید یقین تھا کہ کانیک اس پر حملہ کردے گا اور یقیناً وہ اس کے لئے تیار ہی تھا۔ چنانچہ وہ خاموش اور منتظر کھڑا رہا۔ کانیک تیزی سے جھپٹا تھا۔ ہرقل نے اپنے دونوں بازو اس کی طرف بڑھا دیئے۔ دوسرے ہی لمحے ہرقل کانیک کے دائیں ہاتھ کی کلائی پکڑ چکا تھا۔ کانیک کے اسی ہاتھ میں خنجر تھا جو اس نے وار کرنے کے لئے بلند کر رکھا تھا۔ ہرقل کی گرفت آہنی تھی اس نے کانیک کے ہاتھ کو ایک جھٹکا دیا اور اس کے ہاتھ سے خنجر چھوٹ گیا ہرقل نے دوسرے ہاتھ سے کانیک کی گردن پکڑ لی اور اسے یوں جھنجھوڑنے لگا جس طرح نیولا سانپ کو جھنجھوڑتا ہے۔ اور پھر ہرقل نے اسے زمین پر سے اٹھا لیا۔ ماف اٹھا لیا۔ ہرقل واقعی جنگلی بھینسے کی طرح پرقوت تھا۔ اس نے کانیک کو اٹھا کر بڑے زور سے زمین پر پٹخ دیا پٹخ کیا دیا صحیح معنوں میں دے مارا کانیک سنگلاخ زمین پر چت گرا اور



تے زور سے گرا کہ فوراً ہی بے ہوش ہوگیا۔

عین اس وقت ایک بوڑھا' جس کی آنکھیں عقاب جیسی تھیں اور جسے میں نے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا' اچانک ایک چٹان کے پیچھے سے نکل کے دوڑتا ہوا آیا اور ہرقل کے قریب پہنچ کے اس کے کان میں کچھ کہنے لگا۔ بالکل اسی طرح جیسے اسے کوئی خفیہ ہدایت دے رہا ہو۔ بہت دیر تک وہ ہرقل کے کان میں کچھ کہتا اور ہرقل اثبات میں سرہلاتا رہا جس سے پتہ چلتا تھا کہ وہ بوڑھے کی باتیں پوری طرح سے سمجھ رہا ہے۔ آخر کار بوڑھے نے حیرت کے کلمات کے ساتھ کانیک کی طرف اشارہ کیا جسے اب ہوش آچلا تھا۔ پھر وہ اس چٹان کی طرف بھاگا جس کے پیچھے سے وہ نکل آیا تھا اور اس کے سائے میں پہنچ کر نظروں سے اوجھل ہوگیا۔

ہرقل نے جھک کے خنجر اٹھایا اور دوڑ کے اپنا پیر کانیک کے سینے پر رکھ دیا جو اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"وحشی کتے۔" ہرقل نے کہا۔ "اگر اس وقت فتح تمہاری ہوئی ہوتی تو تم مجھے بلا تکلف قتل کردیتے۔ کہو تو میں بھی ایسا ہی سلوک کروں تمہارے ساتھ یا ایک قسم کھانے کے لئے تیار ہو تم؟"

"ہاں۔ تیار ہوں۔" کانیک نے خوف بھری نظروں سے خنجر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے گھٹنوں کے بل جھک جاؤ میرے سامنے۔"

کانیک اٹھ کر گھٹنوں کے بل جھک گیا اور عین اس وقت کانیک نے مجھے کہنی مار کر سامنے کی طرف اشارہ کیا۔ میں نے اس طرف دیکھا تو نظر آیا میدان کے دوسری طرف اور اسی چٹان کے پیچھے سے جہاں پہنچ کر پراسرا بوڑھا نظروں سے اوجھل ہوگیا تھا' چند ابھرا لوگ نکل کر ہماری طرف چلے آرہے تھے اور ان کے آگے آگے ہمارے باربردار یا ان میں سے چند باربردار تھے۔ یہی باربردار شاید ان لوگوں کو لے آئے تھے۔ یہ آنے والے کانیک اور ابانڈا کی طرح ہی تھے اور ایک ہی نسل سے معلوم ہوتے تھے اور یہ بھی

بتادوں کہ وہ ننگ دھڑنگ وحشی نہ تھے بلکہ انہوں نے کپڑے پہن رکھے تھے۔ اکثروں کے چغے سفید اور بقیہ کے نیلے تھے۔

"ہیس! اپنی بندوق تیار رکھو۔" میں نے آہستہ سے کہا اور خود بھی مقابلے کے لئے تیار ہو گیا۔

اگر یہ لوگ ہم پر حملہ کرنے آئے تھے .... لیکن میں سمجھتا ہوں کہ وہ اس ارادے سے نہ آئے تھے۔ تو یہ ایک عجیب منظر دیکھ کر وہ اپنی اس ارادے سے باز رہے۔ اور منظر یہ تھا کہ کانیک ایک سفید فام کے سامنے گھٹنوں کے بل جھکا ہوا تھا۔ وہ سب کے سب اس طرف متوجہ ہو گئے۔

ہرقل نے بھی ان لوگوں کو دیکھ لیا اور چیخ کر کہا:

"خوش آمدید اے کمپانہ اور خوش آمدید اے گنج تالاب کے محافظ۔ خوب وقت پر آئے ہو تم لوگ۔ دیکھو اور سنو کانیک' جو تمہارے قبیلے کا ہی فرد ہے اور سنا ہے کہ بڑا ہی باعزت شخص ہے' میرے سامنے ایک قسم کھا رہا ہے دیکھو اور سنو کہ سات سمندر پار کے ایک آوارہ گروہ کے سامنے یہ محترم شخص اپنی وفاداری کی قسم کھا رہا ہے۔ یہ بھی سن لو کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے اس نے خنجر سے مجھ پر حملہ کیا تھا اور مجھے قتل کرنے کی کوشش کی تھی لیکن میں نے اسے اٹھا کر پھینک دیا اور اس کی جان بخشی کر دی۔ سنو اب یہ قسم کھا رہا ہے کانیک جو الفاظ میں کہوں وہی الفاظ تم اونچی آواز میں دہراؤ کہ یہ سب لوگ سن لیں کہ تم کیا قسم کھا رہے ہو اور گواہ رہیں کہ تم نے قسم کھائی ہے دہراؤ وہ الفاظ جو میری زبان ادا کرے اور اگر انکار کیا تو میں تمہیں قتل کر دوں گا۔"

اور پھر ہرقل رک رک کر وہ الفاظ کہنے لگا جو یقیناً کمپانہ نے اسے سکھائے تھے۔ قارئین بھولے نہ ہوں گے کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے کمپانہ بہت دیر تک ہرقل کے کان میں کچھ کہتا رہا تھا۔ غالباً وہ اسی قسم کے الفاظ ہرقل کو یاد کرا رہا تھا۔

ہرقل نے قسم کے الفاظ کہے اور کانیک نے دہرائے۔

"میں کانیک جو قبیلہ داباندا کا فرد ہوں' تمہیں سمندر پار کے سفید فام کو دغا اور فریب



قتل کرنے کی کوشش کی تھی لیکن تم نے مجھے اٹھا کر پھینک دیا۔ فتح تمہاری ہوئی اس باوجود تم نے میری جان بخشی کر دی۔ چنانچہ میں کانیک تمہارے سامنے اپنا سر جھکاتا ہوں۔ آج سے میں تمہارا خدمت گار بلکہ غلام ہوں۔ قبیلہ داباندا میں مجھے جو حقوق حاصل ہیں۔ وہ تمہیں دیتا ہوں۔ جو میرا مقام تھا اب وہ تمہارا مقام ہے۔ آج سے میرا خون تمہاری رگوں میں گردش کر رہا ہے اور اس اعلیٰ اور خاندانی خون کی وجہ سے مجھے جو رتبہ ملنے والا ہے وہ تمہارا ہے۔ چنانچہ میں انگوئی کی قسم کھاتا ہوں کہ میں نے جو کچھ کہا ہے ایسا ہی ہو گا۔ میں سائے کی قسم کھاتا ہوں جو مقدس تالاب کے پانی پر حرکت کرتا ہے اور اگر میں زبانی یا عملی طور پر اپنے وعدے کی خلاف ورزی کروں اور اس طرح اپنی قسم سے منحرف ہو جاؤں' زبانی یا عملی طور پر اسے توڑ دوں تو لعنت ہو مجھ پر اور انگوئی کا عذاب نازل ہو مجھ پر۔"

یہ الفاظ کانیک بڑی فرمانبرداری سے دہراتا رہا۔ لیکن جب ہرقل نے کہا۔ "چنانچہ میں انگوئی کی قسم کھاتا ہوں۔" تو کانیک لرز اٹھا اور خاموش ہو گیا۔

"کہے جاؤ۔" ہرقل نے کڑک کر کہا۔

لیکن کانیک خاموش رہا۔

"جیسی تمہاری مرضی۔" ہرقل نے کہا۔ "لیکن جان لو کہ اگر تم نے قسم نہ کھائی تو قتل کر دیئے جاؤ گے کہ خونی اور گنہگار کی یہی سزا ہے۔"

اور ہرقل نے جھک کر بائیں ہاتھ سے کانیک کے بال پکڑ لئے اور دائیں ہاتھ میں خنجر لے کر کانیک کو ذبح کرنے کے لئے تیار ہو گیا۔

کانیک خوف سے لرز اٹھا۔ اس نے رحم طلب نظروں سے میری طرف دیکھا۔

"آقا میکومیزن!" وہ گڑگڑایا۔ "میری جان بچا لو آقا۔"

"میں کیوں بچانے لگا؟" میں نے جواب دیا۔ "ابھی تھوڑی دیر پہلے تم مجھے اور میرے ساتھیوں کو چھوڑ کر فرار ہو گئے تھے نتیجہ یہ ہوا کہ میرے دو بہادر شکاری مارے گئے۔ اگر تم فرار نہ ہو گئے ہوتے اور اپنے باربرداروں کے ساتھ جنگ میں شریک ہوئے ہوتے تو

شاید اس وقت میرے دونوں ساتھی زندہ ہوتے لیکن اس کا فیصلہ تم ان دونوں سے اس دنیا میں کرلینا۔ جہاں تم جارہے ہو اسی پر بس نہ کرتے ہوئے تم نے اس سفید فام آقا کو قتل کرنے کی کوشش کی اور یقیناً کسی خاص مقصد کے تحت لیکن اس نے اپنی قوت کے زور سے تمہیں شکست دے دی۔ چنانچہ قانوناً تمہاری جان اور زندگی کا اب یہ سفید فام آقا مالک ہے اس کے باوجود وہ اپنی رحم دلی کے تحت تمہاری جاں بخشی کرنے کے لئے تیار ہے بشرطیکہ تم ایک خاص دیوی کی قسم کھاؤ تم یہ قسم کھانے کے لئے تیار نہیں ہو چنانچہ میں کیا کرسکتا ہوں؟"

اور کانیک کو اپنے قبیلے کی افراد کو موجودگی کا احساس ہوا۔ چونکہ وہ لوگ خاموشی سے آگے بڑھے تھے اور پھران کی طرف کانیک کی پیٹھ بھی تھی اس لئے اس نے ان لوگوں کو آتے نہ دیکھا تھا۔ لیکن اب اسے یاد آیا کہ ہرقل نے واباندا لوگوں کو بھی مخاطب کیا تھا۔ چنانچہ اب اس نے ان لوگوں سے درخواست کی۔

"اے میرے بھائیو! اے میرے قبیلے کے لوگو! تم پر حکومت کرنے کے لئے مجھے منتخب کیا گیا ہے چنانچہ مدد کرو میری۔" کانیک نے کہا۔ "کیا تم اس سفید فام کو نہ روکو گے جو کسی نیک ارادے سے یہاں نہیں آیا جو اس وقت مجھے ذبح کردینا چاہتا ہے؟ میری مدد کرو اے لوگو! اے مقدس تالاب کے محافظوں میری مدد کرو۔"

"واباندا لوگو!" ہرقل نے کہا۔ "اپنے بھالے رکھ دو اور آگے آؤ اور میرے اور کانیک کے درمیان انصاف کرو۔ رکھ دو اپنے بھالے اگر ایک شخص نے بھی بھالا بلند کیا تو میکومیزن اس سے سمجھ لے گا۔"

یہ دیکھ کر میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ واباندا لوگوں نے ہرقل کے اس حکم کی تعمیل کی۔ ان لوگوں نے اپنے بھالے رکھ دیئے اور آگے بڑھ آئے۔ اب وہ ہم سے چند قدم کے فاصلے پر خاموش اور دم بخود سے کھڑے ہوئے تھے اور سب کے آگے وہ بوڑھا تھا جس نے ہرقل سے سرگوشی کی تھی ہرقل نے اس بوڑھے کی طرف دیکھا اور کہا:

"خوش آمدید میرے دوست اور راہبر کمپانہ۔ خوش آمدید۔ کمپانہ! میں تمہارا مشکور



کیونکہ تم نے ابھی ابھی مجھے ایک بے حد مناسب مشورہ دیا ہے۔ تم اپنے قبیلے کے دانا ہو اور تم نے ہی مجھے اپنے قبیلے اور اس کانیک کے متعلق بہت سی باتیں بتائی اب انصاف کرو۔ پورے واقعہ سے تم واقف ہو چنانچہ بتاؤ کہ تمہارے یہاں کے قانون کی رو سے اس شخص کانیک کی جان کا میں مالک نہیں ہوں؟"

"بے شک اس کی جان اب تمہارے اختیار میں ہے۔" کمپانہ نے جواب دیا۔ "لیکن وہ چاہے تو یہ قسم کھا کر ایک بار پھر جان تم سے خرید سکتا ہے۔"

"اور اگر کانیک یہ قسم کھالے تو پھر یہ میرا غلام نہ ہوگا؟ کیا اس کے مقام کا مالک میں ہوں گا اور کیا وہ اختیارات اور حقوق' جو اسے واباندا میں حاصل ہیں' میرے نہ ہوں گے؟"

"ہاں سفید فام آقا۔ جو کانیک کا ہے وہ تمہارا ہوگا۔"

"لیکن اگر یہ اپنی قسم توڑے تو پھر کیا ہوگا کمپانہ؟"

"تو پھر اے آقا تم انگوئی کے نام پر اسے بددعا دے سکتے ہو اور اس بددعا پر فوری عمل ہوگا۔ کیوں واباندا لوگو! میں نے غلط تو نہیں کہا؟"

"ہاں۔ تم نے غلط نہیں کہا۔" واباندا لوگوں نے ایک زبان ہوکر کہا۔

"سن لیا تم نے کانیک خود تمہارے قبیلے کے لوگوں کی زبانی تو نے سن لیا کہ قانون کیا ہے اب تمہیں اختیار ہے قسم کھاؤ یا اسی وقت مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔"

اور جب وہ تیز خنجر اس کے حلق سے چند انچ دور رہ گیا تو کانیک نے پھٹی ہوئی آواز میں کہا۔

"میں قسم کھاتا ہوں۔"

اور پھر اس نے رک رک کر وہ الفاظ دہرائے جنہیں دہرانے کے لئے وہ ابھی چند لمحے پہلے تیار نہ تھا۔ اور اس طرح اس نے اپنے کل اختیارات اور اپنا مقام' جو اسے واباندا میں حاصل تھا' اور اپنے تمام حقوق، ہرقل کو دے دیئے اور انگوئی کی قسم کھا کر اقرار کیا کہ اگر کبھی وہ اپنی قسم توڑے تو انگوئی کا عتاب نازل ہو اس پر۔ یہ الفاظ کہتے وقت

کانیک پتے کی طرح لرز رہا تھا۔ اور سامعین، یعنی داباندا لوگ بھی لرز لرز اٹھے تھے چنانچہ ظاہر ہوا کہ انگوئی کا "سراپ" واقعی کوئی اہمیت رکھتا تھا یا کم سے کم داباندا لوگوں کو اس پر یقین تھا۔ حالانکہ میں افریقہ کے کافروں اور داباندا کے دیوی دیوتاؤں کا معتقد نہ تھا تاہم اس وقت میں دل ہی دل میں یہ اعتراف کئے بغیر نہ رہ سکا کہ اس انگوئی کی داستان پوری کی پوری حقیقت نہ سہی۔ اس میں حقیقت کا عنصر یقیناً موجود تھا اور مجھے احساس ہوا کہ اب میں افریقہ، وسطی افریقہ کے ایک اور معمے کو حل کرنے والا تھا اور اس حقیقت سے آگاہ ہونے والا تھا جس سے آج تک کوئی آگاہ نہیں ہوا۔

قسم کے الفاظ کہنے کے بعد کانیک نے ہرقل کے قدم چومے، یہ بھی غالباً رسم تھی اور اٹھنے لگا لیکن ہرقل نے اس کے کندھے پکڑ کر اسے ایک بار پھر گھٹنوں کے بل جھکا دیا اور کمپانہ سے کہا:

"اب بتاؤ کمپانہ کہ تم کون ہو اور کیا ہو؟"

"آقا!" بوڑھے نے جواب دیا۔ "حالانکہ اب تک میں نے یہ بات تم سے چھپائی تھی لیکن اب کہتا ہوں کہ میں مقدس سائے کا مہنت اعلیٰ ہوں اور اس کے مشیروں کا سردار ہوں۔ انگوئی جب روپوش ہو جاتی ہے تو اس کے روپوش ہونے کے وقت سے لے کر نئی انگوئی کے ظہور تک اس ملک پر میری ہی حکومت ہوتی ہے۔"

"تو پھر تم وہ ہو جو سائے کو اپنی بیوی بناتا ہے؟" ہرقل نے پوچھا۔

"نہیں آقا' وہ' جو سائے کو اپنی بیوی بناتا ہے' سائے کی ڈھال کہلاتا ہے اور سائے کے ساتھ وہ بھی روپوش ہو جاتا ہے۔ میں تو صرف مشیر اور وزیر ہوں اور میرا کام سائے کے احکامات کی تعمیل کرنا اور انہیں اس کی رعایا تک پہنچانا ہے۔ مثلاً اسی کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے میں تمہیں اے آقا! اس سرزمین میں لے آیا تھا لیکن تم نے فرمانبرداری کا ثبوت نہ دیا' قانون کی پرواہ نہ کی نتیجہ یہ ہوا کہ تمہیں یہاں سے نکال دیا گیا۔ بڑی عظیم ہوگی وہ قوت جو تمہاری محافظ ہے کیونکہ اگر وہ قوت تمہاری محافظ نہ ہوتی تو اس وقت تم زندہ نہ ہوتے۔"



"مجھے اعتراف ہے کہ مجھ سے ایک فاش غلطی سرزد ہوگئی تھی لیکن اس غلطی کا خمیازہ میں بھگت چکا ہوں چنانچہ اب بتاؤ کہ مجھے معاف کر دیا گیا یا نہیں؟"

"ہاں آقا میرے خیال میں تمہیں معاف کر دیا گیا ہے جس طرح کہ اس کانیک کو معاف کر دیا گیا ہے جس نے اپنی جوانی میں تم سے بھی بڑا گناہ کیا تھا۔" کمپانہ نے جواب دیا اور پھر بڑے معنی خیز انداز میں اضافہ کیا۔ "یا کم سے کم اسے وہ سزا نہیں دی گئی جس کا یہ مستحق تھا۔"

"کانیک کون ہے؟" ہرقل نے پوچھا۔

"کانیک وہ منتخب شدہ ڈھال ہے جو نئی انگوئی کو اپنی بیوی بنانے والا تھا۔ یہ اس کے لئے مقدر ہو چکا تھا۔ لیکن اس نے اس انگوئی کا گناہ کیا جو اس کی زوجہ بننے والی تھی۔ نتیجہ کانیک کو اس سرزمین سے نکال دیا گیا۔ اور وہ یہاں سے دور ایک بستی میں مقیم رہا یہاں تک کہ وہ سفید فام اس کے پاس پہنچ گیا جو "پاسبان شب" کے نام سے مشہور ہے۔ مقررہ وقت پر کانیک کو حکم دیا گیا کہ وہ پاسبان شب کو اپنے ساتھ لے کر یہاں آجائے کہ وہ ہو جائے جو اس کے لئے' کانیک کے لئے' مقدر ہو چکا ہے۔ اس کے بعد .... کے واقعات سے تم واقف ہو آقا۔"

"کانیک نے مجھے قتل کرنے کی کوشش کی اور ایک قسم کھاکے نہ صرف اپنی جان بخشی کروالی بلکہ اس نے اپنا مقام' اپنے اختیارات اور اپنے حقوق بھی میرے حوالے کر دیئے۔ چنانچہ قانون کی رو سے کیا اب میں سائے کی ڈھال اور اس کا شوہر نہیں بن سکتا؟"

"معلوم تو ایسا ہی ہوتا ہے؟ کمپانہ نے قدرے کشش و پنج کے بعد جواب دیا۔" لیکن یہ معاملہ سائے کے مشیروں کے سامنے پیش کیا جائے گا۔ بے شک میں ان مشیروں میں سے سربراہ ہوں لیکن تنہا مجھے یہ فیصلہ کرنے کا اختیار نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے۔" اس نے چند لمحے کے توقف کے بعد کہا۔ "اراکین مجلس، کوئی کڑی شرط پیش کریں اور اس شرط کو پورا کرنے کے بعد ہی تم انگوئی کو حاصل کر سکو۔"

اور اب میں نے کمپانہ اور داباندا لوگوں کو مخاطب کیا۔ کیونکہ اب میرے لئے خاموش

رہنا ناممکن تھا۔

"کمپانہ اور اے واباندا لوگو۔ میں ایک سفید فام شکاری ہوں اور مجھے تقریباً اپنی مرضی
کے خلاف اور کم و بیش دھوکے سے یہاں' اس سرزمین میں جو اسرار سے پر ہے' لایا گیا
ہے۔ میں نے اس سفید فام کی جان اس وقت بچائی ہے جب اباندا اس کے سر پر پہنچ چکے
تھے۔ اور میں اسے یہاں تک اپنی جان پر کھیل کر لایا ہوں۔ ان لوگوں سے جنگ کر کے
اسے یہاں تک لایا ہوں۔ جو شاید تمہارے دشمن ہیں اور اسی کوشش میں میرے دو بہادر
شکاریوں کی جان گئی۔ اگر اس شخص کانیک نے وفاداری کا ثبوت دیا ہوتا اور ہمیں چھوڑ
کے فرار نہ ہوگیا ہوتا تو اس وقت وہ دونوں زندہ ہوتے۔ ان دونوں سے مجھے محبت تھی
چنانچہ ان کی موت پر میرا دل رو رہا ہے۔ کانیک اس خیال سے فرار ہوگیا تھا کہ اس کی
دیکھا دیکھی میں بھی اپنی جان بچانے کے لئے اس سفید فام کو' جو لنگڑا رہا تھا' چھوڑ کے فرار
ہوجاؤں گا لیکن میں نے ایسا نہ کیا اور تم دیکھ رہے ہو کہ میں اسی سفید فام کو صحیح سلامت
یہاں تک لے آیا اور بعد کے واقعات سے تم واقف ہی ہو چنانچہ اس وقت ہم تھکے ہوئے
اور غمزدہ ہیں۔ کیونکہ ہمارے دو بہادر ہم پر سے قربان ہوگئے اور بھوکے بھی ہیں۔ چنانچہ
ہمیں آرام' کھانے اور نیند کی سخت ضرورت ہے۔ اس سفید فام آقا نے' جسے تم آوارہ
گرد کہتے ہو' تمہارے ساتھ چند شرائط طے کرلی ہیں اور سچ تو یہ ہے کہ ان عجیب شرائط
نے مجھے وحشت زدہ کردیا ہے لیکن ابھی مجھ سے شرائط طے کرنا باقی ہیں۔ میری شرائط
سیدھی اور آسان ہیں۔ میں پوچھتا ہوں کہ اگر میں اور میرا یہ زرد رو ملازم تمہاری
سرزمین میں آگئے تو کیا ہم محفوظ ہوگئے؟ تم انگوئی کی قسم کھا کر کہتے ہو کہ تمہاری طرف
سے ہمیں کوئی جانی اور مالی نقصان نہ پہنچایا جائے گا اور یہ کہ مستقبل میں میں جب ہم
تمہارے ملک سے رخصت ہوجانا چاہوں گا تو مجھے ضرورت کی ہر چیز' جو میں طلب کروں گا
دے دی جائے گی اور مجھے بہ حفاظت تمہارے خطے کی سرحد تک پہنچا دیا جائے گا؟ اگر تم
قسم کھانے کے لئے تیار نہیں ہو تو میں یہیں سے لوٹ جاؤں گا۔"

کمپانہ نے اپنے ساتھیوں سے مشورہ کرنے کے بعد جواب دیا:



"میکومیزن! اور پاسبان شب! ہم انگوئی کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ ایسا ہی ہوگا جیسا تم
نے کہا ہے۔ کم سے کم ہم قسم کھا کر کہتے ہیں کہ جب تم اپنا وہ فرض انجام دے لو گے'
جس کے لئے تمہیں یہاں بلایا گیا ہے تو ہم تمہیں بہ حفاظت سرحد تک پہنچا دیں گے۔"

کمپانہ کا یہ وعدہ نامکمل اور مبہم سا تھا۔ لیکن میں سوائے اس کے اور کیا کرسکتا تھا کہ
اس کے اسی وعدے پر اعتبار کرلوں۔ اول تو اس لئے کہ کمپانہ کو میں کسی واضح وعدے کے
لئے مجبور نہ کرسکتا تھا اور دوم اس لئے کہ اگر میں لوٹ جاتا تو خونخوار اباندا سے مقابلہ کرنا
پڑتا جو غالباً شگاف کے دوسری طرف اس وقت بھی موجود تھے اور فی الحال میں ان سے
مقابلہ کرنے کے قابل نہ رہا تھا۔

"بہت اچھا۔" میں نے کہا۔ "مجھے تم پر اور تمہارے وعدے پر اعتبار ہے اب ہمیں
وہاں لے جاؤ جہاں ہم کچھ کھا سکیں اور آرام کرسکیں۔"

# قربان گاہ کے سامنے

ہم لوگ بخیروخوبی' کیونکہ پھر کوئی اباندا نظر نہ آیا' اس درے یا شگاف کے دوسری طرف پہنچ گئے۔ اس وقت شام ہو رہی تھی اور سورج کی سرخ شعاعوں نے نیچے وادی میں سونا سا بکھیر دیا تھا عجیب وادی تھی یہ حالانکہ افریقہ کے جنگلوں میں اکثر مقامات پر ایکی وادیاں ہیں لیکن یہ وادی اپنی وسعت کی وجہ سے اپنی مثال آپ تھی کسی طرح یقین ہی نہیں آتا تھا کہ میلوں تک پھیلی ہوئی یہ وادی دراصل ایک عظیم الشان آتش فشاں دہانہ تھا لیکن یہ حقیقت تھی۔ کیونکہ اس کے چاروں طرف لاوے کی چٹانیں کھڑی تھیں۔ کبھی یہ دہانہ کھولتے ہوئے لاوے سے بھرا ہوا تھا لیکن اب اس میں ہر طرف ہریالی تھی۔

دہانے کے عین بیچ میں گھنا جنگل تھا اور اس بلندی پر سے جہاں ہم کھڑے ہوئے تھے' جنگل کے عین درمیان پانی کی زبردست چادر دیکھ سکتے تھے یہی وہ تالاب تھا جس کا نام سون تھا۔ شام ہو چکی تھی اور درختوں کے لمبے لمبے سائے تالاب کی سطح کو سیاہ کر رہے تھے۔ چنانچہ ایسے وقت میں وہ تالاب اندھیرا اور خوفناک معلوم ہوتا تھا چنانچہ کوئی تعجب نہیں اگر وہ اسرار کا گھر ہو۔

لیکن اس وقت میں اس قدر تھکا ہوا تھا کہ نہ تو اس دلچسپ قدرتی منظر سے لطف اندوز ہو سکتا تھا اور نہ ہی کچھ سوچ سکتا تھا۔ چنانچہ جب ہمیں ایک جھونپڑے میں لے جایا گیا تو میں نے ایک گونہ اطمینان اور مسرت محسوس کی یہ جھونپڑا یا تو گیسٹ ہاؤس تھا یا پھر پہرے دار کی بارگ۔ بہرحال وہ تاڑ کے درختوں کے ایک جھنڈ میں بنایا گیا تھا۔ اس کی چھت گھاس پھوس کی تھی جو درختوں کے مضبوط تنوں پر ٹکی ہوئی تھی اور کی دیواریں بھی درختوں کی ٹہنیوں اور کسی قسم کی جھاڑیوں سے بنائی گئی تھیں۔ بہرحال یہ جھونپڑی خاصی صاف ستھری اور آرام دہ تھی۔ اس کے علاوہ باہر ایک باورچی خانہ بھی تھا۔ کیونکہ فوراً ہی ہمارے لئے گرم گرم کھانا لایا گیا۔ ہم اس قدر بھوکے تھے کہ یہ تک نہ پوچھا کہ کھانا کیا تھا۔ اور کیا چیز پکائی گئی تھی۔ ہم تو اس کھانے پر صحیح معنوں پر ٹوٹ پڑے۔



البتہ میں نے کمپانہ سے صرف ایک سوال پوچھا تھا یعنی یہ کہ باہر کسی کو پہرہ دینے کے ے تعین کرنے کی ضرورت ہے یا نہیں۔ لیکن جب کمپانہ نے مجھے یقین دلا دیا کہ اس کی ضرورت نہ تھی کیونکہ وہ محفوظ تھے تو میں لیٹ گیا۔ آنکھیں بند کرنے سے پہلے' مجھے ہے' میں سوچ رہا تھا کہ کسی وجہ سے داباندا لوگ میرا بہت زیادہ احترام کرتے ہیں۔ نہ ف احترام کرتے ہیں بلکہ انہیں میری ضرورت ہے چنانچہ فی الحال تو میں محفوظ ہوں۔ نچہ اس تسلی بخش خیال کے بعد میں نے آنکھیں بند کر لیں اور اس کتے کی طرح بے خبر گیا جو دن بھی شکار کا تعاقب کرتا رہا ہو اور میں سمجھتا ہوں کہ ہرقل بھی میری طرح یاومافیہا سے بے خبر ہو گیا تھا۔

جب میں بیدار ہوا تو سورج کافی بلند ہو چکا تھا اور ہرقل غائب تھا۔

"ہیس! ہرقل کہاں گیا۔؟ کہیں یہ لوگ فریب نہ کر رہے ہوں اس کے ساتھ۔"

"فکر کی کوئی بات نہیں باس" ہیس نے جواب دیا۔ "بات یہ ہے باس کہ بھینسے باس نے کانیک کو شکست دی ہے اور اس کی جان بخشی کر کے اس کا ورثہ خود حاصل کر لیا ہے نچہ بھینسا باس ان داباندا لوگوں کے بڑے اور عظیم سردار بن گئے ہیں۔ لیکن چونکہ بھینسا ا لنگڑے ہو رہے ہیں۔ اس لئے داباندا لوگ ایک ڈولی لے آئے ان کے لئے اور پھر نے باس کو اس ڈولی میں بٹھا کر لے گئے۔ بھینسے باس نے مجھ سے کہا تھا کہ میں تم سے کہہ دوں باس کہ انہوں نے تمہیں اس لئے بیدار نہ کیا تم تھکے ہوئے تھے اور یہ کہ اب ہماری اور ان کی ملاقات داباندا لوگوں کے دارالسلطنت میں ہو گی جس کا نام شہر داباندا ہے اور یہ کہ آپ ذرا بھی فکر نہ کریں اور ذرا بھی خائف نہ ہوں۔"

"مطلب یہ کہ ہرقل بھی ہمیں چھوڑ کر چلا گیا۔" میں نے کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں ہے باس میں سمجھتا ہوں بھینسے باس اس لئے چلے گئے کہ یہی ب تھا۔ چنانچہ بعد میں یقیناً ہماری ان کی ملاقات ہو گی بات یہ ہے باس کہ بھینسا باس داباندا لوگوں کے سردار اور مہنت بن گئے ہیں اور یہ تو تم جانتے ہی ہو کہ ایسے لوگ سردار وغیرہ آپ اپنی مرضی کے مالک نہیں ہوتے اور نہیں رہتے۔ بظاہر یہ لوگ

انسانوں اور روحوں پر حکومت کرتے ہیں۔ لیکن درحقیقت انسان اور روحیں ان کی حاکم ہوتی ہیں رہی دوسری باتیں تو کمپانہ یہیں ہے اور اپنی راہبری میں ہمیں اس بھوتوں اور روحوں کی سرزمین میں لے جائے گا اور ناشتہ آرہا ہے چنانچہ باس کھاؤ پیو اور جب تک زندہ رہو خوش رہو یا کم سے کم اس کی کوشش ہی کرو۔"

چنانچہ میں نے ہیس کے اس بے حد عمدہ مشورے پر عمل کیا اور سب سے پہلے اس چشمے میں نہایا جو جھونپڑی کے قریب ہی بہہ رہا تھا اور پھر بھیڑ کے بھنے ہوئے گوشت کا ناشتہ کیا خوب ڈٹ کر۔ یہ ناشتہ اس لئے بھی یادگار رہے گا جب میں ناشتے سے فارغ ہوا تو ہیس نے اپنے لباس میں سے ایک چرمی تھیلی برآمد کی جس میں بڑی عمدہ تمباکو ٹھسا ٹھس بھری ہوئی تھی۔ پوچھنے پر معلوم ہوا کہ داباندا لوگ تمباکو کی کاشت کرتے تھے صرف یہی نہیں بلکہ یہ ایک خاص قسم کے پتوں سے سگریٹ یا یوں کہئے کہ بیڑیاں بھی بناتے اور تمباکو پیتے تھے اور باقی لوگوں کی طرح اسے نسوار کی طرح سونگھتے بھی تھے۔

میں نے داباندا تمباکو کو اپنے پائپ میں بھری اور نمونے کے طور پر دو چار کش لگائے تو معلوم ہوا کہ تمباکو کا دھواں اڑا ہی رہا تھا کہ کمپانہ آگیا۔ اور میرے سامنے جھکنے کے بعد بولا:

"آقا میکومیزن تیار ہوں تو کوچ کیا جائے۔"

"میں تیار ہوں کمپانہ۔" میں نے جواب دیا۔"

اور ہم تھوڑی دیر بعد دس داباندا محافظوں کی معیت میں ڈھلان اتر رہے تھے۔ یہ دس داباندا ہم سے چند قدم آگے تھے اور ہمارا رخ اس جنگل کی طرف تھا جس کی آغوش میں میں تالاب مقدس اوپر سے دیکھ چکا تھا۔

یہ وسیع وعریض دہانہ بے حد عمدہ اور خوبصورت مقام تھا بلکہ یوں کہئے کہ یہ شکاری کی جنت تھی اس میں مہاگنی اور دیودار کی قسم کے بلند وبالا درخت اگ رہے تھے اور جگہ جگہ گھاس کے میدان تھے جیسے پارک ہوں اور شکار افراط سے تھا ہر قسم کا شکار ہرن سے لے کر انٹیلوپ تک۔



لیکن معلوم ہوتا تھا کہ بڑے جانور، یعنی ہاتھی اور گینڈے یہاں نہ تھے اور حیرت ہے ببر بھی نہ تھے۔ رہے پرندے تو ان کی کوئی کمی نہ تھی۔ بیحد خوبصورت اور خوش گلو ...وں کی کمی نہ تھی۔ قصہ مختصر افریقہ کے قلب میں یہ دہانہ دراصل ایک ارضی جنت ...یابان ویران اور صحرا قسم کے میدانوں سے گزرنے کے بعد یہ مقام خود مجھے خبث کی ...ح معلوم ہو رہا تھا۔ بے شمار چشمے ڈھلانوں پر سے اتر آئے تھے اور پورے خطے کو ...ب کرتے ہوئے تالاب مقدس میں جاگرے تھے۔

جب ہم ڈھلان اتر رہے تھے تو میں کمپانہ سے سوالات پوچھ رہا تھا۔ کمپانہ بظاہر بڑا ہی ...ں اور صاف گو ثابت ہوا اور میں اس سے بہت سی باتیں معلوم کرنے میں کامیاب ...با۔ اب یہ میں نہیں جانتا کہ اس نے جو کچھ کہا اس میں صداقت کتنی تھی اور جھوٹ ...تھا۔ چنانچہ معلوم ہوا کہ یہ لوگ ستاروں کی پرستش کرتے تھے اور اباندا بھی جو چٹانی ...ر کی دوسری طرف رہتے تھے، ستارہ پرست تھے اور یہ لوگ علم نجوم سے واقف تھے۔

معلوم ہوا ابتدا میں داباندا کا ایک ہی قبیلہ تھا لیکن بقول کمپانہ ہزاروں برس پہلے ان ...جڑواں بھائی حکومت کرتے تھے جو آپس میں جھگڑ پڑے نتیجہ یہ ہوا کہ خانہ جنگی شروع ...ئی اور ایک بھائی نے دوسرے بھائی کو بڑی بیدردی سے قتل کردیا۔ اس حرکت سے ...دور کی انگوئی ناراض ہوگئی جس سے دونوں بھائی شادی کرنے کے خواہشمند تھے اور سچ ...ہے وہ خانہ جنگی اور خون خرابہ اسی وجہ سے ہوا تھا۔ چنانچہ انگوئی نے خونی بھائی کو اور ...کے ساتھیوں کی "سراپ" دیا، اپنی پرستش اور اپنی رحمتوں سے انہیں محروم کردیا اور ...ارضی جنت سے نکال دیا اب یہ میں نہیں جانتا کہ ان لوگوں کو بہ زور بازو اس ...شاداب خطے سے نکالا گیا تھا یا فوق الفطرت قوتوں اور جادو کے زور سے بہرحال یہ ...اس دہانے میں نکل کر چٹانی دیوار کے دوسری طرف جا بسے اور یہی لوگ اباندا تھے۔

کمپانہ نے کہا کہ اس وقت سے لے کر اب تک اباندا لوگ ایک بار پھر انگوئی کو اپنی ...کی کوشش کر رہے ہیں تاکہ اس کی رحمتیں ان پر بھی نازل ہوں اور مرنے کے بعد ...روحیں بھٹکتی نہ پھریں کیونکہ ان لوگوں کا اعتقاد تھا کہ انگوئی جس پر مہربان ہوتی ہے

اسی کی روح کو مرنے کے بعد کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوتی اور اس زندگی میں اسی قبیلے پر بارشوں کی صورت میں انگوئی کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ بہرحال اباندا لوگ اب تک انگوئی کی سراپ کا اثر نسلاً "بعدنسلاً" اباندا لوگوں پر چلا آرہا تھا۔ میں نے پوچھا کہ اباندا لوگ کب اور کس وقت اس سراپ سے آزاد ہوں گے اور اس دور کی انگوئی نے یہی پیشن گوئی بھی کی تھی کہ ایک سردار' جو انگوئی کا شوہر ہوگا اباندا لوگوں کے پاس آئے گا' انہیں اپنے ساتھ تالاب کی سرزمین میں لائے گا' انگوئی سے ان کی سفارش کرے گا اور پھر انگوئی انہیں معاف کردے گی۔ چنانچہ کمپانہ نے کہا وہ وقت اب تک نہیں آیا ہے اور جب تک وہ وقت نہیں آجاتا' جب تک انگوئی کو وہ شوہر' جس کے آنے کے اباندا منتظر ہیں' اباندا لوگوں کو اپنے ساتھ اور اپنی پناہ میں لے کر تالاب کی سرزمین میں نہیں آتا تب تک اباندا اس ارضی جنت میں قدم بھی رکھنے کی جرات نہیں کرسکتے اور نہ کریں گے۔

"تم نے کہا ہے کہ اباندا لوگ نہ صرف بہادر ہیں بلکہ تعداد میں بھی تم لوگوں سے زیادہ ہیں۔ پھر وہ تمہاری سرزمین میں گھس کیوں نہیں پڑتے؟ ظاہر ہے کہ تم ان کا مقابلہ نہ کرسکو گے۔" میں نے پوچھا۔

"بے شک ہم ان کا مقابلہ نہیں کرسکتے میکومیزن لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ اباندا لوگ کبھی ہم پر حملہ نہ کریں گے کیونکہ جانتے ہیں کہ اگر انہوں نے ایسا کیا تو پھر وہ انگوئی کے عذاب سے بچ نہ سکیں گے اور بری طرح سے تباہ ہوجائیں گے اور ان کا نام و نشان بھی باقی نہ رہے گا۔ یہ ان کا اعتقاد ہے اور ہمارا بھی' چنانچہ یہی وجہ ہے کہ گزشتہ کل تم درے میں داخل ہوتے ہی محفوظ ہوگئے کیونکہ اباندا تمہارا تعاقب کرنے کی جرات نہ کرسکے۔ ہاں میکومیزن وہ ہمارے خطے کی سرحد کے قریب بھی نہیں آسکتے' اگر ایسا نہ ہوتا تو اباندا تمہارے پیچھے ہی پیچھے درے میں گھس آئے ہوتے اور تمہیں قتل کرچکے ہوتے یہی وجہ ہے کہ ہم اس درے اور دوسرے راستوں کی حفاظت نہیں کرتے'

یہ سن کر میں نے سوچا کہ ہماری حفاظت اور سلامتی کی یہ ضمانت قطعی اطمینان بخش نہ تھی۔ بنیاد کیا تھی اس کی ضمانت کیا؟ صرف یہ کہ وحشیوں کا ایک پورا قبیلہ' جو کالی بلا



تھا جسے جلاوطن کردیا گیا تھا' اب تک اس ارضی جنت میں محض اپنے ایک وہم کی بنا پر داخل ہونے کی جرائت نہ کرسکا تھا لیکن بہت ممکن تھا کہ ان کا یہ وہم اور خوف اچانک دور ہوجائے اور وہ لوگ اس سرسبزوشاداب خطے کی طلب میں بے تاب ہوکر بلندیوں پر سے اتر آئیں اور اگر ایسا ہوا تو نتیجہ معلوم؟

اس کے باوجود کمپانہ نے جو کچھ کہا تھا اس میں حقیقت کا عنصر موجود تھا اور یہ ایک کھلی ہوئی حقیقت تھی کہ درے میں داخل ہوتے ہی ہم محفوظ تھے حالانکہ درے کے دہانے پر کسی قسم کا کوئی پہرہ نہ تھا۔ یہ ہوسکتا تھا اور یقیناً یہی بات تھی اباندا ہماری بندوقوں سے ڈر گئے تھے۔ لیکن پھر یہ بھی حقیقت تھی کہ ہم صرف تین تھے اور وہ پچاسوں چنانچہ ہم انہیں اپنی بندوقوں سے بھی زیادہ دیر تک نہ روک سکتے تھے چنانچہ میں نے دل ہی دل میں اعتراف کیا' اباندا لوگوں کو واقعی کوئی زبردست قوت درے کی دوسری طرف روکے ہوئے تھی اور یہ ہاتھ تھا اس سراپ کا خوف جو نسلاً "بعدنسلاً" ان کے سروں پر سایہ فگن چلا آرہا تھا۔ وہم واقعی ایک زبردست قوت ہے اور لوگوں کی زندگی برباد کردیتا ہے تو دوسرے کی سنوار دیتا ہے۔ لیکن چونکہ یہ وہم کے فلسفے پر غور کرنے کا موقع نہ تھا اس لئے میں نے کمپانہ سے پوچھا:

"یہ تو بتاؤ کمپانہ کہ اس معاملے میں میں اور میرا وہ ساتھی جسے تم آوارہ گرد کہتے ہو کون سا اہم کردار ادا کرنے والے ہیں؟"

میرا خیال تھا کہ کمپانہ میرے اس سوال کا جواب نہ دے گا یا فوراً موضوع بدل دے گا اور آپ جانیئے افریقی باشندے بات کا رخ بدل دینے میں بڑے ماہر ہوتے ہیں لیکن میری حیرت کی انتہا نہ رہی جب اس نے بڑی صاف گوئی کا ثبوت دیتے ہوئے کہا کہ اس معاملے میں اس کی معلومات بہت کم ہیں۔

"پھر بھی؟" میں نے ذرا زور دے کر پوچھا۔

"آقا میکومیزن وہ بولا ستارے ہماری راہبری کرتے ہیں۔ ہم ستاروں کی چال دیکھتے ہیں' جس طرح ہمارے اجداد دیکھا کرتے تھے۔ ہم ستاروں سے مشورے کرتے' ان کے

پیغامات سنتے اور ان کے احکامات کی تعمیل کرتے ہیں۔ بہت برسوں پہلے ستاروں نے ہمیں بتایا تھا......"

"کیسے بتایا تھا؟" میں نے پوچھا

"آقا! وہ جو تالاب میں رہتی ہے اور جو انگوئی کہلاتی ہے دراصل تاروں کی زبان ہے۔ ستارے اس کی زبان سے پیشن گوئی کرتے ہیں اور اس کی زبان سے ہمیں مشورے اور حکم دیتے ہیں۔ خیر تو اس وقت دوسری انگوئی تھی جو آسمانوں پر جا چکی ہے۔ اب جو انگوئی ہے وہ نئی ہے۔"

کیا بتایا تھا ستاروں نے؟ میں نے بڑی دلچسپی سے پوچھا۔

"آقا میکومیزن! ستاروں نے اس انگوئی کے ذریعہ' جواب آسمانوں پر ہے پیشنگوئی کی تھی کہ اس سال زبردست جنگ ہوگی۔ ہم نہیں جانتے کہ کیسی جنگ اور کون سی جنگ۔ بہرحال ہوگی ضرور۔"

"یعنی اسی برس؟"

"جی ہاں پیشن گوئی میں یہی کہا گیا ہے۔ خیر تو حال ہی میں اس نگوئی کے ذریعہ جسے غائب ہوئے زیادہ عرصہ نہیں ہوا ہمیں حکم دیا گیا کہ ہم کانیک کو اس مقام سے بلوالیں۔ جہاں وہ ایک گناہ کرنے کے بعد چلا گیا تھا ہم سے کہا گیا کہ وہ اپنے ساتھ ایک سفید فام کو لیتا آئے۔ اس سفید فام کا جو نام ہمیں بتایا گیا وہی تمہارا نام ہے یعنی میکومیزن اور پاسبان شب انگوئی کا یہ حکم ہم نے کانیک تک پہنچا دیا اور کانیک نے اس حکم کی تعمیل کی۔"

"اور اگر وہ اس حکم کی تعمیل نہ کرتا؟" میں نے پوچھا۔

"تو آقا میکومیزن! کانیک زندہ نہ رہتا کیونکہ پیغامبر سے کہا گیا تھا کہ اگر وہ اس حکم کی تعمیل نہ کرے تو پھر وہ کانیک پر موت نازل کردے لیکن اگر وہ حکم کی تعمیل کرے تو پھر اسے یہاں تک بہ حفاظت لے آئے بس تو یہی وجہ ہے تمہیں یہاں بلانے اور تمہیں یہاں لانے کی۔ اس کے علاوہ ہم کچھ نہیں جانتے لیکن اب معلوم ہوا کہ اگر تم نہ آتے تو دوسرا سفید فام آقا ضرور مارا جاتا۔"



کمپانہ نے میرے متعلق جو کچھ کہا وہ اس کہانی سے قطعی مختلف نہ تھا جو کانیک مجھے بتا چکا تھا اس نے بھی یہی کہا تھا کہ میرا ساتھ چلنا ضروری ہے۔ کیونکہ اسے اسی کا حکم دیا گیا تھا۔ یہ حکم کیسے دیا گیا تھا؟ یہ ایک معمہ تھا جسے میں حل نہ کرسکا ممکن ہے داباندا لوگوں کا پیغامبر' جو انگوئی کو یہ حکم دے کر کانیک کے پاس آیا تھا' کوئی اور نہیں بلکہ وہی بدقسمت عورت ہو جس کا نام سفید چوہیا تھا۔ لیکن اس کے متعلق بھی یقین سے کچھ نہیں کہا جاسکتا تھا چنانچہ یہ واقعی ایک حیرت انگیز حقیقت تھی کہ کمپانہ کی کہانی کانیک' کی کہانی سے قطعی مختلف نہ تھی۔ بہرحال میں نے اس موضوع پر مزید گفتگو کرنا مناسب نہ سمجھا اور ایک دوسرا ہی موضوع' جو بے حد دلچسپ تھا' چھیڑ دیا میں نے کہا:

"کمپانہ! اس سفید فام آقا نے' جسے تم آوارہ گرد کہتے ہو مجھے بتایا تھا کہ تم اباندا لوگوں کی سرزمین کے اس پار اس سے ملے تھے اور پھر اسے اپنی سرزمین میں لے آئے تھے۔ یہ سچ ہے کمپانہ؟"

"ہاں آوارہ گرد آقا نے یہ جھوٹ نہیں کہا۔" کمپانہ نے جواب دیا۔

"تم اس سفید فام آقا سے وہاں کیوں ملے اور اسے کیوں اپنی سرزمین میں لے آئے؟" میں براہ راست پوچھا۔

دفعتاً" کمپانہ کا چہرہ متغیر ہوگیا یوں معلوم ہوا جیسے رازداری کی نقاب اس کے چہرے پر آپڑی ہو۔

"آقا چند باتیں ایسی بھی ہیں جن کے متعلق ایک لفظ بھی کہنے کی مجھے اجازت نہیں ہے۔" وہ بولا۔ "یہ باتیں میں کسی کو حتیٰ کہ تمہیں بھی نہیں بتاسکتا حالانکہ تم یہاں ہماری مدد کرنے اور ہمارے دوست بننے آئے ہو۔ یہ بتادوں میکومیزن کہ ہم لوگ افریقہ کے دوسرے لوگوں سے مختلف ہیں۔ ہمارا قبیلہ بہت چھوٹا ہے۔ لیکن ہم پھر بھی زندہ ہیں۔ کوئی ہمیں مٹا نہیں سکا ہم اپنی قوتوں کے بل بوتے پر نہیں بلکہ اپنے علم کی وجہ سے زندہ ہیں اور یہ علم ہمیں آسمانوں کی طرف سے ملا ہے۔ ہم ستاروں کی یا یوں کہو کہ اس قوت کی پرستش کرتے ہیں جس کا مسکن ستاروں کے اس پار ہے۔ یہ قوت ہمارے پاس اس ہستی

کے ذریعہ پہنچتی ہے جو تالاب میں رہتی ہے اور جس کا نام سایہ ہے۔ یہ قوت سائے کی زبان میں ہم سے گفتگو کرتی ہے اور ہمیں علم سکھاتی ہے۔ ہمیں ہونے والے واقعات سے آگاہ کرتی ہے اور ہم ان باتوں سے واقف ہوجاتے ہیں جن سے دنیا کا کوئی دانا' حتیٰ کہ تم بھی میکومیزن واقف نہیں ہوسکتے اسی قوت کے عطیہ کی وجہ سے ہمیں تصویریں بھی نظر آجاتی ہیں اور ہم ماضی کے اندھیرے میں دیکھ اور مستقبل کی درخشانی میں جھانک سکتے ہیں۔"

"اس کے علاوہ ہم لوگوں کو یا ہم میں سے چند لوگوں کو قدرت پر چند خاص اختیارات حاصل ہیں۔ لیکن موت پر ہمیں کوئی اختیارات حاصل نہیں ہیں۔ چنانچہ دنیا کے ذی روح کی طرح ہمیں بھی اپنے مقررہ وقت پر اس دنیا سے رخصت ہونا پڑتا ہے۔ اس کے باوجود ہم جانتے ہیں کہ موت ہمیں اس دنیا سے بالکل ہی رخصت نہیں کردیتی بلکہ موت دراصل وہ دروازہ ہے جس کے ذریعہ ہماری روح کسی دوسرے روپ' میں بھلے یا برے روپ میں چلی جاتی ہے اور ہم پھر کسی دوسرے جسم میں جنم لیتے ہیں۔ انسانوں کے جسم میں یا جانوروں کے جسم میں۔ اسی طرح ہمیں جنگل کے جانوروں پر اختیارات حاصل ہیں (اور یہاں مجھے وہ واقعہ یاد آگیا جب ہاتھی ہمارا تعاقب کررہے تھے' لیکن کانیک کو دیکھ کر لوٹ گئے تھے) اور جانور ہمارے حکم کی اس طرح تعمیل کرتے ہیں جس طرح پالتو کتا اپنے مالک کے حکم کی تعمیل کرتا ہے۔ تم مسکرا رہے ہو میکومیزن؟ اچھی بات ہے۔ ان چوپایوں کی طرف دیکھو اور اس نے ا-نٹلوپ کے ایک ریوڑ کی طرف اشارہ کیا میں اینٹلوپ کی اس قسم سے واقف تھا اور جانتا تھا کہ یہ اینٹلوپ بڑے ہی وحشی ہوتے ہیں اور انسانی سائے تک سے بھڑکتے ہیں۔ تمہیں یقین دلانے کے لئے میں ان چوپایوں کو بلا رہا ہوں۔

اور یہ کہتے ہی کمپانہ چند قدم آگے بڑھ گیا ور اپنے منہ پر ہاتھوں کا بھونپو رکھ کر اس نے عجیب آواز سے اینٹلوپوں کو بلایا۔ اینٹلوپ یوں کھڑے ہوگئے جیسے کمپانہ کی آواز سن اور اس کے الفاظ سمجھ رہے ہوں۔ پھر وہ پلٹے اور بڑے اطمینان اور بے خوفی چلتے ہوئے کمپانہ کے سامنے اور اس سے چند قدم دور کھڑے ہوئے۔ دفعتاً" ہوا کا ایک جھونکا میری



ان کے نتھوں میں جا گھسا۔' اینٹلوپ چونکے' پھنکارے اور اپنے سینگ جھکا کر مجھ کر حملہ کرنے کی تیاری کرنے لگے۔ میں نے ہیس نے اپنی اپنی بندوق اٹھالی لیکن اس پہلے کہ ہم گولی چلاتے کمپانہ نے کچھ کہا اور اپنے ہاتھ ہلائے فوراً اینٹلوپ پلٹے اور فرمانبرداری سے اپنی چراگاہ کی طرف چلے گئے۔

"ہاں!" ہیس نے کہا۔ "یہ چوپائے اینٹلوپ نہیں ہیں۔"

"اینٹلوپ نہیں ہیں!" میں نے حیرت سے کہا۔ "تو پھر کیا ہیں؟"

"ہاں یہ دراصل بھوت ہیں ان ہاتھیوں کی طرح یا پھر انسانوں کی روحیں ہیں جنہوں نے ا-نٹلوپوں کی شکل اختیار کر رکھی ہے۔"

"شاید ایسا ہی ہو۔" میں نے جواب دیا کیونکہ اس وقت میں آواگون کے فلسفے پر بحث اور غور کرنا نہ چاہتا تھا اس کے علاوہ کمپانہ ایک بار پھر مجھے مخاطب کر رہا تھا۔

اب تمہیں یقین آگیا ہوگا میکومیزن کہ ہمیں جنگلی جانوروں پر اختیارات حاصل ہیں ان جانوروں کو ہم کبھی کوئی نقصان نہیں پہنچاتے اور انہیں کوئی تکلیف نہیں دیتے کیونکہ یہ ہمارے بھائیوں کی طرح ہیں۔ تم اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہو۔ میکومیزن کہ میں نے ان چوپایوں کو آواز دے کر اپنے قریب بلالیا تھا چنانچہ ہم نے اپنے انہی اختیارات سے کام لے کر درندوں کو یہاں سے نکال دیا ہے۔ چنانچہ ہمارے پورے ملک میں تمہیں کسی جگہ ایک سانپ حتیٰ کہ ایک سنپولیا بھی نظر نہیں آئے گا۔ اسی طرح ہم بیماریوں اور موسم پر قابو حاصل کرلیتے ہیں اور جب چاہیں بارشیں بلالیتے ہیں اور طوفان کو اس طرف آنے نہیں دیتے یہی وجہ ہے کہ دوسرے قبائل ہمیں جادوگر کہتے اور یقین کرتے ہیں۔

لیکن تمہاری ان باتوں سے مجھے یہ نہ معلوم ہوا کہ تم اس سفید فام آوارہ گرد کو کیوں اس سرزمین میں لے آئے؟ میں نے اصل موضوع پر آتے ہوئے پوچھا۔

"میں اسے اس لئے لے آیا میکومیزن کہ مجھے اس کا حکم دیا گیا تھا اور اس لئے بھی کہ یہ سفید فام آوارہ گرد ہمارے قبیلے کی تاریخ میں ایک اہم کردار ادا کرنے کے لئے منتخب ہوچکا ہے اسی طرح کہ ماضی میں وہ ایک اہم کردار ادا کرچکا تھا۔

"اگر ایسا ہی ہے تو پھر تم نے اسے اپنی سرزمین سے نکال باہر کیوں کیا تھا؟"

"اس لئے آقا میکومیزن کہ اس نے حکم عدولی کی تھی اور اپنے جذبات کا غلام بن گیا تھا۔ اس حماقت کی سزا اسے ملنی چاہئے تھی کہ آئندہ وہ ایسی غلطی نہ کرے۔ میکومیزن! تم سے میری درخواست ہے کہ اب تم اس سفید فام آوارہ گرد کے متعلق کچھ اور نہ پوچھو کیونکہ میں جواب نہ دے سکوں گا اس کے باوجود بہت ممکن ہے کہ اس سرزمین سے رخصت ہونے سے پہلے تمہیں اپنے ہر سوال کا جواب خودبخود مل جائے۔"

لیکن ابھی میرا شوق تجسس باقی تھا۔ اور میں اس پراسرار دیوی کے متعلق بہت سی باتیں معلوم کرنا چاہتا تھا جس نے تالاب کے ایک جزیرے کو اپنا مسکن بنا رکھا تھا لیکن جب میں نے اس دیوی کا نام لیا۔ تو کمپانہ ایک دم سے میری طرف گھوم گیا اور میں نے دیکھا کہ اس کی آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے اور چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔ اس کی یہ حالت دیکھی تو مجھے خاموش رہنے میں ہی اپنی عافیت نظر آئی۔

"آقا میکومیزن!" کمپانہ نے کہا۔ "تم دیوی انگوئی میں' جو سایہ کہلاتی ہے' یقین نہیں رکھتے۔ حالانکہ خود تم نے اس کا اقرار نہیں کیا لیکن یہ بات تمہارے چہرے پر لکھی ہوئی ہے۔ یہ بھی میں جانتا ہوں کہ سفید فام ان مذاہب کا مذاق اڑایا کرتے ہیں جو خود ان کی سمجھ میں نہیں آتے۔ میں نے تمہارے ہر سوال کا جواب دیا ہے لیکن سائے کے متعلق میں تمہارے کسی سوال کا جواب نہ دوں گا۔ کیونکہ انگوئی کے متعلق تم اپنے طور پر معلومات حاصل کرو گے۔"

اور اس سے پہلے کہ میں کچھ کہتا وہ مجھے چھوڑ کر آگے بڑھ گیا اور دابانداِ محافظوں سے جا ملا۔

"باس!" ہیس نے سرہلا کے کہا۔ "تم نئی مہمات سر کرنے اور نئے نئے قبائل کی تلاش میں ہی رہتے ہو اور میں سمجھتا ہوں۔ کہ اس جگہ تمہیں یہ دونوں چیزیں مل گئی ہیں۔ یہ مہم بھی عجیب ہے اور یہ لوگ بھی عجیب ہیں جن سے ہمارا واسطہ پڑا ہے۔ باس! کانیک کی طرح یہاں کا ہر شخص جادوگر ہے اور ہم ان کے جال میں پھنس گئے ہیں۔ چنانچہ



اب یہ لوگ بڑے اطمینان سے ہمارا خون چوس لیں گے جس طرح جالے میں پھنسی ہوئی مکھی کو مکڑی چوس لیتی ہے۔

اور میں یہاں تک کہوں گا کہ بھینسا باس بھی جادوگر ہی ہے اگر وہ جادوگر نہ تھے یعنی بھینسا باس' تو پھر اباندا نے انہیں مار کیوں نہ ڈالا؟ اس کے علاوہ بھینسا باس ان داباندا لوگوں کے بھائی ہی ہیں اگر نہ ہوتے تو یہ لوگ انہیں دیکھ کر اس قدر خوش نہ ہوتے۔ اور پھر بھینسے باس کو قسم کے وہ الفاظ کہاں سے یاد آگئے جو انہوں نے کہے اور کانیک نے لرز لرز کر دہرائے؟ اور پھر اس معاملے میں وہ سفید چوہیا بھی تو ہے جو میرے خیال میں چڑیل تھی حالانکہ بڑی حسین چڑیل تھی اب اگر وہ چڑیل ہوتی تو مجھے یہ یقین دلا ہی نہ سکتی تھی کہ وہ کانیک کی حاسد بیوی ہے کیونکہ تم جانتے ہی ہو باس کہ میں آسانی سے کسی کے جھانسے میں نہیں آتا باس! یقین کرو ہم ایک جادو کی دنیا میں آگئے ہیں جہاں کے جانور کتوں کی طرح فرمانبردار ہیں اور جہاں کے راستو اور دروں پر بھوت پہرہ دیتے ہیں۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ اب ہم اس جادوئی انگوئی سے زندہ نکل سکیں گے۔ ہاں اگر یہاں کے لوگ اپنے جادو کے زور سے ہمیں ہاتھی یا ا-لنٹلوپ بنا کر یہاں سے ہنکا دیں تو بات دوسری ہے۔

اور اب مجھے یاد آیا کہ ٹام اور جیری بھی اسی طرح خوفزدہ تھے اور وہ بھی ایسی ہی بہکی بہکی باتیں کیا کرتے تھے نتیجہ یہ ہوا کہ مارے گئے۔ چنانچہ میں نے حیرت سے ہیس کی طرف دیکھا کہ وہ دونوں یہ دبا ہیس کے حوالے تو نہیں کر گئے؟ لیکن ہیس کا یہ دورہ زیادہ دیر تک قائم نہ رہا۔ کیونکہ اس نے فوراً ہی مسکرا کر بڑی بشاشت سے کہا:

"باس! وہ سفید چوہیا تو مجھے الو بنا گئی تھی شاید اس لئے کہ حسین تھی۔ لیکن یہ داباندا جادوگر مجھے بے وقوف نہ بنا سکیں گے۔ اول تو اس لئے کہ میں جادوگروں اور بھوتوں سے ڈرتا نہیں اور دوم اس لئے کہ تمہارے والد جو دوسری دنیا میں چلے گئے ہیں' میرے محافظ ہیں چنانچہ خوش ہو جاؤ باس کہ میں تمہارے ساتھ ہوں اور میں ہی تمہیں اس خوبصورت مگر منحوس سرزمین سے بخیر خوبی باہر نکال لے جاؤں گا البتہ اگر تم اس عورت کے' جو سایہ کہلاتی ہے' دیوانے بن گئے تو پھر میں کچھ نہ کر سکوں گا۔ بہرحال اب بھی کچھ نہیں بگڑا

ہے۔ اب بھی وقت ہے اور کیا پتہ وہ وحشی اینٹلوپ پالتو ہوں۔"

"بیشک وہ پالتو ہی تھے۔" میں نے بڑے یقین سے کہا اور میں جادو پر یقین بھی نہیں رکھتا اس کے باوجود میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ باس ہرقل کا کیا بنا؟"

ہم لوگ دن بھر چلتے رہے اور شام کے قریب ہم کھیتوں میں سے گزر رہے تھے' پورا خطہ حیرت انگیز حد تک سرسبزوشاداب تھا۔ کھیتوں میں سے گزر کر ہم جنگل کے سامنے نکل آئے اور یہاں داباندا لوگوں کا گاؤں تھا۔ گاؤں میں کوئی خاص بات نہ تھی سوائے اس کے کہ جھونپڑیاں گارے اور پتھروں سے بنائی گئی تھیں۔ اکثر کی چھتیں مثلث تھیں اور بقیہ کی سپاٹ اور ہر جھونپڑی کے سامنے پائیں باغ تھا۔ اس گاؤں کی بستی زیادہ نہ تھی۔

"باس!" ہیس نے کہا۔ "اگر یہی داباندا لوگوں کا سب سے بڑا کرال ہے تو پھر مجھے کہنا پڑتا ہے کہ ان کا قبیلہ بھی مٹھی برابر ہی ہے۔"

ہیس نے یہ غلط نہ کہا تھا اور خود کمپانہ اس کا اقرار کر چکا تھا کہ داباندا قبیلہ بہت چھوٹا تھا یہی وجہ ہے کہ یہاں آتے وقت مجھے رستے میں کسی جگہ آبادی نظر آئی تھی اور نہ مویشیوں کے ریوڑ۔ یہ پورا کا پورا دہانہ بے حد ذرخیز تھا اس کے باوجود آبادی اس بڑے گاؤں کے آس پاس ہی تھی اور جتنی کچھ آبادی تھی اسی جگہ تھی۔ البتہ راستے میں چند جھونپڑیاں مجھے نظر آئی تھیں جو ایک دوسرے سے کافی فاصلے پر تھیں۔ چنانچہ واقعی داباندا قبیلے کے افراد انگلیوں پر شمار کیے جاسکتے تھے اور ان کی حفاظت' جیسا کہ خود کمپانہ نے کہا تھا' روحانی قوت کررہی تھی۔ کمپانہ کے اس بیان میں کہاں تک صداقت تھی؟ یہ میں نہیں جانتا لیکن یہ حقیقت تھی کہ راستوں اور درے کی حفاظت کا کوئی انتظام نہ تھا اس کے باوجود داباندا بیرونی حملے سے محفوظ تھے۔

ہم اس گاؤں کی سب سے بڑی سڑک پر چل پڑے جو خدا جانے کہاں سے شروع ہوتی تھی۔ افریقہ کی کسی دور دراز بستی میں اگر کوئی سفید فام پہنچ جاتا ہے تو اس بستی میں ایک عام ہلچل مچ جاتی ہے اور کرال والے اس اجنبی کو دیکھنے کے لئے ہر طرف سے امڈ آتے ہیں۔ لیکن یہاں ایسی کوئی بات نہ ہوئی کبھی کبھار کوئی عورت اپنی جھونپڑے کے



میں سے ہماری طرف جھانکنے لگتی' کبھی کسی باغ میں کام کرتا ہوا کوئی بوڑھا گردن نظر ہماری طرف دیکھ لیتا اور پھر اپنے کام کی طرف متوجہ ہوجاتا یا کبھی تین چار قدم تک ہمارے پیچھے چلے آتے' رک جاتے .... اور یا تو لوٹ جاتے یا اسی جگہ جاتے یہ واقعی حیرت انگیز بات تھی کیونکہ ان کرال والوں نے' میرے خیال میں' سفید فام کو نہ دیکھا تھا سوائے ہرقل کے لیکن یہی ایک بات نہیں داباندا کی تو ہر اور نرالی تھی۔ یقیناً یہ لوگ دنیا کی کسی بھی قوم سے مختلف تھے۔ ہر شخص میں عنصر ہوتا ہی ہے لیکن داباندا لوگ اس خصوصیات سے محروم تھے۔

تو یہ ہے کہ داباندا لوگوں کو دیکھ کر مجھے یوں معلوم ہوا جیسے یہ لوگ خواب کی دنیا تے یا کسی خاص اثر میں رہتے تھے۔ وہ جسمانی اور دماغی طور پر تو انسان تھے لیکن صفات ان میں نہ تھیں۔ یہ لوگ کاہل تھے جو نہ کچھ کام کرنا جانتے تھے اور نہ لئے جدوجہد کرتے تھے کیونکہ قدرت خود ان کے کھانے پینے کا انتظام کررہی تھی ود کو اپنے آپ ہر طرف سے محفوظ سمجھ رہے تھے کیونکہ ان کے خیال میں ربانی ان کی محافظ تھیں۔ تو یہ تھا وہ اثر جو داباندا کو دیکھ کر میرے دل پر ہوا اور بعد میں جو اس نے ثابت کردیا کہ داباندا لوگوں کے متعلق میں نے جو اندازہ لگایا تھا وہ بہت صحیح تھا۔ یہاں میں یہ بھی بتادوں کہ مرد عورتیں' خاصے قبول صورت تھے اور تمام کے چہرے کے نقوش یکساں تھے یہ غالباً آپس میں ہی شادی کرنے کا نتیجہ تھا ان کی افریقہ کے دوسرے باشندوں کی طرح' سیاہ نہ تھی بلکہ ہر ایک کا رنگ کھلتا ہوا تھا۔ تے وہ حبشیوں کے سے نہ تھے اور آنکھیں بڑی بڑی' صحیح معنوں میں الو جیسی جن کے دیدے رات کے اندھیرے میں پھیل جاتے تھے۔

طویل اور چوڑا راستہ ایک میدان میں جاکر ختم ہوگیا اس میدان کو بازار کہنا ہوگا۔ ہرچند کہ یہاں دکانیں نہیں تھیں اور نہ ہی تجارتی قافلے ٹھہرتے تھے لیکن افریقہ کے دوسرے کرالوں میں ایسے ہی میدانوں میں قیام کیا کرتے ہیں اس لئے سہولت کی خاطر میں نے بازار کہا ہے اس میدان کے سرے پر اور تھوڑے

تھوڑے فاصلے سے نیم دائرے میں جھونپڑیاں کھڑی ہوئی تھیں جو بستی کی دو
جھونپڑیوں کی بہ نسبت بڑی تھیں چنانچہ ان جھونپڑیوں میں گاؤں کے امرا اپنے بیوی
کے ساتھ' بشرطیکہ ان کے بیوی بچے ہوں' رہتے تھے۔ ان جھونپڑوں نے میدان
پورے نصف کنارے کو گھیر رکھا تھا بقیہ نصف کنارے سے جنگل شروع ہو جاتا تھا
جنگل خوفناک حد تک گھنا تھا اور اس میں عجیب قسم کے بلند وبالا درخت اگ رہے تھے
جنگل مقدس تالاب کے کنارے تک چلا گیا تھا اور یہ تالاب بستی سے کئی میل کے فا
پر تھا اس میدان کے عین بیچ میں تین عجیب عمارتیں تھیں۔ ان میں سے دو تو مینار
پچاس ساٹھ فٹ بلند تھے۔ یہ مینار پتھر کے تھے' ان کی چوٹیاں نوک دار تھیں۔ اور
ایک چکردار زینہ نیچے سے اوپر تک چلا گیا تھا ان دونوں میناروں کے درمیان ایک
پچیس فٹ بلند پلیٹ فارم تھا جیسے کسی نامکمل اہرام کی چوکی ہو۔ اس پلیٹ فارم پر
جل رہی تھی۔

"یہ کیا عمارتیں ہیں باس؟" ہیس نے پوچھا۔

"دیدبان۔" میں نے جواب دیا۔

"دیدبان!" ہیس نے حیرت سے کہا۔ "یہاں دیدبان کی کیا ضرورت ہے باس؟
آدمی اس مینار کی چوٹی پر چڑھ جائے تب بھی اسے کچھ نظر نہ آئے سوائے آسمان کے"

چند ثانیوں کے غور کے بعد ان میناروں کا معمہ حل ہو گیا۔ یہ دراصل رصدگا
تھیں اور ان دونوں کے درمیان جو پلیٹ فارم تھا وہ دراصل عظیم قربان گاہ تھی
مہنت جمع ہو کر قربانی چڑھاتے تھے اور اب میں سوچنے لگا کہ یہ لوگ کس چیز کی
چڑھاتے ہوں گے۔؟

اس سے زیادہ مجھے کچھ اور دیکھنے کا موقع نہ ملا کیونکہ ہم ایک جھونپڑے کے سا
پہنچ چکے تھے۔ کمپانہ نے' جو گاؤں کے کنارے سے پھر ہمارے ساتھ ہو گیا تھا' بتایا کہ
جھونپڑا ہماری قیام گاہ تھی۔ یہ جھونپڑا خاصا کشادہ تھا اور دوسرے تمام جھونپڑوں سے
تھلگ تھا البتہ ایک جھونپڑا ہماری قیام گاہ سے ملحق تھا چنانچہ میں نے سوچا کہ یہ



بڑوں کے سردار کا ہوگا۔ بہرحال ہماری قیام گاہ کا بھی پائیں باغ تھا اور ایک برآمدہ
اس برآمدے میں ایک دروازہ تھا جس سے ہو کے جھونپڑے کے اندرونی حصے میں
تھا۔ یہ پوار جھونپڑا صرف ایک وسیع وعریض کمرے پر مشتمل تھا لیکن اس
کھڑکیاں نہ تھیں۔ کمرے میں جتنی بھی روشنی آ رہی تھی بس اسی دروازے سے
تھی جس میں سے گزر کے ہم جھونپڑے میں داخل ہوئے تھے اور جس پر پردے کے
ایک چٹائی پڑی ہوئی تھی۔ دروازے کے کواڑ نہ تھے چنانچہ رات کے وقت یہ چٹائی
دی جاتی تھی راستوں اور دروں کی طرح بستی کے مکانات کی حفاظت کا بھی کوئی
تھا یعنی کسی جھونپڑے دروازے میں کواڑ نہ تھے کہ چور وغیرہ کی دست راست
ورت کی چیزیں بچی رہیں۔ بعد میں یہ حیرت انگیز انکشاف ہوا کہ وابانڈا لینڈ میں کبھی
واردات نہ ہوئی تھی بلکہ وہ لوگ چور اور چوری کے نام تک سے واقف نہ تھے۔

جھونپڑے میں ہمارا وہ کل سامان تھا جسے وابانڈا باربردار اس تھکا دینے والے سفر میں
کندھوں پر اور پیٹھ پر لادے چلتے رہے تھے۔ ہر چیز موجود تھی۔ زائد رائفلیں کارتوس
صندوق' دواؤں کا بکس' کھانا پکانے کے برتن اور تحائف یعنی جوتے موتی' دانے اور
غرض کہ ایک چیز بھی گم نہ تھی حتیٰ کہ شکی مزاج ہیس کو اعتراف کرنا پڑا کہ ایک
غائب نہ تھا۔ جب ہم اپنے سامان کی جانچ پڑتال کر رہے تھے تو ہمارا کھانا آ گیا جو
کے پچھواڑے باورچی خانے میں تیار کیا گیا تھا۔ یہ کھانا بوڑھی عورتیں لے کر
تھیں جنہوں نے صاف ستھرا لباس پہن رکھا تھا مٹی کے برتنوں میں پانی تھا اور منہ
دھونے کے لئے ایک بڑا سا چوبی پیالہ ایک عورت اٹھائے ہوئے تھی اور ایک چوبی
تھا نہانے کے لئے چنانچہ یہ ٹب ہم نے برآمدے میں رکھوا دیا اور وہیں بیٹھ کر
کیونکہ جھونپڑی کے چاروں طرف بلند باڑ تھی اور کوئی ہمیں نہاتے دیکھ نہ سکتا تھا۔
سے فارغ ہو کر ہم ان تپائیوں پر جم گئے جو جھونپڑی میں موجود تھیں اور بڑی رغبت
کھانا کھایا جو بدمزہ نہ تھا۔
سے فارغ ہوئے تو اندھیرا اتر آیا تھا چنانچہ ایک بڑھیا دو دیئے لے کر آ گئی۔ یہ

دیئے بھی مٹی کے پیالے تھے جن کی شکل کشتی کی سی تھی۔ ان میں کسی قسم کا خوشبو
تیل بھرا ہوا تھا اور اس میں بتیاں تیر رہی تھیں۔ جو چھال یا شاید ریشوں سے بنی
تھیں۔

اب چونکہ کرنے کو کوئی کام نہ تھا اور کسی ملاقاتی کے آنے کی بھی امید نہ تھی
لئے میں سونے کی تیاری کرنے لگا۔ ہمارے لئے دو چارپائیاں مہیا کردی گئی تھیں
چارپائیاں ان چارپائیوں سے مختلف نہ تھیں جو مشرقی افریقہ میں عام ہیں۔ یعنی چار چ
پٹیاں' ان پر جڑا ہوا خشک چمڑا اور چمڑے پر بچھا ہوا گدا جس میں خشک گھاس بھری
تھی۔ میں جوتے اتار چکا تھا کمپانہ آگیا۔

"آقا میکومیزن!" وہ بولا میں آپ کو اس جگہ لے جانے آیا ہوں جہاں اس وقت
رسم ادا کی جارہی ہے اور جہاں آپ کی ملاقات سفید فام آقا آوارہ گرد سے بھی ہو
گی۔"

ایسا موقع خدا مجھے دے۔ چنانچہ میں نے فوراً دوبارہ جوتے پہن لئے اور میں اور
اسی وقت کمپانہ کے ساتھ جھونپڑی سے باہر نکل آئے۔

کمپانہ ہمیں اس میدان یا بازار میں لے آیا جس کا ذکر میں کرچکا ہوں اور یہاں
نے دیکھا پوری آبادی کے جوان موجود تھے۔ عورتیں قربان گاہ کے ایک طرف اور
قربان گاہ کے دوسری طرف خاموش بیٹھے ہوئے تھے یہ لوگ خاموش بیٹھے خود اپنے
کے تمباکو سے بنائے ہوئے سگریٹ پھونک رہے تھے۔ کمپانہ ہمیں لے کر آگے بڑھا اور
بیٹھے ہوئے مردوں اور عورتوں کے درمیان سے گزرتے پلیٹ فارم یا قربان گاہ کے قر
اور پھر سیڑھیاں چڑھ کر پلیٹ فارم پر پہنچ گئے جو حیرت انگیز حد تک وسیع و عریض تھا۔

اوپر پہنچ کر معلوم ہوا کہ یہ پلیٹ فارم دراصل قربان گاہ کی چوکی تھی کیونکہ قربان
اس پلیٹ فارم پر اور عین بیچ میں بنی ہوئی تھی۔ جو لاوے کے پتھروں کی تھی۔ بارہ ف
محیط میں پھیلی ہوئی اور چوکور تھی اور اس پر آگ جل رہی تھی۔ آگ کے سامنے
چغوں میں ملبوس مہنت کھڑے ہوئے تھے ان کے سر منڈے ہوئے تھے اور وہ سر جھکا



ہت میں معروف تھے۔ قربان گاہ کے دائیں طرف داباندا کے سے ہی کپڑے پہنے کوئی
نہیں بلکہ خود ہرقل بیٹھا ہوا تھا مجھے کہنا پڑتا ہے کہ اس لباس میں اور قربان گاہ پر سلگتی
ہوئی آگ کی سرخ روشنی میں ہرقل بڑا ہی مرعوب معلوم ہو رہا تھا۔ ہرقل کے مقابل ایک
پائی پر اس کا دشمن کانیک بیٹھا ہوا تھا اس نے بھی سفید چغہ پہن رکھا تھا وہ اپنی بڑی بڑی
آنکھوں سے ہرقل کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اور اس کے بشرے سے شدید غصے' نفرت اور
حقارت کے جذبات عیاں تھے۔ اس وقت کانیک خوفناک حد تک خونخوار معلوم ہو رہا تھا۔
پلیٹ فارم پر پہنچتے ہی میں نے یہ بھی دیکھا کہ کانیک کے پیچھے تین طویل القامت داباندا
بھالے لئے مستعد کھڑے تھے۔ غالباً داباندا لوگوں کو خوف تھا کہ مبادا وہ کانیک اپنے رقیب
ہرقل پر دوبارہ حملہ کردے۔ چنانچہ معلوم ہوا کہ یہ شخص اب آزاد نہیں بلکہ حراست میں
تھا۔

ہرقل کے قریب ایک اور تپائی رکھی ہوئی تھی چنانچہ خود مجھے اس تپائی پر بٹھا دیا گیا۔
ہنس بہت بے چین معلوم ہوتا تھا۔ اور بار بار اس کا ہاتھ پستول پر جا پڑتا تھا۔ جو ٹپکے میں
اڑسا ہوا تھا۔ بہرحال اسے میرے پیچھے کھڑا کردیا گیا۔ مجھے اس تپائی پر بٹھا کر اور ہنس کو
میرے پیچھے کھڑا کر کے کمپانہ ہرقل اور کانیک کے درمیان اس طرح جا کھڑا ہوا کہ اس کا
رخ نیچے بیٹھے ہوئے لوگوں کی طرف اور پشت قربان گاہ اور مہنتوں کی طرف تھی۔ وہ
خاموش تھا وہاں موجود ہر شخص خاموش تھا اور جب میں نے ہرقل سے سرگوشی کرنے کی
کوشش کی تو اس نے نفی میں سر ہلا کر اپنے ہونٹوں پر انگلی رکھ دی۔

بڑا ہی اثر انگیز تھا یہ منظر جسے میں کبھی بھلا نہ سکوں گا۔ شفاف آسمان تاروں سے بھرا
ہوا تھا اور نئے چاند کی رات تھی وہ۔ ہوا بالکل بند تھی۔ ایک پتہ تک نہ ہل رہا تھا۔
ہمارے بائیں طرف جنگل کے بلند و بالا درخت تھے اور یوں معلوم ہوتا تھا جیسے وہ بھی دم
سادھے ہوئے ہوں۔ دائیں طرف داباندا لوگوں کی بستی تھی اور جھونپڑیوں کی چوڑھالی اور چپٹی
چھتیں نئے چاند کی چاندنی میں دھندلی دھندلی نظر آرہی تھیں۔ اور میدان میں داباندا ننگی
زمین پر پالتی مارے خاموش بیٹھے ہوئے تھے اور میدان کی وسعت کی وجہ سے بہت کم نظر

آتے تھے۔ ان کے سگریٹوں کی لوئیں اندھیرے میں جگنوؤں کی طرح بار بار چمک جاتی تھیں۔ وہ سب کے سب خاموش تھے۔ جیسے کسی نے جادو کی چھڑی گھما کر ان کی زبانیں بند کردی ہوں۔ چاروں طرف مہیب خاموشی طاری تھی ایسی خاموشی جو خواہ مخواہ اعصاب پر سوار ہوئی جارہی تھی اور پھر قربان گاہ پر جلتی ہوئی آگ بھی جیسے مسحور ہوگئی تھی وہ بھی خاموشی سے سلگ رہی تھی اور اس کے شعلے کچھ زیادہ ہی روشن نظر آرہے تھے اور سر منڈائے مہنت آگ کے سامنے سجدے کررہے تھے۔ ان کے ہونٹ ہل رہے تھے لیکن منہ سے کوئی آواز نہ نکل رہی تھی۔

میں یوں محسوس کررہا تھا جیسے کسی دوسری ہی دنیا میں آگیا ہوں۔ خاموش اور پراسرار دنیا میں اور جب میں نے تپائی پر پہلو بدلا اور میرے جوتوں کے تلووں کی کیلیں سنگین پلیٹ فارم پر بج اٹھیں تو یہ ہلکی سی آواز اس خاموشی میں اتنے زور سے گونجی کہ وہاں موجود ہر شخص کی نگاہ میری طرف اٹھ گئی جیسے میں نے کوئی گناہ کیا ہو کوئی گستاخی کی ہو۔ ان لوگوں کی نظریں میں جسم پر رینگتے محسوس کرنے لگا اور گھڑی بھر کے لئے شدت سے بے چین ہوگیا خاموشی دم بہ دم زیادہ گہری ہونے لگی۔ لوگوں کی نگاہیں بہ دستور کافی دیر تک مجھ پر مرکوز رہیں۔ یہ خاموشی رسم یا عبادت زیادہ طویل ہوتی گئی یہاں تک کہ میری بے چینی انتہا کو پہنچ گئی اور میرا جی چاہا کہ فوراً اونچی آواز میں کچھ کہوں کم سے کم اونچی آواز میں چیخ ہی پڑوں کہ ان لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ میں مردہ نہیں زندہ ہوں۔ میرے اور ہیس کے بھی اعصاب اس بری طرح سے تن گئے تھے کہ ہم دونوں پاگل ہوچلے تھے اور اگر عین اس وقت ایک سریلی اور خوش آہنگ آواز نے اس پاگل کردینے والی خاموشی کو نہ توڑ دیا ہوتا تو مجھ سے یا ہیس سے کوئی گستاخی سرزد ہوجاتی کم سے کم اتنا ضرور ہوتا کہ ہم دیوانوں کی طرح چیخ پڑتے۔

یہ آواز کہیں اوپر سے آرہی تھی۔ میں نے سر اٹھا کر اوپر نظر کی اور اب پہلی مرتبہ دیکھا کہ ان میناروں پر، جو پلیٹ فارم کے دائیں بائیں تھے، دو سفید پوش مہنت کھڑے ہوئے تھے۔ ایک دائیں اور ایک بائیں مینار پر اور صاف ظاہر تھا کہ وہ دونوں ستاروں کی



پہلی دیکھنے میں مصروف تھے۔ یہ آواز دائیں طرف کے مینار پر سے آئی تھی لیکن فوراً ہی ی قسم کی خوش آہنگ آواز بائیں طرف کے مینار پر سے آئی تھی لیکن فوراً ہی اسی قسم کی ی خوش آہنگ آواز بائیں طرف کے مینار سے بلند ہوئی اور پھر میناروں پر کھڑے ہوئے دونوں مہنت ایک ساتھ اور آواز ملا کر کوئی گیت گانے لگے۔ ان کی آوازیں شیریں تھیں اور گیت وحشت انگیز سا تھا۔ لیکن میں اس کے بول سمجھ نہ سکا۔ مینار پر کھڑے ہوئے دونوں مہنتوں کے ہاتھ میں ایک ایک چھڑی تھی۔ آخر کار انہوں نے اپنی اپنی چھڑی آسمان کی طرف اٹھا دی۔

اس اشارے کے ساتھ ہی خاموشی کا طلسم ٹوٹ گیا، لوگوں کی زبانیں دفعتاً" کھل گئیں۔ میدان میں بیٹھے ہوئے لوگوں میں زندگی کی لہر سی دوڑ گئی۔ مرد بڑے اشتیاق سے عورتوں سے اور عورتیں مردوں سے کچھ کہنے لگیں معلوم ہوا کہ وہ لوگ ایک دوسرے کو ستاروں کا وہ پیغام سنا رہے تھے جو مینار پر کھڑے ہوئے مہنتوں نے گا کر سنایا تھا اور ان نجومیوں نے یعنی مینار پر کھڑے ہوئے مہنتوں نے، شاید ستاروں کی چال سے معلوم کیا تھا چنانچہ وہ تینوں مہنت بھی جو قربان گاہ کے سامنے کھڑے ہوئے تھے اور اب تک خاموشی سے سجدے کررہے تھے، دفعتاً" بلند آواز سے عبادت کے وہ الفاظ کہنے لگے جنہیں میں کچھ نہ سکا۔ یہ کوئی بہت ہی قدیم زبان تھی شاید بہرحال یہ زبان ان لوگوں کی بولی سے، جو ہماری بولی سے ملتی جلتی تھے، اس قدر مختلف تھی کہ میں ایک لفظ کے سوائے اور کچھ سمجھ نہ سکا اور یہ لفظ تھا "انگوئی"

اب چونکہ خاموشی کا طلسم ٹوٹ چکا تھا اور لوگ باتیں کرنے لگے تھے اس لئے میں بھی اب خاموش نہ رہ سکا۔

ہرقل! میں نے پوچھا یہ سب کیا ہے اور تم داباندا لوگوں کا لباس پہن کر کیا کررہے ہو یہاں؟

کوارٹرمین! اس نے جواب دیا۔ گزشتہ کل میرے اور کانیک کے درمیان جو وعدہ ہوا تھا وہ تم شاید بھول گئے ہو۔

تو پھر یہ بھول گئے ہو کہ اس واقعہ کے بعد میں ان لوگوں کا سردار یا مہنت یا دونوں یک وقت بن گیا ہوں۔ بہرحال اس وقت میں جو کچھ کررہا ہوں۔ وہ گویا امتحان میں پورا اترنے کے لئے کررہا ہوں۔ بہرحال میرا صحیح مقام آج کی اور اسی مجلس میں مقرر کیا جائے گا۔ رہی دوسری باتیں تو اس کے لئے تو یہ ہے وہ مینار پر کھڑے ہوئے دونوں مہنت ستاروں سے شگون لے رہے تھے اب یہ میں نہیں جانتا کہ انہوں نے کیا شگون لیا۔ اور اب شاید یہ لوگ سیارہ زہرہ کے حضور کچھ پیش کریں گے جسے تم چاند کے قریب روشن دیکھ رہے ہو۔ اس کے بعد میرے معاملے کا فیصلہ ہوگا۔

ہرقل نے غلط نہ کہا تھا۔ آگ میں کوئی چیز پھینکنے کے بعد' میں دیکھ نہ سکا کہ وہ کیا چیز تھی' تینوں مہنت میدان میں بیٹھے ہوئے لوگوں کی طرف گھوم گئے اور سیارہ زہرہ کی طرف اشارہ کرکے کوئی گیت گانے لگے تمام لوگ مہنتوں کے ساتھ گانے لگے۔ ہر شخص کا دایاں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا ہوا تھا حتیٰ کہ مینار پر کھڑے ہوئے نجومیوں نے بھی اپنی چھڑی زہرہ کی طرف اٹھا دی تھی اور وہ گارہے تھے۔ یہ گیت واقعی بڑا اثرانگیز تھا اور تمام لوگ مدھم آواز اور ٹھہری ہوئی لے میں گارہے تھے۔

اب کمپانہ نے' جو تینوں مہنتوں سے چند قدم آگے کھڑا ہوا تھا۔ دفعتاً" اپنے دونوں ہاتھ اٹھا دیئے۔ فوراً ہی گیت ختم کردیا گیا۔ ایک بار پھر گہری خاموشی طاری تھی۔ اب کمپانہ نے تقریر کے سے انداز میں کچھ کہنا شروع کیا لیکن اتنی تیزی سے کہ میں اس کی تقریر کے صرف چند الفاظ ہی سمجھ سکا عجیب الفاظ اور خود کمپانہ کے عجیب اشاروں سے پتہ چلتا تھا کہ وہ یا مذہبی ارکان ادا کررہا تھا یا کسی قدیم تاریخ کے جملے دہرا رہا تھا جو اسے حفظ تھے آخرکار اس کا جوش ذرا کم ہوا اور اب وہ آہستہ اور رک رک کے بول رہا تھا چنانچہ اب میں اس کی تقریر کا ایک ایک لفظ سمجھ سکتا تھا کمپانہ سامعین کو اس واقعہ کی تفصیلات سنا رہا تھا۔ جو درے کے قریب ہرقل اور کانیک کے درمیان ہوا تھا یعنی کانیک کا ہرقل پر حملہ' کانیک کی شکست اور وہ قسم جو کانیک نے ہرقل کے سامنے گھٹنوں کے بل جھک کر کھائی تھی۔



ہمارے نجومیوں نے آخرکار کمپانہ نے کہا۔ ستاروں کی چال کا مطالعہ کیا ہے اور ان سے مشورہ حاصل کیا ہے کانیک منتخب شدہ تھا گزرے ہوئے سردار اور روپوش سائے نے کانیک کو ہونے والی انگوئی کے لئے منتخب کرلیا تھا لیکن اس نے ایک گناہ کیا جس کی پاداش میں اسے جلاوطن ہونا پڑا۔ لیکن ہم نے اسے دوبارہ طلب کیا کہ اس کی عزت' جس کے لئے منتخب کرلیا گیا تھا' اسے بخش دی جائے لیکن اب ستاروں نے کانیک کو اس کے عہدے سے برطرف کردیا ہے۔ اب یہ منتخب شدہ نہیں رہا ستاروں نے یہ بھی بتایا ہے کہ سفید فام جس کا نام آوارہ گرد ہے اور جس کے سامنے کانیک نے قسم کھا کے اپنی جان کے عوض اپنے کل اختیارات اپنا مقام اسے دے دیا ہے۔ اب وہ وہاں ہے جہاں کانیک تھا اے داباندا قبیلہ کے لوگو! تمہارے سامنے اس سفید فام اجنبی کا وہ راز ظاہر کردیا گیا ہے جو صدیوں سے پوشیدہ چلا آرہا تھا چنانچہ بتاؤ اب تم ستاروں کا حکم اور فیصلہ ماننے کے لئے تیار ہو؟ بتاؤ تم کانیک کی جگہ سفید فام آوارہ گرد کو قبول کرتے ہو

ہاں قبول کرتے ہیں سامعین نے اس طرح ایک آواز ہو کر کہا کہ میں یہ سوچے بغیر نہ رہ سکا کہ یہ پورا معاملہ اور ستاروں کا فیصلہ پہلے ہی سے طے کرلیا گیا تھا۔

کانیک! کمپانہ نے چیخ کر کہا۔ تم نے ستارو اور ان مقدس لوگوں کا فیصلہ سن لیا۔ بتاؤ اب تم اس فیصلے کے سامنے سر جھکانے اور ہر اس حکم کی تعمیل کرنے کے لئے تیار ہو جو تمہیں دیا جائے گا؟

کانیک ایک جھٹکے کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا۔

نہیں اس نے چیخ کر کہا اس کی آواز غصے کی شدت سے کانپ رہی تھی اس قسم کے کسی بھی فیصلے کو قبول کرنے کے لئے میں تیار نہیں ہوں بے شک میں نے اس سفید فام صاحب کے سامنے قسم کھائی تھی۔ رہا ستاروں کا فیصلہ تو یہ محض دھوکا ہے میں خود نجومی ہوں میں خود ستاروں کی چال دیکھ سکتا ہوں اور ستاروں نے جو کچھ ظاہر کیا ہے وہ تم لوگوں کے فیصلے سے قطعی مختلف بلکہ برعکس ہے رہے یہ لوگ جو ایک زبان ہو کر میری قسمت کا فیصلہ کررہے ہیں تو یہ لوگ تمہارے اور مہنتوں ہاتھوں میں کھلونا بنے ہوئے ہیں اور میں

واقف ہوں مہنتوں اور کہانہ کے ارادوں سے۔ تم لوگوں نے میرے خلاف سازش کی ہے اور میں آج اس کا نتیجہ دیکھ رہا ہوں۔ اس گناہ کا جو میں نے اپنی جوانی میں کیا تھا۔ میں کفارہ ادا کر چکا۔ وہ سایہ بھی اب ہمارے درمیان نہیں رہا جس کا میں نے گناہ کیا تھا لیکن میں تم لوگوں سے پوچھتا ہوں کہ کیا میرا گناہ اس سفید فام آوارہ گرد کے گناہ سے بڑا تھا۔ جس نے مقدس انگوئی پر دست درازی کی تھی اور جسے تم لوگوں نے یہاں سے نکال باہر کیا تھا؟ نہیں۔ اس سفید فام آوارہ گرد کا گناہ میرے گناہ سے بڑا بلکہ عظیم ہے اور اگر میں نے اسے قتل کرنے کی کوشش کی تھی تو اس میں حق بجانب تھا۔ کیونکہ اس گناہ کی سزا موت ہی ہو سکتی ہے۔ لیکن چھوڑو ان باتوں کو بتاؤ کہ یہ بدیسی سفید فام کون ہے؟ بتاؤ کہ یہ ہماری مقدس سرزمین میں کیوں آیا ہے؟ میں جانتا ہوں کہ ہمارے نجومی اور جادوگر اس کے متعلق کیا کہتے ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ یہ آوارہ گرد' بقول مہنتوں کے وہی شخص ہے جو میری طرح صدیوں پہلے یہاں اس سرزمین میں موجود تھا اور اب میری ہی طرح صدیوں پہلے یہاں اس سرزمین میں آگیا ہے یہ وہی شخص ہے جس نے گزرے ہوئے دور میں انگوئی کو حاصل کرنے کی غرض سے اپنے جڑواں بھائی سے جنگ کی تھی اور اپنے بھائی اور اس کے ساتھیوں کو چٹانی دیوار کی دوسری طرف دھکیل دیا تھا اور اسی جگہ وہ لوگ رہنے لگے اور وہی لوگ وجود ابانڈا کے اجداد ہیں۔ ہاں یہ آوارہ گرد وہی سردار ہے جس نے سینکڑوں برس پہلے اپنے بھائی کو جلاوطن کرکے اس دور کی انگوئی سے شادی کی تھی اور وہ انگوئی اپنے شوہر سے اس قدر وابستہ تھی کہ جب اس کی موت کا زمانہ قریب آیا تو اس نے اپنے ہاتھوں سے اپنے شوہر کو قتل کر دیا کہ وہ اسے بھی اپنے ساتھ آسمانوں پر لے جائے اس کا یہی گناہ تھا جس کی پاداش میں اس دور کی انگوئی پر آسمانوں اور ستاروں کی لعنت پڑی۔

"یہ ہے روایت لیکن میں کہتا ہوں کہ یہ جھوٹ ہے۔ یہ روایت ہمارے مہنتوں نے گھڑی ہے کہ اس سفید فام آوارہ گرد کو انگوئی کی ڈھال بنا دیں اور اس کے عوض اس سفید فام آوارہ گرد نے مہنتوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ انگوئی کو لے کر چلا جائے گا کہ پھر



اطمینان اور بے خوفی سے ہم لوگوں پر حکومت کر سکیں یہ ہے ان کی سازش اور یہ اصل حقیقت جو میں نے بیاں کی۔"

کانیک کے آخری الفاظ نے سامعین میں ایک ہلچل مچادی۔ بہت سے لوگ آپس میں ا پھوسیاں کرنے' ہاتھ اور سر ہلانے اور بے چینی سے پہلو بدلنے لگے۔ بعد میں مجھے لوم ہوا کہ یہ لوگ دراصل کانیک کے عزیز و اقربا اور اس کے دوست تھے جو کانیک کو ہی سردار بنانا اور اسی کو انگوئی کا شوہر نامزد کرنا چاہتے تھے۔

"ہاں اے لوگو!" کانیک نے کہا۔ "یہ ہے وہ سازش جو غاصب سفید فام نے' جس کا م آوارہ گرد ہے' ہمارے مہنتوں سے مل کر کی ہے۔ اس کی اور مہنتوں کی یہ عیاری ائے اور جنگل کے مقدس پاسبانوں کو پسند نہ آئی۔ چنانچہ اسے ہماری سرزمین سے نکال گیا۔ کہ ابانڈا کے لوگوں کے بھالوں سے اس دوسرے سفید فام نے اسے بچالیا جس کا م میکومیزن ہے اور جسے میں اپنے ساتھ لایا ہوں کیونکہ مجھے اسی کا حکم دیا گیا تھا۔ لیکن ب معلوم ہوا ہے کہ مجھے یہ حکم کیوں دیا گیا تھا...... محض اس لئے کہ میکومیزن بھی اس سازش میں اپنا کردار ادا کرکے اس آوارہ گرد سے اپنا انعام حاصل کرے۔"

یہاں میں نے چیخ کر کہا:

"کانیک تم نہ صرف اول درجے کے جھوٹے بلکہ غدار بھی ہو۔ میں اس قسم کی کسی ازش سے واقف نہیں ہوں۔"

لیکن کانیک نے میری بات سنی ان سنی کرتے ہوئے سلسلہ کلام جاری رکھا:

"چنانچہ یہی وجہ ہے کہ میں نے اس سرخ ڈاڑھی والے آوارہ گرد کو قتل کرنے کی وشش کی تھی کہ انصاف کا تقاضہ یہی سزا تھی اس کے گناہ کی۔ لیکن اس شخص نے مجھے کست دے دی اور وہ بھی اپنی قوت سے نہیں بلکہ جادو کے زور سے۔ چنانچہ میں نے قسم کھائی کہ اپنی جان بچا سکوں اور اس آوارہ گرد سے انتقام لے سکوں جو تمہیں تمہاری قدس دیوی سے محروم کرنے والا ہے۔"

اور اب ہرقتل نے غصے سے غرا کر کانیک کو مخاطب کیا:

"ناپاک کتے۔" وہ گرجا۔ "تو مجھے ڈسنے میں ناکام رہا تھا تو اب دم کٹے سانپ کی طرح مجھ پر زہر پھینک رہا ہے۔ نمک حرام تو ہی تو وہ شخص ہے جس نے میکومیزن کو اس حال پر چھوڑ کر راہ فرار اختیار کی تھی کہ میکومیزن اور اس کے ساتھ میں بھی اباندا کے ہاتھوں مارا جاؤں۔ تیری یہ آرزو پوری نہ ہوئی۔ البتہ میکومیزن کے دو بہترین آدمی مارے گئے۔ غدار کانیک! ان دونوں کا خون تیری گردن پر ہے۔ اے قسم کو توڑنے والے! تو بکتا ہے۔

چنانچہ میں تجھ سے بحث نہ کروں گا بلکہ اسی وقت اور اسی جگہ میں تجھ سے لڑنے کے لئے تیار ہوں۔ ہاں۔ اس جنگ کا فیصلہ اسی وقت ہو گا جب تک کہ ہم دونوں میں سے ایک مارا نہیں جاتا۔ ہر چند کہ میں تھکا ہوا ہوں اور ہر چند کہ میرا پیر مجھے تکلیف دے رہا ہے اس کے باوجود میں اسی وقت ان تاروں کی چھاؤں میں' جن کی تو پرستش کرتا ہے' تجھ سے فیصلہ کن اور دست بادست مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہوں۔ ہاں۔ اس قربان گاہ کے سامنے اور ان لوگوں کے روبرو میں تجھ سے لڑوں گا کہ قسمت ہم دونوں کے درمیان فیصلہ کردے۔ جواب دے کتے! میرے مقابلے کے لئے تیار ہے؟"

"نہیں۔ میں تمہارا مقابلہ نہ کروں گا آوارہ گرد۔ ہاں میں تمہیں اس کا موقع نہ دوں گا۔ کہ تم ایک بار پھر اپنے جادو کے زور سے مجھے پٹخ دو اور ذبح کر دو کیونکہ یہی تو تم چاہتے ہو۔" کانیک نے کہا۔ "چنانچہ میں فیصلہ دیوی انگوئی پر چھوڑتا ہوں۔ اگر میں نے جو کچھ کہا ہے وہ غلط ہے تو انگوئی خود آکر ایسا کہہ دے ہاں کہہ دے وہ آکر کہہ میں نے جھوٹ کہا ہے۔ اگر مہنتوں نے میرے ساتھ صحیح انصاف کیا ہے تو آئے وہ جس کا نام انگوئی اور لقب سایہ ہے اور تصدیق کر دے اس کی۔ ہاں۔ میں انگوئی کی دہائی دیتا ہوں اور اسی سے انصاف چاہتا ہوں۔ کمپانہ...... انگوئی کے مہنت اعلیٰ...... بلاؤ اسے جو سایہ کہلاتی ہے۔ کہو اس سے کہ وہ تمام لوگوں کو اپنی آنکھوں سے اسے دیکھنے اور اپنے کانوں سے اس کی آواز سننے دو۔

تو یوں کہا کانیک نے اور اس کی آواز میں فتح مندی کی جھلک اور اس کے بشرے پر کامرانی کی دمک تھی کیونکہ' یہ مجھے بعد میں معلوم ہوا' دابانداکی پوری تاریخ میں انگوئی کبھی



نے آبی مسکن سے نکل کر کسی بھی معاملے کا فیصلہ کرنے کے لئے خواہ وہ کتنا ہی اہم کیوں ہو بستی میں اور لوگوں کے سامنے نہ آئی تھی اور یہ کانیک بھی جانتا تھا۔

چنانچہ یوں کہہ کر وہ بیٹھ گیا اور ایک فاتح کی طرح چاروں طرف دیکھنے لگا اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ اور آنکھوں میں عجیب طرح کی چمک تھی۔

اور اب کمپانہ نے بڑے سکون سے اور ٹھہری ہوئی آواز میں یوں کہا:

کانیک! میں انگوئی کے حضور دعا کروں گا۔ بہت ممکن ہے کہ وہ جس کا نام سایہ' اس معاملے کا فیصلہ کرنے کے لئے لوگوں کے سامنے ظاہر ہو جائے جیسا کہ تم چاہتے ہو۔

# دخترِ شب

"وہ آئے گی ہرقل؟" میں نے ہرقل کے کان کے قریب منہ لے جا کر پوچھا میری مرا
تمہاری دخترِ شب سے ہے۔"

"ہاں میں تو ایسا ہی سمجھتا ہوں.... میرا مطلب ہے امید تو ہے ہی۔ اس نے جواب
دیا۔

اور اب مجھے یقین ہوگیا کہ یہ پوری کارروائی پہلے سوچی گئی تھی اور اسی پر اب عمل درآمد کیا جارہا تھا۔ چنانچہ یہ بھی طے کرلیا گیا تھا بلکہ یقیناً اس کا انتظام بھی کرلیا گیا تھا کہ اس رات اس دیوی کو جو سایہ کہلاتی تھی اور جسے ہرقل نے دخترِ شب کا لقب دیا تھا طلب کیا جائے کسی بہانے سے اور وہ خود لوگوں کے سامنے آجائے۔ بے شک یہ پہلے طے تھا کہ کانیک کا یہ چیلنج یا دہائی کہ اسی کو طلب کیا جائے اور وہی فیصلہ سنائے تو یہ ایک حیرت انگیز اتفاق تھا جس سے مہنتوں کو یہ موقع، جس کی وہ تلاش میں ہی تھے۔ آسانی سے مل گیا کہ وہ دیوی کو طلب کرلیں کانیک نے بے خبری میں مہنتوں کی راہ ہموار کردی تھی۔ چنانچہ جب میں نے دو اور دو کو جوڑا تو نتیجہ صاف اور واضح تھا۔ کانیک خوش اور مطمئن تھا کہ دیوی نہ آئے گی۔

اور مہنت خوش تھے کہ وہ آئے گی جیسا کہ پہلے طے تھا۔ چنانچہ اب یہ بھی ثابت ہوگیا کہ ہرقل نے مجھے اپنی جو حیرت انگیز سرگزشت سنائی تھی اس میں کچھ نہ کچھ صداقت ضرور تھی۔ اس کی اس بات پر تو مجھے اب بھی یقین نہ تھا کہ یہ دیوی یا اس کی روح اسے ٹرافالگر اسکویر میں نہ صرف نظر آئی تھی بلکہ اس سے ہم کلام بھی ہوئی تھی۔ البتہ اس کے اس بیان میں ضرور صداقت تھی کہ ہرقل اس دیوی سے مقدس تالاب کے کنارے ملا تھا۔ یہ شاید دیوانے کا خواب تھا جیسا کہ میں نے فیصلہ کیا تھا۔ اس ملاقات کے بعد واقعات سے وہ بے خبر تھا۔ سوائے اس کے کہ جب اس کے حواس ٹھکانے ہوئے تو وہ بھاگ رہا تھا اور اباندا اس کا تعاقب کررہے تھے۔



ہرقل کی سرگزشت کے مطابق یہ دیوی اسی کی منتظر تھی کیونکہ صدیوں پہلے ان دونوں ق قائم ہوچکا تھا اور اب وہ دونوں ایک دوسرے کو حاصل کرنے کے لئے ہی اس دنیا ئے تھے چنانچہ یہ محبت کرتے تھے اس کے باوجود یہ عجیب بات ہے کہ جب ہرقل نے اپنی آغوش میں گھسیٹ کے اس کا ماتھا چوم لیا تو اس نے 'دخترِ شب نے ہرقل کی اس کو سخت ناپسند کیا۔ آخر کیوں؟ کیا وہ ہرقل کی اس گستاخی کو برداشت نہ کرکے خفا ی تھی؟ نہیں۔ تو پھر کیا وجہ تھی کہ اس نے ہرقل کی اس حرکت کو معاف نہ کیا؟ یقیناً رقل سے خفا نہیں تھی البتہ ہرقل نے اپنی اس حرکت سے تالاب کی سرزمین کا قانون تھا اور اس طرح نہ صرف اپنے آپ کو بلکہ دخترِ شب کو بھی کسی خطرے کے لئے' غالباً ے کے لئے پیش کردیا تھا اور ہوا بھی ایسا ہی کہ اس کی اسی حرکت کی وجہ سے اس کی کو خطرہ لاحق ہوگیا۔

اب ذرا آگے چلئے۔ ہرقل اور دخترِ شب کو بھی معلوم تھا کہ ایسا ہوگا لیکن چونکہ وہ عاشق و معشوق تھے اس لئے دونوں ہی یہ چاہتے تھے کہ اس واقعہ کے بعد یعنی ہرقل فرار کے بعد ایک بار پھر ان دونوں کا ملاپ ہوجائے اور یہ ملاپ تھوڑی دیر کا اور نی نہ ہو لیکن اس نیم وحشی قبیلے میں ان دونوں کے لئے یہ بات بہت زیادہ خطرناک ہوسکتی تھی کہ ایک اجنبی کسی نہ کسی طرح سردار کے حقوق حاصل کرلے تو پھر وہ آسانی سے دیوی کو اپنی بیوی بنا سکتا تھا اور حالات کا دھارا اپنا رخ بدل سکتا تھا۔

اب کسی خاص مقصد کے تحت' جو میں معلوم نہ کرسکا' دخترِ شب اور اس کے چند توں کی بھی یہی آرزو تھی یعنی یہ کہ ہرقل کو بہرحال دیوی کا شوہر بنا دیا جائے۔ اگر ایسا ا تو پھر کمپانہ' جو مہنت اعلیٰ تھا۔ کیوں اپنی سرزمین سے باہر قدم رکھتا؟ کیوں پہاڑوں اس پار ہرقل کا استقبال کرتا اور اسے خود اپنی جان کو خطرے میں ڈال کر' کیوں تالاب لندن میں سے لے جاتا چنانچہ ان باتوں کے پیش نظر اگر اس نے اس خاص رات کو دیوی طلب کرنے کا بڑے ڈرامائی انداز میں پہلے سے ہی انتظام کرلیا تھا تو اس میں تعجب کی بات نہ تھی کیونکہ یہی اس کے دخترِ شب کے اور اس کے مہنتوں کے درمیان طے

پایا تھا۔ پورا معاملہ اب صاف تھا۔ یہ ساری رسومات اور یہ پورا ڈرامہ اس وقت کھیلا جارہا تھا۔ مجھ جیسے تجربہ کار شخص کو بے وقوف بنایا جاسکتا تھا کم سے کم میں تو یہی سمجھ رہا تھا۔

جب میں پورے معاملے کی یوں کڑیاں ملا رہا تھا تو کمپانہ اپنی جگہ سے ہٹ کر قربان گاہ اور اس پر سلگتی ہوئی آگ کے سامنے جا کھڑا ہوا وہ نیچی آواز میں کچھ کہہ رہا تھا۔ اس قدر نیچی آواز میں کہ میں سن نہ سکا کہ وہ کیا کہہ رہا تھا۔ اور پھر میں اسے دیکھ بھی نہ سکا کیونکہ اس وقت آسمان پر کالے کالے بادل چھا گئے تھے چنانچہ اندھیرا گہرا اور منظر دھندلا ہوگیا تھا۔ غلیظ طوفانی بادل تھے اور کہیں دور سے گھن گرج کی آوازیں آرہی تھیں اور ہوا جنگل میں کراہتی پھر رہی تھی اندھیرا اس قدر گاڑھا ہوگیا کہ میں نے ہرقل کی طرف جھک کر آہستہ سے کہا:

"ہرقل! ہوشیار رہنا کہیں کانیک اندھیرے کا فائدہ اٹھا کر تم پر حملہ نہ کردے۔"

ہرقل نے کوئی جواب نہ دیا بلکہ میں تو سمجھتا ہوں کہ اس نے میری بات سنی ہی نہ تھی کیونکہ وہ اس وقت کسی اور طرف متوجہ تھا۔ یہ آگے کی طرف جھکا ہوا تھا اس کا سانس بڑی آواز سے اور تیز تیز چل رہا تھا۔ جسے یہ کسی بوجھ تلے دبے جارہا ہو اور اس کی نظر قربانگاہ پر جلتی ہوئی آگ پر مرکوز تھی۔ میں بھی آگ کی طرف دیکھنے لگا کیونکہ اس اندھیرے میں یہی روشنی باعث تسکین تھی۔ جس کی روشنی میں چند دھندلی شبہیں حرکت کرتی نظر آرہی تھیں۔ یہ شاید کمپانہ اور اس کے مہنت کے ساتھی تھے۔

دور گرجتا ہوا طوفان پہاڑ کی چوٹی کی طرف چلا گیا اور بادلوں میں سے نکل آیا۔ اور اس کی روشنی میں میں نے دیکھا کہ قربان گاہ کے سامنے کوئی تنہا کھڑا ہوا تھا۔ یہ ایک عورت تھی جس نے جگمگاتا ہوا فوق البھڑک چغہ زیب تن رکھا تھا۔ چغے کا رنگ ہلکا نیلا معلوم ہوتا تھا لیکن اس میں چاندی کے تاروں کی لہریں تھیں۔ رہا اس کا چہرہ تو اس پر باریک نقاب پڑی ہوئی تھی۔ جو اس کے سر سے شروع ہو کر اس کے سینے تک آگئی تھی۔ یا خدا جانے یہ اس کے ریشمی بال تھے جو ہوا کے جھونکوں سے لہرا رہے تھے۔ بہرحال اتنا تو



۔۔۔ے ضرور دیکھا کہ یہ عورت حیرت انگیز حد تک حسین اور جوان تھی اور رنگت کسی ۔۔۔ عورت کی طرح سفید تھی۔ اس کے ہاتھ ننگے تھے البتہ اس کے دونوں ہاتھوں میں ۔۔۔ے زرا نیچے ایک ایک کڑا پڑا ہوا تھا جس میں شاید موتی جڑے ہوئے تھے اور ۔۔۔وں میں ایک ایک چوڑی پڑی ہوئی تھی۔ یہ چوڑیاں بھی شاید موتیوں کی تھیں۔ اس ۔۔۔ر پر ایک تاج تھا جو اس عورت کی دراز قامتی میں اور بھی اضافہ کررہا تھا۔ یہ میں ۔۔۔ جانتا کہ تاج کون سی دھات کا تھا البتہ چمک رہا تھا۔

یہ سفید پوش حسینہ قربان گاہ اور اس پر جلتی ہوئی آگ اور چاندنی کے پس منظر میں ۔۔۔ مسحور کن معلوم ہورہی تھی دلوں پر خواہ مخواہ اس کا رعب طاری ہوا جارہا تھا۔ اس کا ۔۔۔ آپ اس ایک بات سے لگا سکتے ہیں کہ اس پراسرار ہستی پر نظر پڑتے ہی، مجھے یاد ۔۔۔یں نے اپنا سانس روک لیا تھا۔

دفعتاً میدان میں بیٹھے ہوئے لوگ چلائے۔

"انگوئی۔ انگوئی"

اور ہرقل نے آہستہ سے کہا:

"دخترشب"

اور وہ بے اختیار ہو کر اٹھا۔ غالباً دخترشب کے قریب جانے کے لئے۔ لیکن عین وقت ۔۔۔ نے آگے جھک کر اس کا ہاتھ پکڑ کر دوبارہ بٹھا دیا۔

دخترشب نے اپنی غزالی آنکھوں سے کمپانہ کی طرف دیکھا جو اس کے سامنے لیکن زرا ۔۔۔ طرف ہٹ کر کھڑا ہوا تھا۔ اور کمپانہ سے کچھ کہنے لگی اس کی آواز بے حد شیریں ۔۔۔ مسحور کن تھی۔ وہ یوں بول رہی تھی جیسے ترنم سے کوئی نظم پڑھ رہی ہو اس کے باوجود ۔۔۔ کا لہجہ خواب کا سا اور انداز غیرارضی سا تھا۔ میں نے پہلے صرف ایک عورت کو ایسے ۔۔۔ میں بولتے سنا تھا اور اس وقت وہ عورت نوم توجہ کی حالت میں تھی یوں معلوم ہوتا تھا ۔۔۔ کوئی دوسری روح اس عورت کے بدن میں گھسی بول رہی ہو۔ اس کی آواز نے میرے ۔۔۔ کپکپی طاری کردی۔ خوف کی کپکپی کیونکہ یہ عورت کسی ناپاک قوت کے اثر میں

معلوم ہوتی تھی۔ ہیس نے بھی یہی محسوس کیا کیونکہ اس نے جھک کر میرے کان میں کہا۔

"باس! اس عورت سے دور ہی دور رہنا ورنہ وہ تم پر ایسا جادو کردے گی جو سفید چوہیا کے جادو سے بھی برا ہوگا۔ باس! یہ عورت عورت نہیں بلکہ بھتنی ہے یا شاید بھوتوں اور بھتنیوں کی ملکہ ہے۔

ہیس کو خاموش کرنے کے لئے میں نے اس کی چپٹی ناک پر اپنی کہنی سے ایک زور دار ٹھوکا دیا تاہم میں یہ محسوس کئے بغیر نہ رہ سکا کہ دخترِشب سفید چوہیا سے بہت حد تک مشابہ تھی بلکہ دوسری سفید چوہیا ہی معلوم ہوتی تھی فرق صرف اتنا تھا کہ یہ سفید چوہیا سے زیادہ بلند قامت اور اس سے زیادہ حسین تھی۔

"ہوسکتا ہے کہ دخترِشب اور سفید چوہیا آپس میں حقیقی بہنیں ہوں۔" میں نے سوچا۔ اور پھر گہری خاموشی میں دخترِشب نے ترنم سے' جیسا کہ ندائے روح کا خاصا تھا' کہنا شروع کیا:

"مجھے طلب کیا گیا تھا چنانچہ میں تالاب کے پانی سے یہاں آگئی میں وہاں رہتی ہوں جہاں کوئی مرد سوائے میرے شوہر کے قدم نہیں رکھ سکتا۔ وہ مقدس مقام ہے جسے ان لوگوں نے بنایا تھا جو گزر چکے وہ خفیہ مقام ہے جہاں میں اپنی داسیوں کے ساتھ رہتی ہوں اور وہاں تیز رو پیغامبر نے میرے مہنتوں کا پیغام مجھ تک پہنچا دیا۔ میں نے اس پیغام پر غور کیا اور اس انگوئی سے مشورہ کیا جو آسمانوں پر رہتی ہے اور جس کا میں سایہ ہوں جس کی میں آواز ہوں مجھے اس معمہ کا حل سمجھا دیا گیا اور میں اپنے مہنتوں کے بلاوے پر یہاں آگئی کہ تم خود میرے منہ سے سائے کی زبانی سن لو کہ اس کی جو آسمان پر ہے اور میری کیا مرضی ہے اور کیا فیصلہ ہے ہمارا۔"

"سنو اور دیکھو اے لوگو! اس نے۔" اور اس نے کسی چیز سے' جو شاید ہاتھی دانت کا عصا تھا' کانیک کی طرف اشارہ کیا۔ اس سائے کا گناہ کیا تھا جو جا چکی ہے اور اس کی سزا میں اسے جلاوطن کردیا گیا تھا لیکن اب یہ واپس آگیا ہے کہ وہ مقام حاصل کرے جو اس کے لئے تھا۔ اور اس سائے کا شوہر بنے جس کا ظہور اب ہوا ہے اور یہ وہ ہے" اور اب



ب نے ہرقل کی طرف اشارہ کیا۔ جسے حکما" یہاں بلایا گیا ہے یہ بہت دور سے آیا ہاں یہ اس دور دراز مقدس اور خفیہ سرزمین میں آگیا۔ لیکن یہاں آنے کے بعد اس بے خبری میں ہمارے مقدس قوانین کی خلاف ورزی کی اور اس کے نتیجے کے طور پر ب برداشت کئے یہاں تک کہ اسے اپنی جان تک کے لالے پڑگئے اور یہ وہ ہے۔ اور ہا میری طرف اشارہ کیا گیا۔ جسے آوارہ گرد کی طرح حکما" یہاں بلایا گیا۔ اور یہی شخص جس نے آوارہ گرد کی جان بچائی اور اباندا لوگوں کو شکست دی جو میرے دشمن ہیں۔ ہانے' جو اباندا لوگوں کا سردار اور سائے کی ڈھال بننے کے لئے منتخب شدہ تھا' سفید فام ہا گرد کو بے ایمانی اور قابل نفرت طریقے سے قتل کرنے کی کوشش کی لیکن آوارہ گرد ہاے اٹھا کر پھینک دیا چنانچہ اس نے' جو منتخب شدہ تھا' اپنی جان بچانے کے لئے میری راس کی قسم کھائی جس کی میں آواز ہوں اور اپنے حقوق اور اپنے اختیارات آوارہ گرد بخش کر اس سے اپنی جان خرید لی۔ چنانچہ اس کی جان بخشی کردی گئی اور اب یہ' اپنی کی مدد سے' آوارہ گرد کا خادم ہے جس کی جان لینے کی اس نے کوشش کی تھی۔ لیکن ہا اس پیغام میں' جو مجھ تک پہنچا دیا گیا ہے' مجھ سے کہا گیا ہے کہ یہ شخص اپنی قسم اور ہے اعدے سے مکر گیا ہے اور اپنے حقوق وہ اختیارات کا مطالبہ کررہا ہے۔ وہ اپنی قسم کی لے کہ اباندا لوگوں کی سرداری کا دعویٰ کررہا ہے جو اس کا حق تھا اور سائے سے ان کرنا چاہتا ہے جس کے لئے اسے منتخب کرلیا گیا تھا۔

اے مہنتو! اے مشیرو اور اے لوگو یہی ہے نا پورا معاملہ؟"

ہاں یہی ہے تمام لوگوں نے ایک آواز ہو کر کہا حتیٰ کہ کانیک بھی انکار نہ کرسکا۔

اور اب دخترِشب نے کمپانہ کی طرف غور سے دیکھا بالکل اسی طرح جس طرح کہ کوئی ایکٹر پرامپٹر کی طرف دیکھتا ہے اور پھر اس سے کنایتاً ہدایت پا کر دیوی نے کہنا شروع کیا۔

مگر وہ فیصلہ سنا رہی ہوں جو میری زبان پر رکھ دیا گیا ہے کیونکہ میں اس کی آواز ہوں جو آسمان پر ہے سنو! مجھ سے کہا گیا ہے اور یہی اس کتاب محفوظ میں لکھا گیا ہے۔ جو وہاں

ہے جہاں میں رہتی ہوں سینکڑوں برس پہلے بھی ایسا ہوا ہے کہ اس نے' جو سائے کی ڈھال بننے والا تھا دوسرے کو بے رحمی اور غداری سے قتل کرنے کی کوشش کی تھی لیکن اُس دوسرے نے اسے شکست دی اور پھر اس دوسرے نے' جو فاتح تھا..... منتخب شدہ کی جا بخشی کر کے اس سے حقوق' اختیارات' قبیلے کی سرداری اور اس زمانے کے سائے کو خ لیا تھا اور اس کے بعد ایک جنگ کا آغاز ہو گیا تھا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہمارا ایک قبیلہ قبیلے ہو گئے اور اسی وقت سے ہم دو قبیلوں میں تقسیم ہیں۔ چنانچہ جیسا اس وقت ہوا تھ ایسا ہی اب بھی ہو گا۔ میں آسمان کی آواز' ہوں یوں کہتی اور یہ فیصلہ کرتی ہوں کہ کانیک جو فطرتاً خونی ہے اور جسے اپنی قسموں اور وعدوں کا پاس نہیں ہے' اب سردار نہیں رہا نہ ہی وہ کبھی سائے کی ڈھال اور اس کا شوہر بن سکے گا۔ میں اعلان کرتی ہوں کہ داباندا سرداری آوارہ گرد کو مل گئی اس کو جسے قتل کرنے کی کانیک نے کوشش کی تھی اُ سرداری کے ساتھ آوارہ گرد کو سائے کی ڈھال بننے کا بھی حق مل گیا۔ بشرطیکہ وہ اُ سائے کو' آخر تک اپنے سینے سے لگائے رکھے۔ آسمانوں کی آواز ہے' اور یہ ہے فیصلہ اے مہنتوں اور اے لوگو! بولو..... تم نے یہ فیصلہ سنا اور قبول کیا؟""

دخترِ شب کی خواب ناک اور اثر انگیز آواز ڈوب گئی اور سب نے ایک آواز ہو کر کہا

"ہاں۔ ہم نے سنا اور قبول کیا۔"

اور پھر اندھیرے میں سے کسی مہنت کی آواز ابھری۔

"کانیک نے سائے کی دہائی دی تھی اس نے چاہا تھا کہ سایہ آئے اور اپنی زبان انگوئی کا فیصلہ سنائے۔ فیصلہ سنا دیا گیا۔ انگوئی نے اپنی آواز میں کہہ دیا۔ بس اب کھیل ہوا۔"

"نہیں۔ کھیل ختم نہیں ہوا بلکہ یہ تو اب شروع ہوا ہے۔" کانیک نے چیخ کے کہا

"تم نے سائے پر سحر کر دیا ہے اور بڑی حماقت کی ہے سن لو اور جان لو کہ اپنی حماقت تم اپنے اور اس کے سر پر جنگ کی مصیبت لے آئے ہو۔ جنگ....."

یہاں یکایک کانیک ایک جھٹکے کے ساتھ خاموش ہو گیا۔ یہ تو میں نہ دیکھ سکا کہ ا



ہیں ہوا۔ البتہ میں سمجھتا ہوں کہ ان داباندا نے' کانیک جن کی حراست میں تھا' شاید ہالے چھو کر اسے خاموش کر دیا ہو گا۔

سائے نے بھی جسے آوارہ گرد ہرقل دخترِ شب کہتا تھا۔ کانیک کی اس دھمکی پر کوئی بیان نہ دیا کیونکہ ایک بار پھر وہ یوں بولنے لگی تھی جیسے کوئی خواب میں اپنا رٹا ہوا سبق ہرا رہی ہے۔ اس نے کہا۔

"یہاں آؤ اے آوارہ گرد۔ میرے سامنے اظہار عقیدت کرو حلف وفاداری اٹھاؤ اور اے مقدس تالاب کی سرزمین کی سرداری حاصل کر لو اور اگر تم راضی ہو تو میرا بننے کی قسم کھاؤ۔ پھر میں تمہاری بننے کی قسم کھاؤں گی۔ لیکن اگر ایسی تمہاری مرضی نہ ہو تو پھر نہ میرے قریب کیونکہ جان لو اے آوارہ گرد کہ اس رسم کے پیچھے مشکلات ہیں اور موت ہے اس شخص نے جس نے تمہیں قتل کرنے کی کوشش کی تھی' سچ کہا ہے جنگ قریب ہے۔ جنگ کے بادل منڈلا رہے ہیں اس سرزمین پر اور یہ مجھ پر ظاہر نہیں کیا گیا ہے کہ اِس جنگ کا نتیجہ کیا ہو گا۔ بہت ممکن ہے میری ڈھال بننے کے بعد تمہیں کچھ نہ ملے سوائے شکست اور موت کے بولو! اب کیا مرضی ہے تمہاری؟ فیصلے کا اختیار تمہیں دیا گیا ہے۔" "میں فیصلہ کر چکا۔" ہرقل نے کہا۔

اور وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے دخترِ شب کی طرف بڑھنے کی کوشش کی لیکن لڑکھڑا گیا۔ کیونکہ اس کے زخم اور جوڑ اب اس طرح اینٹھ گئے تھے کہ وہ سیدھا کھڑا بھی نہ رہ سکا تھا۔

"مجھے سہارا دو۔" اس نے کہا۔ اور دوسرے ہی لمحے وہ میرے کندھے کا سہارا لئے قربان گاہ کی طرف لنگڑاتا ہوا بڑھ رہا تھا۔ ہمارے اور دخترِ شب کے درمیان زیادہ فاصلہ نہ تھا لیکن یہ فاصلہ مجھے بے حد طویل معلوم ہو رہا تھا۔ غالباً اس لئے کہ یہ پورا منظر اور یہ کارروائی بڑی عجیب اور خوب کی سی تھی یا شاید اس لئے کہ ہر شخص کی نگاہیں ہم پر مرکوز تھی اور میری جسمانی قوت کو سلب کر رہی تھیں۔ آخر کار ہم قربان گاہ کے سامنے پہنچ گئے اور سرخ ڈاڑھی والا اور عظیم الجثہ ہرقل دخترِ شب کے سامنے جسے سب دیوی اور

اوتار سمجھتے تھے گھٹنوں کے بل جھک گیا۔

اور اب میں پہلی دفعہ اس کی صورت دیکھ سکتا تھا حالانکہ صاف طور سے نہیں کیونکہ قربان گاہ پر جلتی ہوئی آگ کی طرف اس کی پیٹھ تھی۔ وہ حسین تھی چہرے کے نقوش دل فریب تھے۔ محرابی ہونٹ' بڑی بڑی کالی آنکھیں جن میں عجیب طرح کی ملائمت اور مسکراہٹ تھی' بھوئیں سیاہ اور خنجر کی طرح اور لانبے' ریشمی اور کالے بال جو ہوا کے جھونکوں سے اڑ رہے تھے اور زلفیں اس کی صراحی دار گردن اور بلند و سیمیں ماتھے پر ناگنوں کی طرح لہرا رہی تھیں۔ بے شک وہ حسین تھی اور اس کی بلند قامتی میں نسائی نزاکت تھی اور لچک اور اس کے کنوارے جسم سے شباب کی بھینی بھینی بو آٹھ رہی تھی۔ وہی بو جسے شاعروں نے عطر شباب کہا ہے اور اس کی پوری ہستی سے عجب طرح کی عظمت عیاں تھی۔ ایسی عظمت جو ان شہزادیوں میں پائی جاتی ہے جو صرف حکومت کرنے کے لئے پیدا ہوتی ہیں رہا اس کا چغہ تو میں نہیں جانتا کہ وہ کس فیشن کا اور کاہے کا تھا۔ البتہ ایسا چغہ صرف وہی ہستی پہنتی ہے جو کبھی کبھی ہمیں حسین خواب میں نظر آتی ہے کیونکہ ایسا چغہ حقیقت میں کبھی کسی نے نہ پہنا ہوگا وہ کسی دوسری ہی دنیا کا معلوم ہوتا تھا۔

کون ہو سکتی ہے یہ عورت؟ میں نے سوچا اور کون سا خون اس کی رگوں میں گردش کر رہا ہے؟ عربی یا مصری یا مشرقی؟ اس سوال کا جواب میں حاصل نہ کر سکا۔ البتہ ایک بات مجھے اسی وقت اور اسی جگہ معلوم ہوگئی یعنی یہ کہ وہ کوئی بھی ہو' دیوی یا کچھ اور' بہرحال اس کا دل انسان کا تھا۔ کیونکہ جب وہ ہرقل پر' اس شخص پر جسے اس نے ایک عجیب طریقے سے دنیا کے کنارے سے اپنے پاس بلالیا تھا' جھکی ہے' تو اس کے چہرے کے جذبات نے اس کے دل کا راز فاش کردیا۔ یہ اس دیوی کا' جس کی پوجا قدیم زمانے سے کی جارہی ہو۔ چہرہ نہ تھا جو اپنے معتقد کو نواز رہی ہو بلکہ یہ اس عورت کا چہرہ تھا جو اپنے محبوب کو خوش آمدید کہہ رہی تھی۔ اس محبوب کو جسے آخرکار اس نے حاصل کرلیا تھا۔ یہ اس عورت کا چہرہ تھا جس کی دیرینہ آرزو آخرکار پوری ہو رہی تھی۔ اس کے محرابی ہونٹ کانپ رہے تھے' اس کی بڑی بڑی آنکھوں میں خوشی کے آنسو تھے' اس کا دراز قد اپنے محبوب پر



جھک رہا تھا' وہ خود جیسے جذبات سے نڈھال ہو رہی تھی' اس کے دونوں ہاتھ بے اختیار بڑھ گئے جیسے ہرقل کو اپنی آغوش میں سمیٹ لے گی لیکن پھر شاید اسے یاد آیا کہ نگاہیں اس پر اور اس کی ایک ایک حرکت پر لگی ہوئی تھیں۔ اس نے اپنے ہاتھ جھکالئے اور مجھے یہ سمجھنے میں دیر لگی کہ یہ شخص یہ ہرقل اس دیوی کے لئے سب کچھ تھا۔

قابل تعریف کوشش کے بعد اس نے' دختر شب نے' اپنے جذبات پر قابو حاصل کرلیا اور اب اس نے جو کچھ کہا۔ وہ قطعی بدلی ہوئی آواز میں کہا اب اس کی آواز جیسے خود اس کی اصلی آواز تھی۔ ایسی نہ تھی جیسے کوئی روح اس کے جسم میں گھسی بول رہی ہو۔ اب یوں نہیں ایک عورت بول رہی تھی بے شک اس قدر مختلف تھی اس کی آواز کہ اگر وہ میرے سامنے نہ ہوتی تو میں یہی سمجھتا کہ یہ کوئی دوسری عورت بول رہی ہے۔

"اے آوارہ گرد! تم میرے لوگوں کو قبول کرتے اور وعدہ کرتے ہو کہ ان کی خدمت کروگے؟" اس نے پوچھا۔ غالباً زمانہ قدیم سے اسی طرح اور انہی الفاظ میں ہونے والے سردار سے حلف لیا جاتا تھا۔

"سرداری تو میں حاصل کر ہی چکا ہوں اور اب یہ وعدہ کرتا ہوں کہ تمہارے لوگوں کی خدمت اپنے تن اور اپنے من سے کروں گا اور جو کچھ میرے اختیار میں ہوگا ان کی بھلائی کے لئے کر گزروں گا۔" ہرقل نے جواب دیا۔

"اور اے آوارہ گرد! تم میرے سامنے اظہار عقیدت کروگے؟"

"ہاں۔ کروں گا اے دختر شب" ہرقل نے کہا اور اس کے قدم یا شاید چغہ کا دامن چومنے کے لئے جھکا۔

دختر شب نے اسے جھکتے دیکھا تو جلدی سے اپنا ہاتھ آگے بڑھا دیا اور بے حد نیچی آواز میں جسے ہرقل ہی سن سکتے کہا:

"قدم نہیں۔ ہاتھ۔"

اور ہرقل نے اس کا نازک ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر اس کی پشت پر اپنے ہونٹ رکھ دیئے اور پھر دختر شب نے اپنے ہاتھی دانت کے عصا سے دو دفعہ ہرقل کے ماتھے کو چھوا۔

پہلی دفعہ اس کی اطاعت قبول کرنے کا اشارہ تھا اور دوسری دفعہ اس لئے کہ اس طرح دخترشب نے اسے کل اختیارات بخش دئے تھے۔ اور اب اس نے تیسری دفعہ یوں کہا:

"اب تم میرے سامنے قسم کھا کر عہد کرتے ہو کہ مقررہ وقت پر سائے کو اپنے سینے سے لگا لوگے اور جب تک تمہارا وقت نہیں آجاتا اس کی حفاظت کرتے رہو گے؟"

یہ سوال اس نے بلند آواز میں پوچھا تھا کہ وہاں موجود ہر شخص سن لے لیکن ہرقل اس سوال کا جواب دینے ہی والا تھا دخترشب یا سایہ یا انگوئی یا جو کچھ بھی وہ تھی نے اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور سرگوشی میں بولی:

میرے محبوب! جواب دینے سے پہلے سوچ لو۔ تم یہاں کے راز اور اسرار سے واقف ہو اور جانتے ہو کہ ہم دونوں کے دل مل چکے ہیں جس طرح کہ صدیوں پہلے مل چکے تھے اور ہماری روحیں یہاں سے بہت دور ہم کلام ہو چکی ہیں۔ اس کے باوجود سوچ لو کیونکہ میں تمہاری قوم سے نہیں ہوں اور نہ ہی تمہاری ہم وطن ہوں۔ جان لو کہ میں اجنبی ہوں اور میرے گرد اسرار کا ہالہ ہے جسے تم سمجھ نہیں سکتے۔ جان لو کہ میری عمر طویل نہیں ہے۔ اور جب میں مروں گی تو قانوناً تمہیں بھی میرے ساتھ مرنا پڑے گا تاکہ ہم دونوں ایک ساتھ اس دوسری دنیا میں چلے جائیں جس میں نہ تو تم یقین رکھتے ہو اور جسے نہ ہی تم جانتے ہو۔ یہ یاد رکھو کہ اس راہ میں خطرات بہت ہیں چنانچہ بہت ممکن ہے کہ مجھے اپنے سینے سے لگانے کی آرزو تمہارے دل میں ہی رہ جائے چنانچہ اپنے آپ کو اس بندھن میں باندھنے سے پہلے، جسے صرف موت ہی توڑ سکتی ہے، سوچ لو، سمجھ گئے؟

ہاں سمجھ گیا۔ ہرقل نے بھی سرگوشی میں جواب دیا۔ اگر میں ایک گھنٹے کے لئے بھی تمہیں اپنی بنا سکا تو سمجھوں گا میری زندگی کی آرزو پوری ہو گئی۔ تمہیں حاصل کرنے کے لئے میں نے بہت سے خطرات کا مقابلہ کیا ہے اور اب بھی کرلوں گا اور اگر تمہاری محبت کی خاطر مجھے جان بھی دینی پڑی تو یہ خوشی دے دونگا۔ میں تمہیں چاہتا ہوں۔ صرف تمہیں۔

اس نے اطمینان کا ایک سانس لیا اور فرط مسرت سے اس کا پورا جسم کانپ اٹھا وہ



مسکرائی اور ایک بار پھر اس نے پھر خوشی میں کہا:

"شکریہ میری زندگی میری جان بس اب قسم کھاؤ اور حلف وفاداری اٹھاؤ"

چنانچہ ہرقل نے بلند آواز میں کہا:

اے دخترشب جسے لوگو سائے کے نام سے پکارتے ہیں، میں تمہیں اپنی بنانے کی اور وفادار رہنے کی قسم کھاتا ہوں۔

میں بھی قسم کھاتی ہوں اور آج سے میرا دوسرا نام دخترشب ہی ہوگا۔۔۔۔ لیکن وہ اس سے زیادہ کچھ نہ کہہ سکی۔

اور سبب اس کا یہ ہوا کہ یکایک چیتے کی طرح اس پر جھپٹ پڑا۔ چونکہ تمام لوگ دخترشب اور ہرقل کی طرف متوجہ تھے اس لئے کانیک ان داباندا کی، جو اس کی پیچھے کھڑے ہوئے تھے، حراست میں سے نکل آیا تھا۔ یہ تو میں یقین سے نہیں کہہ سکتا کانیک کا ارادہ کیا تھا۔ شاید وہ اپنے حمایتیوں کی مدد سے، جن کی حاضرین میں کمی نہ تھی، دخترشب کو اٹھالے جانا چاہتا تھا یا شاید وہ اسے اسی جگہ قتل کردینا چاہتا تھا کہ وہ کانیک کی نہ بن سکی تو کسی دوسرے کی بھی نہ بن سکے۔

کانیک کی اس حرکت کا یا حملے کا جو نتیجہ ظاہر ہوا وہ جتنا فوری تھا اتنا ہی حیرت انگیز تھا۔ میں کچھ نہ کرسکا، اور اس کے لئے میرا سر ہمیشہ ندامت سے جھکا رہے گا۔ ہاں میں کچھ نہ کرسکا بلکہ کانیک کے اس فوری حملے نے مجھے حیرت سے گویا بت بنا دیا اور اس سے پہلے کہ میں اپنے حواس درست کرتا جو کچھ ہونا تھا۔ ہو چکا تھا۔ مہنت بھی کچھ نہ کرسکے کیونکہ میری طرح وہ بھی دم بخود تھے۔ رہا ہرقل تو وہ اپنے گھٹنوں پر جھکا ہوا تھا اور اگر اس نے کانیک کو جھپٹتے دیکھ بھی لیا تھا تو وہ اپنے اکڑے ہوئے جوڑوں اور اپنے لنگ کی وجہ سے اٹھ ہی نہ سکا۔ لیکن ہوا یہ کہ کانیک کے جھپٹتے ہی قربان گاہ کے دونوں طرف سے یا اس کے پیچھے سے سفید شبیہیں یا سائے سے نکل آئے میں سمجھتا ہوں یہ دخترشب کی داسیاں تھیں جو عمر بھر کنواری رہتی تھیں لیکن میں یقین سے کچھ نہیں کہہ سکتا کیونکہ ان کا ظہور (حیرت ہے کہ اسے اور کیا کہوں) ایسا فوری، پراسرار اور مبہم تھا کہ یہ سائے اس پراسرار

ماحول اور پراگندہ ذہنوں کی پیداوار ہو سکتے تھے یا وہ بڑے بازوؤں والے سفید پرندے تھے جو قربان گاہ پر جلتی ہوئی آگ کی روشنی میں گھڑی بھر کے لئے نظر آ گئے تھے۔ بہرحال وہ جو کچھ بھی تھے انہوں نے بھی کچھ نہ کیا بس آئے یا یوں کہو کہ نمودار ہوئے اور فوراً ہی غائب ہو گئے۔ اس کے علاوہ میں ان سفید شبیہوں کی طرف پوری طرح متوجہ بھی نہ تھا بلکہ میں نے کنکھیوں سے ان کی طرف دیکھا تھا کیونکہ میری تمام تر توجہ اس ڈرامے کے مرکزی کردار، یعنی دخترِ شب کی طرف مبذول تھی اور حملہ آور کی طرف جس کا نام کانیک تھا۔

دخترِ شب نے کانیک کو جھپٹ کر آتے دیکھا تو اس کے خوبصورت چہرے سے خوف کے آثار عیاں ہو گئے اور اس کے منہ سے ہلکی سی چیخ نکل گئی لیکن فوراً ہی وہ سنبھل گئی، وہ تن کر کھڑی ہو گئی اور اب اس کے بشرے سے خوف کی جگہ غصہ اور نفرت عیاں تھی۔

کانیک نے دخترِ شب پر چھلانگ لگائی تو موخرالذکر نے اپنا وہ ہاتھ، جس میں ہاتھی دانت کا عصا تھا۔ حملہ آور کی طرف بڑھا کر کہا:

"لعنت ہو تجھ پر۔"

ان الفاظ کا یا دخترِ شب کے متغیر بشرے کا یا دونوں کا یا کسی اور بات کا جسے میں دیکھ اور سمجھ نہ سکا یا ان سفید شبیہوں کا جو نمودار ہو کر غائب ہو گئی تھیں یا پھر بیک وقت ان سب باتوں کا کانیک پر حیرت انگیز ہوا۔

میں نے کانیک کے یوں لپکنے کو چیتے کی جھپٹ سے شبہ دی ہے اچھی بات ہے اب یہ بتائے کہ آپ نے یوں جھپٹ کر آتے ہوئے چیتے کو بندوق کی گولی کھا کر اچانک اور فوری طور سے رکتے دیکھا ہے۔ مردہ ہو کر نہیں بلکہ اس گولی سے مفلوج ہو کر؟ اگر دیکھا ہے تو پھر آپ اس اثر کو سمجھ سکتے ہیں۔ جو کانیک پر یکایک طاری ہو گیا تھا۔

وہ دفعتاً" یوں کھڑا ہو گیا جیسے اس کے پیر زمین میں گڑ گئے ہوں۔ لیکن اس کا جسم اب تک حرکت میں ہی تھا اور ٹانگیں ایک دم سے تھم گئی تھیں چنانچہ وہ اپنے ہی زور میں آ رہا اور پھر لڑکھڑا کر ایک دو قدم آگے بڑھ گیا۔ اور پھر یوں معلوم ہوا جیسے وہ سکڑ اور سمٹ گیا ہو کم سے کم مجھے تو وہ اس وقت پودنا سا معلوم ہوا شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ اس کے اندر کا



سانس اندر اور باہر کا باہر رہ گیا تھا۔ اور جسم اکڑ سا گیا ہو۔ دفعتاً" اس کے منہ سے خوف کی ایک فلک شگاف چیخ نکل گئی۔ وہ پلٹا وہ بھاگا اور ایک ایک وقت میں چبوترے کی تین تین سیڑھیاں پھلانگتا نیچے پہنچا، گرا، اٹھا اور پھر بھاگا اور پھر وہ اندھیرے میں پہنچ کر نظروں سے اوجھل ہو چکا تھا۔

میرا خیال ہے کہ چند لوگ کانیک کے پیچھے بھاگے تھے۔

لیکن یہ میں یقین سے نہیں کہہ سکتا۔ اگر واقعی کانیک کا کسی نے تعاقب کیا تھا تو وہی سفید شبیہیں تھیں جو قربان گاہ کے پیچھے سے دفعتاً" نمودار ہوئی تھیں۔ کیونکہ میں نے اندھیرے میں سفید دھند سی دیکھی۔ ہو سکتا ہے کہ یہ ان لوگوں کے سفید چغے ہوں جو کانیک کے پیچھے بھاگ پڑے تھے۔

اور سچ تو یہ ہے کہ میں اس طرف زیادہ دیر تک دیکھ بھی نہ سکا۔ کیونکہ عین اس وقت ہرقل کی، جو کھڑا ہونے کی کوشش کر رہا تھا، ہرقل کی چیخ نے مجھے اس طرف متوجہ کر دیا اور میں بھی حیرت سے دیکھا کہ دخترِ شب وہاں نہ تھی۔

"کہاں گئی وہ؟" میں نے پوچھا۔

"پتہ نہیں۔" ہرقل نے جواب دیا۔ "شاید چند عورتیں آئی تھیں اور اسے لے گئیں لیکن میں گڑبڑایا ہوا ہوں۔ کہ یقین سے کچھ نہیں کہہ سکتا۔"

اور پھر ایک ہڑبونگ میں وہ مجلس، یا جشن ختم ہوا۔ کہانہ اور دوسرے ہمیں لے کر پلیٹ فارم کے زینے کی طرف چلے۔ ہرقل میرے کندھے کا سہارا لئے ہوئے تھا اور آپ ہی آپ بڑبڑا رہا تھا۔ بے شک وہ دخترِ شب کے ساتھ ہی جانا چاہتا تھا لیکن اس کی اجازت نہ تھی۔ ہم پلیٹ فارم سے نیچے آئے تو پھر ہرقل کو ہم سے جدا کر دیا گیا۔ اسے سہارا دے کر خدا جانے کہاں لے جایا گیا اور ہمیں مہمان خانے میں، جہاں ہمیں ٹھہرایا گیا تھا۔ پہنچا دیا گیا۔

"کل پھر ملاقات ہو گی۔" ہرقل نے جاتے وقت کہا تھا۔

"امید تو مجھے بھی ہے۔" میں نے جواب دیا تھا۔

"باس! جب میں کپڑے اتار رہا تھا تو ہیس نے کہا۔" یہ بڑے افسوس کی بات ہوئی ہے کہ وہ وحشی اباندا ہمینسے باس کو پکڑ نہ سکا۔

"کیوں؟" میں نے تھکی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"دو وجوہات کی بنا پر۔ اگر بھینسا باس مارے گئے ہوتے تو وہ ایک بڑی مصیبت سے بچ جاتے کیونکہ اب تو وہ مکھی کی طرح جالے میں پھنس گئے ہیں۔ اور باس جس مکڑی کے جالے میں ہمینسے باس پھنسے ہیں وہ مکڑی ہے۔ جو مکھی کو کاٹ لیتی ہے تو مکھی گہری نیند سو جاتی ہے اور اس وقت تک سوتی رہتی ہے جب تک کہ مکڑی اسے کھا نہیں لیتی مکھی بڑی خوش اور مطمئن معلوم ہوتی ہے باس یہاں تک کہ مکڑی اسے کھانا شروع کر دیتی ہے اور تب مکھی بیدار ہو کر لاتیں چلانے لگتی ہے اور بیچاری بھنبھنا بھی نہیں سکتی.... کیونکہ اس کے بازو تو پہلے سے ہی توڑ لئے گئے ہوتے ہیں۔ تو باس! ہمینسے باس کے ساتھ بھی ایسا ہی واقعہ ہوگا۔ اس خوبصورت مکڑی نے ہمینسے باس کو نہ صرف اپنے جال میں پھنسا لیا ہے بلکہ انہیں کاٹ بھی لیا ہے چنانچہ ہمینسے باس خوش ہیں اور خوش رہیں گے۔ کیونکہ وہ نہیں جانتے کہ ان کے بازو توڑ لئے گئے ہیں اور باس وہ اس وقت تک خوش اور مدہوش رہیں گے جب تک کہ انہیں بھینٹ چڑھانے کا وقت نہیں آجاتا۔ تو یہ ہے باس پہلی وجہ۔"

اور میں نے ہیس کی باتوں پر غور کیا تو معلوم ہوا کہ اس کی تلخ باتوں اور استعاروں میں صداقت تھی۔ بے شک ہرقل ایک شیطانی جال میں الجھ گیا تھا۔ اور اس شخص کا، جس کا نام ہرقل تھا' جو انگریز' تعلیم یافتہ مہذب عیاشی تھا' انجام کیا ہونے والا تھا؟ وہ ایک حسین مگر پراسرار عورت کا محبوب تھا اور خود بھی اس عورت سے محبت کرتا تھا۔ چنانچہ ان دونوں کی جلد ہی شادی ہو جائے گی۔

یہاں تک تو خیر ٹھیک تھا اور اگر وہ اپنی محبوبہ کو اپنے ملک میں لے جاتا تو پورا معاملہ ٹھیک ہو جاتا لیکن یہ ممکن نہ تھا۔ ہرقل اور دخترشب اس پراسرار زمین سے کسی طرح نہ نکل سکتے تھے ایک دفعہ اس نے دخترشب سے شادی کر لی تو پھر اسے یہیں رہنا تھا۔

اس کے علاوہ اس نے دخترشب کو اپنی بیوی بنانے کے لئے.... عجیب اور خوفناک قسم



کا حلف اٹھایا تھا۔ اور اس حلف کی ایک بات صاف تھی جو میں نے خود دخترشب کی زبانی سنی تھی، یعنی یہ کہ اسے اپنی بیوی کے ساتھ مرنا ہوگا اور یہ کہ دخترشب کی عمر یقیناً طویل نہ تھی بلکہ شاید اس کی موت کی چنانچہ ہرقل کی موت کی بھی تاریخ مقرر کی جا چکی تھی بے شک ہرقل یہ کہہ سکتا تھا۔ کہ اس انجام سے اسے پہلے بیوی بنانا قبول کر لیا تھا کیونکہ اسے اس پراسرار حسینہ سے محبت تھی اور وہ اس کی خاطر جان دینے کو تیار رہے۔ لیکن یہاں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ حلف اٹھاتے وقت ہرقل اپنے حواس میں نہ تھا بلکہ وہ اس پراسرار حسینہ کی محبت میں دیوانہ ہو رہا تھا۔

تو یہ خیالات تھے جو اس وقت میرے دماغ میں منڈلا رہے تھے۔ لیکن ان کا اظہار میں نے ہیس کے سامنے نہ کیا چنانچہ میں نے ہیس سے دوسری وجہ پوچھی۔

"باس! دوسری وجہ یہ ہے کہ" وہ بولا۔ "اگر بھینسا باس نہ ہوتے تو پھر یہ مقام تمہیں حاصل ہو جاتا اور اگر اب بھی کا نیک نے کسی طرح ہمینسے باس کو قتل کر دیا یا مہنتوں نے اپنا ارادہ بدل دیا تو ایسا ہی ہوگا۔"

"اچھا پھر؟"

"پھر یہ باس کہ تم اس دیوی سے شادی کرنے کے بعد تالاب کے جزیرے پر اپنا گھر بسا لیتے جس طرح کہ ہر جوڑا اپنا گھر بسا لیتا ہے کیونکہ کسی دوسری طرح سے تو ہم معلوم ہی نہ کر سکیں گے کہ یہ جزیرہ کیسا ہے اور وہ سونا کہاں ہے جو لاکھوں اور کروڑوں کی قیمت کا ہے مجھے معلوم ہوا ہے کہ یہ سونا جزیرے پر کہیں بے کار پڑا ہوا ہے اور چونکہ قدیم اور مقدس خزانہ ہے اس لئے یہ احمق داباندا اسے استعمال نہیں کر سکتے۔"

"اور اگر واقعی یہ خزانہ ہوا اور میں نے حاصل کر بھی لیا تو پھر کیا؟"

"پھر یہ باس کہ تم یہ خزانہ حاصل کر لو گے بلکہ اسے چرا کر یہاں سے بھاگ جاؤ گے اور وہ خوبصورت عورت بس بیٹھی خالی صندوقوں کی طرف دیکھتی رہے گی۔ تم سمجھ رہے ہو کہ یہ کام مشکل ہے لیکن باس ہیس سارے انتظام کر لے گا کیونکہ مہنتوں کو خریدا جا سکتا ہے۔ رہی قسم اور دوسرے وعدے تو اس پر ہم جیسے عیسائیوں کو اعتبار نہ کرنا چاہئے

اور نہ ہی ان پر عمل کرنا چاہئے کیونکہ یہ تو شیطانی چرخہ ہے چنانچہ باس ہم سونا لے کر اس منحوس سرزمین سے نکل جائیں گے اور اپنے وطن میں پہنچیں گے تو امیر کبیر ہوں گے اور پھر ہماری زندگی عیش و آرام سے گزرے گی۔" لیکن اس نے آہ بھر کا اضافہ کیا" یہ ایک حسین خواب ہے اور بس کیونکہ بھینسا باس زندہ ہے اور ہمارے راستے کا کانٹا بنا ہوا ہے البتہ وہ مسکرایا۔ "اگر ہم اس کے ساتھ سودا کرلیں کہ اسے جو کچھ ملے اس میں ہمارا بھی برابر کا حصہ ہو تو پھربات بن سکتی ہے۔"

میں نے ہیس سے بحث کرنا اور اسے اخلاق کا سبق دینا مناسب نہ سمجھا چنانچہ میں نے کہا۔ "ہیس! مجھے خزانہ وغیرہ نہیں چاہئے میں تو صحیح سلامت اس منحوس سرزمین سے نکل گیا تو سمجھوں گا کہ گنگا نہالیا۔ تم نے سنا تھا کہ وہ دیوی یا جو کچھ بھی وہ تھی جنگ کے متعلق کیا کہہ رہی تھی اور کانیک نے بھی جنگ کی دھمکی دی تھی؟

"ہاں باس۔ شروع سے ہی وہ الو آدمی کانیک کہتا آیا ہے کہ زبردست جنگ ہوگی اور یہ کہ اسی لئے وہ تمہیں یہاں لایا ہے۔"

"چنانچہ اگر یہ جنگ ابانڈا کے ساتھ ہی ہونی ہے تو پھر میں نہیں سمجھتا کہ دابانڈا کامیاب ہوں کیونکہ ان کی تعداد ہے ہی کتنی؟"

"اگر ہتھیاروں سے جنگ لڑی گئی تو دابانڈا کامیاب نہ ہوں گے لیکن یہ لوگ جادو میں یقین رکھتے ہیں اور یہاں کا بچہ بچہ جادوگر ہے۔ دیکھا نہیں باس جب اس انگوئی نے کانیک کو بددعا دی تھی اور کہا تھا کہ "لعنت ہو تجھ پر۔" تو وہ کس طرح دہرا ہوگیا تھا جیسے انگوئی نے اس کے پیٹ پر زوردار لات ماری ہو اور پھر بھاگ گیا تھا دم دبا کر حالانکہ ایک منٹ پہلے ہی وہ اپنے حمایتیوں کی مدد سے' جن کی کوئی کمی نہ تھی۔ انگوئی کو اٹھالے جانے کا مصمم ارادہ کاچکا تھا۔ بس یہ جادو ہے باس۔"

میں نے کندھے جھٹک کر جواب دیا۔

"یہ تو شاید اس کے خوفزدہ دل اور گنہگار ضمیر کا نتیجہ تھا۔ لیکن ہیس یہ کانیک کا معاملہ سمجھ نہ آیا۔ اگر دابانڈا اسے پسند نہ کرتے تھے تو پھر اسے یہاں بلایا کیوں گیا حالانکہ



یہاں اپنی بستی میں مزے میں تھا؟ سفید چوہیا نے ہمیں اسے بچانے پر کیوں مجبور کیا اور ری باتوں پر بھی کیوں اصرار کرتی رہی؟"

"بہت سی وجوہات ہیں اس کی جب تک وہ سردار کے لئے منتخب شدہ رہتا کوئی دوسرا ی جگہ حاصل نہ کرسکتا تھا کیونکہ یہی یہاں کا قانون ہے یہ ایک وجہ ہوئی اور پھر کانیک علاوہ کوئی اور تمہیں یہاں تک نہ لا سکتا۔ یہ دوسری وجہ ہے اس کے علاوہ اس کا آنا ری تھا۔ کیونکہ وہ سایہ عورت اس کی پیشن گوئی کرچکی تھی۔ اور یہ تو باس معلوم ہی ں کرسکتے کہ ان بھوت لوگوں کے' جو دابانڈا کہلاتے ہیں دماغوں میں کیا بھرا ہوا ہے اور یا چاہتے ہیں۔"

"یہ واقعی میں معلوم نہیں کرسکتا لیکن یہ ضرور معلوم کرنا چاہوں گا کانیک زندہ ہے یا یا ہے؟"

"زندہ ہے باس میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ وہ اپنے حمایتیوں کی مدد سے فرار یا ہے لیکن یہ بھی کہوں گا کہ سایہ عورت کا سراپ بھی اس کے ساتھ ہی گیا ہے بلکہ نے تو سفید سفید بھوتوں کو اس کے پیچھے بھاگتے بھی دیکھا تھا اور باس! جلد ہی کانیک تعلق بہت کچھ سن لیں گے اور اس کی کارستانیوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں ۔"

ہمیشہ کی طرح ہیس کی یہ پیشن گوئی صحیح ثابت ہوئی۔ کانیک کی کارستانیں کو واقعی ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔

# تالاب مقدس اور جنگل

اس ہنگامہ خیز اور عجیب رات کے بعد' جس کا ذکر پچھلے باب میں کیا جا چکا ہے' میرے دن بڑے آرام و سکون سے گزرے اور پورے دس دنوں تک کوئی قابل ذکر واقعہ نہ ہوا۔

اور سچ تو یہ ہے کہ پچھلے طویل اور تھکا دینے والے سفر کے بعد مجھے آرام کی سخت ضرورت بھی تھی اور حالانکہ موسم گرم تھا اس کے باوجود میں اس سکون اور فرصت سے لطف اندوز ہو رہا تھا لیکن پھر یہ بھی ہے کہ مجھے بے کار بیٹھے رہنا پسند بھی نہیں چنانچہ ان فرصت کے دنوں کو غنیمت جان کر میں قبیلہ داباندا اور اس کے دشمن اباندا کے متعلق معلومات فراہم کرنے لگا اور بعد میں ظاہر ہوا کہ اپنی تمام تر کوششوں کے باوجود میں اپنی معلومات میں کوئی خاص اضافہ نہ کر سکا۔ کمپانہ اور انگوئی کے دوسرے مشیر وقتاً فوقتاً میرے پاس آتے اور بڑی بے تکلفی سے مختلف موضوعات پر گفتگو کرتے لیکن جب میں پوری گفتگو کو بعد میں اپنے ذہن میں دہراتا اور اہم باتیں الگ کرنے کی کوشش کرتا تو حاصل صفر کے برابر آتا۔

مجھے بتایا گیا کہ کانیک فرار ہو گیا تھا کس طرح؟ بقول داباندا کے اس نے اپنے آپ کو "غیبی انسان" بنا لیا تھا میں تو سمجھتا ہوں کہ اس نے اندھیرے سے فائدہ اٹھایا اور کہیں ادھر چھپ گیا چنانچہ تعاقب کرنے والے اسے تلاش نہ کر سکے نتیجہ یہ ہوا کہ داباندا لوگوں نے یقین کر لیا کانیک اپنے علم کے زور سے غائب ہو گیا تھا۔ یعنی وہ سب کو دیکھ سکتا تھا لیکن کوئی اسے نہ دیکھ سکا۔ رہا یہ سوال کہ فرار ہو کر وہ کہاں گیا تھا تو اس کے متعلق داباندا یقین سے کچھ نہ کہہ سکتے تھے البتہ ان کا خیال تھا کہ کانیک شاید غدار بن گیا تھا اور اباندا کے پاس چلا گیا تھا۔ حالانکہ داباندا لوگوں کی تاریخ میں کبھی کوئی غدار پیدا نہ ہوا تھا۔ یا پھر انہوں نے کہا' وہ وہاں چلا گیا تھا جہاں وہ اب تک قیام پزیر تھا یعنی اسی بستی میں یا اس کے آس پاس جہاں میری اور اس کی پہلی دفعہ ملاقات ہوئی تھی پھر انگوئی کے مشیروں نے کہا' خود کانیک بھی جادوگر تھا اور انگوئی کی بددعا کو روکنے یا اسے ختم کر دینے کے طریقوں سے



ں تھا۔

... سرے معاملات میں نے تحقیقات کرنے کی کوشش کی تو اس کا نتیجہ بھی خاطر خواہ ... نہ ہوا۔ میں نے پوچھا کہ وہ جنگ' جس کی پیشگوئی کی گئی تھی' کب ہونے والی ہے۔ ... ب ملا کہ یقین سے کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

لیکن انہوں نے کہا:

"جنگ ہو گی ضرور اور مقررہ وقت پر ہی ہو گی۔"

کمپانہ اور اس کے ساتھی اس خاتون کے متعلق بھی مجھے کچھ نہ بتا سکے جسے میں قربان ... کے سامنے دیکھ چکا تھا۔ اور جس کا نام تھا "انگوئی' سایہ اور دختر شب" انہوں نے کہا کہ ... نہیں جانتے کہ "انگوئی" کا رنگ سفید کیوں ہوتا ہے اور کس وجہ سے وہ اس پورے ... نے کی ہر عورت سے زیادہ حسین ہوتی ہے۔ وہ صرف یہ جانتے تھے کہ کئی نسلوں سے ... ایسی ہی ہوتی آئی ہے۔ انہوں نے اقرار کیا کہ انگوئی یا دختر شب مون تالاب کے ... ے پر اور قدیم مکانات میں اپنی کنواری ...اسیوں کے ساتھ رہتی ہے۔ انہیں یہ تو ... م تھا یہ مکانات کسی گزرے ہوئے دور میں ان لوگوں نے بنائے تھے جو اس جزیرے پر ... تھے۔ لیکن وہ یہ نہ جانتے تھے کہ ان مکانوں کی ساخت کیسی تھی اور وہاں کا طرز ... اور طریق زندگی کیسا تھا کیونکہ کبھی کوئی شخص اس جزیرے پر نہ گیا تھا۔ وہاں کسی کو ... کی اجازت نہ تھی سوائے دختر شب کے شوہر کے۔

چنانچہ میں نے تحقیقات کا سلسلہ ہی ختم کر دیا کیونکہ اس کا کوئی نتیجہ ظاہر ہوتا ہی نہ تھا ... ہوتا بھی کیسے جب کہ وہ لوگ' جو تمام باتوں سے واقف تھے ہر بات کو راز بنائے گونگے ... چنانچہ اب میں نے ہیس کی مدد سے خود اپنے طور پر مشاہدے کے ذریعہ معلومات ... حاصل کرنے کا فیصلہ کیا۔ میرے لئے چند داباندا پر مشتمل ایک حفاظتی دستے کا انتظام کر دیا ... گیا۔ چنانچہ میں بستی میں گھومنے پھرنے لگا۔ میں نے اس خوابیدہ آتش فشاں کے دہانے ... کے ایک کنارے سے اس سرے تک چھان مارا لیکن کوئی خاص بات نظر نہ آئی۔

... وہاں چھوٹے چھوٹے کرال بکھرے ہوئے تھے جن کی آبادی اتنی تھی کہ انگلیوں

پر شمار کی جاسکتی تھی۔ ان کرالوں کے آس پاس کھیت تھے اور چند چراگاہیں تھیں جن میں مویشی اور بھیڑیں چرا کرتی تھیں۔ بقیہ علاقہ' جو حیرت انگیز حد تک سر سبز و شاداب اور اتنا زرخیز تھا کہ دابانڈا جیسے دس قبائل کو پرورش کر سکتا تھا پراسرار جنگلی جانوروں کے تصرف میں تھا۔ لیکن ان جنگلی جانوروں میں درندے نہ تھے۔ سچ تو یہ کہ پوری دابانڈا لینڈ میں کسی جگہ ایک بھی درندہ نظر نہ آیا۔

یہ جنگلی جانور انسانوں سے اس حد تک مانوس تھے اگر کوئی شخص ان کی ریوڑ کے درمیان چلا جاتا تب بھی وہ خوفزدہ نہ ہوتے۔ میں نے پھر کمپانہ سے پوچھا کہ ایسا کیوں تھا اور جواب ملا کہ ان جانوروں پر سحر کردیا گیا تھا اور یہ وجہ بھی تھی کہ ان کا شکار نہ کیا گیا تھا۔ میں نے پوچھا کہ کیوں ان کا شکار نہ کیا جاتا تھا۔ جواب ملا اس لئے کہ یہ جانور "تابو" یا مقدس تھے اب پہلی دفعہ یہ انکشاف ہوا کہ دابانڈا کا یہ عقیدہ تھا کہ مرنے کی بعد انسانوں کی روحیں یا ان کے قبیلے کے چند خاص افراد کی روحیں جانوروں میں چلی جاتی ہیں اور یہ بھی عقیدہ تھا کہ اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی کی روح اس کے پیدا ہونے سے پہلے کسی جانور میں ہوتی ہے۔

چنانچہ یہی وجہ ہے کہ دابانڈا لینڈ میں کبھی کوئی کسی بھی جانور کا شکار نہ کرتا تھا اور آپ جانئے کون ایسا ہوگا جو اپنے دادا یا دادی اپنے ہونے والے بچے کو بھالا مار کر ہلاک کرنا پسند کرے۔

دوسرا سوال میں نے انگوئی یا دختر شب کے مشیر اعلیٰ کمپانہ سے ان ہاتھیوں کے متعلق پوچھا جو ایک رات جنگل میں جمع ہوئے تھے اور بعد میں ہمارا تعاقب کرتے ہوئے ہمارے پڑاؤ تک چلے آئے تھے اور کانیک کو دیکھ کر لوٹ گئے تھے۔ جواب ملا کہ کبھی یہ ہاتھی یا ان کے اجداد دابانڈا لینڈ میں رہا کرتے تھے لیکن چونکہ بڑے شریر تھے اس لئے انہیں یہاں سے نکال دیا گیا یا بقول کمپانہ "ان سے درخواست کی گئی کہ یہ علاقہ چھوڑ کے چلے جائیں اور وہ چلے گئے۔"

دابانڈا لینڈ کا پورا علاقہ بے حد زرخیز تھا۔ بارشیں خوب ہوتی تھیں اور ان گنت چشمے



ہانے کو سیراب کرتے تھے۔ چنانچہ چراگاہیں موجود تھیں جس میں مویشی اور بھیڑیں لتی تھیں۔ مویشی اور بھیڑیں کثرت سے تھیں چنانچہ پوری دابانڈا آبادی جو دودھ اور ل جاتا تھا اور انہیں اپنی خوراک حاصل کرنے کے لئے شکار کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ چنانچہ یہ ہے میری تحقیقات کا نتیجہ یہاں میں یہ بتادوں کہ میری ان تحقیقات کا رف دابانڈا لینڈ تک محدود تھا۔ کیونکہ مجھے اوپر' دہانے کے سرے یا چوٹی تک جانے اجازت نہ تھی۔ اور اب میری تمام تر توجہ کا مرکز مقدس جنگل اور مقدس تالاب تھا۔

ب میں جنگل میں جانے اور تالاب مقدس کے دیدار کرنے کے لئے بے تاب تھا۔ جب میں نے اپنی اس خواہش کا اظہار کمپانہ سے کیا تو اس نے فوراً موضوع بدل دیا۔ ری دفعہ میں نے پھر اس سے یہی بات کہی تو وہ خاموش ہو رہا۔ اور پھر پورے چاند کی کو اس نے کہا کہ اگر میں چاہوں تو وہ مجھے جنگل میں اور وہاں سے مقدس تالاب لے جاسکتا ہوں کہ میں چاندنی میں اس کا "جلال" دیکھ سکوں اس نے کہا کہ دن کے وقت میں جانے کی سخت ممانعت ہے تالاب کے "درشن" کرنا تو خیر دور کی بات ہے۔

غالباً یہ کہنے کی ضرورت نہیں کی میں خوشی سے اچھل پڑا۔ کمپانہ ہیس کو ساتھ لے کے لئے تیار نہ تھا لیکن جب میں نے اصرار کیا تو وہ مان گیا چنانچہ ہم دونوں تیار ہو گئے چاند کے طلوع ہونے کی تھوڑی دیر بعد کمپانہ کی راہبری میں چل پڑے۔

اور پانچ منٹ بعد ہی ہم گویا اندھیرے کھڈ میں تھے۔ اس جنگل میں دن کے وقت بھی را رہتا ہوگا اور رات کے وقت تو' حالانکہ وہ پورے چاند کی رات تھی۔ یوں معلوم تھا جیسے ہم کوئلے کی کان میں اتر آئے ہوں۔ کمپانہ ہمارے آگے تھا۔ اس نے ایک کی بیل کاٹ کر اس کا ایک سرا پکڑ رکھا تھا اسی بیل کا درمیانی حصہ میں اور دوسرا سرا نے پکڑے ہوئے تھا۔ چنانچہ ہم ایک قطار میں چل رہے تھے۔ آگے کمپانہ تھا' اس کے بعد اور اس سے چند فٹ دور میں تھا اور میرے پیچھے ہیس۔

قارئین کے دل میں لامحالہ یہ سوال پیدا ہوگا کہ اس اندھیرے میں کمپانہ کس طرح سکتا تھا'

اس سوال کا سیدھا سا جواب یہ ہے کہ۔ میں نہیں جانتا۔ البتہ یہ ضرور کہوں گا کہ وہ بڑی مہارت اور صفائی سے کسی ایسے راستے پر ہمیں لئے جا رہا تھا جسے ہم دیکھ نہ سکتے تھے یہ راستہ درختوں کے موٹے موٹے تنوں سے کترا کر اور گرے ہوئے درختوں کا چکر کاٹ کر گزر رہا تھا۔ اس طرح ہم کئی گھنٹوں تک چلتے رہے۔ کہیں کہیں بوڑھے درختوں کے پتے جھڑ گئے تھے۔ اور یہ اکا دکا درخت ننگے کھڑے تھے اور یہی وہ مقامات تھے۔ جہاں سے آسمان میں چاند اور جنگل میں چاندنی کا ایک داغ سا نظر آجاتا۔

آخر کار یہ اندھیرا اور جنگل دفعتاً" ختم ہو گیا اور اب ہم وسیع و عریض جھیل کے کنارے کھڑے ہوئے تھے۔ موسم باراں میں یہ پورا ساحل زیر آب رہتا ہوگا۔

چاندنی میں چمکتی ہوئی پانی کی یہ وسیع و عریض چادر بے حد ویران اور مہیب معلوم ہو رہی تھی اس کے باوجود' مجھے اعتراف ہے کہ پورا منظر بے حد حسین تھا لیکن یہ ایسا حسن تھا جسے وحشت انگیز کہنا مناسب ہوگا شب زندہ دار پرندوں کے بازوؤں کی سائیں سائیں اور کبھی کبھار ٹراتے ہوئے کسی مینڈک کی آواز کے علاوہ اور کوئی آواز سنائی نہ دے رہی تھی پورا جنگل خاموش تھا۔ یہاں کی خاموشی اور عجیب ہیبت طاری کر رہی تھی۔ اس جنگل میں' معلوم ہوتا ہے' ایک بھی جانور نہ تھا۔ حتیٰ کہ تالاب میں کسی ایک مچھلی کے تیرنے کی ہلکی اور مبہم سی آواز بھی سنائی نہ دے رہی تھی۔ چنانچہ اگر قبیلہ واباندا کے لوگ اس جنگل اور تالاب کو آسیب زدہ سمجھتے تھے تو اس میں تعجب کی کوئی بات نہ تھی۔ دور جھیل کے عین بیچ میں مجھے ایک جزیرہ نظر آرہا تھا۔ یہی وہ جزیرہ تھا جو دختر شب کی قیام گاہ تھی۔ میں نے دیکھا کہ یہ جزیرہ کافی بڑا تھا اور اندازہ لگایا کہ کوئی ایک میل تک لمبا ہوگا لیکن یہ نہ معلوم کر سکا کہ اس کی چوڑائی کتنی تھی اس کے علاوہ جزیرے پر اگے ہوئے تاڑ کے درختوں کے جھنڈ میں چند عمارتیں بھی دیکھ سکتا تھا۔

میں نے فوراً اپنی وہ دوربین نکالی جس میں رات کے وقت دیکھنے کے لئے ایک خاص قسم کے لینس لگے ہوئے تھے۔ دوربین اپنی آنکھوں سے لگا کر جزیرے کا معائنہ کیا تو معلوم ہوا کہ جزیرے پر کی عمارتیں عظیم الشان تھیں اور ان کی دیواروں اور ستونوں پر نقش



و نگار اور مورتیاں کندہ کی ہوئی تھیں۔ یہ عمارتیں سنگ مرمر کی تو نہ تھیں البتہ سنگ خارا کی معلوم ہوتی تھیں اور ان کے سامنے بڑے بڑے دروازے یا پٹ تھے۔ جن میں نصف کے قریب شکستہ اور کھنڈر ہو چکے تھے۔ رہا ان کا طرز تعمیر تو وہ افریقہ کی کسی بھی عمارت سے مشابہ نہ تھا۔

بہر حال وہ مصر کے قدیم ہیکلوں اور مندروں کے کھنڈروں کی طرح ضرور دکھائی دیتے تھے چنانچہ وہ دروازے باب ہائے ہیکل ہو سکتے تھے اور نقش و نگار ایسے ہی ہو سکتے تھے جیسے مصر کے قدیم ہیکلوں کی دیوار پر دیکھے جا سکتے ہیں۔ بڑے بڑے صحن اور عظیم الشان ستون بے شک وہ مصر کے ہیکلوں کی ہی طرح تھے۔ چنانچہ کیا یہ ممکن ہے کہ مصریوں نے یہ عمارتیں بنائی ہوں؟ کیا یہ ممکن نہ تھا کہ مصر سے کوئی قوم وہاں کا طرز تعمیر اپنے ساتھ لے کر اور ترک وطن کر کے یہاں آگئی اور بس گئی ہو؟ یہ ممکن نہ تھا یا پھر یہ بھی ہو سکتا تھا کہ یہاں کا کوئی قبیلہ مصر چلا گیا ہو اور وہ اس خاص قسم کے طرز تعمیر کرنے کے نقشے لے آئے ہوں۔ واباندا لینڈ میں وہ پلیٹ فارم' جو مکمل اہرام یا اہرام کی بلند چوکی کی طرح تھا اور جس پر قربان گاہ تھی' میرے اس اندازے کو بہت حد تک صحیح ثابت کر رہا تھا۔

چنانچہ میں کمپانہ کی طرف گھوم گیا اور اس سے کئی سوالات پوچھ ڈالے لیکن ہر دفعہ کی طرح اس دفعہ بھی وہ کوئی اطمینان بخش جواب نہ دے سکا۔ اس نے کہا کہ وہ اس جزیرے میں بھی اپنے "خاکی جسم" کے ساتھ گیا ہی نہیں وجہ وہی تھی جس کا ذکر وہ پہلے بھی کر چکا تھا یعنی جزیرے پر کسی بھی شخص کو سوائے دختر شب کے شوہر کے' جانے کی اجازت نہ تھی البتہ اس نے کہا کہ جزیرے پر کی عمارتیں بڑی مضبوط اور عظیم الشان تھیں' ہزاروں سال سے جوں کی توں قائم تھیں اور یہ زمانے کی گردشیں اسے کوئی نقصان نہ پہنچا سکی تھیں یہ معلوم نہ تھا کہ وہ عمارتیں کس نے بنوائی تھیں یا کون سا قبیلہ وہاں رہتا تھا۔ اس قبیلے اور ان عمارتوں کے متعلق واباندا لوگوں میں کوئی روایت نہ تھی۔ البتہ عمارتوں کی دیواروں اور ستونوں پر کے نقش و نگار شاید اس قبیلے پر' جو وہاں آباد تھا' یا ان کے رہنے والوں کے حالات پر کچھ روشنی ڈال سکتے تھے کم سے کم کمپانہ کا تو ایسا ہی خیال تھا۔

صدیوں سے یہ عمارتیں انگوئی اور اس کی داسیوں کی رہائش گاہ کا کام دیتی چلی آئی تھیں اور نہ صرف وہ عمارتیں بلکہ پورا جزیرہ مقدس سمجھا جاتا تھا۔

"میں نہیں جاسکتا اس جزیرے پر؟" میں نے پوچھا

کمپانہ کے ہونٹ طنزیہ مسکراہٹ کی صورت میں کھنچ گئے۔

"جاسکتے ہیں" وہ بولا "بشرطیکہ آپ ماہر پیراک ہوں اور اگر آپ اتنا طویل فاصلہ طے کرکے اور تیر کر جزیرے تک پہنچ بھی گئے تو وہاں کی عورتیں آپ کے ٹکڑے اڑادیں گی۔"

اب میں سوچتا ہوں کہ کمپانہ نے یہ محض مجھے خوفزدہ کرنے کی غرض سے کہا تھا۔ بلکہ میں تو سمجھتا ہوں کہ جزیرے پر رہنے والی داسیاں یا جیسا کہ کمپانہ نے کہا تھا۔ "انگوئی کی کنیزیں"۔ عمر بھر کنواری رہتی ہیں۔ اور کی اپنے جنسی جذبات اور خواہشات کو دبانے اور مارنے کی کوششیں کیا کرتی ہیں چنانچہ اگر میں جزیرے پر چلا گیا ہوتا تو وہ مجھے دیکھ کے نہ صرف خوش ہوجاتیں بلکہ مجھے ہاتھوں ہاتھ لیتیں۔ بہرحال میں اس جزیرے پر نہ گیا اور اس کا مجھے آج تک افسوس ہے۔ آپ پوچھیں کہ میں کیوں نہ گیا؟ کیا میں خوفزدہ تھا؟ جی نہیں۔ میں نے تاریخ میں پڑھا تھا' اور شاید آپ نے بھی پڑھا ہو کہ قدیم یونان میں جب کوئی مرد عورتوں کے گھر میں گھس پڑتا تھا تو وہاں کی عورتیں اس مرد سے اس وقت تک اپنی خواہشات پوری کیا کرتی تھیں جب تک کہ وہ مرد دنیا سے اکھڑ نہ جاتا تھا۔ بس میں اپنی حالت قدیم یونان کے اس بدقسمت مرد کی سی بنوانا نہ چاہتا تھا۔

میں نے ان داسیوں کے متعلق کمپانہ سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ جب کوئی داسی یا چند داسیاں مرجاتی ہیں تو ان کی جگہ پر کرنے کے لئے بستی سے ایسی لڑکیاں منتخب کرلی جاتی ہیں جن کی عمر بارہ سال سے زیادہ نہیں ہوتی ان منتخب شدہ لڑکیوں کو جزیرے پر بھیج دیا جاتا ہے۔

جب میں کمپانہ سے یوں مصروف گفتگو تھا تو ہیس نے' جس کی نظر عقاب کی طرح تیز تھی' ڈچ زبان میں کہا:



"ہاں! وہ دیکھو اس بڑے گھر میں سے عورتوں باہر آرہی ہیں۔"

میں نے جلدی سے اپنی دوربین اٹھا کر آنکھوں سے لگالی۔ ہیس نے غلط نہ کہا تھا۔ سفید پوش عورتوں کا ایک پورا جلوس ایک بڑے محرابی دروازے میں سے نکل کر جھیل کی طرف بڑھ رہا تھا۔ جھیل کنارے پہنچ کر وہ عورتیں یا جو کچھ بھی وہ تھیں کشتیوں میں سوار ہوگئی ہوں گی۔ بہرحال جھیل کے کنارے پر تاڑ کے درختوں کا جھنڈ تھا چنانچہ میں ان عورتوں کو کشتی میں سوار ہوتے نہ دیکھ سکا تھوڑی دیر بعد ہی نظر آیا کہ تین ڈونگے۔ ڈونگے میں پانچ یا چھ عورتیں بیٹھی ہوئی تھیں۔ ہماری طرف بڑھے چلے آرہے تھے ان ڈونگوں پر نظر پڑتے ہی پہلا خیال مجھے یہ آیا کہ اگر واقعی جزیرے پر کوئی مرد نہ تھا تو پھر یہ ڈونگے کس نے بنائے تھے؟

میں نے شوق سے بے تاب ہو کر پوچھا کہ چونکہ میں ان سے ملنے نہیں جاسکا تو ایسا تو نہیں کہ یہ عورتیں مجھ سے ملنے آرہی ہوں۔ ایک بار پھر کمپانہ کے ہونٹوں پر طنزیہ مسکراہٹ ناچ اٹھی اور اس نے نفی میں سرہلا دیا۔

میں دم بخود سا کھڑا ڈونگوں کو ہماری طرف بڑھتے دیکھتا رہا۔ ہم سے کوئی دو سو گز کے فاصلے پر ڈونگے ٹھہر گئے اور ان ڈونگوں میں بیٹھی ہوئی عورتوں نے ایک آواز ہو کر کوئی گیت گانا شروع کیا۔ اس خاموشی میں ان کے گیت کے بول ہمیں صاف سنائی دے رہے تھے۔

"کیا کررہی ہیں وہ؟" میں نے پوچھا "پورے چاند کے حضور نذر پیش کررہی ہیں"

"جی ہاں آقا"۔ کمپانہ نے جواب دیا۔ "صرف نذر پیش کررہی ہیں۔ بلکہ کچھ اور بھی کررہی ہیں۔"

وہ واقعی "کچھ اور بھی" کررہی تھیں۔ کیونکہ درمیانی ڈونگے کی عورتوں نے جھک کر کوئی چیز اٹھائی جو سفید کپڑوں میں لپٹی ہوئی تھی انہوں نے یہ لمبی چیز آہستہ سے جھیل میں چھوڑ دی۔ ایک چھپاکے کی آواز سنائی دی اور جھیل کے اندھیرے پانیوں نے اسے نگل لیا۔

"تو جلوس جنازہ تھا یہ" میں نے کہا

"ہاں آقا! وہ دیکھئے اسی جگہ پھول برسائے جا رہے ہیں۔ ہاں اس لاش کو ڈالا گیا ہے"
کمپانہ نے کہا

کمپانہ کا جواب سیدھا سا تھا لیکن اس کی آواز اور لہجہ اس قدر معنی خیز اور پراسرار تھا کہ میں کانپ گیا اور ان گنت شکوک میرے دل میں سر اٹھانے لگے کیا واقعی وہ لاش تھی جسے جھیل میں پھینکا گیا تھا؟ کہیں ایسا تو نہ تھا کہ وہ زندہ ہو؟ کہیں یوں تو نہ تھا کہ ان سفید کپڑوں میں لپیٹے ہوئے انسان کو زندہ بھینٹ چڑھا دیا گیا ہو اور بھینٹ چڑھانے کا طریقہ یہی ہو جو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا؟ بعد میں ہیس نے قسم کھا کر کہا اس نے سفید کپڑوں میں لپٹی ہوئی چیز کو تڑپتے ہوئے دیکھا تھا۔ لیکن چونکہ میں نے ایسی کوئی بات نہ دیکھی تھی اس لئے میں نے اسے ہیس کا وہم سمجھ لیا۔

بہرحال یہ پوری رسم' خواہ وہ تجہیز و تکفین کی رسم ہو یا' بھینٹ چڑھانے کی بڑی ہیبتناک تھی۔ اس قدر ہیبت ناک کہ میری ریڑھ کی ہڈی میں ٹھنڈک کی لہر سی دوڑ گئی اور جب وہ داسیاں یا جو کچھ بھی وہ تھیں اپنے ڈونگوں کو موڑ کر جزیرے کی طرف کھینے لگیں تو میں نے اطمینان کا سانس لیا۔

"آقا! اب ہمارے واپس چلنے کا وقت آگیا ہے"۔ کمپانہ نے کہا

اور میں فوراً تیار ہوگیا۔ کیونکہ اس جھیل اور جزیرے سے یقیناً شیطانی قدریں وابستہ تھیں۔ داباندا اس جھیل کو مقدس کہتے تھے۔ لیکن میں محسوس کر رہا تھا کہ اس جھیل اور جزیرے سے زیادہ ناپاک اور شیطانی مقام کوئی اور نہ ہوگا۔ اس جزیرے پر صدیوں پرانی عمارتیں تھیں جہاں پراسرار ہستیوں نے اپنے بھٹ بنا رکھے تھے اور یہ ہستیاں یا عورتیں پورے چاند کے حضور چڑھاوے چڑھاتی تھیں جس طرح کہ قدیم مصری ہاتوریانوت کے حضور قربانیاں پیش کیا کرتے تھے اور ان کے' قدیم مصریوں کے یہ چڑھاوے انسانی شکل اور انسانی قدوقامت کے ہوا کرتے تھے۔ اگر جزیرے والیوں کا معاملہ ایسا ہی تھا تو پھر یہ جنگل بھی شیطانی تھا اور اس کا ثبوت مجھے بہت جلد مل گیا۔



کمپانہ کی راہبری میں ہم پھر اندھیرے جنگل میں داخل ہوئے اور جس طرح جھیل تک آئے تھے اسی طرح واپس چلے۔ یعنی اس طرح کہ کمپانہ آگے تھا۔ اس نے بیل کے رسے کا سرا پکڑ رکھا تھا۔ جب ہم بستی سے تالاب کی طرف آ رہے تھے تو میں خوش اور میرا دل شوق تجسس سے پر تھا۔ لیکن اب جب ہم جھیل سے لوٹ رہے' میرا دل کچھ بجھا بجھا سا تھا اور میرے پورے وجود پر ایک عجیب طرح کی ناقابل فہم ہیبت طاری تھی۔ ایسا غالباً اس لئے تھا کہ میں نے جو کچھ دیکھا تھا اس کی وجہ سے میرے اعصاب جھنجھنا اٹھے تھے بہرحال اپنے ان جذبات سے چھٹکارا حاصل کرنے اور جنگل کی مہیب خاموشی سے اپنا دھیان ہٹانے کی غرض سے میں ہیس سے' جو میرے پیچھے تھا' ضرورت سے زیادہ بلند آواز میں باتیں کرنے لگا۔

ہماری گفتگو کو یہاں لفظ بہ لفظ نقل کرنے کی کوئی ضرورت نہیں چنانچہ صرف یہ کہہ دینا کافی ہوگا کہ ہم داباندا' ان کے توہمات اور ان کے جادو کے متعلق' جن پر مجھے یقین نہ تھا' باتیں کر رہے تھے اور وہ بھی کبھی ڈچ اور کبھی انگریزی زبان میں کمپانہ ہماری باتیں سمجھ نہ سکے۔ میں داباندا کے جادو اور ان کی دیوی پر کڑی تنقید کر کے اس بات اعلان کر رہا تھا کہ یہ سب بکواس ہے۔ ہیس فطرتاً باتونی تو تھا ہی چنانچہ وہ مجھ سے باقاعدہ بحث کرنے لگا اور آخر میں کہا کہ داباندا لوگ' کانیک سے لے کر کمپانہ تک' شیطان کے چیلے تھے۔

اس وقت کمپانہ نے گھوم کر ہماری طرف دیکھا اور کرخت آواز میں اور قدرے خفگی سے کہا مقدس جنگل میں اس طرح اونچی آواز میں باتیں کرنا مناسب نہیں مبادا وہ روحیں خفا ہو جائیں جو اس جنگل میں رہتی ہیں۔

دفعتاً مجھے غصہ آگیا اور میں نے چیخ کر کہا:

کمپانہ! آخر تم نے ہمیں سمجھ کیا رکھا ہے کہ تم جنگل کی روحوں کا نام لے لے کر ہمیں خوفزدہ کرنا چاہتے ہو؟ میں نہ روحوں میں یقین رکھتا ہوں اور نہ بھوتوں میں پھر اس خیالی مخلوق کا نام لے کر مجھے خوفزدہ کرنے کی۔۔۔۔ ہر کوشش بے کار ہے۔

اس وقت ہم ایک ایسی جگہ جہاں ایک دو درخت جڑ میں سے اکھڑ گئے تھے اور چاندنی

اس خوفناک جنگل میں اتر آئی تھی۔ میری بات سن کر کمپانہ نے دفعتاً" گھوم کر میری طرف دیکھا تو اس کے بشرے سے عجیب طرح کے دھمکی آمیز جزبات عیاں تھے۔

"آقا میکو میزن" وہ بولا۔ "میری درخواست ہے آپ سے کہ آپ اتنی بلند آواز میں باتیں نہ کیجئے اور براہ کرم جنگل کی روحوں کا مذاق نہ اڑایئے۔"

کمپانہ کے ان الفاظ نے مجھے اور بھی غصہ دلادیا۔ کیا مطلب تھا۔ اس بے دین کمپانہ کا؟ کیا وہ سمجھ رہا تھا کہ وہ اپنے کافرانہ توہمات کی کیچ سے میرا منہ بند کردے گا؟ قطعی نہیں۔ چنانچہ مجھے ضد سی آگئی اور میں ہیس سے بحث کرنے لگا اور اس دفعہ میری آواز اور بھی بلند تھی اور ہیس نے بحث کا آغاز کرنے سے ایک سخت بات کہی جس نے مجھے بے چین کردیا۔

"میکو میزن"! وہ بولا۔ "تم اس قدر اونچی آواز میں اس لئے چیخ رہے ہو کہ تم حد سے زیادہ خوفزدہ ہو اور خود اپنی آواز کے ذریعہ اپنا خوف دور کرنا یا اسے دبانے کی کوشش کرنا چاہتے ہو لیکن یہ سب بے کار رہے کیونکہ دنیا میں روحیں بھی ہیں اور بھوت بھی۔"

اور پھر کسی چڑیل کا کوئی قصہ بیان کرنے لگا جو اسی قسم کے کسی جنگل میں رہتی تھی اور جس کے قبضے میں بہت سی روحیں تھیں اور بھوت بھی۔

"لیکن نہ تو تمہیں ڈرنے کی ضرورت ہے اور نہ مجھے" اس نے کہا۔ "کیونکہ تمہارے والد، جو آسمان پر پہنچ گئے ہیں، ہماری حفاظت کررہے ہیں۔

میں سمجھتا ہوں کہ اس جنگل کی خاموشی میں کوئی خاص بات تھی یا پھر اس بو میں کوئی خاص بات تھی۔ جو جنگل کے ہرے درختوں، جھاڑیوں، بیلوں اور گھاس وغیرہ سے اٹھ رہی تھی کیونکہ میرا غصہ دم بہ دم بڑھتا ہی جارہا تھا چنانچہ میں نے ہیس کو بری طرح سے ڈانٹ دیا اور کڑک کر کہا: "اگر اب تم نے بھوتوں اور چڑیلوں کے سلسلے میں میرے والد کا نام لیا ہے تو خدا کی قسم میں تمہارا منہ توڑ دونگا۔"

عین اس وقت ہم پھر ایک ایسی جگہ پہنچ گئے جہاں ایک تناور درخت اکھڑ گیا تھا اور اپنے ساتھ بہت سے چھوٹے چھوٹے درختوں کو لے کر زمین پر آرہا تھا۔ یہاں پھر چاندنی



جنگل کے اندھیرے قلب میں اتر آئی تھی۔ اب ہم اس گرے ہوئے درخت سے کترا کے گزر رہے تھے تو دفعتاً" کمپانہ ہماری طرف گھوم گیا۔

"سفید فام اجنبی!" وہ بولا۔ "میں نے تمہیں سمجھانے کی کوشش کی اور تمہیں خبردار بھی کیا لیکن تم نے میری نہ سنی۔ بس اب میں کچھ نہ کہوں گا۔"

میں نے کمپانہ کی طرف دیکھا تو ایک دم سے چونک پڑا۔ مجھے یوں معلوم ہوا جیسے اس کے خدوخال یکایک بدل گئے ہوں۔ اب وہ کمزور بوڑھا نہ تھا۔ جس کے چہرے پر جھریاں اور بشرے پر ملائمت ہوا کرتی تھی۔ اب اس کے بشرے سے خوفناک کرختگی عیاں تھی۔ اس کا قد ایک دم سے لمبا ہوگیا تھا اور اس کی آنکھیں غار کے اندھرے میں بیٹھے ہوئے ببر کی آنکھوں کی طرح سلگ رہی تھیں۔

سچ مچ اس کی آنکھوں کی جگہ دو انگارے روشن تھے۔

میں جانتا تھا اور اس کا مجھے کئی دفعہ تجربہ بھی ہوچکا تھا کہ چاندنی میں اور وہ بھی جب اندھیرے جنگل میں چاندنی کا صرف داغ ہی ہو تو اس میں کسی بھی آدمی کے نقوش بدلے ہوئے نظر آتے ہیں۔ رہی یہ بات کہ کمپانہ کا قد بھی لمبا ہوگیا تھا تو یہ غالباً اس لئے تھا کہ وہ گرے ہوئے درخت کی جڑ پر کھڑا ہوا تھا۔ چنانچہ میں نے کمپانہ کو اس بظاہر حیرت انگیز تغیر کو کوئی اہمیت نہ دی اور اس شخص کی طرح جسے نشے میں اپنے پرائے کا ہوش نہ رہا ہو ہیس پھر سے بلند آواز میں گفتگو کرنے لگا۔ کمپانہ خاموشی سے آگے بڑھ گیا میں بیل کا درمیانی حصہ پکڑے اس کے پیچھے چلا۔ ایک بار پھر ہم جنگل کے اندھیرے میں تھے۔ ہم چند قدم ہی آگے بڑھے تھے کہ میں درخت کے تنے سے ٹکرا گیا اور پیچھے آتے ہوئے ہیس کی بندوق کی نالی میری پیٹھ میں کھب گئی۔

"کمپانہ! یہ تم کہاں جارہے ہو؟" میں نے اپنی ناک سہلاتے ہوئے غصے سے پوچھا لیکن کمپانہ نے کوئی جواب نہ دیا چنانچہ اسے اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے میں نے اس بیل کو، جو رسہ کا کام دے رہی تھی، ایک جھٹکا دیا۔ بیل ایک دم سے کھنچ گئی اور اس کا اگلا سر تڑاخ سے میرے منہ پر آلگا۔ بیل کے اگلے سرے کوئی بھی پکڑے ہوئے نہ تھا۔

"ہیس!" میں نے کہا۔ "کمپانہ کم بخت ہمیں چھوڑ کر چلا گیا ہے۔"

"ہاں باس! میں پہلے سے ہی جانتا تھا کہ ایسی کوئی بات ضرور ہوگی کیونکہ باس تم پچھلے آدھے گھنٹے سے جنگل کے بھوتوں کا مذاق اڑا رہے ہو۔ اور کمپانہ شاید کوئی بھوت ہی ہے۔"

چند ثانیوں کے توقف کے بعد میں نے کہا:

"چلو ہیس ہم اس جگہ چلتے ہیں جہاں گرے ہوئے درخت کی وجہ سے چاندنی نیچے اتر آئی ہے۔"

"وہاں جاکر ہم کیا کریں گے۔"

"صورت حال پر غور کریں گے؟"

"ٹھیک ہے باس۔ چنانچہ چلو باس۔ تم آگے چلو کیونکہ میں نہ تو راستے سے واقف ہوں اور نہ ہی اندھیرے میں اپنے پیروں کے نشانات دیکھ سکتا ہوں۔"

چنانچہ میں پلٹ کر چل دیا۔ لیکن ابھی ہم دس قدم بھی نہ چلے تھے کہ میں ایک درخت سے ٹکرا چکا تھا اور اس قدر زور سے کہ میرا دماغ حقیقت میں ہل گیا۔ اس درخت سے بغل گیر ہونے کے بعد آگے بڑھا۔ تو تھوڑی دیر بعد ہی ایک دلدل کی چکنی کیچ میں گھٹنوں تک دھنسا ہوا تھا بڑی کوششوں اور دقتوں کے بعد ہیس نے مجھے اس بدبودار دلدل سے باہر گھسیٹ لیا۔ ہم پھر چل پڑے لیکن اس طرح کہ میرے جوتوں میں کیچ اور پانی بھرا ہوا تھا اور وہ خاصے وزنی ہو رہے تھے۔ پانچ قدم صرف پانچ قدم اور میں ایک خاردار جھاڑی میں الجھا ہوا تھا۔ اس جھاڑی سے اپنا آپ چھڑایا تو ایک ابھری ہوئی جڑ سے ٹھوکر کھا کر اوندھے منہ گرا میں اٹھ کر بیٹھ گیا اور بے اختیار میرے منہ سے وہ شرمناک الفاظ نکل گئے جنہیں میں یہاں نہیں لکھ سکتا۔

"باس! اتنے بڑے اور ایسے اندھیرے جنگل میں راستہ چلنا بہت مشکل ہوتا ہے۔" ہیس نے بڑی رکھائی سے کہا۔ "اب باس کیا ارادہ ہے؟"

"جب تک دن طلوع نہیں ہوتا ہم یہیں بیٹھتے ہیں۔ بشرطیکہ اس دوزخی جنگل میں دنا



طلوع ہوتا ہو۔" میں نے جواب دیا اور اپنا پائپ نکال کر دانتوں میں دبالیا۔ معلوم ہوا کہ دیا سلائی کی ڈبیہ میری جیب میں نہ تھی۔ جب میں ٹھوکر کھا کر اوندھے منہ گرا تھا تو ڈبیہ شاید میری جیب سے نکل گئی تھی۔

"ہیس! تمہارے پاس تو دیا سلائی کی ڈبیہ ہوگی؟" میں نے کہا۔

ہیس نے اپنی جیب سے ڈبیہ برآمد کی۔ ایک تیلی نکال کر جلائی اور پہلے خود اپنا پائپ سلگانے کے بعد اس نے سلگتی ہوئی تیلی مجھے دے دی میں نے تیلی اپنی شہادت کی انگلی اور انگوٹھے سے پکڑی تو دیکھا شعلہ الف کی طرح کھڑا تھا غالباً اس لئے کہ اس منحوس جنگل میں ہوا نام کو نہ تھی۔ میں تیلی کو اپنے پائپ کی طرف لے ہی گیا تھا کہ کسی نے پھونک مار کر اسے بجھادیا۔

"ہیس یہ کیا حرکت تھی؟" میں نے غصے سے پوچھا۔ "تمہارے خیال میں میں جنگل کو آگ لگانے جا رہا تھا؟"

"ہاں باس..."

"کیا باس..."

"کیا آ آ..."

"میرا مطلب نہیں باس۔"

"یہ کیا بک رہے ہو تم۔"

"بک یہ رہا ہوں باس کہ تیلی میں نے نہیں بجھائی ہے۔"

"تو پھر کس نے بجھایا اسے؟"

"بندر نے۔"

"ایں۔"

"ہاں باس۔ بندر نے اس کے بھونڈے اور خوفناک چہرے کی جھلک مجھے نظر آگئی تھی۔" ہیس نے جواب دیا اور اس کی آواز سے پتہ چلا تھا کہ وہ بے حد خوفزدہ تھا۔

"بکواس ہے سب۔ دوسری تیلی دو مجھے" میں نے کہا۔

ہیس نے بادل ناخواستہ میرے اس حکم کی تعمیل کی۔ میں نے تیلی جلائی لیکن اس سے پہلے کہ میں اس سے اپنا پائپ سلگاتا اسے پھر کسی نے پھونک مار کے بجھا دیا۔ غالباً یہ ہوا کے جھونکے تھے جو درختوں اور جھاڑیوں کے درمیان ٹھہر ٹھہر کے بہہ رہے تھے۔

بہرحال میری تمباکو پینے کی طلب ایک دم سے ختم ہو گئی اور میں نے ہیس سے کہا کہ ہمیں تیلیاں ضائع نہیں کرنی چاہئیں کیونکہ ان کا ذخیرہ پہلے سے ہی ہمارے پاس کم رہ گیا تھا۔ ہیس نے مجھ سے اتفاق کیا اور میری پیٹھ سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔ یوں بیٹھنے کی وجہ اس نے بتائی کہ سردی محسوس کر رہا تھا۔ ہیس نے یہ جھوٹ کہا تھا کیونکہ وہ جنگل دوزخ کے بھوبھل کی طرح گرم تھا اور ہم دونوں ہی پسینے میں نہا رہے تھے۔

"ہیس۔ اب خاموش اور بے حرکت بیٹھے رہو۔ میں سونے جا رہا ہوں صبح ہو جائے تو مجھے بیدار کر دینا۔" میں نے کہا۔

ابھی یہ الفاظ میرے منہ سے نکلے ہی تھے کہ میں نے ہنسی کی آواز سنی صاف طور سے سنی۔ عجیب ہنسی تھی۔ یہ بھیانک اور غیرارضی۔ ہنسی کی یہ آواز پہلے ایک طرف سے اور پھر دوسری طرف سے سنائی دی۔

"وہ الو کا پٹھا کمپانہ ہمیں بے وقوف بنا رہا ہے۔" میں نے کہا۔ "اگر میں نے اسے پکڑ لیا تو پھر وہ ہنسنے کی بجائے روئے گا۔"

"ہاں باس لیکن وہ تمہارے ہاتھ آئے گا کس طرح کیونکہ وہ تو اب چاروں طرف سے ہنس رہا ہے۔ کمال ہے کہ وہ بیک وقت چاروں سمتوں میں موجود ہے اور....."

دفعتاً بھیانک قہقہوں میں ہیس کی آواز ڈوب گئی۔

ہیس نے غلط نہ کہا تھا۔ قہقہوں کی آوازیں واقعی چاروں طرف سے آ رہی تھیں۔ دائیں اور بائیں سے اور آگے اور پیچھے سے حتیٰ کہ اوپر سے بھی۔

"کیا ہے یہ..... لکڑ بھگے؟" میں نے پوچھا۔

نہیں باس..... بھوت ہیں یہ..... تمہیں بھی اس منحوس جنگل میں داخل ہونے اور اس منحوس تالاب کو دیکھنے کی کیا دھن سمائی تھی جس میں عورتیں مردوں کو یا شاید زندوں کو ڈبو



...ہیں؟ یہاں تک تو خیر ٹھیک تھا۔ لیکن باس! سمجھ میں نہیں آتا کہ تمہیں کیا ہو گیا تھا کہ ...خواہ بھوتوں کا مذاق اڑا رہے تھے؟ میں باس اب تمہارے والد کو مدد کے لئے پکار رہا ہوں ...اگر وہ بھی ہماری مدد نہ کر سکے تو پھر کوئی ہماری مدد نہ کرے گا۔"

میں نے کوئی جواب نہ دیا۔ کیونکہ جب ہیس پر ایسا موڈ طاری ہو تو پھر اس سے بحث ...ول ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ میں بازگشت کے نظریئے پر غور کر رہا تھا کہ کسی خاص جگہ ...طرح ایک ہی آواز بیک وقت چاروں طرف سے سنائی دیتی ہے۔ ان قہقہوں کو میں ...شت کے نظریہ پر یقین کرنے ہی والا تھا کہ وہ دفعتاً" تھم گئے۔ اور پھر فوراً ہی کچھ اور ...ایک بڑا سا پتھریا مٹی کا ڈھیلا بڑی آواز کے ساتھ میرے بہت قریب کہیں سے آگرا اور ...فوراً ہی پتھروں یا ڈھیلوں کی بوچھاڑ ہونے لگی۔ بے شک ایک پتھر بھی ہمیں نہ لگا لیکن ...ہمارے چاروں طرف دھڑا دھڑ گر رہے تھے' جھاڑیوں اور درختوں کے تنوں سے ٹکرا ...رہے تھے حتیٰ کہ درختوں کی چوٹیوں پر بھی برس رہے تھے۔

اس کے بعد کیا ہوا مجھے یاد نہیں۔ خوف' وحشت' تھکن اور افراتفری نے میرے ...غ سے اس وقت کی تمام یادوں کو یکسر مٹا دیا۔ البتہ چند باتیں مجھے یاد ہیں۔ مثلاً یہ کہ ...روں طرف سے عجیب عجیب آوازوں کا ایک سیلاب سا امنڈ آیا۔ مختلف قبیل کی آوازیں ...کی تھیں جیسے بہت سے بچے بیک وقت اپنی سلیٹوں پر کھریا گھس رہے ہوں۔ چند ...آوازیں ایسی تھیں جیسے کہیں دور بادل گرج رہے ہوں۔ ساتھ ہی ساتھ میں اپنے چہرے پر ...لمس سا محسوس کر رہا تھا۔ کوئی بار بار میری ناک اور کان کھینچ رہا تھا۔

مجھے یہ بھی یاد ہے کہ ہیس نے خوف سے کانپتی ہوئی آواز میں کہا تھا کہ ہمارے ...روں طرف انگاروں جیسی آنکھوں والے گوریلے رقص کر رہے ہیں اگر یہ سچ تھا تو مجھے ...کوئی گوریلا نظر نہ آیا۔ آخری بات مجھے یہ یاد ہے کہ ہیس نے خیالی گوریلے یا ایسے ہی ...خیالی درندے کی طرف اپنی بندوق چلا دی اور جنگل کی خاموشی میں بندوق کا دھماکا ...کی گرج کی طرح گونج گیا اور بندوق کی نالی سے نکلے ہوئے شعلے کی روشنی میں' میرا ...ہے' مجھے اپنے چاروں طرف عجیب عجیب چہروں والے سائے نظر آ گئے تھے۔ اس کے

بعد مجھے یاد نہیں کہ کیا ہوا یہاں تک کہ میں نے نرم آواز سنی جو عربی میں کہہ رہی تھی کہ "میکو میزن! اٹھو تم راستہ بھٹک گئے ہو۔ اس جنگل کی ہوا زہریلی ہے اور اس کے اثر سے آدمی عجیب خواب دیکھنے لگتا ہے۔ مجھے یہاں اس لئے بھیجا گیا ہے کہ تمہیں اور تمہارے ملازم کو دابانڈا ٹاؤن پہنچا دوں۔"

میں فوراً اٹھ کھڑا ہوا ساتھ ہی میں نے اپنے بازو پر کسی نرم ہاتھ کا لمس محسوس کیا جو خدا جانے مجھے کہاں اور کس طرف لئے جا رہا تھا۔ ہیس میرے پیچھے پیچھے چل رہا تھا اور اس نے میرے کوٹ کا دامن اس طرح پکڑ رکھا تھا جس طرح بچہ اپنی ماں کے کرتے کا دامن پکڑے اس کے پیچھے پیچھے دوڑا کرتا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ میرا وہ پراسرار راہبر مجھے کس راستے سے اور کس طرف لئے جا رہا تھا۔ البتہ یہ ضرور جانتا ہوں کہ جب پو پھٹ رہی تھی تو میں اور ہیس جنگل سے باہر نکل چکے تھے اور سامنے وہ پلیٹ فارم تھا جس پر قربان گاہ تھی اور اس پر آگ جل رہی تھی۔ اور قربان گاہ کے عقب میں دابانڈا لوگوں کا کرال تھا۔ اور یہاں پہنچ کر ہمارا پراسرار راہبر ہم سے رخصت ہوا اور اس وقت میں نے دیکھا کہ وہ کوئی عورت تھی جو سفید لباس میں ملبوس اور خاصی حسین تھی۔

"الوداع۔" اس نے کہا اور اس کی آواز مجھے کان آشنا معلوم ہوئی۔ "میکو میزن! تم بہت ہوشیار اور عقل مند ہو۔ لیکن تمہیں ابھی ہوشیار اور عقل مند بننے کی ضرورت ہے کیونکہ اس کے بعد ہی تم ان باتوں کا مذاق نہ اڑاؤ گے جنہیں تم سمجھ نہیں سکتے اور اس کے بعد ہی تمہیں یہ احساس بھی ہو گا کہ ان لوگوں کے پاس، جو دور قدیم کی یادگار ہیں، وہ علم ہے جس سے سفید فام واقف نہیں ہیں۔"

اور اس سے پہلے کہ میں کچھ کہتا۔ وہ پیچھے ہٹ کر جنگل میں داخل ہو چکی تھی۔

"الوداع میکو میزن" اس کی آواز جنگل کے اندھیرے میں سے سنائی دی۔ امید ہے اب تم قدیم لوگوں کی قوتوں کا مذاق نہ اڑاؤ گے۔

"باس!" جب ہم اپنی جھونپڑی میں داخل ہوئے تو ہیس نے کہا۔ "وہ ہماری راہبر میرے خیال میں وہی سفید چوہیا تھی جو وہاں بستی میں کانیک کی حاسد بیوی بنی ہوئی تھی۔



"پھر زندہ کیسے ہو گئی باس؟"

"میں نہ جانتا ہوں اور نہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ وہ سفید چوہیا تھی یا کالی چوہیا تھی یا کوئی اور تھی۔ میں تو بہرحال اس منحوس سرزمین سے جلد از جلد نکل بھاگنا چاہتا ہوں۔" میں نے تقریباً پھنکار کر کہا۔ اور اپنے جوتے اتار کر دھم سے بستر پر لیٹ گیا۔

# کانیک کا پیغام

قارئین سوچ رہے ہوں گے کہ میں اس داستان میں جو کچھ بیان کر رہا ہوں زیادہ تر اپنے متعلق ہی لکھ رہا ہوں اور ہرقل کو' جو اس داستان کا ہیرو ہے' نظر انداز کرتا جارہا ہوں آپ حیران ہوں گے۔ کہ ایسا کیوں ہے؟ سبب اس کا یہ ہے کہ ہرقل سے' جو میرے ملازموں میں سرخ بھینسا کے نام سے مشہور تھا اور جسے ہیس بھینسا باس کہتا تھا' میری ملاقات بہت کم ہوتی تھی۔ اس رات کے بعد سے' جس رات دخترشب کا سراپ لے کر فرار ہوگیا تھا' ہرقل اپنے لنگڑے پن کی وجہ سے ایک جھونپڑی میں پڑا رہا۔ دابانداِ بڑے ماہر جادوگر تھے اور عجیب ٹونے ٹوٹکوں سے واقف تھے لیکن ہرقل کے اس لنگ کے سامنے ان کی ساری مہارت دھری رہ گئی۔ ابانداِ کے سامنے سے وہ اپنی جان بچانے کے لئے اتنی تیزی سے اور اس طرح مسلسل بھاگتا رہا تھا کہ اس کی ایک ٹانگ بری طرح سوج گئی تھی۔

دابانداِ حکیموں کی تمام کوششیں محض بے کار ثابت ہوئیں تو پھر مجھے بلایا گیا اور میں نے ہرقل کا علاج شروع کیا۔ ایک عمدہ مرہم تو خود میں نے بنایا تھا اور ایک قسم کا دافع عفونت مرہم تو میں اپنے ساتھ لے کر آیا تھا۔ یہ دونوں مرہم بڑے زود اثر تھے۔ غالباً یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ جب میں ہرقل کا علاج کر رہا تھا تو اس سے معلومات بھی حاصل کرنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن بڑی احتیاط سے اور سنبھل سنبھل کر۔ سچ تو یہ ہے کہ اب ہرقل پر بہت سی پابندیاں عائد کردی گئی تھیں۔ جی ہاں' یہ تعلیم یافتہ اور مہذب انگریز ستارہ پرست مہنتوں میں گھرا رہتا تھا اور ان مہنتوں نے کبھی ہم دونوں کو تنہا نہ چھوڑا۔ بے شک یہ مہنت انگریزی زبان سے واقف نہ تھے اور اس لئے ہماری باتیں سمجھ نہ سکتے تھے اس کے باوجود وہ ہمارے چہرے کے جذبات کے اتار چڑھاؤ سے ہماری دلی کیفیت معلوم کرلیتے اور ہماری گفتگو کے متعلق بہت حد تک صحیح اندازہ لگا لیتے اور یہ مجھے ان کی اس تنقید سے معلوم ہوا جو وقتاً فوقتاً ہماری گفتگو پر کرلیا کرتے یا اپنی رائے ظاہر کردیا کرتے تھے۔



چنانچہ مجھے اور یقیناً ہرقل کو بھی یہ احساس تھا کہ ہماری جاسوسی کی جارہی تھی' ہماری ایک ایک حرکت پر نظر رکھی جارہی تھی اور ہمارے منہ سے نکلے ہوئے ایک ایک لفظ کو غور سے سنا جارہا تھا۔ چنانچہ اگر میں ہرقل سے دخترشب کے متعلق کچھ پوچھتا تو دیکھتا کہ مہنتوں کی نگاہیں مجھ پر مرکوز ہوجاتیں اور ان کے کان واقعی کھڑے ہوجاتے یہاں تک کہ میں بے چینی محسوس کرنے لگتا اور مجھے یقین ہوجاتا یہ ہماری گفتگو کا ایک ایک لفظ یا تو سمجھ رہے ہیں یا اندازے سے اس کا مطلب معلوم کر رہے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا کہ میں گفتگو کو آگے نہ بڑھا سکتا اور پھر ہم دونوں' میں اور ہرقل موسم کے متعلق باتیں کرنے لگتے۔

آخر کار میں اپنی اس بے چینی کو زیادہ دیر تک برداشت نہ کرسکا اور ایک دن جب مہنت ہمارے قریب نہ تھے ..... وہ شاید اس چٹائی کے پیچھے تھے جو جھونپڑے میں پردے کی طرح لٹک رہی تھی ..... میں نے براہ راست پوچھا:

"ہرقل! سچ کہنا یہ زندگی پسند ہے تمہیں؟ حالانکہ یہ لوگ تمہیں سردار کہتے ہیں لیکن درحقیقت انہوں نے تمہیں ایک قیدی بنا رکھا ہے۔ تمہارے خیال میں کسی بھی خاندانی اور تعلیم یافتہ سفید فام کے لئے یہ زندگی قابل قبول ہوسکتی ہے؟ تمہیں پسند ہے یہ سب کچھ؟"

"نہیں کوارٹرمین سچ تو یہ ہے کہ مجھے اس سارے جھمیلے سے نفرت ہے۔" ہرقل نے جواب دیا۔ "لیکن میں مجبور ہوں۔ میں سحر زدہ شخص ہوں۔ تم مسکرا رہے ہو کوارٹرمین۔ لیکن یہ حقیقت ہے۔ کوارٹرمین! سحر کا یہ اثر برسوں پہلے لندن میں اس وقت شروع ہوا تھا جب پہلی دفعہ میں نے وہ خواب یا خیالی تصویر دیکھی تھی اور پھر میں نے حقیقت میں دخترشب کو چوم لیا اور یہ سحر پاگل پن میں تبدیل ہوگیا۔ اور آخر میں یہ ہوا کہ قربان گاہ کے سامنے میں نے حلف وفاداری اٹھایا اور قسمیں کھائیں۔ چنانچہ پاگل پن میرا مقدر بن گیا اور اب میں ان بندھنوں میں جکڑا ہوا ہوں۔ جنہیں توڑا نہیں جاسکتا۔ یہ سرداری ان بندھنوں میں سے ایک ہے جو تم دیکھ رہے ہو اور دوسرے بھی بندھن ہیں جنہیں تم

دیکھ نہیں سکتے چنانچہ کوارٹمین یہ ہے میری ساری بھاگ دوڑ کا خاتمہ یا میری ایک نئی زندگی کا آغاز۔"

"تم ان بندھنوں کو توڑنا چاہتے ہو؟" میں نے پوچھا۔

"میری عقل انہیں توڑنا چاہتی ہے۔ لیکن میرا دل یا میری روح یا جو کچھ بھی وہ ہے اسے توڑنا نہیں چاہتی۔ کوارٹمین! مجھے بہرحال .... دخترِ شب کو حاصل کرنا ہے خواہ اس کے لئے میری جان ہی کیوں نہ چلی جائے۔ اگر میں اسے حاصل نہ کرسکا تو پاگل ہوجاؤں گا۔"

"معاف کرنا ہرقل، لیکن میں تو سمجھتا ہوں کہ اپنی اس دھن میں تم اپنی زندگی سے بھی زیادہ قیمتی چیز گنوا رہے ہو۔ یعنی اپنی عزت اور آبرو۔"

"میں سمجھا نہیں کوارٹمین۔"

"تم ایک خاص ماحول میں پروان چڑھے ہو، تمہارے خاندان کی چند روایتیں ہیں اور مختصر یہ کہ تم ایک سفید فام عیسائی ہو۔ لیکن تم اس عورت سے محبت کر رہے ہو۔ جس کی روایتیں اور جس کا مذہب قطعی مختلف ہے۔ آخر میں ظاہر ہے کہ تم اس سے شادی کرلو گے۔ یہاں تک تو خیر ٹھیک ہے۔ لیکن ہرقل معاملہ یہیں ختم نہیں ہو جاتا۔ تم اس عورت کی خاطر اپنے اعتقادات اور اپنے مذہب کو جھٹلاؤ گے اور اپنی محبوبہ اور اپنی بیوی کے مذہب کے پیرو بن جاؤ گے۔ اس کے علاوہ تم یہ بھی نہیں جانتے کہ یہ اعتقادات اور یہ مذہب کیا ہے اور یہ کہ یہ تمہیں کہاں لے جائے گا۔ یہ نہ بھولو ہرقل کہ خود دخترِ شب نے وہاں، قربان گاہ کے سامنے، تمہیں خبردار کر دیا تھا۔"

"ہاں کوارٹمین، میں واقعی تمہیں جانتا کہ میں کہاں جا رہا ہوں اور میرا انجام کیا ہوگا۔ اور میں یہ بھی نہیں بھولا ہوں کہ اس نے مجھے خبردار کردیا تھا۔ اس کے باوجود میں نے قسم کھائی اور اب مجھے اس قسم پر قائم رہنا ہے اور سچ تو یہ ہے کہ میں خود اس قسم پر قائم رہنا چاہتا ہوں کیونکہ محبت بڑی مقدس چیز ہے اور وہ ہر بات اور ہر چیز کو متبرک اور مقدس بنا دیتی ہے۔"



"ہونہہ۔ محبت۔"

"ہاں محبت قیس عامری کے بعد اگر کسی نے سچی محبت کی ہے تو وہ میں ہوں۔"

"سب یہی کہتے ہیں۔" میں نے کہا۔ "محبت کا نتیجہ یا یوں کہو کہ عروس جنسی ملاپ کے اور ہوتا ہی کیا ہے۔ حقیقی عشق کا بھی آخری درجہ عشق شہوانی ہی ہے اور اس سے تو ہیں بھی انکار نہ ہوگا کہ یہ جذبہ کچھ ایسا ہی ہے جیسے ایک اندھا دوسرے اندھے کو راہ رہا ہو۔"

ین اس وقت مہنت چٹائی کے پردے کے پیچھے سے نکل آیا اور میرا فلسفہ دھرا رہ یہ مہنت یقیناً چٹائی کے پیچھے بیٹھا ہماری باتیں سن اور ہمارے لب و لہجے سے ان کا ب سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس مہنت کے ساتھ کمپانہ بھی تھا اور اس جنگل والی ن کے بعد، جب کمپانہ ہمیں چھوڑ کر چلا گیا تھا۔ آج پہلی دفعہ میں اس پراسرار مہنت کو رہا تھا۔ مجھے جنگل کی وہ رات یاد آگئی اور جب دیکھا کہ کمپانہ اس وقت بڑا ہی مخلص لم ہو رہا تھا تو مجھے غصہ آگیا اور جب اس نے مسکرا کر میرا مزاج پوچھا تو میرا غصہ انتہا پہنچ گیا۔

"شاباش ہے تمہیں کمپانہ۔" میں نے کہا۔ "ہمیں اس جنگل میں تم چھوڑ کر چلے گئے اور اس طرح۔ تم نے اپنے خلوص کا ثبوت دیا خوب دھوکا دیا تم نے ہمیں اور بعد جو کچھ ہوا اس کے ذریعہ تم نے ہمیں خوب الو بنانے کی کوشش کی تم نے جو کچھ کیا اس کی وجہ سے تمہیں شرم سے ڈوب مرنا چاہئے خصوصاً اس لئے کہ میں یہاں اجنبی اور تمہاری مدد کا محتاج۔ شرافت تو یہ تھی کہ تم ہماری مدد کرتے۔ لیکن تم نے کیا یہ ہمیں اس اندھیرے جنگل میں بھٹکتا چھوڑ کر چلے آئے۔"

"میں معافی چاہتا ہو آقا میکومیزن۔" کمپانہ نے بڑی نرمی سے جواب دیا۔ "حالانکہ مجھے نہیں آپ کو ہونا چاہئے۔ میں آپ سے درخواست کرچکا تھا کہ آپ بلند آواز نہ کریں لیکن آپ نے میری ایک نہ سنی نتیجہ یہ ہوا کہ مجھے مجبوراً آپ کو آپ حال پر چھوڑ کر چلے آنا پڑا کہ آپ کو وہ سزا مل جائے جس کے آپ مستحق تھے۔ خوش

قسمت ہیں آپ کہ آپ کو معمولی سی سزا دی گئی۔ ورنہ جان لو کہ وہ شخص، جو روحوں کا احترام نہیں کرتا۔ اور انہیں غصہ دلاتا ہے' مقدس جنگل میں سے زندہ واپس نہیں آسکتا۔ بہرحال میں آپ کو الزام نہیں دیتا کیونکہ اس جنگل کی ہوا اکثر دفعہ انساں کے دماغ میں گھس کے اسے معطل کردیتی ہے اور کسی شرابی کی طرح اس شخص کی سمجھ بوجھ رخصت ہوجاتی ہے۔ چنانچہ اب مناسب ہوگا کہ جو کچھ ہوا ہے ہم اسے بھول جائیں اور ایک دوسرے کو معاف کردیں۔"

یہ باتیں کمپانہ نے کچھ ایسی انکساری سے کہیں کہ میں واقعی شرمندگی اور خجالت محسوس کرنے لگا۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ میں کمپانہ کو الزام نہ دے سکتا تھا۔ قصور میرا اپنا تھا۔ کسی خاص اثر کے تحت' جسے میں سمجھ نہ سکا' میں نے ان روحوں کی یا ان قوتوں کی توہین کی تھی جن کا کمپانہ احترام کرتا تھا۔ چنانچہ میں نے موضوع بدل دیا اور کہا کہ میں اور ہیس اب خوب ستا چکے اور اپنے سفر کی کسلمندی دور کرچکے چنانچہ اب ہم جلد از جلد یہاں سے رخصت ہونا چاہتے ہیں اور یہ کہ وہ کمپانہ ہمیں داباندا لینڈ کی سرحد تک پہنچا دے۔

"میکومیزن! آپ آزاد اور آپ اپنی مرضی کے مالک ہیں۔" کمپانہ نے جواب دیا۔

"چنانچہ آپ جب چاہیں یہاں سے رخصت ہوسکتے ہیں لیکن ...."

"لیکن کیا کمپانہ؟"

"میں آپ کو خبردار کیے دیتا ہوں کہ اگر آپ مقررہ وقت سے پہلے یہاں سے رخصت ہوئے تو آپ کو بڑے بڑے خطرات کا مقابلہ کرنا ہوگا۔"

"میں خطرات سے نہیں ڈرتا کمپانہ۔ میری زندگی خطرات کا مقابلہ کرتے ہی گزری ہے۔"

اور اس سے پہلے کہ کمپانہ کچھ کہتا ہرقل نے کہا:

"خدا کے لئے کوارٹرمین نہ جاؤ۔"

"تمہارا مطلب ہے میں عمر بھر کے لئے یہیں قیام کرلوں؟"



"یہ تو میں نے نہیں کہا البتہ میں یہ ضرور چاہتا ہوں کہ جب تک ممکن ہو یہیں رہو۔"

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ جب تک میں تمہاری نظروں سے اوجھل نہیں ہوجاتا یہیں رہو۔"

"مطلب یہ کہ جب تک تم مر.... میں آگے نہ بول سکا یہ بڑی منحوس فال تھی۔"

"تم نے غلط سمجھا ہے کوارٹرمین۔ میرا مطلب ہے .... جب تک میں گویا روپوش نہیں ہوجاتا یا یوں کہو کہ ہم دونوں جدا نہیں ہوجاتے اور میں سمجھتا ہوں کہ ہم دونوں کو جدا ہونا ہے۔ کیونکہ اس معاملے کے ختم ہونے کے بعد ہی مجھے اپنی نئی زندگی کا آغاز کرنا ہے۔ لیکن اس وقت تک تم میرے ساتھ ہی رہو۔ میں اکیلا جنگ اور دوسرے مصائب کا مقابلہ کرسکوں گا۔"

میں یہاں کے لوگوں کا مطالعہ کرنے کے ارادے سے آیا تھا۔ تالاب مقدس کو دیکھنے اور اس کے اسرار معلوم کرنے کا شوق مجھے اس پراسرار سرزمین میں کھینچ لایا تھا۔ لیکن اب میں داباندا لوگوں کے متعلق جتنی کچھ معلومات حاصل کرسکتا تھا کرچکا تھا اور مقدس تالاب کو اپنی آنکھوں سے دیکھ کر اپنے شوق کی تسکین کرچکا تھا اور پھر یہاں کے لوگ عجیب تھے۔ جو خواہ مخواہ مجھے بے چین کئے دے رہے تھے۔ یہاں کی فضا عجیب تھی۔ جو اعصاب پر سوار ہوئی جارہی تھی حتیٰ کہ یہاں ہوائیں بھی عجیب' خاصیت تھی کہ وہ تیز شراب کی طرح انسان کے دماغ پر چڑھ جاتی تھی۔ چنانچہ میں جلد از جلد اس منحوس سرزمین سے نکل جانا چاہتا تھا۔ میں ہرقل کی اس درخواست سے میں متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ مجھے احساس تھا اس بات کا کہ اس وقت ہرقل کے دل میں ایک عجیب ہلچل مچی ہوئی تھی۔ اس کے دل میں، دو متضاد جذبات میں شدید کش مکش ہورہی تھی۔ ایک طرف اس کا خاندان تھا' اس کی مہذب دنیا تھی' اس کے اعتقادات تھے اور اس کی خاندانی قدریں تھیں اور دوسری طرف اس عورت کی محبت تھی جو ستارہ پرست قبیلہ کی دیوی تھی اور خود بھی کافرانہ مذہب کی پیرو تھی اور ہرقل کا دل ان دو متضاد جذبات کی جدوجہد کی جولان

گاہ بنا ہوا تھا اور خود ہرقل کوئی فیصلہ نہ کرسکا تھا۔

اب اگر ہرقل کی درخواست قبول کرکے میں ٹھہر گیا تو بہت ممکن تھا کہ میں اسے اس جال میں سے نکال کر اپنے ساتھ لے جانے میں کامیاب ہوجاؤں یا ہوسکتا تھا کہ اتفاقات ہرقل کو اپنا بظاہر اٹل فیصلہ تبدیل کرنے پر مجبور کردیں یا پھر واقعات اس سے وہ اختیارات چھین لیں جو کانیک کی شکست کی وجہ سے اسے مل گئے تھے۔ اس کے برخلاف اگر میں ہرقل کو چھوڑ کے چلا گیا۔ تو پھر یقیناً اس کی قسمت پر مہر لگ جائے گی اور حقیقت میں ہرقل وہ بن جائے گا جو بظاہر اس وقت بنا ہوا تھا یعنی داباندا لوگوں کا سردار اور داباندا ستارہ پرست تھے چنانچہ رفتہ رفتہ ہرقل بھی اپنا سر ستاروں کے سامنے جھکانے لگ جائے گا۔ وہ بھی داباندا لوگوں کی طرح کافر بن جائے گا۔ وہ اس دیوی کے ساتھ' جسے وہ دخترِ شب کہا کرتا تھا' مقدس جھیل کے اس پراسرار جزیرے پر رہنے لگ جائے گا اور پھر اس کے وطن کے لوگ اور اس کے عزیز و اقرباء اسے کبھی نہ دیکھ سکیں گے اور آخر کار' جب ہرقل اپنا کردار ادا کرچکے گا تو پھر قربانی کی کوئی بھیانک رسم ادا کی جائے گی اور اگر ہیس نے یہ سچ کہا تھا کہ اس نے اس چیز کو' جسے ڈونگے میں بیٹھی ہوئی عورتیں۔ مقدس تالاب میں ڈبو رہی تھیں' حرکت اور جدوجہد کرتے دیکھا تھا تو پھر ہرقل کا بھی یہی حشر ہوگا۔ ایک خاموش مگر پورے چاند کی رات میں اسے بھی سفید کپڑوں میں لپیٹ کے مقدس تالاب میں غرق کردیا جائے گا۔"

اس خیال کے آتے ہی میں لرز اٹھا۔ خدایا! کیا یہی انجام ہوگا۔ ہرقل کا؟ کیا اسے بھی کسی طرح کی جڑی بوٹی کا رس پلا کر بے ہوش کردیا جائے گا اور کیا پھر اسے بھی اس اتھاہ تالاب میں ڈبو دیا جائے گا کہ داباندا کی روایت کے مطابق وہ دوسری دنیا میں اپنی بیوی یا انگوئی کے پاس پہنچ جائے؟ ہوسکتا تھا کہ ہرقل کا انجام اس سے بھی برا ہو۔ بہت ممکن تھا کہ اپنے جذبات کی تسکین کے بعد ہرقل اس سرزمین سے فرار ہونا چاہے لیکن فرار کی تمام راہیں مسدود ہوں اور پھر انتہائی مایوسی' ناامیدی' وطن اور عزیزوں کی یاد اور تنہائی کا شدید احساس اسے پاگل کردے۔ میرے خدا! ہرقل کو پھانسنے کے لئے جو چارہ ڈالا گیا تھا وہ



بہت خوبصورت اور معطر تھا لیکن اس چارے تلے جو جال بچھا ہوا تھا وہ ہرقل کی نظر سے پوشیدہ تھا یا خدا جانے ہرقل کھلی آنکھوں اس جال میں پھنسنا چاہتا تھا۔

یہ خیالات اور دوسرے خیالات میرے دماغ میں بگولوں کی طرح ایک دوسرے کا تعاقب کرتے رہے اور میں کہنے ہی والا تھا کہ ہرقل کے "روپوش" ہونے تک میں اسی جگہ قیام کروں گا کہ اچانک دروازے پر پڑی ہوئی چٹائی ہٹا کر ایک مہنت جھونپڑے میں داخل ہوا۔ اس کے ساتھ دو دوسرے آدمی بھی تھے۔ یہ لوگ داباندا قبیلے کے کسان تھے۔ وہ آتے ہی ہرقل کے سامنے سجدہ ریز ہوگئے اور مجھے معلوم ہوگیا کہ ہرقل اب پورے داباندا قبیلے اور پوری سرزمین کا سردار تسلیم کرلیا گیا تھا۔

"اے سردار! اے انگوئی کے ہونے والے شوہر یہ لوگ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔" مہنت نے کہا۔

"اجازت ہے۔" ہرقل نے بڑی شان سے جواب دیا۔

اور اس کسان نے جو معمر تھا۔ کہنا شروع کیا:

"اے سردار اور اے داباندا کے باپ! گزشتہ کل شام کے وقت ہم اپنی ایک گم شدہ بکری تلاش کر رہے تھے اس بکری کو تلاش کرتے ہوئے ہم مغربی درے تک چلے گئے جو پہاڑ کی دیواریں ہے اور جس میں سے گزر کر اباندا لوگوں کی سرزمین میں جایا جاسکتا ہے۔ وہاں ہمیں وہ گم شدہ بکری نظر آئی جو درے کے دوسرے سرے کے قریب کھڑی ہوئی تھی چنانچہ ہم اس کی طرف دوڑ پڑے مبادا وہ درے میں سے نکل کر اباندا لوگوں کی سرزمین میں چلی جائے اور آپ تو جانتے ہی ہیں کہ ہم اباندا کی سرزمین میں قدم بھی نہیں رکھ سکتے بکری نے ہمارے قدموں کی چاپ سن لی اور درے میں سے نکل کر اباندا لوگوں کی سرزمین میں چلی گئی۔"

"چنانچہ ہم وہیں' یعنی داباندا اور اباندا کی سرحد پر بیٹھ گئے اور بکری کو بلانے لگے جو سرحد پھلانگ گئی تھی۔ بکری ہماری آوازیں پہچانتی تھی چنانچہ وہ پلٹ کر ہماری طرف آنے لگی۔ لیکن اچانک پہاڑیوں میں سے مسلح اباندا نکل کر ہمارے اور بکری کے درمیان حائل

ہوگئے۔ اباندا لوگوں کے اس گروہ میں سب سے آگے کوئی اور نہیں بلکہ کانیک تھا۔ وہی کانیک جو اپنی سرداری گنوا چکا اور جسے انگوئی نے سراپ دیا ہے۔"

"بھاگنے کی کوشش نہ کرو اور سنو جو میں کہتا ہوں۔" کانیک نے کہا۔ "اگر تم نے بھاگنے کی کوشش کی تو تم دونوں کے جسم بھالوں سے چھلنی کردیئے جائیں گے۔"

"چنانچہ ہم جہاں تھے وہیں ٹھہر گئے" اور کانیک نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا:

"میں کانیک ہوں۔ وہی کانیک جس کی رگوں میں خالص شاہی خون گردش کر رہا ہے۔ میں داباندا کا سردار تھا اور ہوں اور اب میں اباندا کا بھی سردار بن گیا ہوں۔ ہاں دیکھو' میں ان دونوں قبائل کو ایک جھنڈے تلے لے آیا ہوں جو صدیوں سے علیحدہ تھے۔ چنانچہ تم دونوں انگوئی کے مشیر اعلیٰ کمپانہ کے پاس میرا یہ پیغام لے جاؤ اور اس سے کہو کہ وہ یہ پیغام انگوئی تک پہنچا دے۔ کہو اس سے کہ اباندا لوگ قحط کا شکار ہیں کیونکہ مہنتوں نے اپنے جادو کے زور سے بادلوں کو اسی طرف روک دیا ہے۔ نہ تو بادل اس طرف آتے ہیں۔ اور نہ برستے ہیں۔ اباندا لوگوں کی کھیتیاں سوکھ رہی ہیں گایوں اور بکریوں کے تھن خشک ہوچکے ہیں اور ندی نالے خشک پڑے ہیں اور بچے بھوک اور پیاس سے مر رہے ہیں۔"

"چنانچہ اگر چھ دنوں میں یہاں بارش نہ ہوئی تو میں ہزاروں مسلح اباندا کو لے کر درے میں اور وہاں سے تمہاری بستیوں میں گھس آؤں گا۔ اور پھر کوئی بد دعا اور کوئی سراپ مجھے نہ روک سکے گا جس طرح ایک پرانی اور روایتی بد دعا نے اباندا کو اس طرف روک رکھا تھا لیکن اب وہ نہ رکیں گے کیونکہ میں ان کا سردار ہوں اور میں داباندا کا بھی سردار ہوں اور وہ ہوں جسے انگوئی کی ڈھال بننا ہے۔ ہم ہر اس شخص کو قتل کردیں گے۔ جو ہمارے مقابلے میں آئے گا۔ ہم کمپانہ اور انگوئی کے مشیروں کو قتل کردیں گے کہ یہی لوگ بڑے جادو گر اور فساد کی جڑ ہیں۔ جنگل کے بھوتوں کی پروا کیے بغیر ہم مقدس جنگل میں داخل ہوجائیں گے اور میں' سردار کانیک تالاب عبور کرکے جزیرے پر پہنچ جاؤں گا۔ اور وہاں رہنے والی انگوئی کو پکڑ کر اپنی بنالوں گا اور اس کے بعد داباندا اور اباندا ایک ہوجائیں گے۔ اور پھر میں ان دونوں پر حکومت کروں گا۔ آخر میں یہ کہ ہم سفید فام چور کو قتل کردیں گے جو



آوارہ گرد کے نام سے مشہور ہے اور جس کا لقب سرخ بھینسا ہے۔ ہاں اسے اذیت دے کر قتل کریں گے چاند پر اسے بھینٹ چڑھادیں گے کہ پھر بارش ہمیشہ جیسی داباندا لوگوں کے ملک میں ہوتی ہے ایسی ہی اباندا لوگوں کے ملک میں بھی ہو اور دونوں قبائل پھلیں' پھولیں اور بڑھیں۔"

آوارہ گرد کے ساتھ ہم اس سفید فام کو بھی قتل کردیں گے جس کا نام میکومیزن ہے کیونکہ اب معلوم ہوا ہے کہ مجھے کیوں مجبور کیا گیا تھا کہ اسے اپنے ساتھ لیتا آؤں' ہاں۔ اسے میری مدد کرنے کے لئے نہیں بلکہ اس لئے یہاں بلایا گیا ہے کہ اس کی مدد سے مجھے ہٹا کر میری جگہ سرخ بھینسے کو سردار بنا دیا جائے اور اس کے زرد رو ملازم کو بھی ہم زندہ نہ چھوڑیں گے۔ ہم ان دونوں کو یا تو زندہ دفن کردیں گے یا پھر انہیں قربان گاہ پر زندہ جلا دیں گے۔ ان میں سے کوئی فرار نہیں ہوسکتا کیونکہ دن میں اور رات میں ہر درے اور ہر راستے پر اباندا سپاہیوں کا پہرہ رہتا ہے چنانچہ اگر کسی نے تمہاری سرزمین سے قدم بھی باہر نکالا تو اسے قتل کردیا جائے گا۔ جس طرح سرخ بھینسے کو' اگر میکومیزن نے بچا نہ لیا ہوتا تو قتل کردیا جاتا۔ بس اب جاؤ اور آئندہ کل ٹھیک اسی وقت میرے اس پیغام کا جواب لے کر ٹھیک اسی جگہ آجاؤ۔"

"اس کے بعد آقا کانیک اور اس کے ساتھی ہنستے ہوئے چلے گئے۔ لیکن جاتے جاتے میری بکری کو اپنے بھالوں کا نشانہ بناگئے۔ اور آقا اس کا پیغام لے کر میں اور میرا بیٹا یہاں آگئے۔"

معمر داباندا خاموش ہوگیا۔ جھونپڑے میں خاموشی طاری ہوگئی چند ثانیوں تک کسی نے کچھ نہ کہا۔ کمپانہ پریشان معلوم ہوتا تھا' مہنت خاموش تھے۔ غصے کی شدت نے ان کی زبانیں گنگ کردی تھیں۔ رہا میں' تو کانیک کی دھمکیوں نے مجھے خوفزدہ کردیا تھا۔ ہیس کی حالت مجھ سے مختلف نہ تھی حالانکہ وہ میرے پیچھے بیٹھا اب تک یوں بے تعلقی سے پائپ پھونکتا رہا تھا جیسے وہ کچھ سن ہی نہ رہا ہو۔

"باس!" اس نے آہستہ سے کہا۔ "تمہیں بھی کیا ہوگیا تھا کہ اندھا دھند اس بھوتوں

کی سرزمین میں چلے آئے؟ کانیک سے ہاتھی دانت حاصل کرلینے کے بعد تم بھاگ کیوں نہ گئے چپکے سے؟ اب دیکھو کس مصیبت میں پھنس گئے ہم دونوں۔ اب یا تو ہمیں زندہ دفن کردیا جائے گا یا قربان گاہ پر مرغ مسلم کی طرح بھون دیا جائے گا۔"

"اگر ایسا ہی ہے ہیس تو اطمینان رکھو کانیک ہمیں نہ بھون سکے گا۔ اور اگر کبھی وہ مجھ سے تین سو گز کے فاصلے پر آگیا۔ تو پھر اس کے دل کی دل ہی میں رہ جائے گی۔" میں نے ڈچ زبان میں جواب دیا۔

اور اس وقت میں نے دیکھا کہ ہرقل میں یکایک ایک عجیب تبدیلی آگئی تھی۔ ابھی چند منٹوں پہلے ہی وہ پریشان اور ناامید نظر آتا تھا.... وجہ آپ سمجھ سکتے ہیں.... لیکن اب وہ بے حد بشاش نظر آنے لگا تھا اور اس کا چہرہ دمک رہا تھا غالباً اس لئے کہ وہ اینگلو سیکسنی تھا اور اینگلو سیکسنی.... جنگ و جدل کو پسند کرتے ہیں۔

"کیا کہا تم نے کوارٹرمین کہ میں کب تک چلنے پھرنے کے قابل ہوسکوں گا؟ کل تک؟" اس نے پوچھا۔

"ہاں۔ بشرطیکہ تم مرہم کی پٹی بندھی رہنے دو۔" میں نے کہا اور پھر خاموش ہوگیا کیونکہ کمپانہ کسانوں کو مخاطب کرکے کہہ رہا تھا کہ اس وقت وہ جاکر آرام کریں اور یہ کہ انہیں جلد ہی پھر طلب کیا جائے گا۔

ان کے جاچکنے کے بعد کمپانہ نے مہنتوں کو حکم دیا کہ فوراً انگوئی کے مشیروں کو بلا لائیں۔ مہنتوں نے کمپانہ کے اس کے حکم کی تعمیل اس قدر پھرتی سے کی کہ پانچ ہی منٹ بعد انگوئی کے مشیر جھونپڑے میں آچکے تھے ان مشیروں کی تعداد سات تھی اور وہ سب کے سب بوڑھے تھے۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ خطرے کے بوپا کے یہ بوڑھے جھونپڑے کے آس پاس ہی منڈلا رہے تھے بہرحال وہ جھونپڑے میں داخل ہوئے' ہرقل اور میرے سامنے سجدہ ریز ہونے کے بعد پالتی مار کر زمین پر بیٹھ گئے۔ کمپانہ نے ان مشیروں کے سامنے کسانوں کی پوری سرگذشت دہرادی۔ مشیروں نے ذرا بھی حیرت کا اظہار نہ کیا بلکہ یوں اطمینان اور سکون سے بیٹھے رہے جیسے وہ اس پورے واقعہ سے پہلے ہی سے واقف ہوں۔



پھر کمپانہ نے ان سے پوچھا کہ اب کیا کیا جائے۔ مشیروں کے جواب مختلف تھے جنہیں میں سمجھ نہ سکا کیونکہ وہ بیک وقت اور بڑی تیزی سے بول رہے تھے اور وہ اصطلاحیں استعمال کررہے تھے جن سے میں آشنا نہ تھا۔ ادھر کمپانہ بھی مشیروں کے جواب کی طرف کوئی توجہ نہ دے رہا تھا جس سے مجھے خیال آیا کہ مشیروں سے مشورہ طلب کرنا محض ایک رسمی کارروائی تھی۔ جب مشیر اپنی اپنی کہہ چکے تو کمپانہ ہرقل کی طرف گھوم گیا۔

"سردار! تمہارا کیا خیال ہے؟"

"خیال کیا ہوسکتا ہے۔" ہرقل نے بڑے جوش میں آکر کہا۔ "اس درندے کانیک سے جنگ کرلی جائے۔ لیکن پہلے میکومیزن سے مشورہ طلب کرلینا ضروری ہے۔ میکومیزن بہت ہوشیار اور تجربہ کار ہیں۔"

چنانچہ اب کمپانہ میری طرف گھوم گیا۔

"آپ کا کیا خیال ہے میکومیزن؟" اس نے پوچھا۔ "کانیک سے جنگ کرلی جائے؟"

"قطعی نہیں۔ بشرطیکہ کوئی راستہ نہ ہو۔" میں نے جواب دیا۔ "تم لوگوں کی تعداد انگلیوں پر شمار کی جاسکتی ہے اور اباندا بے شمار ہیں۔ کانیک نے اپنے پیغام میں کہا ہے کہ اباندا لوگوں کو بارش کی ضرورت ہے اور تم لوگوں کا یہ دعویٰ ہے کہ تم یا تم میں سے چند بارشیں برسا سکتے ہو... اگر یہ سچ ہے تو پھر بارشیں برسادو۔ اباندا کو پانی کی ضرورت ہے اور انہیں پانی دے دو پھر جنگ نہ ہوگی۔"

میرے اس مشورے سے قارئین کو یہ نہ سمجھ لینا چاہئے کہ مجھے بھی یقین تھا کہ اباندا یا ان کے مہنت یا دخترِ شب یا کوئی اور اباندا کے سوکھے کھیتوں پر پانی برسا سکتا تھا لیکن یہ میں نے محض کمپانہ کے خیالات معلوم کرنے کے لئے کہا تھا۔ لیکن جب اس نے بڑے احترام سے سر جھکا کے میرا یہ مشورہ قبول کرلیا تو میری حیرت کی انتہا نہ رہی۔ اس نے کہا کہ میرا مشورہ بے حد مناسب اور قابل قبول تھا اور یہ کہ وہ اس مشورے سے انگوئی کو آگاہ کردے گا اور اسی کا فیصلہ آخری فیصلہ ہوگا۔

"تو کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ اگر انگوئی چاہے تو اباندا کے کھیتوں پر پانی برسا سکتی ہے؟"

میں نے پوچھا

"قطعی!" کمپانہ نے حیرت سے میری طرف دیکھ کر جواب دیا۔ "جب چاہے اور جتنا چاہے برسا سکتی ہے"

"چنانچہ میں خاموش ہو رہا کیونکہ ایسے پاگل سے بحث کرنا فضول تھا۔ حالانکہ یہ تو میں جانتا تھا کہ افریقہ کے اکثر قبائل اپنے خاص وچ ڈاکٹر میں بڑا اعتقاد رکھتے تھے اور اسے "پانی برسانے والا" یقین کرتے تھے۔

اور اب ایک اور حیرت انگیز بات ہوئی۔ کم سے کم میرے لئے تو یہ بڑی حیرت کی بات تھی۔ یعنی یہ کہ اب ہیس بھی اس مجلس مشاورت میں شریک ہوگیا۔ وہ آگے بڑھا اور وہ ہمارے سامنے پالتی مار کر بیٹھ گا۔ اور بڑی سنجیدگی سے یوں کہنا شروع کیا:

"آقا میکومیزن اپنے آپ کو اور تم لوگ بھی اپنے آپ کو بہت زیادہ عقلمند و ہوشیار سمجھتے ہو لیکن میں تم سب سے زیادہ دانا ہوں۔ چنانچہ سنو۔ تمہیں کیا کرنا ہے۔ کانیک وہ مرکزی ستون ہے جس پر اباندا کی عمارت قائم ہے۔ کانیک کی وجہ سے ہی اور اسی کے بل بوتے پر اباندا لوگوں نے سر اٹھایا ہے اور وہ تم لوگوں سے جنگ کرنے کی دھمکی دے رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ تمہاری اس ویوی کو اٹھا لے جائیں گے جو تالاب کے جزیرے پر رہتی ہے کیونکہ اباندا کانیک کو واباندا کا حقیقی سردار اور جزیرے والی کا ہونے والا شوہر سمجھتے ہیں اور یہی کانیک اب اباندا کا سپہ سالار ہے یہی وجہ ہے کہ اب اباندا نہ تو تم سے ڈرتے ہیں۔ اور نہ ہی انگوئی کی بد دعا سے۔ چنانچہ کانیک کا خاتمہ کردو اور اباندا پھر تم لوگوں کے خائف رہیں گے کیونکہ کانیک کے بغیر وہ تمہارے ملک میں جسے وہ مقدس سمجھتے ہیں' قدم تک رکھنے کی جرائت نہ کریں گے۔"

"اور کانیک کا خاتمہ کرنے کی کیا صورت ہو سکتی ہے؟" کمپانہ نے پوچھا۔

"یہ تو بے حد آسان ہے۔ جب وہ دونوں کسان تمہارا جواب لے کر کانیک کے پاس جائیں گے تو میں .... بشرطیکہ باس میکومیزن اس کے لئے تیار ہوں .... ان کے ساتھ جاؤں گا اور ایک چٹان کے پیچھے چھپ جاؤں گا یا واباندا کا لباس پہن لوں گا ...."



اور یہاں کمپانہ نے ہیس کی طرف دیکھ کر سر ہلایا۔

"اور جب کانیک اپنے پیغام کا جواب معلوم کرنے آئے گا تو میں اسے گولی مار دوں گا اور یوں قصے کا خاتمہ ہو جائے گا اور اس کے بعد اباندا کبھی سر اٹھانے کی جرائت نہ کریں گے۔"

ہیس کا یہ عجیب اور تقریباً بے دردانہ مشورہ سن کر کمپانہ ایک سوچ میں پڑ گیا اور پھر بولا:

"میں نہیں سمجھتا کہ کانیک کا اس طرح خاتمہ کیا جا سکتا ہے۔"

"کیوں نہیں کیا جا سکتا؟" ہیس نے پوچھا۔

"اس لئے کہ کانیک **نسلاً" اور وارثتاً"** انگوئی کا مہنت ایک خاص طریقے سے اور ایک خاص موت مرتا ہے (اس خاص طریقے اور خاص موت کی تشریح کمپانہ نے نہ کی) اگر ایسا نہ ہوتا تو کانیک کئی برسوں پہلے اور اس وقت مر چکا ہوتا جب اس نے انگوئی کے حضور گستاخی کی تھی۔ بہرحال میں تمہارے مشورے پر غور کروں گا۔"

بہرحال ہماری رائے معلوم کرنے کے بعد کمپانہ نے کہا کہ وہ اس انگوئی کو آگاہ کردے گا۔ اور اسی سے آخری فیصلہ طلب کرے گا۔ میں نے سوچا بلکہ مجھے یقین ہوگیا کہ انگوئی سے فیصلہ طلب کرنے کے لئے کمپانہ اس جزیرے پر ہی جانے والا تھا۔ چنانچہ جزیرے پر کی قدیم عمارتوں کا معائنہ کرنے کے لئے میں بھی بے تاب تھا اور کمپانہ کو مجبور کرنے لگا کہ وہ مجھے بھی اپنے ساتھ لے چلے حالانکہ ایک بار پھر رات کے اندھیرے میں اس منحوس جنگل میں سفر کرنا مجھے قطعی پسند نہ تھا۔

لیکن کمپانہ ٹس سے مس نہ ہوا' بلکہ مسکراتا رہا۔ اچانک اس نے چیخ کر سب کو خاموش ہو جانے کا حکم دیا۔ دوسرا حکم یہ دیا کہ جھونپڑے کے دروازوں اور کھڑکیوں پر مزید چٹائیاں لٹکا دی جائیں کہ جھونپڑے میں اندھیرا ہو جائے اس کے اس حکم کی تعمیل کی گئی۔ اب کمپانہ فرش پر بیٹھ گیا' دونوں مہنت اس کے دائیں بائیں گھٹنوں کے بل جھک گئے۔ اب مشیر تو انہوں نے ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر کمپانہ اور دونوں منتوں کے گرد دائرہ بنا

لیا۔ ہیس نے سوچا کہ یہ مہنت جھونپڑے میں بھوت بلانے والے ہیں چنانچہ اس نے وہاں سے بھاگ جانا چاہا؟ لیکن بھاگ نہ سکا۔ رہا میں تو میں نے مسرت کی لہریں محسوس کرکے دیکھا کہ ہرقل بھی اس شیطانی دائرے سے باہر تھا۔ چنانچہ ہم دونوں گویا تماشائی تھے۔

"خدا کی قسم۔" میں نے سوچا۔ "یہ تو حلقہ حاضرات معلوم ہوتا ہے۔"

اور واقعی وہ حلقہ حاضرات ہی تھا یا اس سے مشابہ کوئی چیز جی ہاں افریقہ کے قلب میں یہ تماشہ ہو رہا تھا۔ لیکن جیسا کہ حضرت سلیمان نے فرمایا تھا "سورج تلے کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو نئی اور انوکھی ہو۔" کروڑوں برس سے بلکہ شاید ابتدائے آفرینش سے ہر قوم کے لوگ اس قسم کے حلقے بناتے آئے ہیں جن میں روحوں کو بلایا جاتا ہے اور آج کے دور میں مہذب دنیا اس قسم کی حلقوں کو جادو کہتی ہے

مہنتوں نے کسی قدیم اور اوق زبان میں' جس کا ایک لفظ بھی میرے پلے نہ پڑا' کچھ پڑھنا شروع کیا۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ مہنت بھی جو کچھ پڑھ رہے تھے اس کا ایک لفظ بھی نہ سمجھ رہے تھے۔ یہ یقیناً روح کو بلانے کا منتر تھا۔ اور پھر مشیروں نے' جنھوں نے دائرہ یا حلقہ بنا رکھا تھا' ایک سر اور تال میں کوئی گیت گانا شروع کیا۔ حلقے میں بیٹھا ہوا کمپانہ اپنے ہاتھوں اور سر کی حرکت سے تال دے رہا تھا یا خدا جانے گیت کی تال پر اپنے ہاتھ اور سر ملا رہا تھا۔ رفتہ رفتہ کمپانہ کے ہاتھوں اور سر کی حرکت میں دھیما پن آنے لگا اور وہ نیند میں معلوم ہوتا تھا۔

اور اب میری سمجھ میں آیا کہ کمپانہ دراصل وہ تھا جسے عرف عام میں "معمول" کہتے ہیں۔ وہ کسی نہ کسی طرح ان قوتوں سے جو غیر ارضی تھیں یا دور دراز کے دانا انسانوں سے' اسی طرح گفتگو کر لیا کرتا تھا۔ اب یہ میں نہیں جانتا کہ وہ ایسا ظاہر کرتا تھا یا حقیقت میں غیر ارضی قوتوں سے اور فاصلے سمیٹ کر دوسرے وچ ڈاکٹر سے صحیح مشورہ طلب کر لیا کرتا تھا بہرحال' میں نے سوچا' اس کی یہی خصوصیات تھیں جس نے اس انگوئی کا مشیر اعلیٰ بنا دیا تھا بعد میں معلوم ہوا کہ میرا یہ اندازہ غلط نہ تھا۔ کمپانہ موروثی مہنت نہ تھا اور نہ ہی خاندانی تھا۔ ایک معمولی اور واباندا کے نچلے طبقے کے گھرانے میں پیدا ہوا تھا۔ لیکن اپنی



امتیازی خصوصیت کی وجہ سے ترقی کی منزلیں طے کرتا آخر کار مشیر اعلیٰ بن گیا تھا اور واباندا لوگوں کا صحیح معنوں میں حاکم یہی تھا۔ رہا وہ شخص جسے سردار کہا اور بنایا جاتا ہے تو وہ محض نام کا سردار ہوتا ہے جو مہنتوں اور اراکین مجلس کے ہاتھوں میں کھلونا بنا رہتا ہے۔ اسے کوئی اختیارات حاصل نہیں ہوتے۔ مقررہ وقت پر اسے حالیہ یا موجودہ انگوئی کا شوہر بنا دیا جاتا ہے اور مقررہ وقت پر مہنتوں کے ایما سے اسے ٹھکانے لگا دیا جاتا ہے۔

رہی خود انگوئی یا دختر شب تو وہ کسی انجانی یا مبہم قوت کا وسیلہ تھی جس کے ذریعہ وہ احکامات' جس کی تشریح خود واباندا بھی نہ کر سکتے تھے۔ اپنے احکامات مہنتوں تک پہنچایا کرتی تھی۔ دختر شب اس پیغام یا الہام کو ٹھیک سے سمجھ بھی سکتی تھی یا نہیں یہ کہنا مشکل ہے البتہ مجھے یہ شک ضرور ہوا کہ مہنت دختر شب کے پیغامات اور احکامات کو حسب دل خواہ توڑ مروڑ لیتے تھے۔ مہنت ویسے امور سلطنت میں کوئی اہم کردار ادا نہ کرتے تھے۔ اور ان کی سلطنت کیا تھی دراصل کسی گزری ہوئی عظیم الشان حکومت کا دھندلا سا عکس تھی اور واباندا کسی عظیم قوم کا گویا بقایا تھے۔ بہرحال ان کے عظیم دیوتا چاند اور سیارے تھے (یہ لوگ سورج کو نہ پوجتے تھے) اور اپنے ان دیوتاؤں سے یہ لوگ جسمانی قوتیں نہیں بلکہ روحانی قوتیں حاصل کیا کرتے تھے یا اس کے خواہاں رہتے تھے۔

وہ عظیم الشان اور مہذب قوم' جس کی مٹی ہوئی سی یادگار واباندا تھے' سیاروں کی چال دیکھتی رہی نتیجہ یہ ہوا کہ اس میں نجومی تو کثرت سے پیدا ہو گئے۔ لیکن سپاہی پیدا نہ ہوئے کہ بیرونی حملوں سے اپنی حکومت کو بچا سکتے چنانچہ حکومت کمزور ہوتی چلی گئی اور آخر جنگجو قبائل اور حکومتوں کے ہاتھوں اسے زوال آ گیا۔ وہ مہذب اور عظیم حکومت مٹ گئی اور ایک چھوٹا سا قبیلہ افریقہ کے ایک دور افتادہ اور گمنام خطے میں اس کی یادگار کے طور پر باقی رہ گیا جو اب تک اپنے اجداد کے مذہب پر قائم تھا۔ یہی قبیلہ واباندا تھا۔

واباندا قبیلے کے مہنت قربان گاہ کے سامنے صرف مذہبی رسومات ہی ادا نہ کیا کرتے تھے بلکہ یہ لوگ عالم اور قبیلے کے دانا تھے۔ یہی وہ لوگ تھے جو سیاروں کی چال دیکھا کرتے تھے۔ یہی لوگ زائچے کھینچتے تھے اور ستاروں کی چال سے شگون لیتے تھے اور ان کے زائچے

اور شگون اکثر صحیح ثابت ہوتے تھے' مہنتوں کو سیاروں کی چال دیکھنے میں مہارت حاصل تھی۔ کیونکہ یہ لوگ چاند اور سورج گہن کا صحیح دن اور وقت پہلے سے ہی بتا دیا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ مہنتوں کے پاس چند اہم دستاویزیں بھی تھیں۔ میں ان دستاویزوں کو نہ دیکھ سکا کیونکہ یہ ایک ایسا راز تھا جسے کسی پر ظاہر نہ کیا جاسکتا تھا۔ چنانچہ میں نہیں جانتا کہ یہ دستاویز کاہے کی تھیں اور یہ کہ کس زبان میں لکھی گئی تھیں یا پھر مصر قدیم کی ہیلو گرافی کی طرح اس پر محض علامتیں بنی ہوئی تھیں۔

قبیلہ دابانڈ! کے میں اپنے مختصر سے قیام کے دوران میں ان لوگوں کے مذہب کے متعلق بشرطیکہ ہم اسے مذہب کہہ سکیں' بس یہی معلومات حاصل کرسکا تھا اور ایک رسم اس وقت خود اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔

کمپانہ پر نیند سی طاری ہوگئی تو اس کے بعد بھی مہنت وہ گیت گاتے رہے۔ لیکن اب ان کے سر دھیمے اور آواز مدہم تھی جو ہر لحہ اور بھی زیادہ مدہم ہوتی جارہی تھی۔ یہاں تک کہ ان کی آواز ڈوب گئی۔ اور اب اسے معلوم ہوا جیسے یہ آواز میلوں دور سے' سمندر کے اس پار سے آرہی ہو۔ کم سے کم مجھے تو یہ آواز لہروں کی موسیقی کی طرح معلوم ہوئی جو میرے دل و دماغ پر عجیب اثر کرنے لگی۔ یا تو اس مدہم آواز کے اثر سے یا جھونپڑے کی تاریکی اور گھٹی ہوئی فضا سے میرا جسم بے حس ہوگیا لیکن دماغ اچانک بیدار ہوگیا جس طرح کہ خواب کی حالت میں پیدا ہوتا ہے۔

اور میں نے دیکھا بلکہ یوں کہئے کہ مجھے ایسا نظر آیا کہ کمپانہ یا اس کا سایہ ایک وسیع و عریض اور بے حد قدیم طرز کے نیم تاریک کمرے میں اس حسینہ کے روبرو کھڑا ہوا ہے۔ جسے میں قربان گاہ کے سامنے دیکھ چکا تھا کمپانہ دخترِ شب سے کچھ کہہ رہا تھا۔

وہ سنتی رہی۔ بڑے غور سے سنتی رہی۔ کمپانہ خاموش ہوگیا۔ دخترِ شب نے اپنے دونوں ہاتھ آگے کی طرف پھیلا دیئے' اس کی آنکھوں کی پتلیاں اوپر چڑھ گئیں اور وہ جیسے الہام کی منتظر کھڑی رہی۔ اور آخر کار الہام ہوا دخترِ شب کا انگ انگ کانپ گیا' اس کا چہرہ جیسے تشنج سے بگڑ گیا' اس کی پتلیاں پھر گئیں۔ وہ وحشتناک ہوگئیں۔ دخترِ شب کا وجود کسی



ماںی روح سے معمور ہوچکا تھا یا اس کا ہمزاد اس میں حلول کرگیا تھا۔ اور پھر اس کے ہونٹ تیزی سے ہلنے لگے جیسے ان کے درمیان سے الفاظ کا سیلاب نکلا آرہا ہو۔ اور پھر یہ بالی تصویر غائب ہوگئی۔

یقیناً یہ خیالی تصویر ہی تھی جو جھونپڑے کی فضا اور اندھیرے نے اور اس عجیب خوشبو کے اثر نے' جس سے جھونپڑے کی فضا بوجھل ہورہی تھی' پیدا کردی تھی' یقیناً مہنتوں نے ہماری نظر بچا کر جھونپڑے میں کوئی خوشبودار سفوف بکھیر دیا تھا۔ بہرحال اب مجھے علوم ہوچکا تھا' کہ کمپانہ کس طرح دخترِ شب سے مشورہ طلب کیا کرتا تھا۔ میں سمجھتا ہوں مرقدیم میں ہیکلوں کے پجاری اسی طرح دیوی ایزیس اور دیوتا ازیرس سے مشورہ طلب رتے ہوں گے اور افریقہ کے دیچ ڈاکٹروں کا بھی طریقہ یہی ہوگا۔

اب کمپانہ بیدار ہوگیا۔ میں بھی بیدار ہوگیا اور سب ہی بیدار ہوگئے۔ (بعد میں ہیس ار ہرقل نے بتایا کہ میری طرح ان پر بھی نیند طاری ہوگئی تھی' اور انہیں بھی خواب نظر ئے تھے۔) کمپانہ نے اپنی آنکھیں ملیں' ایک جمائی لی پھر ایک طویل انگڑائی لی اور کہا:

"انگوئی سے مجھے پوری ہدایت مل چکی ہے کہ اس خطرے کا مقابلہ کس طرح کیا جائے زدابانڈا کے سروں پر منڈلا رہا ہے۔"

جب اس سے ان ہدایتوں کے متعلق پوچھا گیا تو اس نے بتانے سے انکار کردیا اور ں ان کسانوں کو بلا بھیجا جو کانیک کا پیغام لے کر آئے تھے۔ جب وہ دونوں آگئے تو کمپانہ ے ایک مہنت کی طرف اشارہ کرکے ان سے کہا:

"ان کے ساتھ مغربی درے کی طرف لوٹ جاؤ اور کل سورج غروب ہونے کے فوراً اس جگہ پہنچ جاؤ جہاں کانیک نے تم سے گفتگو کی تھی اگر کانیک آجائے یا جواب ل کرنے کے لئے کسی کو بھیج دے تو اس سے کہو کہ اس کا پیغام انگوئی تک پہنچا دیا گیا ور یہ ہے اس کا جواب .... اے غدار کانیک! یہ نہ بھولو کہ تم ملعون ہو۔ جو بھی' راستہ اختیار کرو لیکن سن لو کہ ہر راستہ تمہیں موت کی طرف ہی لے جائے گا۔ کہو اس کہ ابانڈا لوگ اگر بارشیں چاہتے ہیں تو ان کے ملک پر زوردار بارش ہوں گی کیونکہ

خشکی کا دور ختم ہوا چنانچہ بہتر ہو گا کہ اب اباندا اسی پر قناعت کر کے بیٹھ رہیں۔ وہ بارشیں چاہتے ہیں اور بارشیں انہیں مل جائیں گی لیکن اگر انہوں نے کانیک کے اکسانے سے مقدس تالاب کی سرزمین میں قدم رکھنے کی جرائت کی تو پھر انہیں وہ عذاب آئے گا۔ جو اب تک کسی پر نازل نہ ہوا ہے اور نہ آئندہ کسی پر نازل ہو گا.... اور یہ الفاظ ضرور کہنا .... اے کانیک! میں تیرے دل کے حال سے واقف ہوں۔ بارشوں کو تو تو نے ایک بہانہ بنا رکھا ہے۔ اباندا کے کھیتوں پر بادل برسیں یا نہ برسیں تجھے کچھ پرواہ نہیں۔ تو خود غرض ہے اور انگوئی کو' جس کا اب ایک نام دخترشب بھی ہے' حاصل کرنا چاہتا ہے۔ کانیک! تیرے لئے دخترشب اب نہیں رہی۔ وہ سایہ غائب ہو گیا ہے جسے تو تلاش کر رہا ہے۔ انگوئی تیرے لئے مر چکی جس کو تو اٹھا لے جانا چاہتا تھا وہ مر گئی اور اب تو اس سزا کا مستحق ہے جو انگوئی کے قاتل کو دی جاتی ہے۔

یہ پراسرار پیغام کمپانہ نے دونوں کسانوں اور اس مہنت کو بھی حفظ کرا دیا جو ان کے ساتھ جانے والا تھا۔ جب اسے یقین ہو گیا کہ پیغام ان لوگوں کو پوری طرح حفظ ہو چکا ہے تو اس نے انہیں یوں رخصت کیا جیسے وہ اس پورے معاملے کو کوئی اہمیت نہیں دیتا۔

اور اب میں زیادہ دیر تک اپنی بے چینی اور غصے پر قابو نہ رکھ سکا۔

اس پورے معاملے نے ہی مجھے حد سے زیادہ بیزار کر دیا تھا۔ یہ تو بہرحال صاف ظاہر تھا کہ یہاں چھوٹی یا بڑی قسم کی جنگ ہونے والی تھی اور یہ کہ مجھے اس جنگ میں شریک ہونا تھا لیکن میں کسی بھی جنگ کے لئے تیار نہ تھا ان دو قبائل میں' جو افریقہ کے ایک دور افتادہ خطے میں آباد تھے' ایک دیوی کو حاصل کرنے کے لئے زمانہ قدیم سے دشمنی چلی آ رہی تھی۔ جو اب جنگ کی صورت میں نمودار ہونے والی تھی۔ مجھے اس جنگ سے کیا واسطہ؟ نہ تو داباندا میرے دوست تھے اور نہ اباندا میرے دشمن اور نہ انگوئی میری دیوی تھی۔

اس کے علاوہ اس سرزمین کی فضا میرے اعصاب پر اثر انداز ہونے لگی تھی۔ یہاں کا ماحول اور یہاں کی عجیب اور ناقابل فہم رسومات مجھے پاگل کئے دے رہی تھی۔ داباندا لوگوں کے متعلق میں جتنی کچھ معلومات حاصل کر سکتا تھا کر چکا تھا۔ تالاب مقدس اور



...رب کو دیکھ چکا تھا چنانچہ اس سے پہلے کہ میرے ساتھ کوئی خوفناک واقعہ ہو جائے یا ...کسی مصیبت میں پھنس جاؤں اس منحوس سرزمین سے نکل جانا چاہتا تھا۔ اگر ہر قل کو ...نے ساتھ چلنے میں کامیاب ہو گیا تو ٹھیک ورنہ ہیس کو لے کر چل دوں گا۔

...چ تو یہ ہے کہ میں خوف زدہ تھا۔ اس رات جنگل میں جو کچھ ہوا تھا اس نے اور پھر ...ایہ حلقہ حاضرات نے مجھے بالکل ہی وحشت زدہ کر دیا تھا اس کا تو مجھے بھی اعتراف ہے کہ اس دنیا میں اور ہمارے چاروں طرف ایسی قوتیں موجود ہیں جنہیں نہ تو ہم سمجھ سکتے ہیں اور نہ ہی انہیں ہماری عقل قبول کرتی ہے اس کے باوجود یہ قوتیں ہیں اور ضرور ہیں۔ ...زندگی یا عالم موجودات اور دوسرے عالموں کے درمیان خفیہ دروازے موجود ہیں جن سے ہم واقف نہیں لیکن چند لوگ ایسے بھی ہیں جن کے پاس ان دروازوں کی کنجیاں موجود ہیں چنانچہ ان دروازوں کو کھول کر ان انجانی قوتوں کے روبرو ہونا مجھ جیسے کم مایہ شخص کے لئے خطرناک ثابت ہو سکتا ہے بہرحال داباندا لینڈ میں یہ خفیہ دروازے چوپٹ کھلے تھے اور انہی دروازوں کے ذریعہ وہ قوتیں اس دنیا میں اور یہ "بھوت" اپنے آپ کو ان لوگوں پر لاد رہے تھے جو ان کے سائے سے بھی دور رہنا چاہتے تھے۔ مختصر یہ کہ میں اسرار کے اس خطے سے نکل کر ایک بار پھر اپنی مہذب دنیا میں پہنچ جانا چاہتا تھا جہاں کسی بھی چیز پر اسرار کے پردے پڑے نہ ہوئے تھے۔ میں داباندا لینڈ' مقدس تالاب دخترشب اور اس کے ...ستوں سے عاجز آ چکا تھا۔

"کمپانہ" میں نے پوچھا۔ "تمہارے قبیلے اور اباندا لوگوں میں واقعی جنگ ہونے والی ہے؟"

"ہاں میکومیزن!" اس نے مسکرا کر جواب دیا۔ "جنگ ہو گی۔"

"تو پھر مجھے اس جنگ سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ کمپانہ! میں فوراً تمہاری سرزمین سے ...رخصت ہونا چاہتا ہوں راستے کے خطرات ہوں یا نہ ہوں میں اب یہاں نہ ٹھہروں گا۔"

"میکومیزن! یہ ناممکن ہے" کمپانہ نے جواب دیا۔ "تم نے انگوئی کا یہ اعلان نہیں سنا ...کہ وہ خشک سالی' جو پچھلے تین برسوں سے اباندا پر مسلط تھی' اب ختم ہونے والی ہے!

انگوئی نے غلط نہیں کہا۔ زبردست طوفان آ رہے ہیں میکومیزن اور تم ان طوفان میں سفر نہ کر سکو گے اگر تم اباندا کے بھالوں سے بچ بھی گئے۔ تو بارشیں تمہارا راستہ روک لیں گی۔"

اور اس سے پہلے کہ میں انگوئی کی اس پیشین گوئی سے نفرت کا اظہار کرتا اور کہتا کہ مجھے ان زبردست طوفانوں کی آمد پر ذرہ برابر بھی یقین نہیں ہے' کمپانہ نے جلدی سے کہا:

"اس کے علاوہ میں نے سنا ہے کہ میکومیزن' بڑا ہی بہادر شخص ہے جو جنگ کو پسند کرتا ہے۔"

"تو پھر یہ کسی نے تم سے جھوٹ کہا ہے۔ لیکن یہ تم سے کہا کس نے؟"

"کسی نے بھی کہا ہو اس سے کیا فرق پڑ جاتا ہے۔ میکومیزن! تم خود اپنی ذات سے اتنے واقف نہیں ہو جتنے ہم تم سے واقف ہیں۔ اس کے علاوہ ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ تم کانیک سے سونے کے سکوں اور ہاتھی دانت کی صورت میں اپنی اجرت وصول کر چکے ہو اور اس وعدے کے ساتھ کہ تم اس کام کو انجام تک پہنچا دو گے جس کے لئے تمہیں لایا گیا ہے۔ اور ہم سمجھتے ہیں میکومیزن کہ تم وعدے کے پکے ہو اور اس وقت تو کسی حالت میں اپنے وعدے کو نہیں بھولتے جب اجرت پیشگی وصول کر چکے ہو۔"

اور یہاں ہرقل نے قدرے سختی سے کہا:

"خاموش کمپانہ۔ تم اپنے مہمانوں کی توہین کر رہے ہو۔"

"شکریہ ہرقل۔" میں نے انگریزی میں کہا۔ "لیکن میں آپ اپنی حفاظت کرنا جانتا ہوں اس کے علاوہ کمپانہ صرف یہ جواب دے گا کہ چونکہ اب تم واباندا کے سردار ہو اس لئے میں اس کا نہیں بلکہ تمہارا مہمان ہوں۔"

اور پھر میں نے کمپانہ کو واباندا لوگوں کی زبان میں مخاطب کرتے ہوئے کہا:

"کمپانہ! میرے متعلق تمہیں غلط اطلاعات دی گئی ہیں۔ میں نے کبھی بہادری کا دعوئی نہیں کیا اور ان جنگوں میں تو کبھی بہادری کا ثبوت نہیں دیا جن کا تعلق میری ذات سے نہ ہو۔ رہا کانیک سے اجرت وصول کرنے کا سوال تو اس کے متعلق تو یہ ہے کہ سودا یہ ہوا



تھا کہ میں کانیک کے ساتھ اس کے وطن تک چلوں گا اور بس۔ یہ شرط نہ تھی کہ میں یہاں پہنچ کر جنگ میں شرکت کروں گا۔ اگر تم ہماری زبان کا لکھا پڑھ سکتے ہو تو میں تمہیں وہ معاہدہ دکھا سکتا ہوں جو میرے اور کانیک کے درمیان ہوا تھا' اور لکھا گیا تھا۔ کانیک نے' جو تمہارا سردار بننے والا تھا' مجھ سے کہا تھا کہ وہ میری مدد کے بغیر یہاں تک نہ پہنچ سکے گا۔ اور یہ اس نے غلط نہ کہا تھا کیونکہ اگر میں اور ہیس نہ ہوتے تو یہاں تک پہنچنا تو ایک طرف رہا وہ اپنی بستی سے نکل بھی نہ سکتا۔ اس کے بعد اگر ہم اس کے ساتھ نہ ہوتے تو وہ ان اباندا لوگوں کے ہاتھوں مارا جاتا جو اس سفید فام کا تعاقب کر رہے تھے۔ جسے تم نے اپنا سردار بنا لیا ہے چنانچہ میں کانیک کے ساتھ یہاں آگیا۔ کیونکہ وہ میری اجرت ادا کر چکا تھا اور میں اسی طرح کچھ کما لیتا ہوں یا یوں کہو کہ یہی میرا پیشہ ہے۔ لیکن پھر یہ بھی ہے کہ صرف یہ اجرت مجھے یہاں نہ لا سکتی تھی میرے یہاں آنے کا ایک سبب اور بھی ہے یعنی یہ کہ میں نے تالاب مقدس اور تمہارے قبیلے کے متعلق چند روایتیں سنی تھیں چنانچہ میں تالاب مقدس کو اپنی آنکھوں سے دیکھنا اور تمہارے قبیلے کی رسومات کا معائنہ کرنا چاہتا تھا۔"

"اور تمہاری یہ دونوں خواہشات پوری ہوئیں۔" کمپانہ نے کہا۔

"لیکن۔" میں نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "لیکن اس خیال سے کہ کوئی مجھے بزدلی کا طعنہ نہ دے اور یہ نہ کہے کہ میکومیزن پہلے اجرت وصول کر لیتا ہے اور پھر اس کا بدل نہیں دیتا میں تمہاری اس جنگ میں شرکت کروں گا۔ اور جو کام میرے سپرد کیا جائے گا اسے بہ حسن و خوبی انجام دینے کی کوشش کروں گا اس علاوہ مجھے کانیک سے اپنے لشکاریوں کا انتقام لینا ہے جو اس کی دغا بازی سے مارے گئے۔ البتہ میں تم سے کمپانہ اور انگوئی کے مشیروں سے اور اس سفید فام آقا سے' جو تمہارا سردار ہے' یہ وعدہ چاہتا ہوں کہ اس جنگ کے بعد مجھے اور میرے ملازم کو یہاں سے رخصت ہو جانے کی اجازت دی جائے اور رخت سفر کے بطور ہر وہ چیز مہیا کر دی جائے جن کی ہمیں ضرورت ہو اور ہر اس طریقے سے ہماری مدد کی جائے جو تمہارے اختیار میں ہو۔"

"آہ! میکومیزن! ہم ان کا وعدہ کرتے ہیں اور انگوٹی کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ ایسا ہی ہو گا۔ جیسا آپ چاہتے ہیں۔" کمپانہ نے بڑی انکساری سے کہا۔ "اگر میرے الفاظ برے معلوم ہوئے ہوں تو میں معافی چاہتا ہوں رہی یہ بات کہ آپ کو جنگ پسند ہے تو یہ بات کسی اور نے نہیں بلکہ آپ کے ملازم ہیس نے مجھ سے کہی تھی اور آپ کے متعلق دوسری باتیں کانیک نے بتائی تھیں۔"

"جسے تم غدار اور جھوٹا ثابت کر چکے ہو۔" میں نے غصے سے پھنکار کر کہا۔ اور پھر میں ہرقل کی طرف گھوم گیا۔

"ہرقل" میں نے پوچھا۔ "تم بھی وعدہ کرتے ہو کہ اس جنگ کے بعد مجھے رخصت کردو گے؟"

"بے شک کوارٹرمین۔" اس نے انگریزی میں جواب دیا۔ "حالانکہ میرا خیال تھا' اور یہی میں چاہتا بھی تھا' کہ تم مزید چند دنوں کے لئے یہیں ٹھہرے رہو گے سچ تو یہ ہے کوارٹرمین کہ تمہارے بغیر میں تنہائی محسوس کروں گا۔"

"اگر ایسا ہی ہے ہرقل تو پھر یہاں کیوں قیام کر رہے ہو؟"

"اس لئے یہ ضروری ہے۔"

"کیوں ضروری ہے؟"

"یہی میرے لئے مقدر ہو چکا ہے کوارٹرمین اور اس لئے بھی کہ مجھ پر وہ سحر کردیا گیا ہے جس سے میں آزاد نہیں ہو سکتا۔" اور پھر اس نے آواز دبا کر کہا۔ "کوارٹرمین! قربان گاہ کے سامنے میں چند قسمیں کھا چکا ہوں اگر میں نے یہ قسمیں توڑ دیں یا اس کی کوشش بھی کی تو پھر چوبیس گھنٹوں تک بھی زندہ نہ رہ سکوں گا۔"

"ہاں۔ ہرقل' یہ تم نے غلط نہیں کہا۔" میں نے ایک آہ بھر کر جواب دیا۔

پھر میں اٹھا اور سب کو سلام کرکے جھونپڑے سے باہر آگیا۔

"باس!" جھونپڑے سے باہر آتے ہی ہیس نے کہا۔ "تمہیں یاد ہے کہ ایک دفعہ ہم دریائے تیکولا کے کنارے تھے اور ہمارے پاس کھانے کو کچھ نہ تھا تو میں نے نرسلوں کو



کاٹ کے مچھلیاں پکڑنے کا پھندا بنایا تھا؟ یاد ہے نا؟ بہت بڑھیا پھندا تھا وہ' کہ ایک دفعہ مچھلی اس میں داخل ہو جاتی تھی تو پھر نکل نہ سکتی تھی چنانچہ ہم اسے بھون کر کھا لیتے تھے۔"

"یہاں اس پھندے کا کیا ذکر ہیس؟"

"باس! یہ خط بس ایک ایسا ہی پھندا ہے اور بھینسا باس مچھلی ہیں اور وہ تالاب کی حسینہ مچھلی کا چارہ ہے اور یہ کمپانہ اور دوسرے لوگ شکاری ہیں جو بھینسا باس کو بھون کر کھا جائیں گے۔"

میں کانپ گیا۔

"ہیس! ہوشیار رہو مبادا یہ لوگ ہمیں بھی بھون کر کھا جائیں۔"

"نہیں باس وہ ہمیں بھون کر نہ کھا سکیں گے۔ کیونکہ تمہیں پھانسنے کے لئے انہیں کوئی مناسب چارہ نہیں ملا ہے۔ خوش قسمتی سے اس سرزمین میں دو سائے نہیں ہیں اور تم جانو باس چارے کے بغیر مچھلی نہیں پھنستی۔"

# طوفان عظیم

اسی شام موسم باراں کے سے کالے اور بوجھل بادل افق سے اٹھے اور داباندا لینڈ اور چٹانی دیوار کے اس پار تک چھا گئے۔

"باس! وہ سایہ خاتون بڑی عمدہ ملکہ باراں دے۔"۔ ہیس نے کہا کمپانہ نے کہا تھا کہ اس سایہ خاتون نے وعدہ کیا ہے کہ اباندا لوگوں کے ملک پر بارش ہوگی جہاں پچھلے تین برسوں سے پانی نہ برسا تھا لیکن اب میں سمجھتا ہوں کہ وہاں بڑے زوروں کی بارش ہوگی۔"

"تو پھر شاید اباندا جنگ نہ کریں۔" میں نے بے تعلقی سے کہا۔

موسم واقعی عجیب ہوگیا تھا۔ گرمی' جو پچھلے کئی دنوں سے شدید تھی' اب ناقابل برداشت ہوگئی تھی اس کے علاوہ فضا میں حبس اس قدر تھا اور ہوا اتنی گاڑھی کہ میں جیسے کوئی ٹھوس چیز ناک کے ذریعہ اپنے پھیپھڑوں میں پہنچا رہا تھا اور پسینہ یوں بہہ رہا تھا کہ طبیعت گھبرائی جا رہی تھی۔

میں جھونپڑے میں اپنے بستر پر تمام کپڑے اتارے پڑا تھا اور ریت پر پڑی ہوئی مچھلی کی طرح سانس لینے کی کوشش کر رہا تھا طوفان جلد از جلد پھٹ پڑے۔ دختر شب کی قوتوں میں مجھے اعتقاد نہ تھا۔ یقیناً کمپانہ اور اس کے ساتھی' مہنت موسم کی تبدیلی کی پیشن گوئی کردی تھی چنانچہ یہی وجہ تھی کہ کمپانہ نے اس قدر یقین سے بارش کی پیشن گوئی کردی تھی۔ لیکن یہ خشک سالی کی وجہ' جسے میں سمجھ نہ سکا' آتش فشاں کے وسیع و عریض دہانے میں اثر انداز نہ ہوئی تھی چنانچہ داباندا لوگوں کے کھیت ہرے بھرے تھے اور بڑی عمدہ فصل اتری تھی۔

ہیس ہر افریقی کی طرح گرمی کا عادی تھا چنانچہ وہ جھونپڑے میں بیٹھنے کے بجائے بستی میں گھومتا رہا اور یہ خبر لے کر واپس آیا کہ لوگ بہت زیادہ خوفزدہ تھے۔ کئی داباندا اپنے جھونپڑوں کی چھتیں درست کر رہے تھے اور دوسرے مویشیوں کو ہنکا کر غاروں اور دوسرے



محفوظ مقامات میں پہنچا رہے تھے۔ یا کٹی ہوئی فصل کو ٹوکروں میں بھر بھر کر کھیتوں سے لا رہے تھے۔ حتیٰ کہ بچوں کو بھی' جن کی تعداد داباندا لینڈ میں زیادہ نہ تھی' اسی کام پر لگا دیا گیا' مہنت قربان گاہ کے پلیٹ فارم پر چڑھے وہاں جلتی ہوئی آگ پر تاڑ کے پتوں کا سائبان سا بنانے میں مصروف تھے کہ وہ آگ بجھنے نہ پائے جو شاید صدیوں سے برابر جل رہی تھی۔

اور پھر دن ختم ہوا اور رات آئی اور بڑی دوزخی رات تھی؟؟ اس قدر گرم رات تھی کہ میں پلک تک نہ جھپک سکا اور اپنے خشک حلق کو تر کرنے کے لئے بار بار پانی پیتا رہا۔ اس پانی میں میں نے اس پھل کا عرق ملا دیا تھا جو داباندا لینڈ میں کثرت سے پیدا ہوتا تھا اور جس کا عرق بڑا ہی فرحت بخش تھا۔ صبح ہوئی تو وہ بھی اندھیری تھی لیکن نہ تو اب تک بارش ہوئی تھی اور نہ ہی حبس کم ہوا تھا اور نہ ہی خاموشی دور ہوئی تھی۔

دو چار لقمے زہر مار کرنے کے بعد میں سردار کے' یعنی ہرقل کے جھونپڑے کے سامنے پہنچا لیکن وہاں کھڑے ہوئے مہنت نے مجھے جھونپڑی میں داخل نہ ہونے دیا اور کہا کہ آقا آوارہ گرد اس وقت انگوئی کے مشیروں کے ساتھ ہیں اور مصروف ہیں۔ چنانچہ میں واپس آگیا۔ اور مجھے احساس ہوا کہ یہ مجھے ہرقل سے علیحدہ کرنے کی ترکیب تھی کیونکہ مہنتوں نے شاید سمجھ لیا تھا کہ میں ہرقل کو اپنے ساتھ واپس لے چلنے کے لئے تیار کر رہا تھا۔ اور یہ کہ اس پر میرا اثر کچھ زیادہ ہی تھا اگر میرا یہ اندازہ غلط نہ تھا تو پھر مجھے کہنا پڑتا ہے کہ کمپانہ اور اس کے ساتھی ماہر نفسیات تھے جو دوسرے لوگوں کے خیالات کھلی کتاب کی طرح پڑھ لیتے تھے۔ جب ہم انگریزی میں گفتگو کرتے تھے تو بے شک یہ لوگ ہماری باتیں سمجھ نہ سکتے تھے لیکن یقیناً میرے لب و لہجے سے وہ مفہوم معلوم کرلیتے تھے اور انہوں نے یہ بھی معلوم کرلیا تھا کہ میں ہرقل کو ورغلا رہا تھا اور اسے ان لوگوں کے پنجے میں سے چھڑانے کی کوشش کر رہا تھا۔

میں حیران تھا اور اب بھی ہوں کہ وہ لوگ ہرقل کو اپنی سرزمین میں ہی روکنے کے لئے' ہمیشہ کے لئے روکنے کے لئے' اس قدر بے تاب کیوں تھے یقیناً کوئی خاص مقصد تھا۔

جسے کمپانہ اور اس کے ساتھی ظاہر کرنا نہ چاہتے تھے۔ میرا خیال ہے کہ وہ لوگ جاہ طلب تھے اور اسی لئے ہرقل کو رخصت کرنا نہ چاہتے تھے۔ آپ پوچھیں گے ان کی جاہ طلبی سے ہرقل کا کیا تعلق؟ جواب اس کا یہ ہے کہ داباندا قبیلہ کسی زبردست قوم کا بقایا تھا اور بقایا بھی اب ختم ہو رہا تھا چنانچہ یہ توہم پرست اور ختم ہوتی قوم ایک بار پھر دنیا کی زبردست قوت بننا چاہتی تھی لیکن اس مقصد کے لئے سب سے پہلے انہیں اپنے قبیلہ کو وسیع کرنا تھا اور یہ اسی صورت میں ہو سکتا تھا کہ اباندا لوگ بھی ان سے مل جائیں اور ان دونوں قبائل کا صرف ایک سردار ہو اور سردار بھی ایسا ہو جو جدید تہذیب سے پوری طرح واقف ہو اور میں سمجھتا ہوں کہ ہرقل کو اسی لئے داباندا لینڈ میں طلب کیا گیا تھا لیکن ظاہر ہے کہ کوئی بھی شخص اس پراسرار اور بھوتوں کی سرزمین میں یونہی نہ آسکتا تھا چنانچہ اسے کسی طرح دخترِ شب کی تصویریں دیکھا لیکن، اس کے دل میں اس عجیب عورت کی محبت جاگزیں کی گئی، ان دونوں کے تعلقات کے متعلق چند روایتیں گھڑی گئیں یہاں تک کہ ہرقل اپنے آپ میں نہ رہا اور بڑی بے اختیاری سے اور عجیب ڈھنگ سے افریقہ کے اس دور افتادہ خطے میں کھنچا چلا آیا۔

بہرحال یہی قرین قیاس ہے حالانکہ یہ قیاس بھی، مجھے اعتراف ہے، اطمینان بخش نہیں کیونکہ اس سوال کا جواب پھر بھی باقی رہ جاتا ہے کہ دخترِ شب سینکڑوں میل دور کس طرح اپنا اثر ہرقل پر ڈال سکتی ہے؟ لیکن اگر ہرقل کی سرگزشت پر یقین کر لیا جائے.... اور یقین نہ کرنے کی کوئی وجہ ہو ہی نہیں سکتی.... تو پھر ہمیں تسلیم کرنا پڑے گا کہ ایسا ہی ہوا تھا صرف یہی نہیں بلکہ ہرقل کو ایک حد تک اس کے مستقبل سے بھی آگاہ کر دیا گیا تھا۔ یہ کیسے ہوا یا کس طرح کیا گیا؟ اس سوال کا جواب میرے پاس نہیں ہے چنانچہ آنکھیں بند کر کے اور بغیر کسی فلسفیانہ.... تشریح کے ہمیں یہ مان لینا پڑے گا ایسا ہی ہوا تھا۔ خیر تو آمدم برسرِ مطلب ایک مٹتی ہوئی اور کمزور قوم تھی جسے کمپانہ ایک ابھرتی ہوئی اور پرقوت قوم بنانا چاہتا تھا اور میں سمجھتا ہوں کہ مہنتوں کی تمام سازشوں اور منصوبوں کی بنیاد بس یہ تھی۔



جب میں اپنے جھونپڑے کے سامنے پہنچا تو دیکھا کہ چند داباندا اس کی چھت درست کر رہے تھے اور چند میرے جھونپڑے کے گردا گرد خندق سی کھودنے میں مصروف تھے۔ اس خندق میں سے ایک زبردست نالی نکالی گئی تھی اور اس کے ذریعہ اس خندق کو پانی کی اس گزرگاہ یا بڑے نالے سے ملا دیا گیا تھا جو خندق سے زیادہ دور نہ تھا۔ داباندا لوگوں کی ان احتیاطی تدابیروں پر توجہ دیئے بغیر میں جھونپڑے میں پہنچا، بستر پر لیٹ گیا اور ایک مختصر سی نیند کھینچنے کی کوشش کی لیکن سو نہ سکا کیونکہ باہر سے عجیب اور انوکھی آوازیں مسلسل سنائی دے رہی تھیں۔ میں دماغی طور پر اس قدر تھکا ہوا تھا کہ یہ معلوم کرنے کے لئے بھی نہ اٹھا کہ یہ آوازیں کاہے کی تھیں اور کہاں سے آرہی تھیں۔

سورج غروب ہو رہا تھا کہ کمپانہ آگیا۔ حالانکہ میں نے بڑی سرد مہری سے اسے خوش آمدید کہا لیکن وہ خود مسکراتا رہا۔ خندق اور جھونپڑی کی چھت کا معائنہ کرنے اور اپنا اطمینان ظاہر کرنے کے بعد اس نے اپنی گزشتہ کل کی تلخ کلامی اور طنز کی معافی طلب کی اور کہا کہ اس نے پیشگی اجرت وصول کر لینے کا ذکر اس لئے کیا تھا کہ اسے یقین تھا کہ اس طرح مجھے غصہ آجائے گا اور اس کی جھونک میں، میں جنگ کے خاتمے تک داباندا لینڈ میں ہی قیام کرنے پر تیار ہو جاؤں گا۔ اس نے کہا کہ وہ مجھے بزدل اور غدار نہ سمجھتا تھا بلکہ میری بہادری اور خلوص کا معترف تھا۔

کمپانہ کی اس صاف گوئی اور عیاری نے مجھے دم بخود کر دیا اور میں سوچنے لگا کہ وہ کس طرح میری روح میں جھانک لیتا اور میری فطرت سے واقف ہو جاتا۔ لیکن گرمی ایسی سخت اور حبس ایسا شدید تھا کہ طبیعت گھبرا رہی تھی چنانچہ میں نے اس موضوع پر بحث کرنا اور کمپانہ کو ڈانٹنا مناسب نہ سمجھا۔ خود کمپانہ نے بھی فوراً ہی موضوع بدل کر مجھ سے درخواست کی کہ میں جھونپڑے سے باہر قدم نہ رکھوں کیونکہ طوفان کوئی دم میں پھٹ پڑنے والا تھا۔

"ایک دوسری وجہ بھی ہے جس کے لئے آپ کا یہیں ٹھہرے رہنا مناسب ہوگا۔" اس نے کہا لیکن اس "دوسری وجہ" کی تشریح نہ کی جس کے سبب میرا جھونپڑے میں ہی

بیٹھ رہنا ضروری تھا۔

"آپ میری ساتھ اپنی قیام گاہ کی چھت پر چلئے اور آپ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے۔"

میں کہہ چکا ہوں کہ میں نے عجیب آوازیں سنی تھیں جو بھاگتے ہوئے مویشیوں کی ٹاپوں اور غراہٹ اور مویشیوں کے ڈکرانے کی سی آوازیں تھیں۔ میں اپنی رہائش گاہ کی چھت پر پہنچا تو ایک حیرت انگیز منظر نظر آیا ہر طرح کے جنگلی جانور چاروں طرف سے بھاگ بھاگ کے جنگل کی طرف آ رہے تھے۔ یقیناً ان جانوروں نے طوفان کی بو پالی تھی۔ اور اس سے پناہ لینے کے لئے وہ بھاگ بھاگ کر جنگل کی طرف آ رہے تھے۔

"یہ جانور جانتے ہیں کہ کیا ہونے والا ہے۔" کمپانہ نے کہا۔ "لیکن یہ جانور ہمیں کوئی نقصان نہ پہنچائیں گے کیونکہ وہ ہم سے واقف ہیں اس کے علاوہ ہمیں جنگلی جانوروں پر اختیارات بھی حاصل ہیں جیسا کہ آپ خود اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہیں لیکن اگر انہوں نے آپ کی بو پالی تو پھر آپ کو کچل کر رکھ دیں گے کیونکہ آپ وابانڈا نہیں بلکہ ایک سفید فام اجنبی ہیں۔"

کمپانہ نے یہ شاید غلط نہ کہا تھا۔ ممکن ہے کہ ایسا ہی ہو۔ چند ثانیوں تک میں مسحور سا کھڑا اس انوکھے منظر کو دیکھتا رہا۔ میں شکاری ہوں اور میری عمر افریقہ کے جنگلوں میں گزری ہے چنانچہ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ میں نے وہ مناظر دیکھے ہیں جو کسی کے تصور میں بھی نہیں آسکتے لیکن ایسا منظر' جو میں وابانڈا لینڈ میں اپنی رہائش گاہ کی چھت پر کھڑا دیکھ رہا تھا میں نے آج تک نہ دیکھا تھا۔ تھوڑی دیر بعد میں پلٹ کر چھت پر سے اترنے ہی والا تھا کہ کمپانہ نے مجھے روکتے ہوئے پوچھا:

"میکومیزن! ایسا منظر پہلے کبھی دیکھا۔ ذرا ٹھہر جائیے اور آپ اس سے بھی زیادہ حیرت انگیز منظر دیکھیں گے۔"

ابھی یہ الفاظ کمپانہ کے منہ سے نکلے ہی تھے کہ میں نے ہاتھیوں کے چنگھاڑنے کی آوازیں سنیں۔



"کمپانہ! تم نے تو کہا تھا کہ تمام ہاتھیوں کو وابانڈا لینڈ سے نکال دیا گیا ہے؟" میں نے حیرت سے پوچھا۔

"بے شک میں نے ایسا ہی کہا تھا۔" کمپانہ نے جواب دیا۔ "لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اب یہ ہاتھی طوفان عظیم سے بچنے کے لئے اس سرزمین میں واپس آ رہے ہیں۔ جہاں سے انہیں نکال دیا گیا تھا اور میکومیزن! ان ہاتھیوں میں سے اکثر ہاتھی ایسے ہیں جو کئی برسوں پہلے اسی سرزمین میں پیدا ہوئے تھے۔"

اچانک بستی کے دائیں طرف گرد و غبار بلند ہوا۔ اور چند ثانیوں بعد ہی گرد و غبار کے اس بادل میں سے ایک عظیم الجثہ ہاتھی نکل آیا جو حیرت انگیز تیزی سے بھاگا چلا آ رہا تھا۔ اس کے پیچھے دوسرے ہاتھیوں کا ایک زبردست گروہ تھا۔ آگے بھاگتے ہوئے عظیم الجثہ ہاتھی کو میں نے فوراً پہچان لیا یہ وہی ہاتھی تھا۔ جس نے یہاں سے دور ایک جنگل میں پڑاؤ تک ہمارا تعاقب کیا اور جو کانیک کو دیکھ کر لوٹ گیا تھا۔ جی ہاں' وہی بڑے بڑے دانت' سونڈ اور ماتھے پر وہی نشانات بے شک یہ ہاتھی ہاتھیوں کا وہی بادشاہ تھا جو اس جنگل کے میدان میں ایک ٹیلے پر کھڑا اپنی رعایا کا سلام قبول کر رہا تھا۔ وہی جس نے مجھے سونگھا تھا' ٹام اور جیری کو اپنی سونڈ میں اٹھا کر پانی کے گڑھے میں پھینک دیا تھا۔ میں بار بار کہہ چکا ہوں کہ وابانڈا لینڈ اسرار کی سرزمین تھی اس کے باوجود اس شاہ ہاتھی اور اس کے ساتھیوں کی آمد ایسی خلاف توقع تھی کہ اسے دیکھتے ہی پہلے تو میں بت بن گیا اور پھر بے ہوش سا ہونے لگا۔ رہا ہیس' جو میرے قریب ہی کھڑا ہوا تھا' تو وہ نڈھال ہو کر بیٹھ گیا۔

"ارے باپ رے!" وہ بڑبڑایا۔ "باس! وہ بوڑھا شیطان' جس نے چھلنی اور جیری کو پانی کے گڑھے میں پھینک دیا تھا اور جس نے اپنی زبردست پھونک سے میرے عضاء اڑا دیئے تھے۔ تقریباً ہمیں تلاش کرتا ہوا یہاں بھی آگیا اور اب باس! کھیل ختم ہوا سمجھو۔"

"ابھی کھیل ختم نہیں ہوا ہے ہیس۔" میں نے حتی الامکان سکون سے جواب دیا۔

"اس کے علاوہ وہ ہاتھی ہماری نہیں بلکہ شاید کسی اور کی تلاش میں آیا ہے۔"

اور ایک بار پھر میں گھوم کے اس بوڑھے اور عظیم الجثہ ہاتھی کی طرف دیکھنے لگا جو

ریل کے انجن کی طرح واباندا بستی کے قریب سے نکلا چلا گیا۔ اس کے پیچھے دوسرے ہاتھی تھے جو تعداد میں پچاس سے ستر تک تھے۔ ایک عجیب بات میں نے یہ بھی دیکھی کہ اس گروہ میں جتنے بھی ہاتھی تھے سب کے سب پکی ہوئی عمر کے تھے اور ایک بھی ہتھنی اور کم عمر ہاتھی نہ تھا۔

کمپانہ نے نہ صرف میری حیرت کا اندازہ لگا لیا بلکہ اس کی وجہ بھی خدا جانے کس طرح سمجھ گیا۔ چنانچہ پوچھے بغیر اس نے جواب دیا:

"آقا میکومیزن! اس ٹولے میں سب کے سب نر ہیں اور یہ وہ ہاتھی ہیں۔ جو کئی برسوں پہلے' ہمارے اجداد کے زمانے میں' اسی سرزمین میں پیدا ہوئے تھے۔ چنانچہ اب وہ اپنے وطن میں واپس آرہے ہیں۔ ہتھنیاں اور ان کے بچے کسی دوسری طرف چلے گئے ہیں اور سچ تو یہ ہے کہ ہمیں ہتھنیوں اور بچوں کی ضرورت بھی نہ تھی۔"

"کیا مطلب؟" میں نے چونک کر پوچھا لیکن کمپانہ نے جیسے میرا یہ سوال سنا ہی نہیں۔ بہرحال اس نے کوئی جواب نہ دیا۔

"اب میں چلتا ہوں میکومیزن۔" کمپانہ نے کہا۔ "لیکن جانے سے پہلے آپ کو پھر خبردار کردینا چاہتا ہوں کہ اپنی قیام سے باہر قدم رکھنا آپ کے لئے خطرناک ثابت ہوسکتا ہے۔"

"ایک منٹ کمپانہ۔" میں نے اسے روکتے ہوئے کہا۔ "تمہارا وہ نیا سردار سفید فام آوارہ گرد کہاں ہے؟"

"جہاں انہیں ہونا چاہئے۔ میرا مطلب ہے اپنے گھر میں۔" کمپانہ نے جواب دیا۔

"میرا خیال ہے کہ تم ہم دونوں کو الگ کرنا چاہتے ہو۔" میں نے کہا۔

"جی ہاں۔ کم سے کم فی الحال تو آپ دونوں کا نہ ملنا ہی مناسب ہے۔ اس میں آپ دونوں کی بھلائی ہے۔ البتہ آپ اپنے طور پر آوارہ گرد کو ہم لوگوں سے الگ کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن میں آپ کو الزام نہیں دیتا کیونکہ یہ قدرتی بات ہے بہرحال آپ آوارہ گرد کو اپنے ساتھ نہ لے جاسکیں گے۔ آوارہ گرد نے وفاداری کا حلف اٹھایا ہے اور اب وہ اس کا



ہوچکا ہے جیسے وہ دختر شب کہتا ہے۔ اگر اس نے اپنی قسم توڑنے کی کوشش کی تو اسے قتل کردیا جائے گا اور اگر آپ نے اسے اکسانے کی کوشش کی تو آپ کو قتل کردیا جائے گا۔ چنانچہ مناسب یہی ہے' کہ اس جنگ کے خاتمے تک آپ دونوں ایک دوسرے سے دور ہی رہیں۔"

"تو کیا جنگ یقینی ہے؟"

"اسی طرح جس طرح کہ سورج کے غروب ہونے کے بعد اس کا پھر طلوع ہونا یقینی ہوتا ہے۔"

"تو پھر یہ جنگ کب ہوگی؟"

"آسمانوں اور عناصر کی جنگ کے بعد انسانوں کی جنگ ہوگی میکومیزن۔ کیونکہ کاٹیک اپنی شکست کو فتح میں تبدیل کرنے اور وہ اختیارات حاصل کرنے کی کوشش کرے گا۔ جنہیں وہ گنوا چکا ہے۔ اس جنگ میں آقا آپ کو اپنا کردار ادا کرنے کے لئے طلب کیا جائے گا۔ حالانکہ یہ کردار وہ نہ ہوگا جس کی آپ توقع کررہے ہیں۔ تو اب میں رخصت ہونا چاہتا ہوں میکومیزن۔ عظیم طوفان کوئی دم میں پھٹ پڑنے والا ہے اور مجھے بھی کسی پناہ گاہ میں پہنچنا ہے۔ جب وقت آئے گا' تو میں آپ کی خدمت میں پھر حاضر ہوجاؤں گا۔"

کمپانہ کے رخصت ہونے کے بعد میں ہیس کی طرف گھوم گیا اور بوڑھے پراسرار ہاتھی اور اس کے ٹولے کے متعلق خدا جانے کیا کہنے لگا۔ ہیس پہلے ہی چکرایا ہوا تھا چنانچہ اس نے کہا:

"باس سچ کہتا ہوں وہ ہاتھی جانور نہیں ہیں بلکہ آدمی ہیں جنہیں واباندا جادوگروں نے ہاتھی بنا دیا ہے۔ باس! اس منحوس سرزمین میں کوئی خوفناک بات ہونے والی ہے۔"

ابھی یہ الفاظ ہیس کے منہ میں ہی تھی کہ "اس منحوس سرزمین میں خوفناک بات" ہونے لگی۔ دفعتاً" گھٹی ہوئی فضا کراہوں سے پر ہوگئی۔ ایسی کراہیں اور ایسی آوازیں میں نے پہلے کبھی نہ سنی تھی۔ یہ آوازیں غالباً ہوا کے ان جھونکوں سے پیدا ہو رہی تھیں جو جنگل کے درختوں کی چوٹیوں پر سے بہہ رہے تھے لیکن جنہیں ہم محسوس نہ کررہے تھے۔

یوں معلوم ہوتا تھا جیسے دنیا کے سارے دکھ جنگل میں جمع ہو گئے ہوں اور مجسم ہو کر خود اپنے ہی دکھ درد سے کراہ رہے ہوں۔

"باس! بھوت ہمارے سروں پر سے گزر رہے ہیں۔" ہیس نے کہا۔

لیکن وہ اپنا فقرہ پورا نہ کر سکا کیونکہ یکایک ہمارے پیروں تلے کی زمین جیسے سانس لینے لگی۔ وہ جھکولے کھانے لگی' طوفان میں پھنسے ہوئے جہاز کی طرح یہاں تک کہ مجھے متلی ہونے لگی اور جھونپڑے میں رکھے ہوئے برتن ان الماریوں سے' جو ہیس نے بنائی تھیں' فرش پر لڑھک آئے۔

"زلزلہ .... ہیس .... اس سے پہلے کہ جھونپڑے کی چھت ہم پر آ رہے باہر بھاگو۔" میں نے چیخ کر کہا۔

لیکن میری یہ ہدایت بعد از وقت تھی کیونکہ ہیس مجھ سے پہلے ہی جھونپڑے کے دروازے میں پہنچ چکا تھا۔ میں اس کے پیچھے بھاگا اور پائیں باغ عبور کر کے میدان میں پہنچ گیا۔ یہاں کوئی چیز ایسی نہ تھی' جو ہمارے سروں پر آ پڑتی لیکن میدان میں پہنچتے ہی ایک بار پھر زمین نے ایک طویل سانس سا لیا۔ زمین زور سے کانپ گئی اور میں لڑکھڑا کر اوندھے منہ گرا اور دل ہی دل دعا مانگنے لگا کہ زمین زلزلے سے پھٹ کر مجھے نگل نہ لے۔

"باس! وہ دیکھو۔" ہیس نے چیخ کر ایک طرف انگلی اٹھا دی۔

سامنے میدان میں جو دو مینار سے کھڑے ہوئے تھے اور جو دراصل دابانڈا مہنتوں کی رصد گاہ تھے' ان میں سے ایک مینار' جنگل کے درختوں کی طرح' یوں آہستہ آہستہ جھک رہا تھا جیسے ہمیں سجدہ کر رہا ہو۔ اور پھر وہ نہایت آواز سے گرا۔ لیکن یہ آواز ہم نہ سن سکے کیونکہ فضا کراہوں سے پر تھی۔

زمین ساکن ہو گئی۔ زلزلہ گزر گیا اور اس کے ساتھ ہی کراہوں کی آوازیں تھم گئیں۔ اور اب چاروں طرف موت کی سی خاموشی چھا گئی۔ سورج غروب ہو رہا تھا۔ وہ پہاڑوں کے عقب میں روپوش ہو چکا تھا اور پوری فضا میں سونا سا بکھر گیا تھا۔ یہ روشنی' جس میں ہر چیز بڑی بھیانک شکل میں نظر آ رہی تھی۔ یہ سرخ روشنی اچانک مختلف قسم کے



رنگوں میں تبدیل ہو گئی اور اس روشنی میں میری نظر کو یہ عجیب دھوکا ہوا کہ مجھے چاروں طرف ایسے بھیانک جانور نظر آئے جو قبل از تاریخ کے دور میں سینہ گیتی پر گھوما کرتے تھے یہ جانور زمین پر رینگ یا چل نہ رہے تھے۔ بلکہ فضا میں تیر رہے تھے اور اوپر اٹھ کر بڑھتے ہوئے اندھیرے میں غائب ہو رہے تھے۔

اور پھر تاریکی اتر آئی۔ آسمان سے زمین تک مکمل ترین اندھیرے کی دبیز چادر سی تن گئی۔ ایک ہی منٹ بعد اندھیرے کی یہ چادر تار تار ہو گئی۔ کیونکہ اب بجلیاں چمک رہی تھیں۔ یہاں وہاں نہیں بلکہ ہر طرف بجلیاں بڑے زوروں سے چمک رہی تھیں اور ان کی روشنی میں میلوں تک کا منظر ہمیں نظر آجاتا تھا اور ان بجلیوں کی روشنی میں میں نے درختوں کو گرتے دیکھا۔ وہ بڑی سی چٹان' جو زیادہ دور نہ تھی' یکایک ایک چٹاخے کی آواز کے ساتھ ریزہ ریزہ ہو گئی۔ غیر شعوری طور پر میں اور ہیس اٹھ کر جھونپڑی کی طرف بھاگے اور جب ہم اس کے دروازے میں داخل ہو رہے تھے تو بادل نہایت زور سے گرجا۔

میری زندگی آوارہ گردی میں گزری ہے۔ ہر موسم میں میں نے افریقہ کے جنگلوں میں بسر کئے ہیں چنانچہ کئی دفعہ افریقی بادلوں کی گرج سن چکا ہوں لیکن ایسی گرج میں نے پہلے کبھی نہ سنی تھی۔ عجیب آوازیں تھیں یہ۔ آپ نے بھی یقیناً مختلف قبیل کی گرج سنی ہو گی۔ اکثر بادل یوں گرجتے ہیں جیسے ہزار بندوقیں ایک ساتھ چلائی گئی ہوں۔ چند بادل یوں گرجتے ہیں جیسے بڑی سی توپ سر کی گئی ہو اور بقیہ گرج کی آوازیں بڑبڑاتی اور لڑھکتی ہوئی ہوتی ہیں۔ دابانڈا لینڈ کی گرج میں یہ تینوں خصوصیات بہ یک وقت موجود تھیں۔ اس کے علاوہ آتش فشاں کے دہانے کی دیواریں' جن کے درمیان دابانڈا لوگ آباد تھے' آواز بازگشت پیدا کر کے گرج کی ان مہیب آوازوں کے جسم میں اضافہ کر رہی تھیں۔ چنانچہ دل دہلے جا رہے تھے اور اوپر سے بجلی کی چمک' آنکھوں کو خیرہ کئے دے رہی تھی۔

اس گڑبڑ میں میری نظر ہیس کے چہرے پر جا پڑی اور بجلی کی روشنی میں میں نے دیکھا کہ اس کے بشرے سے انتہائی خوف و ہراس کے آثار ہویدا تھے اور پھر گرج کی آوازوں سے ملی جلی ہیس کی آواز سنائی دی۔ وہ قیامت کے متعلق کچھ کہہ رہا تھا۔ اسے یہ کہنے کی

ضرورت نہ تھی کیونکہ میں خود بھی اسے یوم حشر یقین کر چکا تھا۔ میں نہیں جانتا کہ کتنی دیر تک عناصر ٹکراتے رہے کیونکہ اس طوفان عظیم نے میرے حواس بالکل ہی پراگندہ کر دیئے تھے اور مجھے وقت کا احساس رہا ہی نہ تھا۔ آخر کار طوفان کا زور کچھ کم ہوا۔ اور بجلی اب کافی طویل وقفے سے چمکنے لگی۔ میں نے سوچا کہ چلو مصیبت ٹل گئی۔ لیکن نہیں، اب یکایک بارش شروع ہوگئی۔ بارش کیا تھی گویا پانی کی چادریں کی چادریں آسمان سے برس رہی تھیں۔ کئی گھنٹوں تک بارش نہایت آواز کے ساتھ برستی رہی۔

ہمارا جھونپڑا زلزلے کے جھٹکے برداشت کر گیا تھا شاید اس لئے کہ اس کی دیواریں درختوں کے تنوں اور ٹہنوں کو جوڑ کے بنائی تھیں جنہیں گارے سے پوت دیا گیا تھا چنانچہ یہ لچکدار دیواریں زلزلے کی اٹکھیلیاں برداشت کر گئیں۔ لیکن اسی زلزلے نے چھت میں دراڑیں پیدا کر دی تھیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بارش کا پانی جھونپڑے میں در آیا۔ اور تھوڑی دیر بعد ہی ہماری قیام گاہ میں سیلاب سا آچکا تھا۔ اگر سیمنٹ جیسی کوئی چیز، جس کے ذریعہ اسی دن ہماری جھونپڑے کی چھت کی مرمت کی گئی تھی، دراڑوں میں نہ انڈیل دی گئی ہوتی اور انہیں فوراً ہی بند نہ کر دیا گیا ہوتا تو میں سمجھتا ہوں کہ پانی ہمیں، مجھے اور ہیس کو، بہالے جاتا۔ لیکن خوش قسمتی سے چھت کی دراڑیں بند کر دی گئیں۔ اور ہم بہنے سے بچ تو گئے لیکن جیسی بے آرامی اور بے چینی کا تجربہ ہوا وہ عمر بھر یاد رہے گا خوش قسمتی سے ہماری چارپائیاں بھی جھونپڑے میں بنے ہوئے چبوترے پر رکھی ہوئی تھیں چنانچہ چارپائیوں تک پانی نہ پہنچا تھا، میں اور ہیس اپنی اپنی چارپائیوں پر لیٹ گئے اور خدا جانے کب سو گئے۔

جب میں بیدار ہوا تو رات ختم ہو چکی تھی لیکن دن اندھیرا تھا۔ بارش کا زور کم ہو گیا تھا۔ چرمی لحاف سر پر ڈال کہ میں چھت پر جا چڑھا چاروں طرف عجب ویرانی اور بربادی کا منظر نظر آیا۔ پوری دابانڈا سرزمین میں پانی کھڑا تھا۔ بستی کے کئی جھونپڑے زلزلے سے کھنڈر میں تبدیل ہو چکے تھے، اکثر جھونپڑے بہہ گئے تھے اور روحوں کے جنگل کے کئی درخت بیچ میں گھسیٹ گئے تھے اور کئی جڑ سے اکھڑ گئے تھے۔ ان درختوں پر بجلی گری



تھی۔

وہ میدان، جس میں پلیٹ فارم اور قربان گاہ تھی، تالاب بن چکا تھا۔ وہ سائبان، جو مقدس آگ پر لگایا گیا، گر پڑا تھا اور جیسا کہ بعد میں معلوم ہوا، آگ بجھ گئی تھی اور اس وجہ سے دابانڈا عموماً اور مہنت خصوصاً بے حد پریشان تھے۔ اس کے علاوہ دہانے میں بارش کا زور کم ہو چکا تھا لیکن دابانڈا لوگوں کے ملک کی سرحد کے دوسری طرف، یعنی ابانڈا لینڈ میں زوروں کی بارش ہو رہی تھی جیسا کہ آسمان کے رنگ سے پتہ چلتا تھا۔ کہیں دور بادل بھی بڑے زور سے گرج رہے تھے۔

پورے تین دنوں تک موسم میں کوئی تبدیلی نہ ہوئی۔ ان تین دنوں میں تالاب کی سرزمین کی سرحد کے اس پار طوفان بادوباراں کا زور بدستور قائم رہا اور کبھی کبھی زلزلے کے جھٹکے بھی محسوس ہوتے رہے۔ اس تمام عرصے میں نہ تو کوئی ہمارے پاس آیا اور نہ ہی ہم جھونپڑے سے باہر نکل سکے البتہ وہ عورتیں آتی رہیں جو ہمارے لئے کھانا لایا کرتی تھیں۔ یہ عورتیں بڑی ہمت اور جرائت سے اپنے فرائض انجام دے رہی تھیں اور انہی عورتوں سے ہمیں معلوم ہوا کہ لوگ بے حد خوفزدہ تھے، کیونکہ ایسا طوفان دابانڈا کی تاریخ میں پہلے کبھی نہ آیا تھا۔

چوتھے دن صبح کمپانہ آیا تو وہ حسب معمول پرسکون تھا۔ اس نے بتایا کہ دابانڈا لوگوں کی بستی میں اس طوفان اور زلزلے کی وجہ سے کوئی بھی جانی نقصان نہ ہوا تھا۔ اور چونکہ زیادہ تر فصل کاٹی اور غاروں میں پہنچائی جا چکی تھی۔ اس لئے اس طرف کا نقصان بھی معمولی سا تھا۔ البتہ اس نے کہا، خبر ملی ہے کہ ابانڈا جو پہاڑ کی بیرونی ڈھلانوں اور میدانوں میں آباد ہیں اس طوفان کی تباہ کاریوں سے بچ نہ سکے تھے۔ اکثر ابانڈا اس سیلاب میں غرق ہو گئے تھے جو بلندیوں پر سے نشیب میں بڑے زور و شور سے بہہ آیا تھا۔ چند ابانڈا اپنے مکانات میں بیٹھے ہوئے تھے لیکن ان مکانات کی چھت گر گئی اور وہ دب گئے۔ کمپانہ نے یہ بھی بتایا کہ ابانڈا کی سرزمین میں چونکہ لکڑی کی کمی ہے اور مکانات پتھروں کے بنے ہوئے لہٰذا اس لئے وہ زلزلے کے جھٹکوں سے بہہ نہ سکے اور اپنے مکینوں پر ڈھے گئے اس کے

علاوہ ان کی فصل بھی جو تیار کھڑی تھی تباہ ہو گئی۔

"چنانچہ اب اباندا بے حد پریشان ہوں گے۔" میں نے کہا۔ "اور اب وہ اباندا سے جنگ نہ کریں گے کیونکہ وہ بارش چاہتے تھے اور انہیں بارش مل گئی۔"

"نہیں آقا میکومیزن! اب تو اباندا ضرور جنگ کریں گے۔" کپانہ نے کہا۔

"کیوں؟"

"اس لئے کہ ان کی فصلیں تباہ ہو چکی ہیں اور ہمارے پاس غلے کا کافی ذخیرہ محفوظ ہے۔ چنانچہ اب اباندا غلہ حاصل کرنے کے لئے ہم سے جنگ کریں گے چنانچہ آقا میکومیزن! کل آپ ہمارے ساتھ چلیں گے۔

"کہاں؟"

"اباندا سے جنگ کرنے۔"

"کہاں ہو گی یہ جنگ؟"

"یہ تو میں یقین سے نہیں کہہ سکتا۔ ہمیں تو صرف مغربی درے کی طرف کوچ کرنے کا حکم ملا ہے۔ جب ہم وہاں پہنچ جائیں گے تو ہمیں یقیناً دوسرے احکامات موصول ہوں گے جن سے معلوم ہو جائے گا کہ ہمیں کیا کرنا ہے۔"

"کس کے احکامات؟" میں نے پوچھا۔ "تمہارے نئے سردار کے؟"

"نہیں آقا انگوئی کے احکامات جو ہوا کی لہروں پر سوار ہو کر ہم تک پہنچیں گے۔"

"اچھا....!" میں نے کہا۔ "اور تمہارا سردار آوارہ گرد بھی چلے گا ہمارے ساتھ؟"

"نہیں میکومیزن! انہیں بستی کی حفاظت کرنے کے لئے یہیں رہنا ہے۔ اب میں اجازت چاہتا ہوں کیونکہ بہت سے انتظامات کرنے ہیں' کل جب کوچ کا وقت آئے گا۔ تو میں آپ کو بلا بھیجوں گا۔"

"بڑا خوش نصیب ہوں میں۔" کپانہ کے چلے جانے کے بعد میں بڑبڑایا۔

"نہیں باس۔ آپ ایسے نہیں جیسا کہ آپ نے کہا ہے بلکہ آپ پر تو اس کا مخالف لفظ صادق آتا ہے جسے زبان پر لانا بھی بدشگونی ہے۔" ہیس نے سر ہلا کر کہا۔ "باس



ہمارے ابا مرحوم کہا کرتے تھے کہ دنیا عجائبات سے پر ہے۔ اور انسان اپنی زندگی میں جتنے بھی عجائبات دیکھ سکتا ہے دیکھ لے چنانچہ باس یہ جنگ بھی ایک عجوبہ ہی ہو گی کیونکہ اس کے جرنیلوں کو جو احکامات ملیں گے وہ ہوا کے دوش پر سوار ہو کر آئیں گے۔ بڑی دیکھنے والی اور یادگار جنگ ہو گی یہ' چنانچہ اگر ہم واپس ڈربن پہنچ گئے تو اور اگر آسمان پر پہنچ گئے تو وہاں بیٹھ کر اس جنگ کو یاد کر کے محظوظ ہوتے رہیں گے۔"

"اپنی بکواس بند کرو اور سنو جو میں کہہ رہا ہوں۔"

"ہاں۔ ہاں۔ سناؤ باس میں سن رہا ہوں۔"

"میں بہرحال اس جہنم سے نکل جانا چاہتا ہوں۔ ہم لوگ کوچ کر کے مغربی درے تک جا رہے ہیں چنانچہ وہاں پہنچتے ہی میں بھاگ کے درے میں گھس جاؤں گا اور بھاگ کر دوسری طرف نکل جاؤں گا۔"

"اور ہم باس اپنی بندوقیں اور دوسری چیزیں پیچھے چھوڑ جائیں گے اور درے کے دوسری طرف پہنچ کر اباندا کے ہاتھوں مارے جائیں گے یا اگر ان سے بچ کر نکل گئے تو راہ بھٹک جائیں گے اور پھر بھٹکتے بھٹکتے ہی بھوک اور پیاس سے مر جائیں گے۔ بہت عمدہ خیال ہے باس' واقعی باس اس دفعہ ہمیں طویل سفر کرنا پڑے گا۔ بلکہ جلد ہی ہمارے اس سفر اور سفر حیات کا بھی خاتمہ ہو جائے گا۔"

چنانچہ ہیس یونہی بکتا رہا اور اس کی ان بے سروپا باتوں اور غلط سلط محاوروں میں بڑے گہرے معنی پوشیدہ تھے۔ بہرحال میں نے اس کی باتوں کی طرف کوئی دھیان نہ دیا۔

اس پورے معاملے سے میں اتنا تھک چکا تھا اور اس قدر عاجز آ چکا تھا کہ مجھے انجام کی پرواہ ہی نہ تھی میں نہ تو کسی بات پر غور کر رہا تھا اور نہ یہ سوچ رہا تھا کہ کیا ہو گا۔ ہوا جس طرف لے جائے گی چلا جاؤں گا اور امید تھی کہ بہرحال اس منحوس سرزمین سے نکل جانے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ لیکن اگر قسمت میں مرنا ہی لکھا ہے تو یہ ہو کر ہی رہے گا چنانچہ کسی بھی قسم کی فکر کرنا بے کار تھا۔

اس دن میں نے ایک بار پھر ہرقل سے ملنے کی کوشش کی لیکن جب ہم کیچڑ اور پانی

میں چلتے ہوئے اس کی قیام گاہ پر پہنچے تو وہاں وابانڈا سپاہیوں کا پہرہ تھا جنہوں نے بڑے احترام سے ہمیں واپس پھیر دیا۔ اس احساس کے ساتھ میں واپس لوٹا کہ میرے اور ہرقل کے درمیان ایک ایسی دیوار کھڑی کردی گئی تھی جس پر میں چڑھ نہ سکتا تھا۔ چنانچہ میں اپنی قیام گاہ پر واپس آیا' اور بیٹھ کر اپنا روزنامچہ لکھنے لگا۔ یہ روزنامچہ اس وقت میرے سامنے ہے اور اسی کے ذریعہ میں یہ کہانی لکھ رہا ہوں اور ان واقعات ترتیب دے رہا ہوں۔

اس رات پلیٹ فارم پر قربان گاہ کے سامنے پھر کوئی رسم ادا کی جارہی تھی مجھے اس رسم میں شریک ہونے کی دعوت نہ دی گئی تھی۔ اور اگر دی گئی ہوتی تو میں شاید شریک نہ ہوتا۔ غالباً یہ مقدس آگ کو دوبارہ سلگانے کی رسم تھی کیونکہ اپنی قیام گاہ کی چھت پر سے میں نے آگ کو یکایک سلگتے اور شعلے بلند ہوتے دیکھا۔ اس رسم میں بہت سے لوگوں کے ساتھ ہرقل بھی شریک تھا۔ ہیس نے اپنی تیز نظر سے اسے دیکھا اور مجھے دکھایا کہ وہ' ہرقل' وابانڈا مہنتوں کے لباس میں پلیٹ فارم پر اس طرح آیا۔ کہ اس کے آگے مشعل بردار مہنتوں کو پورا جلوس تھا۔

ہرر.... ایک سیاہ پرست' وحشی اور کافر قوم کے مہنت اعلیٰ کا کردار ادا کرتے دیکھ کر میرے دل کو ایک دھکا سا لگا۔ لیکن میں کیا کرسکتا تھا۔ یہ مذہبی رسم' کیونکہ میرے خیال میں یہ مذہبی رسم ہی تھی' موسیقی کے ساتھ شروع ہوئی اور آج نقارے بھی بجائے جارہے تھے۔ پہلے کبھی میں نے وابانڈا لینڈ میں نقاروں کی آواز نہ سنی تھی۔ یہ رسم بہت دیر تک ادا ہوتی رہی اور اس کے خاتمے پر مشعل بردار مہنتوں کا جلوس پلیٹ فارم پر سے اتر کر بستی کی طرف چل دیا۔

دوسرے دن ہم ناشتے سے فارغ ہوئے تھے کہ کمپانہ آگیا۔ اس کے ساتھ تین وابانڈا سپاہی تھے۔ جو بھالوں سے لیس تھے اور یوں خوش معلوم ہوتے تھے جیسے کسی دعوت میں شریک ہونے جارہے ہوں۔

"میکومیزن! آپ تیار ہوں تو میں آپ کو میدان جنگ تک لے جانے آیا ہوں۔" کمپانہ نے کہا۔



"تم تیار ہونے کو کہتے ہو میں تو جنگ کرنے کے لئے مرا جارہا ہوں۔" میں نے جواب دیا یہ بات دراصل میں نے طنزاً کہی تھی اور پھر میں یہ بھی ظاہر کرنا نہ چاہتا تھا کہ میں جنگ سے جی چرا رہا ہوں۔

"یہ سن کر مجھے واقعی خوشی حاصل ہوئی۔" کمپانہ نے مسکرا کر کہا۔ "انگوئی کرے کہ آپ کا یہ جوش و خروش میدان جنگ میں بھی اسی طرح قائم رہے کیونکہ میں جانتا ہوں کہ آپ بڑے تیز بھاگنے والے ہیں۔"

"اگر مجھے فرار کا موقع مل گا تو پھر تم میری تیزی دیکھ سکو گے۔" میں دل میں بولا اور پھر کمپانہ سے پوچھا۔ "ہماری غیر موجودگی میں ہمارے سازوسامان کی حفاظت کون کرے گا؟"

"آپ کا سازوسامان ایک محفوظ جگہ پہنچا دیا جائے گا۔" کمپانہ نے جواب دیا۔

اور میں نے سوچا کہ خدا جانے اس "محفوظ جگہ" سے ہم اپنا سامان دوبارہ نکال بھی سکیں گے یا نہیں۔

اور ہم اس شان سے چل پڑے کہ وابانڈا سپاہی ہمارے آگے اور پیچھے چل رہے تھے اور دو سپائیوں نے ہماری زائد بندوقیں' کارتوس کی پیٹیاں اور ضروری چیزوں کا صندوق اٹھا رکھا تھا۔ بستی میں اب صرف عورتیں ہی نظر آرہی تھیں جو مکانات اور باغات کو درست کرنے میں مصروف تھیں۔ ایک لڑکی سپاہیوں کو دائیں بائیں ہٹاتی اور بھاگتی آئی اور میرے ہاتھ میں ایک تہہ کیا ہوا کاغذ پکڑا کے بھاگ گئی۔

یہ ہرقل کا رقعہ تھا۔ اس نے لکھا تھا۔

"عزیز کوارٹرمین!

تم نے میرے متعلق یقیناً کوئی غلط رائے قائم کرلی ہوگی اگر میرا یہ اندازہ صحیح ہے تو پھر خدا کے لئے میرے متعلق کوئی رائے قائم کرنے میں دیر نہ کرو۔ کوارٹرمین! میں ایسا نہیں ہوں جیسا تم سمجھ رہے ہو لیکن چند درچند وجوہات کی بنا پر' جنہیں تم سمجھ نہیں سکتے' میرا تمہارے ساتھ آنا تقریباً ناممکن ہے اس کے علاوہ میری ٹانگ بھی اب تک مجھے تکلیف

دے رہی ہے کوارٹرمین! تم کیسی ہی بات کیوں نہ دیکھو حیرت کا اظہار نہ کرنا کیونکہ یہ داباندا لوگ دنیا کے دوسرے لوگوں سے قطعی مختلف ہیں اور ان کے طور طریقے نرالے اور ناقابل فہم ہیں۔ اور سب کے آخر میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ فرار ہونے کی کوشش بھولے سے بھی نہ کرنا ورنہ تم اور تمہارے ساتھ ہیس بھی مارا جائے گا۔

بس یہ چند سطور لکھی ہوئی تھیں اس رقعہ میں اور آخر میں ہرقل کے دستخط تھے لیکن یہ چند سطور مجھے چونکانے اور ہوشیار کر دینے کے لئے کافی تھیں ہرقل حقیقت میں مچھلی کی طرح جال میں پھنس گیا تھا جیسا کہ ہیس نے کہا تھا۔ اس کے علاوہ خود ہرقل یا چند لعنتی مہنت میرے فرار ہونے کے ارادے سے واقف ہو چکے تھے اور یقیناً ہرقل کو آگاہ کردیا گیا تھا کہ اگر میں نے فرار ہونے کی کوشش کی تو انجام کیا ہوگا چنانچہ ہرقل نے مجھے خبردار کر دیا تھا۔ چنانچہ اب سوائے اس کے اور کوئی چارہ نہ تھا کہ میں اپنا ارادہ ترک کروں ویسے بھی فرار کی کوشش کرنا سراسر پاگل پن تھا۔ کیونکہ کامیاب ہونے کے امکانات تھے ہی نہیں۔

بستی سے تین میل دور ایک تباہ شدہ گاؤں کی سرحد پر ہم داباندا کی فوج سے جاملے بشرطیکہ ہم اسے فوج کہہ سکیں کیونکہ یہ پوری فوج صرف دو سو پچاس سپاہیوں پر مشتمل تھی۔ میں نے کمپانہ سے پوچھا کہ بقیہ فوج کہاں ہے۔ اور اس نے اپنی مخصوص مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا۔ کہ بقیہ فوج ہے ہی نہیں کیونکہ اب جتنے بھی آدمی بچ رہے تھے انہیں بستی میں سردار کی حفاظت کے لئے پیچھے ہی چھوڑ دیا گیا تھا۔

"اور اباندا کی فوج کتنی ہوگی؟" میں نے پوچھا۔

"یقین سے تو نہیں کہہ سکتا۔" کمپانہ نے جواب دیا۔ "لیکن اباندا لوگوں کا قبیلہ بہت بڑا ہے۔ چنانچہ وہ دس سے بارہ ہزار تک سپاہی میدان جنگ میں لے آئیں گے۔ اس کے علاوہ اباندا دوسرے قبائل سے جنگ کرتے ہی رہتے ہیں۔ اور ہمیشہ فتحیاب ہوتے ہیں۔ چنانچہ ان شکست خوردہ قبائل یا ان قبیلوں میں سے جو لوگ زندہ بچ جاتے ہیں انہیں اباندا اپنے قبیلے میں شامل کرلیتے ہیں۔"

اور آخر میں نے کپانہ سے پوچھا کہ صرف دو سو پچاس دابانڈا دس ہزار دابانڈا سے کس طرح جنگ کر سکیں گے۔ جس کا جواب کپانہ نے بڑی رکھائی سے دیا۔

"یہ تو میں نہیں جانتا میکومیزن' کیونکہ میں سپاہی نہیں بلکہ اگوئی کا مشیر اور منت ہوں لیکن جنگ بہرحال ہوگی اور ان احکامات اور ہدایتوں کے مطابق ہوگی جو ہمیں دی جائیں گی۔ اس کے علاوہ۔ اس نے مسکرا کر غالباً طنزاً اضافہ کیا۔ تنہا آپ دس رجمنٹوں پر بھاری ہیں اور آپ کی وجہ سے اباندا کو شکست ہوگی۔ کیونکہ کانیک اور اباندا آپ کے ہتھیاروں اور آپ کی جنگی صلاحیتوں سے ڈرتے ہیں۔

چنانچہ میں خاموش ہوگیا۔ کیونکہ مجھے خوف تھا کہ کپانہ کی یہ بکواس مبادا مجھے غصہ نہ دے اور میں وہ باتیں کہہ جاؤں جن پر بعد میں مجھے افسوس کرنا پڑے۔

دن کا زیادہ تر حصہ ہم اس سرسبز و شاداب دہانے میں سفر کرتے رہے۔ راستے میں کئی چھوٹے چھوٹے دریا پڑتے تھے۔ جن میں پچھلے طوفان بادوباراں کی وجہ سے سیلاب آیا ہوا تھا۔ یہ دریا ہم نے بہ وقت تمام عبور کئے جگہ جگہ اوپر سے چٹانیں لڑھک آئی تھیں اور اکثر درخت اکھڑ گئے تھے۔ یا بجلی گرنے کی وجہ سے جل گئے تھے۔ یہ گزرے ہوئے طوفان کے غصے کا ثبوت تھا۔ راستے میں ہمیں ایک بھی انسان نظر نہ آیا۔ البتہ چند مویشی آزادی سے ادھر ادھر بھاگ اور یہاں وہاں منہ مار رہے تھے۔ ان کے ساتھ کوئی چرواہا یا رکھوالا نہ تھا۔ یہ پورا خطہ خالی معلوم ہوتا تھا۔ معنی کہ کہیں جنگلی جانور بھی دکھائی نہ دیتے تھے۔ میرے خیال میں یہ جانور اب تک مقدس جنگل میں پناہ گزیں تھے میں نے کپانہ سے پوچھا۔ تو اس نے کہا کہ جنگلی جانوروں کی غیر موجودگی کے متعلق وہ کچھ نہیں جانتا۔ البتہ اس کا خیال تھا کہ یہ جانور اس خوف سے کہ مبادا دوسرا طوفان پھٹ پڑے۔ کسی جگہ پناہ لئے ہوئے تھے۔

"یا شاید۔" اس نے کچھ سوچ کر اضافہ کیا۔ "وہ اباندا لوگوں کے خوف سے چھپے ہوئے ہیں۔ کیونکہ جانتے ہیں کہ اب اباندا کانیک کے ماتحت ہیں۔ اور یہ کہ کانیک مقدس



آخر کار دوپہر ڈھلے ہم ایک گاؤں میں پہنچ گئے اس گاؤں تک پہنچنے کے لئے ہمیں اکثر چٹانوں کا چکر کاٹنا پڑا تھا۔ تقریباً ہر چٹان میں گزشتہ زلزلے نے بڑے بڑے شگاف ڈال دیئے تھے۔ اس گاؤں میں چند بوڑھے اور چند بوڑھی عورتیں کھانا پکا رہی تھیں بقول اس کے اد کہیں چڑھی ہوئی تھیں" چنانچہ یہ کھانا ہمارے لئے ہی تیار کیا جا رہا تھا۔

اب ہم اس چٹانی دیوار سے جو دابانڈا لینڈ کی گویا سرحد تھی' صرف پانچ چھ میل دور رہ گئے تھے لیکن اب بھی ہم اس چٹانی دیوار کو دیکھ نہ سکتے تھے اول تو اس لئے کہ یہ گاؤں نشیب میں واقع تھا اور دوم اس لئے بلند و بالا درخت اس پورے علاقے میں اس طرح اگ رہے تھے کہ نظر ان کے پتوں اور ٹہنوں میں الجھ کر رہ جاتی تھی۔

ہم نے کھانا کھایا جو بے حد لذیذ تھا اور پھر ستانے لگے۔ کپانہ نے بتایا کہ ہمیں رات گئے تک اسی گاؤں میں قیام کرنا اور رات کے کسی حصے میں آگے روانہ ہونا تھا کہ پوہ پھٹتے ہی ہم چٹانی دیوار تک پہنچ جائیں۔

"اور وہاں پہنچ کر ہمیں کیا کرنا ہوگا؟" میں نے پوچھا

"میں پھر کہوں گا کہ یہ میں نہیں جانتا۔" کپانہ نے جواب دیا۔ "شاید ہم درے میں سے نکل کر اباندا لوگوں پر حملہ کر دیں یا شاید ہم درے کے آگے طرف ٹھہر کر اباندا لوگوں کے حملے کا انتظار کریں گے یا شاید پسپا ہو جائیں۔"

اور اس سے پہلے کہ میں مزید کچھ پوچھتا کپانہ میرے سامنے سے جا چکا تھا۔

سورج غروب ہونے سے پہلے میں نے آخری منظر یہ دیکھا کہ وہ بوڑھے اور وہ بوڑھی عورتیں جنہوں نے ہمارے لئے کھانا تیار کیا تھا مشرق کی طرف جا رہی تھیں۔ انہوں نے اپنا کل سامان کندھوں پر لاد رکھا تھا جس سے پتہ چلتا تھا کہ وہ لوگ واپس آنے والے نہ تھے۔ اس کے بعد میں تازہ دم ہونے کے خیال سے لیٹ گیا اور خدا جانے کب میری آنکھ لگ گئی صبح تین بجے کپانہ نے مجھے بیدار کر کے کہا کہ میں ناشتہ کر لوں۔ کیونکہ کوچ کرنے کا وقت آ گیا تھا۔

تھوڑا بہت کھانا زہرمار کر کے ہم روانہ ہو گئے۔ ختم ہوتے ہوئے چاند کی زرد روشنی

ہمیں راستہ دکھا رہی تھی۔ لیکن جنگل میں اس قدر اندھیرا تھا۔ کہ اگر ایک سپاہی نے میرا ہاتھ نہ پکڑ رکھا ہوتا تو شاید میں بھٹک کر کہیں سے کہیں جا نکلتا لیکن وابانڈا لوگوں کی آنکھیں شاید بلی کی تھیں کہ وہ اندھیرے میں بھی دیکھ سکتے تھے۔

ہم چلتے رہے یا یوں کہئے کہ ڈھلان چڑھتے رہے یہاں تک کہ پو پھٹنے لگی اور تارے ماند پڑ گئے اور پھر ہم ٹھہر کر سورج کے طلوع ہونے کا انتظار کرنے لگے۔

اور پھر دفعتاً" سورج مشرقی چٹانوں کے عقب سے طلوع ہوا۔ اس کی کومل کرنیں چٹانوں کی چوٹیوں پر اتر آئیں لیکن نیچے' دہانے میں' اب تک اندھیرا پھیلا ہوا تھا یا یوں کہئے کہ کرنیں اس جگہ اتر آئیں جہاں کبھی چٹان تھی اور انہوں نے ایک ایسے منظر کو روشن کردیا کہ ہمارے منہ سے حیرت و خوف کی چیخیں نکل گئیں حتیٰ کہ وابانڈا لوگ بھی جو کم گو تھے اور کبھی کسی بات سے حیرت زدہ نہ ہوئے تھے بے اختیار چیخ اٹھے۔ کیونکہ سامنے والی زبردست چٹان کو زلزلے نے چوٹی سے بنیاد تک پھاڑ دیا تھا اور اس درے کی جگہ جو چند گز چوڑا تھا ایک زبردست شگاف نظر آ رہا تھا جس کی چوڑائی کسی طرح پاؤ میل سے کم نہ ہوگی۔

چٹان کی زبردست چوٹی ٹوٹ کر شاید دوسری طرف لڑھک گئی تھی۔ بہرحال چٹانی دیوار کی جگہ صرف چند پتھر نظر آ رہے تھے اور بس چنانچہ میں سمجھتا ہوں کہ زلزلے کی لہر دہانے میں کسی مقام سے اٹھ کر باہر میدانوں کی طرف چلی گئی تھی۔ اب یہ میں نہیں جانتا کہ زلزلے کی اس لہر نے اپنا تمام تر غصہ اس خاص چٹان پر کیوں اتارا تھا۔ شاید اس لئے کہ یہ چٹان دوسری چٹانوں کی بہ نسبت پتلی اور کمزور تھی۔ بہرحال میں ماہر ارضیات نہیں ہوں چنانچہ یقین سے کچھ نہیں کہہ سکتا۔

بہرحال اس چٹان کے پھٹ جانے اور چوٹی کے گر جانے کا جو نتیجہ ہوا وہ ظاہر تھا۔ اب وابانڈا لوگوں کی حفاظت وہ قدرتی دیوار نہ کر رہی تھی جس میں چند تنگ دہانے تھے۔ اس قدر تنگ کہ مٹھی بھر سپاہی بڑے بھاری لشکر کو روک سکتے تھے۔ جی ہاں۔ اب وہ قدرتی فصیل نہ رہی تھی جس پر وابانڈا فخر کیا کرتے تھے بلکہ اب بقول ہیس وابانڈا لینڈ کا راستہ



افریقہ کی دوسری قوموں کے لئے۔ اسی طرح کھل گیا تھا اور یہ راستہ اس قدر چوڑا تھا کہ پورا لشکر اپنی صفیں توڑے بغیر وابانڈا لینڈ میں داخل ہو سکتا تھا۔

میں نے کمپانہ کی طرف دیکھا۔۔۔۔ اس کا چہرہ جذبات سے عاری تھا اور سوچنے لگا کہ یہ بوڑھا مہنت بھی سمجھ چکا ہے کہ اس چٹانی دیوار نے پھٹ کر اس کی خفیہ مملکت کو سراسر ننگا کر دیا ہے؟ کیا اسے معلوم ہو چکا تھا کہ چٹان پھٹ گئی ہے؟ اگر یہ بات اسے پہلے ہی سے معلوم ہو چکی تھی تو پھر وہ اپنی مٹھی بھر فوج لے کر ابانڈا کے لشکر عظیم کا مقابلہ کرنے کیوں آگیا؟ یا پھر یہاں آنے میں اس کا کوئی خاص مقصد تھا؟ یہ میں نہیں کہہ سکتا حالانکہ بعد میں جو کچھ ہوا اس نے مجھے اپنی ایک رائے قائم کرنے پر مجبور کردیا۔

# فرار

"کمپانہ! اگر تم ان لوگوں سے درے پر اباندا کو روکنا چاہتے ہو۔" میں نے دو سو پچاس واباندا سپاہیوں کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ "تو اب یہ بات ناممکن ہو گئی ہے کیونکہ تم دیکھ ہی رہے ہو کہ درہ باقاعدہ ایک چوڑا راستہ بن چکا ہے"

"ہاں آقا ہم صرف طاقت سے اباندا کو نہیں روک سکتے" کمپانہ نے کہا۔ "اباندا تو خیر انسان ہیں میں تو کہتا ہوں کہ بھڑکے ہوئے مویشیوں کا ریوڑ تک ہمیں کچل کر رکھ دے۔"

تو پھر اب تمہارا کیا ارادہ ہے کمپانہ؟ میں نے پوچھا ہم واپس لوٹ جائیں گے؟۔

"کیا پتہ اب کیا ہو۔ بہر حال ہم آگے بڑھ کر شگاف کے دوسری طرف دیکھتے ہیں۔ اس کے بعد شاید معلوم ہو کہ اب ہمیں کیا کرنا ہے۔ بہت ممکن ہے کہ اس چٹان کے پھٹنے اور اس کی چوٹی کے گرنے سے خوفزدہ ہو کر اباندا بھاگ گئے ہوں یا پھر یہ بھی ممکن ہے کہ وہ اس شگاف میں داخل ہوتے ہوئے ڈرتے ہوں' مبادا دوسرا زلزلہ آئے' شگاف بند ہو جائے اور وہ سب اسی میں دفن ہو کر رہ جائیں۔"

ممکن ہے ایسا ہی ہوا ہو۔ میں نے کہا لیکن میں کانیک سے بہت حد تک واقف تھا اور جانتا تھا کہ ایسی باتیں اور حادثات اسے خوفزدہ نہیں کر سکتے۔

کمپانہ نے اپنی مختصر سی فوج کو آگے بڑھنے کا حکم دیا اور واباندا کچھ ایسی بے تعلقی اور بے پروائی سے آگے بڑھے کہ میں نے سوچا کہ ان لوگوں کو یا تو تقدیر پر ضرورت سے زیادہ اعتبار تھا یا پھر انہیں یقین تھا کہ ان دیکھی اور زبردست قوتیں ان کی حفاظت کر رہی ہیں۔

"باس! ہیس نے کہا۔" ہماری حیثیت افسر یا کپتان کی سی نہیں ہے بلکہ ہم گویا خوش قسمتی لانے والے تعویذ ہیں۔ چنانچہ مناسب ہوگا کہ ہم سب کے پیچھے رہیں۔ اس نئے درے میں مجھے خطرہ نظر آتا ہے۔"

اس دفعہ پھر ہیس کا مشورہ مناسب تھا۔ درے میں اگر دشمن گھات لگائے بیٹھا تھا تو پھر ہم کیوں اس حملے کے پہلے شکار بنیں؟ چنانچہ کمپانہ کے طنزیہ جملوں کا ہدف بننے کا خیال



کئے بغیر میں نے اپنی رفتار کم کر دی اور تھوڑی دیر بعد ہی واباندا فوج کے آخر میں باربرداروں کے ساتھ چل رہا تھا۔

اور واقعی دشمن گھات میں بیٹھا ہوا تھا اور یہ جنگی چال کا اعلیٰ ترین نمونہ تھا۔ اسکاٹ کی ایک نظم میں بڑی چابکدستی سے یہ منظر بیان کیا گیا ہے کہ کس طرح ایک جگہ' جہاں بہت سے پتھر پڑے ہوئے تھے۔ دفعتاً" ہر پتھر اور ہر جھاڑی کے پیچھے سے سپاہی نکل آئے اور وہ ویران میدان یکایک انسانوں سے پٹ گیا تھا۔ افریقہ کے قلب اور اس نئے درے میں یہی منظر دہرایا گیا فرق صرف اتنا تھا کہ یہاں جھاڑیوں کی بجائے بڑی بڑی چٹانیں تھیں۔

واباندا کے اعتقاد کے مطابق اگر انگوئی ان کی حفاظت نہ کر رہی ہوتی تو واباندا کا ایک سپاہی بھی زندہ نہ بچتا بلکہ ہم لوگ بھی یعنی میں اور ہیس بھی' اباندا ال بھالوں میں چھد کر رہ جاتے۔ وہ تو خدا بھلا کرے اس احمق اباندا سپاہی جس نے وقت سے پہلے ہی حملہ کرنے کے لئے اشارے کے طور پر قرن پھونک دیا۔ اس کی آواز سنتے ہی ہر چٹان اور ہر پتھر پر اباندا سپاہی جیسے جادو کے زور سے نمودار ہو گئے اور حکم کا انتظار کئے بغیر اپنے بھلے بلند کر کے واباندا کا قتل عام کرنے دوڑ پڑے یا شاید انہیں پہلے سے ہی حکم دے دیا گیا تھا۔ کہ جیسے ہی قرنا پھونکا جائے وہ اباندا پر بھوکے گدھوں کی طرح ٹوٹ پڑیں۔ بہر حال وہ دہشتناک نعروں کے ساتھ واباندا کی طرف دھنس آئے ہمارے بہادر سپاہیوں نے ادھر ادھر دیکھا' پلٹے اور بڑی بدحواسی سے بھاگ پڑے ہمارے بہادروں نے بھی کمپانہ کے حکم کا انتظار نہ کیا یا شاید کمپانہ کو معلوم تھا کہ حملہ ہوگا اور اس نے اپنے آدمیوں سے کہہ دیا تھا کہ حملہ ہوتے ہی وہ فرار ہو جائیں۔

"باس بھاگو۔" ہیس نے کہا۔

اور پلٹ کر بھاگ پڑا گویا مجھے بتا رہا ہو کہ ایسے وقت یوں بھاگا جاتا ہے۔ چنانچہ میں نے نہ تو گولی چلائی اور نہ ہی اپنی بندوق دشمن کی طرف اٹھائی بلکہ ہیس کے پیچھے میں بھی بھاگ پڑا۔

غالباً میں کسی جگہ کمپانہ کا یہ جملہ ٹانک چکا ہوں جو اس نے میرے متعلق کہا تھا۔ یعنی یہ کہ میں بڑا ہی تیز بھاگنے والا ہوں۔ کمپانہ نے یہ بات سنجیدگی سے کہی ہو یا طنزاً تاہم یہ حقیقت تھی۔ چونکہ ان دنوں میں دبلا پتلا تھا۔ اور میرے پھیپھڑے بھی مضبوط تھے اس لئے میں واقعی تیزی سے بھاگ سکتا تھا۔ چنانچہ ا... میں کمپانہ کو دکھا دینا چاہتا تھا کہ اس نے میرے متعلق غلط اندازہ نہ لگایا تھا۔ چنانچہ میں کافی دور تک بھگوڑے واباندا سے کئی قدم آگے بھاگتا رہا۔ وفادار ہیس میرے ساتھ تھا۔

"باس!" اس نے تیزی سے سانس لیتے ہوئے کہا۔ "ان کتوں کی راہبری ہم جنگ میں نہ کرسکے تو کوئی بات نہیں کم سے کم بھاگنے میں تو ہم ان کی راہبری کر رہے ہیں۔"

یہ ہیس نے غلط نہ کہا تھا۔ لیکن اب ہوا یہ کہ چند واباندا جو ہم سے بھی تیز بھاگنے والے تھے' ہمارے قریب سے گزرتے ہوتے آگے نکل گئے۔

قصہ مختصر ہم دن بھر اس طرح بھاگتے رہے کہ کئی کئی میل کے بعد ہم ستانے اور ناشتہ کرنے کے لئے تھوڑی دیر کے ٹھہر جاتے تھے۔ اس جنگل میں جہاں گزشتہ رات ہم نے قیام کیا تھا' داخل ہونے سے پہلے میں نے پلٹ کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ مسلسل دوڑ بے حد ضروری تھی۔ دور ہمیں سینکڑوں کی تعداد میں اباندا نظر آئے جو ہمارے تعاقب میں چلے آرہے تھے۔ لیکن وہ ہماری طرح تیزی سے نہ بھاگ رہے تھے حالانکہ ایک دفعہ انہوں نے چند میل تک تیزی سے بھاگنا شروع کردیا تھا چنانچہ اس وقت ہماری رفتار بھی تیز ہوگئی تھی۔ غالباً ان لوگوں کو خوف تھا کہ ہم انہیں جال میں پھنسانا چاہتے ہیں' چنانچہ وہ لوگ بڑی احتیاط سے ہمارا تعاقب کررہے تھے اور رضاکاروں کو بطور ہراول اپنے آگے بھیج رہے تھے۔ بہرحال شام ہورہی تھی جب ہم واباندا ٹاؤن میں داخل ہوئے اور اس وقت میں نے پلٹ کے دیکھا تو پیچھے اباندا نظر نہ آرہے تھے۔

انگوئی کے مشیر اور چند دوسرے لوگ ہماری آمد کے منتظر تھے یہ انہیں کیسے پتہ چل گیا کہ ہم فرار ہو کر آرہے تھے؟ یہ میں نہیں کہہ سکتا بہرحال وہ لوگ ہمارے استقبال کو موجود تھے اور قربان گاہ کے پلیٹ فارم پر دو تین پہرے دار مستعد کھڑے ہوئے تھے۔ اور سب



سے بڑی بات تو یہ کہ لوگوں نے اپنے مفرور بہادروں کے لئے کھانا اور مقامی شراب تیار کر رکھی تھی۔ ہم کھانے پر' خصوصاً شراب پر بھوکوں کی طرح ٹوٹ پڑے اور ہیس تو یوں مچھلی کی طرح پینے لگا کہ اگر میں نے اس کے ہاتھ سے صراحی گھسیٹ نہ لی ہوئی تو وہ اسی جگہ مدہوش ہو کر لڑھک پڑتا۔

جب ہم کھانا کھا رہے تھے اور خوفزدہ نظروں سے اس راستے کی طرف دیکھ رہے تھے جس راستے سے ہم آئے تھے تو مجھے پہلی دفعہ احساس ہوا کہ پوری بستی خالی تھی۔ ان اشخاص کے علاوہ' جنہوں نے ہمارا استقبال کیا تھا' بستی میں اور کوئی نہ تھا۔

"سب لوگ کہاں چلے گئے؟" میں نے ہیس سے پوچھا۔

"غالباً جنگل میں بھوت ہاتھیوں کے پاس چلے گئے؟" ہیس نے گوشت کی ایک کافی بڑی بوٹی اپنے منہ میں ٹھونستے ہوئے جواب دیا۔ "اور ہمیں بھی وہیں جانا ہے باس۔"

اور ہیس نے غلط نہ کہا تھا کیونکہ تھوڑی دیر بعد ہی کمپانہ آگیا اس دوڑ نے اسے تھکا مارا تھا اور چنانچہ وہ بے حد تھکا ہوا تھا اور مضمحل سا معلوم ہوتا تھا۔ مجھے اپنی تیز رفتاری اور ٹانگوں کی مظبوطی پر مبارک باد دینے کے بعد اس نے کہا کہ ہمیں فوراً جنگل میں داخل ہو کے مقدس تالاب کے قریب پناہ لینی چاہئے۔

"اور چونکہ جنگل کے راستے پر پیچ ہیں اور انجان شخص آسانی سے راستہ بھٹک سکتا ہے۔ اس نے کہا اس لئے مناسب ہوگا میکومیزن آپ اور آپ کا ملازم ہمارے ساتھ اور قریب ہی رہے۔"

"بالکل۔" میں نے کہا۔ "اور میں سمجھتا ہوں کمپانہ کہ اس دفعہ تم خود بھی ہمارے بہت قریب رہوگے۔"

چنانچہ ہمیں نہ تو ستانے کا موقع ملا اور نہ ہی مجھے اپنی قیام گاہ پر جانے کا وقت ملا۔ کیونکہ ہم فوراً ہی روانہ ہوگئے حالانکہ بے حد تھکے ہوئے تھے۔ جنگل میں داخل ہوتے وقت میں نے پلٹ کر دیکھا۔ خالی پڑی ہوئی بستی میں اباندا سپاہی در آئے تھے اور ادھر ادھر بھاگ رہے تھے۔ وہ لوگ گھروں کو لوٹنے یا آگ لگانے کے لئے نہ رکے بلکہ سیدھے

ہمارے تعاقب میں بھاگے آئے۔ جب وہ لوگ اس سے میدان میں پہنچے جہاں قربان گاہ تھی تو ایک شخص' میرے خیال میں یہ کانیک تھا' پلیٹ فارم پر جا چڑھا اور اس نے قربانگاہ پر جلتی ہوئی آگ بجھادی۔

کمپانہ میرے قریب ہی تھا اس نے آگ کو بجھتے دیکھا تو کانپ گیا۔ انگوئی کی قسم اس گستاخی کی سزا ملے گی۔ وہ بولا یقیناً ملے گی

اور پھر اس نے چیخ کر کہا:

"بے وقوف چلو۔ چلو۔ انگوئی تمہارا انتظار کر رہی ہے۔"

چنانچہ ہم اندھیرے گھنے جنگل میں داخل ہوگئے اور اباندا ہماری نظروں سے اوجھل ہوگئے۔

شام ہونے سے کچھ پہلے ہم جنگل میں داخل ہوئے تھے چنانچہ وہاں ایسا اندھیرا نہ تھا جسے گھور اندھیرا کہتے ہیں۔ چنانچہ رات کی تاریکی اترنے تک ہم اس جگہ پہنچ گئے جہاں درخت دور دور اگ رہے تھے۔ غالباً اس لئے کہ یہ حصہ تقریباً دلدلی تھا۔ یہاں ایک اتھلے تالاب کے کنارے..... یہ تالاب گذشتہ بارش کا کرشمہ تھا۔ پہنچ کر کمپانہ نے صبح تک قیام کردینے کا اعلان کردیا کیونکہ اس نے کہا' اکثر لوگ جنگل کے راستوں سے واقف نہ تھے اس لئے اندھیرے میں سفر جاری رکھنا خطرناک ثابت ہو سکتا تھا۔

"لیکن اگر اباندا نے ہمیں آلیا تو؟" میں نے پوچھا۔

"اطمینان رکھو میکومیزن ایسی کوئی بات نہ ہوگی۔" کمپانہ نے بڑے سکون سے جواب دیا۔

"وجہ؟"

"وجہ یہ میکومیزن! کہ اباندا رات کے وقت جنگل میں داخل ہونے کی جرائت نہ کریں گے اور دن کی روشنی میں بھی صرف جرائت مند لوگ ہی جنگل میں داخل ہوسکیں گے کیونکہ اباندا جانتے ہیں کہ یہ مقدس جنگل ہے اور کسی کو بھی اس میں داخل ہونے کی اجازت نہیں۔"



میں چونکہ بے حد تھکا ہوا تھا اس لئے فی الحال اس مسئلے یا کسی بھی مسئلے پر بحث کرنا نہ چاہتا تھا۔ چنانچہ میں یہ دعا مانگ کر لیٹ گیا کہ خدا کرے کمپانہ اس دفعہ ہمیں اس منحوس جنگل میں اکیلا چھوڑ کر چلا نہ جائے۔

کہتے ہیں کہ جب آدمی جسمانی اور روحانی طور پر بہت زیادہ تھکا ہوا ہو تو پھر اسے گہری نیند نہیں آتی لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس رات میں خوب گہری نیند سویا اور وہ لرزہ خیز واقعات نہ ہوئے جن سے ہم اس وقت دوچار ہوئے تھے۔ جب میں اور ہیس مقدس تالاب سے لوٹ رہے تھے اور کمپانہ ہمیں چھوڑ کر چلا گیا تھا۔ البتہ ایک دفعہ میری آنکھ کھل گئی چاند آسمان میں چمک رہا تھا اور شاید آدھی رات کا وقت تھا۔ میں نے دیکھا کہ اتھلے تالاب کے دوسرے کنارے پر درختوں کے درمیان بڑی بڑی سیاہ چٹانیں سی حرکت کر رہی تھیں۔ میں سوچنے لگا کہ یہ کیا بلا ہو سکتی ہے۔ دفعتاً" مجھے وہ ہاتھی یاد آگئے جو طوفان کی آمد سے پہلے بھاگتے ہوئے آئے تھے اور اس جنگل میں داخل ہوگئے تھے۔ چنانچہ وہ زبردست سائے یقیناً" وہ ہاتھی ہی تھے جو دوسرے جانوروں کے ساتھ اب تک اس جنگل میں موجود تھے۔

اس کے بعد میں پھر سوگیا اور جب بیدار ہوا ہوں تو سورج طلوع ہو چکا تھا۔ ہم نے وہ کھانا کھایا جو ہمارے سامنے رکھ دیا گیا تھا۔ اب یہ میں نہیں جانتا کہ یہ کھانا سپاہی اپنے ساتھ لے کر آئے تھے۔ یا رات کے وقت یہ کھانا پہنچا دیا گیا تھا۔ البتہ اتنا ضرور جانتا ہوں کہ بعد میں بھی ہمیں کھانا کافی مقدار میں ملتا رہا اور کوئی وقت ایسا نہ تھا جب ہم نے شکم سیر ہو کر نہ کھایا ہو۔

کھانے سے فارغ ہوئے تو کمپانہ نے کوچ کا حکم دیا اور ہم اس اتھلے تالاب کا' جس کے کنارے ہمارا قیام تھا پھر ہم چکر کاٹ کر دوسری طرف پہنچے اور ایک بار پھر گھنے جنگل میں داخل ہوگئے۔ جب ہم یہ نسبتاً کھلا میدان عبور کر رہے تھے تو میں نے دیکھا کہ اباندا سپاہیوں کی تعداد اب بہت کم رہ گئی تھی جب ہم جنگل میں داخل ہوئے تھے تو ہمارے سپاہیوں کی تعداد دو سو پچاس تھی لیکن اب وہ گھٹ کر پچیس رہ گئی تھی بقیہ سپاہی غائب تھے

میں نے کمپانہ سے پوچھا کہ یہ لوگ کہاں چلے گئے۔

"جنگلی جانوروں سے باتیں کرنے انہیں یہ بتانے گئے ہیں کہ ہم دوست ہیں۔" کمپانہ نے جواب دیا۔

اس کا یہ جواب ایسا احمقانہ تھا کہ میں "جواب جاہلاں باشد خاموشی" کے مقولے پر عمل کرکے خاموش ہو رہا۔ لیکن جب میں نے یہی بات ہیس سے کہی تو وہ یوں گویا ہوا:

"باس! میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں اور اب پھر کہتا ہوں کہ یہ جنگلی جانور، خصوصاً ہاتھی حقیقت میں بھوت ہیں۔ داباندا جادوگران جانوروں پر حکومت کرتے ہیں۔ جیسا کہ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہیں۔ چنانچہ کمپانہ نے یہ غلط نہیں کہا کہ داباندا سپاہی ان جانوروں کو راستے سے ہٹ جانے کا حکم دینے گئے ہیں۔ اور یہ اچھا ہی ہے باس کیونکہ ہمارے پاس بندوقیں نہیں ہیں۔

"تمہیں وہ شخص کہیں دکھائی نہیں دیا جو میرے بندوق بردار کی خدمات انجام دے رہا تھا۔" میں نے غصے سے پوچھا۔

"تمہارا وہ بندوق برادر مجھے تو کہیں دکھائی نہ دیا حالانکہ میں نے اسے بہت تلاش کیا۔ اب یا تو وہ مرگیا ہے یہ اس نے بندوق چرالی ہے یا پھر کہیں چھپا دی ہے۔ رہے وہ لوگ جو زائد بندوقیں اٹھائے تھے سو وہ کبھی نظر نہ آئے۔"

"اور تمہاری بندوق کیا ہوئی؟" میں نے پوچھا۔

"باس! اس نے بڑی لجاجت سے جواب دیا۔" مین نے اپنی بندوق پھینک دی باس۔ جب میں نے دیکھا کہ اباندا تعاقب کررہے ہیں تو باس میں نے اپنی بندوق پھینک دی کہ تیزی سے بھاگ سکوں۔"

"ہیس!" چند ثانیوں کے توقف کے بعد میں نے کہا۔ "تم بھولے نہ ہوگے کہ جب ہاتھیوں نے ہمارا تعاقب کیا تھا تو ٹام اور جیری نے بھی اپنی بندوق کو پھینک دیا تھا اور میں نے انہیں سرزنش کرتے ہوئے کہا تھا کہ انہیں ایسا نہ کرنا چاہئے تھے اور انہوں نے جواب دیا تھا کہ اگر وہ عیسائی نہ ہوتے تو خودکشی کرلیتے۔ اور تمہیں یہ بھی یاد ہوگا۔ ہیس کہ



جب وہ دونوں بہادر ہماری خاطر جانیں دے رہے تھے تو تم ان پر طنز کے نشتر چلا رہے تھے کہ اگر وہ تیز رفتاری سے بھاگ نہ سکتے ہوں تو اپنی بندوقیں پھینک دیں۔"

"ہاں باس یہ میں بھولا نہیں ہوں۔"

"اس کے باوجود تم نے ٹام اور جیری سے بھی زیادہ ذلیل حرکت کی ہے۔ وہ بچارے تو ہاتھیوں کے سامنے سے بھاگ رہے تھے لیکن ہم انسانوں کے سامنے بھاگ گے اور پھر ہمارا تعاقب کیا جارہا ہے چنانچہ اب اگر جنگ ہوئی تو ہم بندوق کے بغیر اپنا بچاؤ نہ کرسکیں گے۔"

"میں شرمندہ ہوں باس چنانچہ مجھے تو اب خودکشی کرلینی چاہئے۔"

"ہم دونوں کو خودکشی کرلینی چاہئے کیونکہ جو تم نے کیا ہے وہی میں نے کیا ہے کم سے کم ہم نے اپنی بندوق ایک وحشی کے حوالے کردی اور وہ بھی یہ جانتے ہوئے کہ شاید میں دوبارہ اپنی بندوق کی جھلک تک بھی نہ دیکھ سکوں گا چنانچہ اب اگر اباندا نے حملہ کیا تو ہم اپنا بچاؤ نہ کرسکیں گے اور داباندا ہمارا مذاق اڑائیں گے کہ ہم ان کی مدد کے لئے آئے تھے لیکن الٹے انہیں ہماری مدد کرنی پڑی۔"

میری اس تقریر نے ہیس کو اس قدر متاثر کیا کہ وہ اپنے ہاتھ کی پشت اپنے چہرے پر پھیرنے لگا۔ وہ شاید اپنے آنسو پونچھ رہا تھا اور یہ شرمندگی کے آنسو تھے۔

چند ثانیوں تک ہم خاموشی سے چلتے رہے پھر ہیس نے کہا:

"باس! تم نے ایک وحشی کو بندوق دے دی تو یہ کوئی غلط کام نہ کیا کیونکہ سفید فام کی بندوق تو ملازم ہی اٹھا کر چلتے ہیں۔ لیکن کبھی کبھی کسی واقعہ سے ایک سبق مل جاتا ہے جس طرح کی مجھے ملا ہے۔"

"کیسا سبق؟"

"یہی باس کہ ہمیں دوسروں کا مذاق نہ اڑانا چاہئے مبادا پھر ہمارا بھی مذاق اڑایا جائے اور نہ ہی دوسروں کی کسی حرکت پر ہمیں تنقید کرنی چاہئے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ ایک دن ہم ان سے بھی بری حرکت کرگزریں۔ باس! اگر ہم بھوتوں کی اس سرزمین سے زندہ نکل

کرزنجی بار پہنچ گئے تو میں اپنی تمام دولت' جو اس سفر سے حاصل کروں گا' اور وہ کل رقم جو کانیک سے حاصل کی ہے.... میرا مطلب ہے جو باس نے کانیک سے حاصل کی ہے اور جس میں سے باس مجھے میرا حصہ دیں گے.... سو میں یہ کل رقم جیری کی بچی کو دے دوں گا جو اسکول کی تعلیم حاصل کررہی ہے۔"

"بڑا نیک ارادہ ہے۔" میں نے سرہلا کر کہا۔ "لیکن میں کیا کروں۔"

یہاں چند باتیں بتا دینا میں ضروری سمجھتا ہوں۔ اباندا کے سامنے سے بے شک میں بھاگ پڑا تھا اور اس پر سطور لکھتے وقت میں ایسی شرمندگی محسوس کررہا ہوں کہ اگر ہیس کے اور میرے درمیان یہ گفتگو ہوئی ہوتی یا جو کچھ بعد میں ہوا وہ نہ ہوا ہوتا تو میں اپنے فرار کا یہ پورا واقعہ ہی سرے سے حذف کردیتا۔ میں بتا چکا ہوں کہ تعاقب کے دوران ایک دفعہ اباندا سپاہی اتنی تیزی سے ہمارے پیچھے آئے تھے اور اس قدر قریب آگئے تھے کہ مجھے اپنی جانیں بچانے کے لئے بڑی افرتفری میں بھاگنا پڑا تھا۔ میرے اور ہیس کے پاس وزنی بندوقیں اور کارتوس کی پیٹیاں تھیں چنانچہ ہم داباندا کے ساتھ بھاگ نہ سکتے تھے۔ بلکہ ان سے بہت پیچھے رہ جاتے اور اباندا کے ہاتھوں مارے جانے کا خدشہ تھا چنانچہ میں نے ایک لمبے تڑنگے داباندا سپاہی کے پاس بھالے کے علاوہ اور کچھ نہ تھا۔ رہا ہیس تو اس نے ہلکا ہونے کے لئے اپنی بندوقیں پھینک دی۔ مختصر یہ کہ اس کے بعد ہی ہم ہلکے ہو کر داباندا سپاہیوں کے ساتھ تیزی سے بھاگ سکے اور گویا موت کی پنجے میں سے نکل آئے۔

آپ کہہ سکتے ہیں کہ حالات کے پیش نظر ہم نے جو کچھ کیا مناسب کیا کیونکہ یہاں زندگی اور موت کا سوال تھا۔ جہاں تک ہیس کا سوال ہے اسے معاف کیا جاسکتا ہے لیکن میں اپنے آپ کو معاف نہیں کرسکتا۔ میں نہ صرف اباندا کے سامنے سے فرار ہوگیا تھا۔ بلکہ اپنی بندوق بھی ایک سپاہی کو دے دی۔ اور اب میں نہتا تھا۔ میں داباندا کی مدد کرنے آیا تھا لیکن میں نے یہ کیا کہ دشمن کے سامنے سے فرار ہوگیا۔ میں بہادر اور نشانے باز ہوں میری بہادری کی پورے افریقہ میں دھوم تھی اور ہے لیکن اس ایک واقعہ نے مجھے خود اپنی نظر میں ذلیل و خوار کردیا ہے اور داباندا شاید اب بھی میرے اس فرار کو یاد کر کے



ہنس رہے ہوں گے۔ اس واقعہ سے نہ صرف ہیس کو بلکہ مجھے بھی ایک ایسا سبق ملا ہے جسے میں عمر بھر نہ بھلا سکوں گا۔

خیر تو آمدم بر سر مطلب ہم' ایک دو دفعہ چند منٹوں تک ستانے کے بعد مسلسل چلتے رہے۔ وقتاً فوقتاً مجھے ہاتھی اور دوسرے جانور کبھی دائیں اور کبھی بائیں طرف نظر آجاتے۔ یہ جانور بھی ہمیں دیکھ کر نہ تو بھاگے اور نہ ہی انہوں نے ہم پر حملہ کرنے کی کوشش کی یوں معلوم ہوتا تھا جیسے یہ جانور داباندا سے واقف ہوں۔ جیسے وہ اب کے دوست ہوں سچ تو یہ ہے کہ اب مجھے کپانہ کا یہ دعویٰ صحیح معلوم ہونے لگا تھا۔ کہ داباندا لوگوں کی جنگلی جانوروں اور درندوں پر چند اختیار حاصل ہیں۔ کپانہ کا یہ دعویٰ خصوصاً اس لئے بھی حقیقت پر مبنی معلوم ہوا کہ بعد میں عملی ثابت ہوگیا کہ یہ جانور بالکل ہی جنگلی تھے اور داباندا کے علاوہ دوسرے لوگوں پر بلا تکلف حملہ کردیتے تھے۔ جانوروں کے اس حیرت انگیز سلوک کی تشریح ہم اس طرح کرسکتے ہیں کہ وہ داباندا سے مانوس تھے اور دوسرے انسانوں کو ان کے جسم کی بو سے پہچان لیتے تھے کہ یہ وہ لوگ نہیں ہیں جو جانوروں کو "مقدس" سمجھ کر انہیں نقصان نہیں پہنچاتے۔ رہا ہیس تو اسے تو بہرحال یقین تھا کہ ان جانوروں میں دراصل انسانوں کی روح حلول کرگئی ہے۔ غالباً یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ ہیس کا یہ یقین سراسر احمقانہ تھا۔

آخرکار ہم جنگل سے نکل آئے۔ اس وقت شام ہو رہی تھی اور سامنے مقدس تالاب تھا۔ تالاب کے کنارے بہت سے داباندا جمع تھے اور میں نے اپنے دل میں مسرت کی لہریں محسوس کر کے دیکھا کہ ان لوگو کے درمیان کوئی اور نہیں بلکہ خود ہرقل کھڑا ہوا تھا۔ حالانکہ اس نے داباندا مہنتوں کا لباس زیب تن کررکھا تھا اور اپنے ہاتھ میں بھالا لئے ہوئے تھا۔ لیکن اپنے قدوقامت اور سرخ ڈاڑھی کی وجہ سے وہ سب سے الگ نظر آتا تھا۔

تھوڑی دیر بعد ہم ان لوگوں کے پاس پہنچ چکے تھے اور میں ہرقل سے مصافحہ کررہا تھا۔

"تم اداس نظر آرہے ہو کوارٹرمین۔" ہرقل نے کہا۔ "اور میں سمجھتا ہوں کہ تمہارا

وقت بہت برا گزرا ہے۔"

"تمہارا اندازہ غلط نہیں ہے ہرقل" میں نے جواب دیا۔ "دشمنوں کے سامنے سے میں ایسی تیزی سے بھاگا ہوں کہ پہلے کبھی اتنا تیز نہ بھاگا تھا اور پھر میں اپنے ہتھیار بھی گنوا چکا حالانکہ ایک سپاہی کو یہ بات زیب نہیں دیتی۔ اس کے علاوہ میں ان لوگوں سے جنگ کرنا نہیں چاہتا جن سے میری کوئی دشمنی نہیں ہے۔"

اگر تم نے اپنی بندوق پھینک دی کوارٹرمین تو اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں۔ اباندا جب میرا تعاقب کر رہے تھے تو خود میں نے اپنی بندوق پھینک دی تھی۔ زندگی بڑی چیز ہے میرے بھائی۔ آدمی اپنی بندوق کی وجہ سے مارا جائے تو میں تو اسے حماقت ہی کہوں گا۔ جان بچانا ضروری ہے۔ زندہ رہے تو بندوقوں کی کوئی کمی نہیں۔ اور مل جائیں گی۔"

"یہ مسئلہ بحث طلب ہے۔ لیکن یہ نہ بحث کا موقع ہے اور نہ وقت میں نے کہا۔

"لیکن یہ بتاؤ ہرقل کہ یہ ناٹک کس لئے کھیلا گیا؟"

کون سا ناٹک

"صرف دو سو پچاس واباندا کے ساتھ مجھے جنگ کرنے کے لئے بھیجا گیا اور وہ بھی ہزاروں اباندا کے ساتھ یہ جانتے ہوئے بھی کہ دو سو پچاس واباندا ہزاروں دشمنوں کا مقابلہ نہ کر سکیں گے ہمیں گھسیٹ کر درے تک کیوں لے جایا گیا؟

"میں نہیں جانتا کوارٹرمین"

"کیوں نہیں جانتے؟"

"بات یہ ہے کہ یہاں میری حیثیت کٹھ پتلی کی سی ہے اور کٹھ پتلی کو ہر بات ظاہر ہے کہ نہیں بتائی جاتی۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ تمہیں بطور چارے کہ واباندا کے ساتھ بھیجا گیا تھا۔"

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ دشمن کو لالچ دینے کے لئے۔ جس طرح شکاری شکار کو پھانسنے کے لئے چارا ڈالتا ہے اور اسے لالچ دے کر بلاتا ہے۔"



میں اب بھی نہیں سمجھا۔

"یہ بات ہے کوارٹرمین کانیک تمہیں بے حد عظیم سمجھتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے اباندا کو کہہ دیا ہے کہ اگر وہ تمہیں گرفتار کرنے یا قتل کر دینے میں کامیاب ہو گیا تو پھر فتح اباندا کی ہو گی اور خود کانیک کی ہر آرزو پوری ہو جائے گی۔ اور تم جانتے ہی ہو کہ اس کی آرزو کیا ہے۔ اور یہ کہ پھر اباندا ایک عظیم قبیلہ ہو گا۔ اور خشک سالی کا خطرہ ہمیشہ کے لئے جاتا رہے گا۔ غالباً اس نے یہ بھی کہا ہے کہ پھر واباندا اس کے غلام بن جائیں گے اور دخترِ شب کی رحمتیں اباندا پر نازل ہوں گی۔"

"اب بھی یہ بات واضح نہیں ہوئی کہ یہ جانتے ہوئے بھی کہ کس طرح ہم فتح یاب نہ ہو سکیں گے البتہ دشمن کے سامنے سے فرار ہوں گے ہم جنگ کرنے کیوں گئے تھے؟"

اس لئے کہ دشمن کے سامنے سے تو فرار ہو جاؤ' تمہارے فرار سے دشمن کے حوصلے بلند ہو جائیں اور وہ تمہارے تعاقب میں یہاں چلے آئیں اگر تم نہ ہوتے اگر تم ان کے سامنے سے فرار نہ ہوتے تو اباندا حتیٰ کہ کانیک بھی واباندا لوگوں کی سرزمین میں قدم رکھنے کی جرائت نہ کرتا۔ اور تم دیکھ ہی رہے ہو کہ چال کامیاب رہی۔ کوئی دم میں اباندا یہاں اس جگہ پہنچنا چاہتے ہیں۔ کوارٹرمین! یوں غصے سے میری طرف نہ دیکھو کیونکہ اس پورے معاملے سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے۔"

"خدا کرے کہ نہ ہو۔" میں نے کہا۔ "کیونکہ اگر کبھی مجھے پتہ چلا کہ تم نے یہ چال میرے ساتھ چلی ہے۔ اس شخص کے ساتھ جس نے تمہاری جان بچائی تھی۔ تو خدا کی قسم میں عمر بھی تمہیں معاف نہ کروں گا لیکن اس پورے ناٹک کا مطلب کیا ہے آخر؟ اباندا کو کیوں لالچ دے کر یہاں لایا گیا؟ تم جانو وہ بستی پر قبضہ کر چکے ہیں۔ اور اب واباندا سات جنم لے کر بھی انہیں یہاں سے نہ نکال سکیں گے۔

یہ میں نہیں کہہ سکتا۔ ہرقل نے آواز دبا کر کہا۔ لیکن انہیں شاید اس لئے یہاں لایا گیا ہے کہ ان اباندا لوگوں کا خاتمہ کر دیا جائے گا۔ جو جنگ کرنے کے قابل ہیں۔ کوارٹرمین! میں تو سمجھتا ہوں کہ وہ بیچارے پھنس گئے ہیں اور بڑا ہے لرزہ خیز انجام ہونے

اور چند کاتوس کے علاوہ اور کوئی ہتھیار نہ تھا۔ ہرقل' جو بدستور مہنتوں کے جلیئے میں تھا' دوسری صف کے پیچھے کھڑا ہوا تھا۔ چنانچہ معلوم ہوا کہ ان مہنتوں کی حیثیت گویا باڈیگارڈ کی سی تھی ہمیں جنگ نہ کرنی تھی صرف ہرقل کی حفاظت کرنا تھی۔ لیکن معلوم ہوتا تھا کہ ان لوگوں کو بھی جنگ کی بھٹی میں بہرحال کودنا پڑے گا۔ کیونکہ ان کے عین پیچھے مقدس تالاب تھا اور سامنے دشمن تھا۔ چنانچہ فرار ممکن نہ تھا۔

ابانڈا سپاہی ہماری طرف بڑھتے رہے ان کی طرف میں نے غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ لوگ جوش و خروش کا مظاہرہ نہ کر رہے تھے بلکہ کچھ مضمحل سے تھے بے شک وہ تھکے ہوئے تھے اور اس میں تعجب کی کوئی بات نہ تھی کیونکہ اول تو وہ طوفان اور زلزلے کی تباہ کاریوں سے دل شکستہ ہو رہے تھے اور پھر دن بھر ہمارا تعاقب کرتے رہے تھے لیکن صرف تھکن نے انہیں ایسا مضمحل نہ کر دیا تھا بلکہ بات کچھ اور ہی تھی۔۔۔۔وہ سب کے سب خوفزدہ بلکہ دہشت زدہ تھے ان کی اس دہشت کی وجہ میری سمجھ میں نہ آئی کیونکہ اب بھی ان کی تعداد تگنی تھی حالانکہ وہ اپنے زیادہ تر سپاہیوں کو وابانڈا لبستی میں چھوڑ آئے تھے۔

"تو پھر کیا بات تھی؟ کیا جنگل کے بھوتوں نے انہیں بھی پریشان کیا تھا جس طرح ایک رات مجھے اور ہیس کو پریشان کر چکے تھے؟ یا پھر احساس گناہ ان کے حواس گم کئے ہوئے تھا کیونکہ اس قبیلے کے کسی فرد نے صدیوں سے اس مقدس خطے میں قدم رکھنے کی جرائت نہ کی تھی اور آج وہ خود ابانڈا قبیلہ کانیک کے ساتھ نہ صرف مقدس سرزمین بلکہ مقدس جنگل میں بھی گھس آئے تھے؟ کیا واقعی وہ اس بات سے خوفزدہ تھے کہ کہیں کوئی غیبی قوت انہیں یک لخت تباہ نہ کر دے؟ بہرحال وجہ کچھ بھی ہو یہ حقیقت ہے کہ ابانڈہ کا ایک ایک سپاہی خوفزدہ تھا یہ وہ بہادر ابانڈا نظر ہی نہ آ رہے تھے جنہوں نے ہرقل کا تعاقب کیا تھا اور ہمارے اور درے کر کے درمیان حائل ہو گئے تھے۔

جیسا کہ میں نے کہا ابانڈا دہشت زدہ تھے اس کے باوجود بڑی ترتیب اور عزم سے آگے بڑھ رہے تھے جیسے ہمیں پیس کر رکھ دیں گے اور میرا خیال بھی یہی تھا کہ وہ ہم پر دفعتاً" ٹوٹ پڑیں گے لیکن ایسی کوئی بات نہ ہوئی ہم سے تھوڑی دور آ کے وہ رک گئے۔



والا ہے ان کا لیکن میں قسم کھا کر کہتا ہوں کوارٹرمین کہ میں نہیں جانتا کہ کس قسم کی موت ابانڈا لوگوں کے لئے مقرر کی گئی ہے۔ یہ مہنت مجھے کچھ نہیں بتاتے۔

عین اس وقت ہیس نے میری پسلیوں میں کہنی مار کر کہا:

وہ دیکھو باس!

اور اس نے جنگل کی طرف اشارہ کیا۔

میں نے نظر اٹھا کر دیکھا تو میرا خون خشک ہو گیا۔ جنگل کے اندھیرے سایوں میں سے ایک ہزار یا اس سے زیادہ ابانڈا سپاہی نکل آئے تھے۔ اور وہ بے ترتیب نہ تھے بلکہ صفیں بنائے ہوئے تھے۔ سب کے آگے کانیک تھا۔ ہرقل نے بھی انہیں دیکھ لیا اور اسے کے منہ سے حیرت یا شاید خوف کی ہلکی سی چیخ نکل گئی۔

ابانڈا سر پر پہنچ گئے۔ میں نے کہا اور اس دفعہ چونکہ ہم بھاگ نہ سکیں گے اس لئے ہمیں اس وقت تک جنگ کرنی ہے جب تک کہ ہم مارے نہیں جاتے۔ ہرقل! تمہارے پاس تو بندوق ہو گی؟ لاؤ اپنی بندوق مجھے دو میں اس شیطان کانیک کو اسی وقت مار گراتا ہوں۔

"کہاں گئی؟"

لے لی گئی؟

کیوں!

"مجھے کہا گیا کہ سفید فاموں کے ہتھیار میں استعمال نہیں کر سکتا اور نہ ہی مجھے ان کی ضرورت ہے۔"

عین اس وقت چند وابانڈا مہنت بھاگتے ہوئے آئے اور انہوں نے ہرقل کو اپنے درمیان لے لیا۔ چنانچہ ایک بار پھر میں ہرقل سے جدا ہو چکا تھا اس کے بعد خاصی گڑبڑ اور افراتفری مچ گئی۔ کیونکہ کمپانہ وابانڈا سپاہیوں کی صفیں بنا رہا تھا۔ وابانڈا سپاہی تھے ہی کتنے؟ چنانچہ صرف دو صفیں بنائی گئیں۔ مجھے اور ہیس کو دھکیل کر پہلی صف کے درمیان میں کھڑا کر دیا گیا۔ چنانچہ ہم دونوں اگلی صف میں کھڑے تھے اور ہمارے پاس ایک ایک پستول

اور ایک چوکور سا حلقہ بنا کر کھڑے ہوگئے اب اگر ابانڈا لوگوں کا سپہ سالار میں ہوتا تو میں نے فوراً دشمن پر حملہ کردیا ہوتا۔ لیکن میں کہہ چکا ہوں کہ یہاں میری کوئی حیثیت ہی نہ تھی ابھی میں سوچ ہی رہا تھا کہ ابانڈا کیا کرنے والے ہیں کہ کانیک ان کی صفوں میں سے نکل کر آگے بڑھا اور ہم سے کوئی پچاس قدم کے فاصلے پر آکھڑا ہوا۔ دابانڈا لوگوں کے پاس تیر نہ تھے اور نہ ہی پھینک کر مارنے والے نیزے تھے۔ چنانچہ کانیک اتنے فاصلے پر ظاہر ہے محفوظ تھا۔

دابانڈا لوگو! اس نے اپنی گونجدار آواز میں کہا۔ "تم بڑے تیز بھاگے تھے لیکن دیکھو میں نے تمہیں آلیا۔ تمہارے آگے ہم ہیں اور پیچھے تالاب ہے چنانچہ اب تم فرار نہیں ہو سکتے۔ تم لوگ میرے اختیار میں ہو اور میں دیکھ رہا ہوں کہ سفید فام میکومیزن کے ہاتھ خالی ہیں۔ وہ بڑا نشانے باز مشہور ہے لیکن اپنی بندوق کے بغیر کچھ نہیں کرسکتا۔"

اور یہاں میرا جی چاہا کہ اپنا پستول نکال کر کانیک کے سینے کو نشانہ بنا کر لبلبی دبادوں۔ لیکن چونکہ یہ جھگڑا میرا ذاتی نہ تھا اس لئے میں اپنے اس ارادے کو جامہ عمل پہنانے سے باز رہا۔

لیکن دابانڈا لوگو! کانیک نے سلسلہ کلام جاری رکھا۔ میں تمہارا قتل عام کرنا نہیں چاہتا کیونکہ میں تم ہی لوگوں میں پیدا ہوا اور پلا بڑھا ہوں۔ میں میکومیزن اور اس کے ملازم ہیس کو بھی قتل کرنا نہیں چاہتا کیونکہ ایک دفعہ ان دونوں نے مجھے خونیوں کے پنجے سے چھڑایا تھا اور میری جان بچائی تھی البتہ میں صرف ایک شخص کو قتل کرنا چاہتا ہوں اور اسے قتل کرکے رہوں گا میری مراد اس سفید فام چور سے ہے جس نے میرے اختیارات' میرے حقوق اور میری ہونے والی بیوی چرالی ہے اور جو اس وقت بزدلوں کی طرح تمہاری صفوں کے پیچھے دبکا ہوا ہے چنانچہ اس سفید چور کو میرے حوالے کردو کہ میں اسی جگہ اور تمہارے سامنے اس کا خاتمہ کردوں اس کے بعد میں وعدہ کرتا ہوں' میں تم میں سے کسی کی بھی حتیٰ کہ عیار کمپانہ کی بھی جان نہ لوں گا۔

اب کمپانہ آگے بڑھا اور اس نے اپنی صاف اور ٹھہری ہوئی آواز میں کہا:



کانیک! غدار اور ساحر کانیک بڑائی کا بول نہ بولو۔ خود تم نے اپنی جان کے عوض اپنے پیدائشی حقوق اور اختیارات بخش دیئے تم نے قربان گاہ کے سامنے انگوئی سے گستاخی کی اور ابھی گزشتہ رات ہی تم نے اپنے ہاتھوں سے مقدس آگ بکھیردی اور بجھادی اب کس منہ سے اپنے اختیارات اور حقوق کا مطالبہ کررہے ہو؟ ابانڈا لوگو! سنو۔ "کمپانہ نے بلند آواز میں کہا۔" ہم سے تم کس بنا پر جنگ کرنا چاہتے ہو؟ تم نے بارش کا مطالبہ کیا تھا اور تمہاری سرزمین پر بادل برس گئے۔ تمہارے یہاں کی ندیوں میں سیلاب آگیا اور نالے بہہ گئے۔ بس جھگڑا ختم ہوا۔ اس شخص کانیک کو ہمارے حوالے کردو جو تمہیں گمراہ کررہا ہے۔ ہاں اس کو ہمارے حوالے کردو اور چلے جاؤ یہاں سے ورنہ پھر ایک برے اور عبرت انگیز انجام کے لئے تیار ہوجاؤ۔"

"کیا تمہارے اجداد نے تمہیں اس پیشنگوئی سے آگاہ نہیں کیا کہ اگر تم نے مقدس سرزمین میں قدم بھی رکھا تو چٹانیں تمہارے سروں پر ٹوٹ پڑیں گی؟ کیا تم اس پیشنگوئی سے واقف نہیں ہو کہ اگر تم مقدس جنگل میں داخل ہوئے اور مقدس تالاب کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا تو جنگل کے جانور تمہیں اپنے پیروں تلے کچل کر رکھ دیں گے اور وہ لوگ جو چٹانوں اور جانور سے بچ جائیں گے؟ اور کیا یہ پیشنگوئی سچ ثابت نہیں ہوئی؟ کیا چٹانیں پھٹ کر تمہارے سروں پر آنہیں پڑیں؟ کیا اس سیلاب سنگ میں تمہارے اکثر آدمی مارے نہیں گئے؟ اب فیصلہ تمہارے اختیار میں ہے یا تو کانیک کو ہمارے حوالے کردو اور تم بچ جاؤ گے یا پھر انگوئی کی بددعا پورا ہونے کا انتظار کرو۔ اور جان لو کہ تمہیں زیادہ دیر تک انتظار نہ کرنا پڑے گا۔ اب بھی وقت ہے۔ جواب دو کیونکہ سورج غروب ہونے کے بعد وقت نکل چکا ہوگا۔"

کمپانہ کی اس تقریر اور ان دھمکیوں نے ابانڈا کی صفوں میں ایک ہلچل مچادی۔ وہ بے چین اور خوفزدہ ہوگئے وہ آپس میں کانا پھوسیاں کرنے لگے اور ابانڈا کے چند افسر سر سے سر جوڑ کر آپس میں کچھ مشورہ کرنے لگے۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ ابانڈا لوگ کیا فیصلہ کرتے۔ شاید وہ کانیک کو دابانڈا لوگوں کے حوالے کرکے اپنی جان بچالیتے یا شاید لمن کی

غیرت اس بات کو گوارہ نہ کرتی کہ وہ اس شخص کو دشمنوں کے حوالے کردیں جسے خود انہوں نے اپنا سردار منتخب کیا تھا جس کی راہبری میں وہ لوگ صدیوں کے بعد آج پہلی دفعہ ممنوعہ سرزمین میں در آئے تھے۔ بہرحال انہیں کوئی آخری فیصلہ کرنے کا وقت ہی نہ ملا۔ کیونکہ کانیک نے چیخ کر کہا:

اباندا لوگو دیکھو میں کانیک ہوں میں وہ ہوں جسے انگوئی کا شوہر منتخب کیا گیا تھا اور میں اس غلام کے بیٹے کمپانہ سے بڑا ساحر ہوں جب پہاڑ گرا ہے تو تم ہی کہو میں نے اس میں راستہ کھول کر اباندا اور داباندا سرزمین کو ملا نہیں دیا؟ رہے جنگل کے جانور تو وہ میرے بھی فرمانبردار ہیں اور ان پر مجھے بھی اختیارات حاصل ہیں۔ اگر میرا یہ دعویٰ تمہیں غلط معلوم ہوتا ہے تو پھر میکو میزن سے پوچھیں اور اس کے زرد رو ملازم سے پوچھو۔ ان دونوں کے سامنے میں اپنی قوتوں کا مظاہرہ کرچکا ہوں۔ اور پھر دور جانے کی ضرورت نہیں۔ تم خود اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہو کہ ابھی ابھی میں تمہیں ہاتھیوں کے ٹولوں کے درمیان سے صحیح سلامت نکال لایا ہوں تم دیکھ چکے ہو میری آواز سنتے ہی ہاتھی ہمارے سامنے سے بھاگ کھڑے ہوئے تھے۔ اے سفید فام چور اور اس نے اپنے بھالے سے ہرقل کی طرف اشارہ کیا۔ اگر تم واقعی بہادر ہو تو میدان میں آؤ۔ ہم دونوں آپس میں جنگ کرلیں گے۔ جو کامیاب ہوگا وہی انگوئی کا شوہر بنے گا۔ آؤ مقابلہ کرو مجھ سے یا پھر جاکر سائے کی آغوش میں دبک جاؤ اور کہو اس سے کہ تم وہ بزدل ہے جو سائے سے عشق لڑاتا ہے' اور جسے حاصل کرنے کے لئے بڑی دور سے آیا ہے۔

ہرقل نے کانیک کے یہ الفاظ سنے۔ شیر کی طرح گرج کے اس نے ان مہنتوں کو دھکیل دیا جو اسے پکڑے ہوئے تھے اور داباندا کی صفوں کو چیرتا وہ تیر کی طرح کانیک طرف چلا اور اس وقت میں یہ دیکھ کر لرز اٹھا کر ہرقل بالکل نہتا تھا۔ یا تو اس نے بھالا پھینک دیا یا ان مہنتوں نے اس کے ہاتھ سے بھالا گھسیٹ لیا تھا جو اسے گھیرے ہوئے تھے۔ جی ہاں۔ ہرقل کانیک پر اپنے خالی ہاتھوں سے حملہ کررہا تھا۔

کوئی نہ آئے ہمارے درمیان۔ ہرقل نے چیخ کر کہا۔



کانیک نے حملہ کرنے کے لئے اپنا بھالا بلند کیا لیکن ہرقل غوطہ مار کر اس کا وار بچا گیا اور بجلی کی سی تیزی سے لپک کر اس نے بھالا پکڑ لیا اور ایک ہی جھٹکے میں اسے خشک ٹہنی کی طرح توڑ دیا۔ چنانچہ بھلے کا اوپری حصہ مع پھل کے ان دونوں کے قدموں میں گرا۔ اب ہرقل نے دونوں ہاتھوں سے کانیک کی کمر پکڑلی اور وہ دونوں کشتی لڑنے لگے۔ دونوں عظیم الجثہ اور پر قوت تھے۔ لیکن اب کانیک کے پاس بھی بھالا نہ رہا تھا۔ اس لئے میں پہلے سے ہی ان دونوں کی زور آزمائی کے انجام سے واقف ہوچکا تھا۔ اور اس جدوجہد کا فیصلہ خالف توقع بہت جلد ہوگیا۔ دفعتاً ہرقل نے اپنے حریف کو اوپر اٹھالیا۔ اور پھر بڑے زور سے زمین پر دے مارا۔ کانیک نیم بے ہوشی کے عالم میں پڑا رہا۔ اور اس سے پہلے کہ اباندا اپنے سردار کی مدد کو آتے ہرقل نے اسے ایک بچے کی طرح اٹھا کر اپنے کندھے پر لاد لیا۔ بھاگتا ہوا ہماری طرف آیا' ہماری صفوں میں سے گزرا اور کانیک کو مہنتوں کے قدموں میں ڈال دیا۔

# شادی اور سراب

حالیہ زبردست طوفان میں آسمان کے گویا سارے دریچے کھل گئے تھے اور اتنا زیادہ پانی برس گیا تھا جو ندی نالوں اور چشموں کے ذریعہ مقدس تالاب میں پہنچ گیا تھا۔ چنانچہ تالاب کا محیط پھیل گیا تھا۔ وہ نرسل جن کے دوسری طرف میں اس رات کھڑا ہوا تھا جب میں اور ہیس کمپانہ کے ساتھ یہاں آئے تھے اب زیر آب تھے۔ البتہ نرسلوں کے اوپری سرے سطح آب پر ابھرے ہوئے تھے جو نظر کو روک رہے تھے۔ نرسلوں کے اس طرف جزائر تھے جن پر غروب ہوتے ہوئے سورج کی کرنوں نے سونا بکھیر دیا تھا۔

عین اس وقت جب ہرقل نے کانیک کو لا کر مہنتوں کے قدموں میں پھینکا ہے' نرسلوں کے عقب میں سے ایک بڑا سا ڈونگا نکل آیا۔ اس ڈونگے میں کوئی تیس سفید پوش عورتیں بیٹھی چپو چلا رہی تھیں۔ ڈونگے کے پچھلے حصے میں ایک عجیب طرز کی کرسی میں ایک طویل القامت حسینہ بیٹھی ہوئی تھی۔ جس نے سفید لباس زیب تن کر رکھا تھا اور غالباً بلکہ یقیناً سونے کی تاروں سے سیا گیا تھا چنانچہ چمک رہا تھا یہ حسینہ وہی تھی۔ جو سایہ' انگوئی اور دخترشب کے نام سے مشہور تھی اس کے سر پر تاج تھا جس میں دائیں بائیں دو بازن لگے تھے اور اس کے تاج کے سرے سے نقاب کا ایک سرا ٹنگا ہوا تھا۔ یہ نقاب حسینہ کے چہرے کو ڈھکتی ہوئی اس کے سینے تک آرہی تھی اس نقب میں تارے ٹنکے ہوئے تھے۔

ڈونگا بڑی شان اور حیرت انگیز خاموشی سے آگے بڑھتا رہا حتیٰ کہ چپو چلانے کی آواز اور یقیناً کسی کو بھی سنائی نہ دے رہی تھی۔ ڈونگے کی نوک ساحل سے چھوئی اور مہنتوں نے آگے بڑھ کر اسے تھام لیا کرسی میں بیٹھی ہوئی حسینہ اٹھ کھڑی ہوئی اور دابانڈا چلائے:

"انگوئی! انگوئی!"

انگوئی یا دخترشب نے اپنے مہنتوں کی طرف پھر اپنے پرستاروں کی طرف پھر زمین پر پڑے ہوئے کانیک کی طرف دیکھا اور پھر اپنی سریلی آواز میں اس طرح کہ سب سن سکیں۔



"اے انگوئی کے پرستاروں! دخترشب تمہیں خوش آمدید کہتی ہے۔ اے دور سے آنے والے سفید فام! میں تمہیں بھی کہتی ہوں۔"

یہاں۔ "دور سے آنے والے سفید فام" سے اس کی مراد ہرقل سے تھی رہا میں تو میرا تو یہ ہے کہ میں کسی شمار و قطار میں ہی نہ تھا۔ چنانچہ وہ میری طرف متوجہ ہی نہ ہوئی۔

"کمپانہ!" وہ بولی "میرے مشیر اعلیٰ! کون سی فوج ہے یہ جو اپنے بھالوں سے تمہیں خائف کرنا چاہتی ہے؟" اے انگوئی جس کا نیا نام دخترشب ہے "کمپانہ نے کہا" یہ دابانڈا لوگ ہیں جو اپنے اجداد کی قسم بھول کر اور تیرے سراپ کی پرواہ نہ کر کے تالاب کی مقدس سرزمین میں گھس آئے ہیں کہ تیرے پرستاروں کو قتل کر کے تجھے اس کتے کی بیوی بنادیں۔"

اور یہاں کمپانہ نے کانیک کی طرف اشارہ کیا جسے ہوش آچکا تھا اور جو کہنیوں کے بل نیم دراز سا تھا اور دخترشب اور کمپانہ کی گفتگو سن رہا تھا۔ "اسے لے جاؤ اور قانون کے مطابق اس کا فیصلہ کرو۔ یہ شخص ہمارے سراپ کا مستحق تھا اور ہے۔" دخترشب نے کہا۔ "آئندہ سے میں اس کی صورت تک نہ دیکھوں گی۔"

اور پھر اس نے غصے سے کانپتی ہوئی آواز میں کہا دابانڈا لوگوں کو مخاطب کیا

"اے دابانڈا لوگو! جو سراپ کانیک کو دیا گیا ہے اس سے تم لوگ بھی محفوظ نہیں ہو۔ تم پر رحم کیا گیا تھا لیکن تم اس کے مستحق نہیں ہو..... جاؤ جانوروں میں انصاف کے لئے اور جانوروں جیسے بن جاؤ..... یہاں تک کہ آسمانی قوت تمہیں معاف نہیں کر دیتی اور تم غلاموں کی طرح میرے سامنے ناک رگڑ رگڑ کر اپنے گناہوں سے توبہ نہیں کر لیتے۔"

دابانڈا لوگوں نے سنا انہوں نے سنا۔ انہوں نے دخترشب کی طرف دیکھا اور پھر آپس میں کچھ کانا پھوسیاں کرنے لگے۔ میرا خیال تھا کہ وہ دفعتاً ہم پر حملہ کر دیں گے لیکن ایسا نہ ہوا۔ دفعتاً ان پر دہشت طاری ہو گئی۔ وہ خشک پتے کی طرح کانپنے لگے اور انہوں نے اپنے ہاتھ آنکھوں پر رکھ لئے۔ پھر وہ پلٹے اور ایک دم سے جنگل کی طرف بھاگ پڑے دابانڈا کی فوج ایک خوفزدہ ہجوم میں تبدیل ہو چکی تھی۔

دابانڈا جنگل میں گھس گئے۔ ہزاروں بھاگتے ہوئے قدموں کی چاپ دور ہوتی چلی گئی اور پھر مدہم ہوتے ہوتے خاموش ہوگئی۔ دابانڈا فوج جنگل کے اندھیرے میں جاکر نظروں سے اوجھل ہوگئی۔

اور اب دخترشب نے نظریں اٹھا کر ہرقل کی طرف دیکھا۔

"دور سے آنے والے سفید فام" اس نے کہا۔ "ہمارا خواب حقیقت بن گیا۔ اب میں تمہاری ہوں اور تم میرے لیکن اگر اب بھی تم اپنے دوست کے ساتھ جانا چاہتے ہو" اور اب پہلی دفعہ اس نے میری طرف دیکھا۔ تو راستہ کھلا ہے جاؤ۔ لیکن جان لو اس کے بعد پھر تم مجھ سے کبھی نہ مل سکو گے نہ اس دنیا میں اور نہ دوسری دنیا میں اور یہ بھی جان لو کہ اگر تم نے میرے ساتھ ہی رہنا پسند کیا تو پھر کوئی قوت ہمیں جدا نہ کرسکے گی۔ ہمارا ساتھ جنم جنم کا ہوگا۔ چنانچہ اب بھی وقت ہے فیصلہ کرلو۔"

ہرقل یوں نظریں جھکائے رہا جیسے وہ کوئی فیصلہ نہ کرسکا ہو۔ اور پھر اس نے نظریں اٹھا کر دخترشب کی طرف دیکھا۔ دونوں کی نظریں چار ہوگئیں اور یکایک ہرقل کا چہرہ دمک اٹھا اور مجھے یہ سمجھنے میں دیر نہ لگی کہ فتح دخترشب کی ہوئی ہے۔

اب ہرقل میری طرف گھوم گیا۔

"الوداع میرے دوست" اس نے کہا۔ "اب میں تمہیں کبھی نہ دیکھ سکوں گا میں جانتا ہوں کہ تم مجھے پاگل اور خود غرض یقین کرچکے ہو۔ ٹھیک ہے کوارٹرمین جہاں تک ہماری مہذب دنیا کے فیصلے کا تعلق ہے میں پاگل ہی ہوں۔ لیکن لیکن میرا دل کہتا ہے کہ محبت بڑا مقدس جذبہ ہے اور یہ جذبہ کسی کو بھی کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ دیکھو کوارٹرمین! وہ سامنے میری قسمت کھڑی ہے' اور اس نے دخترشب کی طرف اشارہ کیا۔ "اس کو حاصل کرنے کے لئے مجھے اس دنیا میں بھیجا گیا ہے۔ انسے میں اپنا چکا تھا۔ لیکن اب میں اسے حاصل کرلیا ہے الوداع کوارٹرمین۔"

مجھے بھول نہ جانا اور میں بھی تمہیں اس وقت تک یاد رکھوں گا۔ جب تک ایک بار پھر ہماری ملاقات وہاں نہیں ہوجاتی۔ اور اس نے آسمان کی طرف اشارہ کیا "خدا حافظ



میرے دوست"

ہرقل نے مجھ سے مصافحہ کیا اور پلٹ کر آہستہ آہستہ چلتا ہوا ڈونگے تک پہنچا۔ گھوم کر ہماری طرف دیکھے بغیر وہ ڈونگے پر چڑھ گیا۔ اور بتوں کی بے حرکت اور خاموشی سے بیٹھی ہوئی چپو چلانے والی عورتوں کے درمیان سے گزرتا ہوا ڈونگے کے آخری حصہ تک پہنچ گیا جہاں وہ حسینہ کھڑی ہوئی تھی۔ جس کا نام سایہ انگوئی اور دخترشب تھا۔ دخترشب نے اپنی بانہیں کھول دیں اور ہرقل کو اپنی آغوش میں لے لیا۔ دونوں نے ایک دوسرے کو تمام لوگوں کے سامنے چوم لیا اور اس طرح ہرقل کی شادی دخترشب سے ہوگئی۔ وہ عورت ہرقل کی کی بیوی بن چکی تھی جس کی تلاش میں وہ بہت دور سے آیا تھا۔

سورج غروب ہوگیا۔ مقدس تالاب کا پانی روشنائی میں تبدیل ہوگیا اور وہ پراسرار ڈونگا کنارے سے ہٹ کر نرسلوں کی طرف چل پڑا۔ دفعتاً" گھڑی بھر کے لئے آسمان سرخ ہوگیا۔ یہ دھند لکا زمین پر اور تالاب پر اترایا اور اس اترتی ہوئی سرخ روشنی میں میں نے آخری دفعہ اس ڈونگے کو دیکھا جو میرے دوست ہرقل کو اس جزیرے کی طرف لے جارہا تھا جہاں اسے عمر بھی رہنا تھا۔

اور پھر اندھیرا اتر آیا۔

"ہاں! یہ روشنی ہمینیے باس اور اس عورت کے لئے جو ہمینیے باس کو لے گئی نیک شگون ہے۔" ہیس نے کہا۔ "سورج غروب ہوگیا تھا ہاں لیکن اس کے بعد آسمان پھر روشن ہوگیا۔ چنانچہ یہ ان دونوں کی خوش بختی کی علامت ہے۔ دونوں کی زندگی بڑے مزے میں گزرے گی۔

"خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔" میں نے کہا اور مقدس تالاب کی طرف پشت کرلی۔ ہرقل اس خاتون کو آخر کار حاصل کرچکا تھا۔ جسے اس نے دیوانہ وار چاہا تھا لیکن مجھے کچھ نہ ملا تھا' میں نے کسی کو حاصل نہ کیا تھا۔ چنانچہ میں تنہائی محسوس کررہا تھا۔ اس پورے معاملے میں یا یوں کہو کہ اس پوری مہم میں' میں دوسروں کا ہتھیار بنا رہا۔ میں نے صرف دوسروں کے اور ان کی مرضی کے مطابق کام کیا تھا۔ ابتدا میں سفید چوہیا نے مجھے اپنے

اختیار میں لے کر کانیک کو آزاد کروایا۔ پھر کانیک میرے زریعہ اپنے کام نکالتا رہا اور پھر میں ہرقل اور کمپانہ کا ہتھیار بنا رہا اور سچ تو یہ ہے کہ مجھے اپنا یہ ذلیل کردار ذرا بھی پسند نہ آیا۔

اس رات ہم نے مقدس تالاب کے کنارے پڑاؤ ڈال دیا اور میری کوئی رات ایسی بے چین نہ گزری تھی جیسی یہ رات گزری۔ مقدس تالاب کے پانیوں پر سے عجیب اور پراسرار آوازیں اٹھ رہی تھیں۔ الو کی بھیانک اور اداس آواز اور ہوا کے جھونکوں کی سسکیوں۔ لیکن جنگل میں سے جو آوازیں آرہی تھیں ان کے مقابلے میں یہ آوازیں کچھ نہ تھیں۔ جنگل میں ہاتھی چنگھاڑ اور دوسرے جانور چیخ رہے تھے یہاں تک تو خیر ٹھیک تھا لیکن انسانوں کی چیخیں بھی سنائی دے رہی تھیں جیسے دوزخ میں گنہگار چیخ رہے ہوں اذیت اور عذاب میں پھنسے ہوئے انسانوں کی یہ چیخیں اس قدر لرزہ خیز تھیں کہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ کمپانہ کہاں سو رہا ہے تو میں اس کے پاس دوڑ جاتا اور اس سے ان چیخوں کا سبب پوچھتا لیکن میں نہ جانتا تھا کہ کمپانہ کہاں تھا اور اگر میں اسے تلاش بھی کرلیتا تو وہ شاید مجھے کچھ نہ بتاتا۔ آخرکار یہ آوازیں بھی خاموش ہوگئیں اور میں نے آنکھیں بند کرلیں' سورج طلوع ہونے سے پہلے' جب آسمان کے تارے دھندلے پڑ گئے تھے اور دھند نے ہر چیز کو اپنی آغوش میں لے رکھا تھا' کمپانہ نمودار ہوا۔ وہ ہمارے لئے ناشتہ لے کر آیا تھا۔

"میکو میزن! ناشتے سے فارغ ہولو جلد روانگی کا وقت آگیا ہے۔" اس نے کہا۔

اور جب سورج طلوع ہو رہا تھا تو ہم اس اندھیرے اور بھیانک جنگل میں داخل ہو رہے تھے۔ ابھی ہم چند قدم ہی آگے بڑھے تھے کہ میں ٹھوکر کھا کر کسی نرم اور سرد چیز پر اوندھے منہ گرا۔ میں نے اس چیز کو غور سے دیکھا تو کانپ اٹھا یہ ایک داباندا سپاہی کی مسخ شدہ لاش تھی۔ اس غریب کو بپھرے ہوئے ہاتھی نے نہ صرف روند ڈالا تھا بلکہ چیر کر رکھ دیا تھا۔

"دیکھ چکا ہوں باس۔" وہ بولا۔ "ایسی بہت سی لاشیں جنگل میں بکھری ہوئی ہیں۔ باس! گزشتہ رات تم نے ہاتھیوں کے چنگاڑنے اور انسانوں کے چیخنے کی آوازیں سنی تھیں؟



باس! داباندا جادوگروں نے بھوت ہاتھی بے چارے داباندا لوگوں پر چھوڑ دیئے تھے۔"

"ہاں میں نے آوازیں سنی تھیں۔" میں نے مردہ آواز میں کہا۔

اور اس وقت مجھے دختر شب کے وہ الفاظ یاد آگئے جو اس نے داباندا لوگوں کو مخاطب کرکے کہے تھے:

جاؤ جانوروں میں انصاف کے لئے اور جانوروں جیسے بن جاؤ۔"

تو یہ تھا انصاف۔ میرے خدا:

ہیس نے غلط نہ کہا تھا جنگل میں واقعی دوسری بھی لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ سو یا اس سے زیادہ مسخ شدہ لاشیں کس قدر خوفناک انجام کتنی بھیانک موت۔ رات بھر بپھرے ہوئے ہاتھی داباندا لوگوں کا تعاقب کرتے رہے تھے۔ انہوں نے انہیں اپنے پیروں تلے روند ڈالا تھا یا اپنی سونڈ میں پکڑ کر چیر دیا تھا۔ اگر ان داباندا کا یہی انجام تھا تو پھر' میں نے سوچا' کانیک کا کیسا انجام ہونے والا تھا جسے داباندا لوگ شاید ہم سے پہلے بستی کی طرف لے گئے تھے کیونکہ وہ مجھے ہمارے درمیان نظر نہ آرہا تھا۔

اب تک مجھے داباندا پسند نہ تھے لیکن اب مجھے ان سے نفرت ہوگئی تھی اور میں جلد از جلد ظالموں اور جادوگروں کی اس سرزمین سے نکل جانا چاہتا تھا۔ اس سرزمین کی ہربات پراسرار اور خوفزدہ کردینے والی تھی مثلاً یہ ایک بات کس طرح میری سمجھ میں نہ آتی تھی کہ داباندا لوگوں نے کس طرح جانوروں اور درندوں کو اپنا فرمانبردار بنالیا تھا؟ کیا واقعی انہی کے حکم سے ہاتھیوں نے داباندا پر حملہ کردیا تھا؟ ہم سفید فام ہربات کی ہرواقعہ کی فلسفیانہ اور نفسیاتی وجہ تلاش کرنے کے عادی ہیں اور کرلیتے ہیں۔ لیکن یہاں فلسفہ اور نفسیات بھی سربہ گریبان ہے یہ کہا جاسکتا ہے کہ داباندا لوگوں پر ہاتھیوں کا حملہ ایک اتفاق تھا۔ اول تو اس لئے کہ ساتھی پچھلے طوفان بادوباراں سے اب تک خوفزدہ تھے اور دوم اس لئے کہ داباندا خود خوف کے عالم میں دختر شب کے سامنے سے بھاگ کر بے خیالی میں ہاتھیوں کے سامنے جانکلے تھے۔ لیکن یہ وجہ دل کو لگتی نہیں۔ اگر ایسا ہی تھا تو پھر ہاتھیوں نے اس وقت کیوں داباندا پر حملہ نہ کیا۔

جب یہ ہمارے تعاقب میں پورا جنگل عبور کر کے تالاب تک آئے تھے؟ ظاہر ہے کہ اس وقت بھی جنگل میں آتے وقت بلکہ داباندا کے چاروں طرف ہاتھی ہی تھے جنہیں میں تالاب کی طرف آتے وقت دیکھ چکا تھا۔

چنانچہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ داباندا جب ہمارا تعاقب کر رہے تھے تو اس وقت ہاتھیوں نے ان پر حملہ کیوں نہ کیا؟ اس سوال کا صرف ایک جواب سمجھ میں آیا ہے۔ یعنی یہ کہ اس وقت کائنیک ان کے ساتھ تھا۔ اور ہاتھی کائنیک کو جانتے تھے اور اس کے حکم کی تعمیل کرتے تھے۔ جس کا ثبوت ہمیں داباندا لینڈ میں داخل ہونے سے پہلے ہی مل چکا تھا۔ لیکن جب کائنیک داباندا لوگوں کے ہاتھوں گرفتار ہوگیا تو داباندا اس کی حفاظت سے محروم ہوگئے اور پھر ہاتھی ان بچاروں پر ٹوٹ پڑے اور انہیں روند کر اور چیر کر رکھ دیا اور اگر میں اور ہیس بھی داباندا لوگوں کے ساتھ نہ ہوتے تو شاید ہم دونوں کا بھی یہی حشر ہوتا۔

بہر حال ہمیں پھر یہ ہاتھی نظر نہ آئے۔ بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ بوڑھے شاہ ہاتھی کی سرکردگی میں داباندا لوگوں پر حملہ کرنے باصورت عذاب ان پر نازل ہونے کے بعد ہاتھی خاموشی سے جنگل سے نکلے، بستی کے قریب سے گزرے اور درے میں سے نکل کر داباندا لینڈ سے چلے گئے۔ یہ نہ معلوم ہوسکا کہ پھر ان ہاتھیوں کا کیا بنا البتہ میرا خیال ہے کہ وہ اپنے اسی جنگل میں چلے گئے جہاں ایک رات ہم انہیں دیکھ چکے تھے۔ یعنی اسی نیلے والے جنگل میں جہاں ہاتھیوں نے اپنے سردار یا بادشاہ کو سجدہ کیا تھا۔

جگہ جگہ قیام کرنے کے بعد.... اس کی وجہ مجھے نہ بتائی گئی.... شام کے وقت ہم جنگل سے نکل آئے اور جنگل سے باہر آتے ہی ایک عجیب منظر نظر آیا۔ قربان گاہ والے میدان میں دانانداسپاہی پاگلوں کی طرح بھاگ رہے تھے۔ اور چیخ رہے تھے اور خوفزدہ نظروں سے چاروں طرف دیکھ رہے تھے۔ اکثر سپاہیوں کے چغے پھٹ چکے تھے اور اکثر داباندا بالکل ننگے تھے۔ یوں معلوم ہوتا تھا جیسے پاگل خانے کا دروازہ توڑ کر پاگل بھاگ آئے ہوں۔ وہ بھاگ رہے تھے وہ چیخ رہے تھے، وہ اپنے سر میں خاک ڈال رہے تھے اور وہ زمین پر لوٹ رہے تھے اور سب سے بڑی بات تو یہ کہ ایک دوسرے کو نوچ رہے تھے۔



"یہ لوگ پاگل ہوگئے ہیں باس۔" ہیس نے کہا۔ "اور میرے پیچھے چھپنے کی کوشش کرنے لگا۔ کیونکہ ہر افریقی کی طرح وہ بھی پاگلوں سے ڈرتا تھا اور اسے آسمانی پر مرض یقین کرتا تھا۔" باس! ان کے قریب نہ جانا ورنہ تم بھی پاگل ہوجاؤ گے۔

ہیس کی تنبیہہ فضول تھی کیونکہ میں خود بھی جلد از جلد ان پاگل داباندا سے دور چلا جانا چاہتا تھا۔ میں آج بھی سوچتا ہوں کہ ایسا کون سا واقعہ ہوا ہوگا جس نے ان لوگوں کو ان حالوں میں پہنچادیا! میرے خیال میں وہ لوگ جو جنگل سے زندہ نکل آئے تھے۔ ان لوگوں کے پاس، جو بستی میں ہی ٹھہر گئے تھے، انتہائی بدحواسی کے عالم میں پہنچے تھے اور انگوئی کے سراپ اور ہاتھیوں کے عذاب کا ذکر کچھ ایسے الفاظ میں کیا تھا کہ سننے والے بھی اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھے تھے۔

یا شاید یہ بات تھی کہ چونکہ اب کائنیک ان کے ساتھ نہ رہا تھا اس لئے انہیں وہ قدیم سراپ یا پیشن گوئی یاد آگئی تھی کہ اگر داباندا نے مقدس تالاب کی سرزمین میں قدم رکھا تو ان پر عذاب نازل ہوگا اور ان کی توہم پرستی نے اس پیشن گوئی کو صحیح ثابت کردیا۔ وجہ کچھ بھی ہو داباندا واقعی جانوروں کی طرح بن گے تھے۔ جیسا کہ دختر شب نے کہا تھا۔ بڑا ہی عبرت انگیز اور لرزہ خیز منظر تھا یہ اور جب ان لوگوں نے ہمیں دیکھا تو وہ چلاتے اور چیختے ہوئے بھاگ گئے شاید اپنی بستیوں کی طرف جو داباندا لینڈ کی سرحد کے اس پار تھیں۔

تھوڑی دیر بعد ہی وہ جا چکے تھے۔ ہزاروں داباندا کو اندھیرا نگل چکا تھا اور ایک بار پھر بستی میں خاموشی طاری تھی۔ یہاں میں یہ بتادوں کہ بستی کو داباندا حملہ آوروں نے کوئی نقصان نہیں پہنچایا تھا میں اور ہیس قیام گاہ میں پہنچے تو وہاں چراغ جلا دیا گیا تھا اور کھانا تیار تھا اور یہ ان عورتوں کا کرشمہ تھا جو ہماری خدمت پر معمور تھیں۔ اس جھونپڑے میں داخل ہوتے ہی سب سے پہلے جس چیز پر ہماری نظر پڑی وہ ہماری بندوقیں اور کارتوس کی پیٹیاں تھیں جو چارپائیوں پر احتیاط سے رکھی ہوئی تھیں۔

"باس!" ہیس نے پہلے چراغ پھر کھانے اور پھر بندوقوں کی طرف اشارہ کر کے کہا۔
"ہم نے اپنی زندگی میں بڑے بڑے سفر کئے ہیں اور عجیب عجیب آدمیوں سے ملے لیکن

باس داباذرا جیسے لوگ ہمیں پہلے کبھی نہ ملے تھے لیکن باس یہ لوگ انسان نہیں ہیں مرد مرد نہیں ہیں اور عورتیں عورتیں نہیں ہیں بلکہ یہ ساحر اور چڑیلیں ہیں جن کا آقا اور خدا شیطان ہے اور ان داباندا کے حواس درست ہوں تو وہ بھی یہی کہیں گے۔"

اور پھر وہ دھم سے تپائی پر بیٹھ گیا اور خاموشی سے کھانا کھانے لگا میں بھی تھکن اور حیرت اور سستی سے نڈھال ہوکر ڈھے گیا.... یہ الفاظ یہاں میں نے قصداً استعمال کیا ہے۔ کیونکہ کوئی دوسرا لفظ میری اس وقت کی حالت کو بیان نہیں کرسکتا۔ سچ تو یہ ہے کہ اس وقت میں نے ہیس کے اس فتوے سے اتفاق کرلیا تھا کہ داباندا واقعی شیطان کے پرستار اور ساحر تھے۔ لیکن یہ سطور لکھتے وقت میں سوچتا ہوں کہ اگر ہاتھیوں نے اباندا پر حملہ کردیا تھا تو اس میں کوئی تعجب کی بات نہ تھی کیونکہ وہ زلزلے اور طوفان بادوباراں کی وجہ سے گھبرائے ہوئے اور بپھرے ہوئے تھے۔ اور داباندا جانوروں کی طرح بن گئے تھے تو اس میں بھی تعجب کی کوئی بات نہ تھی۔ کیونکہ اول تو وہ توہم پرست تھے پھر زلزلے اور طوفان کے عذاب سے گزر چکے تھے۔ اور رہی سہی کسر ہاتھیوں کے حملے نے پوری کردی تھی۔

ہرقل کا معاملہ بھی حیرت انگیز نہ تھا۔ دخترشب کے تقریباً ملکوتی حسن نے اسے اپنے آپ میں نہ رکھا تھا اور ستم بالائے ستم یہ کہ اس کے گرد اسرار کا حالہ تھا۔ جو کسی بھی شخص کو اس عورت کی طرف کھینچ سکتا تھا۔ رہی یہ بات کہ صدیوں پہلے ان دونوں میں رشتہ قائم تھا تو اسے میں ہرقل کے تخیل کی کارستانی یقین کرتا ہوں اور حقیقت میں اس رومان کا آغاز اس وقت ہوا ہوگا جب رقل نے پہلی دفعہ مقدس تالاب کے کنارے دختر شب کو نہ صرف دیکھا تھا بلکہ اپنی آغوش میں گھسیٹ کر اس کا ماتھا چوم لیا تھا۔

بہرحال خوفناک واقعات وہ اوٹ پٹانگ روایتیں جس سے میرے کان بھرے گئے تھے اور آخر میں دخترشب کے ساتھ ہرقل کی ان جزائر کی طرف رخصتی جہاں اسے عمر بھی رہنا تھا اور پھر داباندا لوگوں کی قابل رحم حالت ان تمام باتوں نے ملا کر میرے دل و دماغ پر عجیب اثر کیا اور جب میں اپنے بستر پر لیٹا ہوں تو میرا بدن تپ رہا تھا اور میرا سارا جوش و خروش اور بشاشت رخصت ہوچکی تھی اور خود میری حالت پاگلوں کی سی ہو رہی تھی۔



پورے ایک ہفتے تک میری یہی حالت رہی۔

اور اس ایک ہفتے میں کوئی خاص اور اہم واقعہ نہ ہوا۔ ہیس نے بتایا کہ بستی میں ہر چیز اپنے معمول پر تھی۔ لوگ باغات درست کررہے تھے جنہیں طوفان نے تباہ کردیا تھا۔ قربان گاہ پر ایک بار پھر آگ جلا دی گئی تھی اور مہنتوں نے وہ مینار پھر ایستادہ کردیا تھا جو زلزلے کی وجہ سے گر گیا تھا اور ایک بار پھر ان میناروں پر سے ستاروں کی چال کا مطالعہ کیا جارہا تھا داباندا لوگوں کے سکون سے یوں معلوم ہوتا تھا جیسے اس سرزمین میں کوئی غیر معمولی واقعہ ہوا ہی نہیں یا وہ لوگ اس واقعہ کو یکسر بھول چکے تھے۔

میں شدید اعصابی ہیجان میں مبتلا تھا اور جلد از جلد اس منحوس سرزمین سے نکل جانا چاہتا تھا اور تنہا کپمانہ ہی وہ شخص تھا جو اس معاملے میں میری مدد کرسکتا تھا لیکن جب بھی میں نے اسے طلب کیا یا اس سے ملنے کی کوشش کی مجھ سے یہی کہا گیا کہ وہ موجود نہ تھا۔

آخرکار وہ آگیا وہ حسب معمول پرسکون تھا اور مسکرا رہا تھا۔

"میں معذرت خواہ ہوں میکومیزن کہ پہلے آپ کی خدمت میں حاضر نہ ہوسکا۔" اس نے کہا۔ اگر میں پہلے ہی سے آپ کے پاس آگیا ہوتا تو آپ کو تندرست کردیتا۔

بہرحال اب میں تندرست ہوں۔ میرا مطلب ہے میں بیمار وغیرہ نہ تھا۔ یونہی ذرا تھکن محسوس کررہا تھا۔ اچھا اب تازہ خبر سنایئے۔

تازہ خبریں کچھ ہیں ہی نہیں میکومیزن کپمانہ نے کہا البتہ تالاب کے جزیرے سے خبر آئی ہے کہ انگوئی اور اس کا شوہر بہت خوش اور مزے میں ہیں۔ اباندا کے صرف دو سو آدمی مارے گئے ہیں بقیہ اپنی بستیوں میں پہنچ گئے ہیں اور اب ان کے حواس درست ہو چکے ہیں اور وہ لوگ اب بے حد خاکسار بن گئے ہیں۔ ان کی ساری خودی اور تمام غرور دور ہوگیا ہے اباندا لوگوں نے اپنی اطاعت اور فرمانبرداری کا پیغام بھیجا ہے اور وعدہ کیا ہے کہ اب وہ دنیا کے آخری دن تک ہمارے قبیلے کے ساتھ اور ہمارے غلام بن کر رہیں گے۔

تو یوں کہو کپمانہ تمہاری دیرینہ آرزو آخرکار پوری ہوگئی۔ میں نے کہا۔

"ہاں آقا میکومیزن۔ اب ہمارا قبیلہ بڑا قبیلہ ہوگا۔ صدیوں پہلے ہم ایک زبردست قوم تھے اور ایک بار پھر ہم زبردست قوم بن جائیں گے کیونکہ اباندا بڑے بہادر اور جنگجو ہیں اور ان کی عورتیں بڑی زرخیز ہیں کہ بہت سے بچے جنتی ہیں اس کے برخلاف ہماری عورتوں کی کوکھیں خشک ہوگئی ہیں وہ یا تو بچے پیدا ہی نہیں کرتیں یا بہت کم پیدا کرتی ہیں اب کبھی واباندا خودسری نہ کرسکیں گے' اب ہم ان سے خائف نہ رہیں گے بلکہ اب یہ ہوگا میکومیزن کہ ہمارا علم اور ہم خود ان کی راہبری کریں گے اور اباندا آئندہ سے وہی کریں گے جو ہم چاہیں گے۔"

"اور شاید یہی تمہارا مقصد تھا میں نے کہا۔"

"ہاں میکومیزن! یہی ہمارا مقصد تھا۔ اور اب شاید آپ کی سمجھ میں آگیا ہوگا کہ آپ کو کس نے یہاں بلایا اور لایا گیا تھا۔ آپ کے بغیر کانیک کو ان بستی والوں سے بچایا نہ جاسکتا تھا جنہوں نے اسے قید کردیا تھا اور آپ نہ ہوتے تو اس سفید فام کو بھی نہ بچایا جاسکتا جو اس وقت انگوئی کی ڈھال بنا ہوا ہے اس نے ایک گناہ کیا تھا اسے یہاں سے نکال دیا گیا تھا چنانچہ میں خود بھی اسے نہ بچاسکتا تھا۔"

"لیکن تم نے کانیک کو یہاں آنے پر مجبور کیا حالانکہ جیسے ہی وہ یہاں پہنچا تم نے اس سے اس کی سرداری اور سارے اختیارات چھین لئے؟"

دوسری وجوہات کے علاوہ ایک وجہ یہ بھی تھی میکومیزن اگر کانیک یہاں نہ آیا ہوتا اور بھاگ کر اباندا کا سردار نہ بن گیا ہوتا تو پھر اباندا نہ تو ہم پر چڑھ دوڑتے اور نہ ہی اس وقت وہ ہمارے غلام اور فرمانبردار بن جانے کا وعدہ کرتے لیکن یہاں آپ نے ایک اہم کردار ادا کیا ہے میکومیزن اباندا انگوئی سے بہت ڈرتے ہیں کانیک تو کانیک دنیا کی کوئی طاقت انہیں ہماری سرزمین میں گھسنے کی جسارت نہ دلاسکتی۔ لیکن جب انہوں نے آپ کو اس سفید فام کو جس کی بہادری کی پورے افریقہ میں دھوم ہے' فرار ہوتے دیکھا تو ان کے حوصلے بڑھ گئے اور وہ واباندا لینڈ میں در آئے۔ میکومیزن! اسی مقصد کے لئے ہم آپ کو وہاں درے کے سامنے لے گئے تھے۔



یہ سنتے ہی مجھے غصہ آگیا لیکن کمپانہ پر غصہ کرنا یا اس سے بحث کرنا فضول تھا چنانچہ میں نے اپنا غصہ دبائے ہوئے تلخی سے کہا:

"تو تم نے انجام پہلے سے معلوم کرلیا تھا اور تمام انتظامات پہلے سے ہی کرلئے تھے۔"

"ہاں میکومیزن۔ یہ قدرت کا عطیہ ہے کہ ہم ہر واقعہ اور اس کا انجام بہت پہلے سے معلوم کرلیتے ہیں۔" کمپانہ نے یوں کہا جیسے مجھے بیوقوف بنارہا ہو یا مجھے بیوقوف سمجھ رہا ہو۔

کمپانہ کے اس صاف اور صریح جھوٹ نے مجھے دم بخود کردیا لیکن جیسا کہ میں کہہ چکا ہوں کہ کمپانہ سے کسی بھی معاملے میں بحث کرنا فضول تھا چنانچہ میں نے موضوع بدل کر پوچھا:

"تم اس سفید فام کو انگوئی کا شوہر بنانے کے لئے یہاں کیوں لائے حالانکہ کانیک کا انتخاب پہلے ہی سے کرلیا گیا تھا؟"

"اس لئے آقا کہ ہماری قوم ختم ہورہی تھی اور بٹ رہی تھی۔ چنانچہ اب یہ ضروری ہوگیا تھا کہ انگوئی کا شوہر اس شخص کو بنایا جائے جو کسی دوسری قوم سے ہو اور جو فاتح اور سفید فام قوموں کے تمدن اور طور طریقوں سے واقف ہو۔ چنانچہ میکومیزن! اس سفید فام کے نطفے اور حالیہ انگوئی سے وہ انگوئی پیدا ہوگی جو وسیع قلب وسیع النظر ہوگی۔" کمپانہ نے خوشی سے ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔ "اور وہی انگوئی جو سفید فام اور موجودہ انگوئی کے ملاپ سے پیدا ہوگی واباندا قبیلے کو ایک زبردست' پرقوت اور فاتح قوم بنادے گی۔ واباندا پھر عظیم ہوں گے پھر سربلند ہوں گے۔"

"تو یہ تمہاری پیشن گوئی ہے؟"

ہاں میکومیزن اور یہ پیشن گوئی پوری ہوگی۔" کمپانہ کی آواز مسرت اور احساس فتحمندی سے کانپ رہی تھی لیکن معلوم ہوتا ہے کمپانہ اس موضوع پر بھی زیادہ بحث کرنا نہ چاہتا تھا چنانچہ اس نے کہا:

"میکومیزن! آقا پورے چاند کی رات ہے چنانچہ قربان گاہ کے سامنے آج رات اک

مذہبی رسم ادا کی جائے گی ہم چاہتے ہیں کہ آپ اس رسم میں شریک ہوں کیونکہ کل آپ ہم سے رخصت ہوں گے جس طرح کہ طے پاگیا ہے اور تمام انتظامات کرلئے گئے ہیں۔"

"مذہبی یا غیرمذہبی میں تمہاری کسی بھی رسم میں شریک ہونا نہیں چاہتا البتہ یہ سن کر مجھے واقعی مسرت حاصل ہوئی کہ کل میں یہاں سے رخصت ہوجاؤں گا۔"

"اس کے باوجود" اس نے اپنی پراسرار مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔ "آپ وہی کریں گے جو ہم چاہتے ہیں جیسا کہ آپ شروع سے کرتے آئے ہیں۔

مطلب یہ کہ مجھے آنا ہی پڑے گا۔

"یہ تم سے میں نے نہیں کہا میکومیزن۔ تاہم مجھے یقین ہے کہ آپ ضرور آئیں گے چنانچہ میں چند آدمی بھیج دوں گا کہ وہ آپ کو بہ حفاظت قربانگاہ تک لے آئیں"

اور وہ مجھے سلام کرکے رخصت ہوا۔

اور اس کے چلے جانے کے بعد مجھے یاد آیا کہ میں اس سے یہ تو پوچھنا ہی بھول گیا کہ کانیک کاکیا بنا۔

"باس!" ہیس نے کہا۔ "کمپانہ تو آپ سے بلکہ مجھ سے بھی زیادہ ہوشیار نکلا کیونکہ آخرکار وہ ہمیں وہ کرنے پر مجبور کردیتا ہے۔ جو ہم نہیں چاہتے اور پھر کمبخت ہم پر ہنستا ہے چنانچہ باس اگر آج رات ہم اپنی خوشی سے اس شیطانی رسم میں شریک نہ ہوئے تو وہ لوگ جو ہماری حفاظت کے لئے بھیجے جائیں گے، ہمیں اٹھا کر قربان گاہ تک لے جائیں گے۔ وہاں کیا ہوگا باس؟"

"کیا پتہ؟" میں نے غصے سے پھنکار کر کہا۔ شاید دختر شب اپنے شوہر کے ساتھ ہمیں الوداع کہنے آئے گی۔"

"ایسی کوئی بات نہ ہوگی باس کیونکہ وہ دونوں یعنی وہ حسین چڑیل اور بھینسا باس اس وقت آمنے سامنے بیٹھے ایک دوسرے کی طرف طرح طرح کے مضحکہ خیز منہ بنارہے ہوں گے اور چاند ستاروں کے متعلق بچوں کی سی احمقانہ باتیں کررہے ہوں گے۔ البتہ اگر ہم چھ مہینوں تک یہاں ٹھہر گئے تو پھر وہ دونوں ہمیں الوداع کہنے آئیں گے کیونکہ اس عرصے



میں ان کی طبیعت ایک دوسرے سے سیر ہوچکی ہوگی اور ان کے پاس ایک دوسرے سے کہنے کو کچھ نہ ہوگا۔ البتہ میں سمجھتا ہوں کہ آج رات کانیک سے ہماری ملاقات ہوگی۔ بشرطیکہ وہ زندہ ہو۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ زندہ ہے اب تک اور باس کانیک سے ملاقات کرنا مناسب ہوگا کیونکہ بھینسا باس اور وہ حسین چڑیل ایک دوسرے سے بس بار بار یہی کہہ رہے ہوں گے۔ ہائے تم کتنے حسین ہو اور وہ کہہ رہی ہوگی اف تم مجھے کتنے پسند ہو۔

ہیس! تم الو کے پٹھے ہو۔ میں نے غصے سے کہا اور جھونپڑے سے باہر آگیا۔

ہیس افریقہ کے کسی بھی وچ ڈاکٹر کی طرح حقیقت کو پہلے سے گویا سونگھ لیتا تھا چنانچہ اس دفعہ بھی اس نے یہ غلط نہ کہا تھا قربان گاہ کے سامنے ہماری ملاقات کانیک سے ہوگی۔

چنانچہ اس رات جب ہم محافظوں کے ساتھ میدان میں اور وہاں سے قربان گاہ کے سامنے پہنچے ہیں تو پتہ چلا کہ تمام لوگوں کی توجہ کا مرکز آج کوئی اور نہیں بلکہ خود کانیک تھا۔ اور آج کی رسم ہمہ گیر دلچسپی اور شوق کی حامل تھی۔

ہر وہ شخص جو چلنے پھرنے کے قابل تھا قربان گاہ کے سامنے والے میدان میں آگیا تھا حتیٰ کہ ان بوڑھوں کی بھی ڈولی میں ڈال کے لایا گیا تھا جو بیمار تھے اور کھاٹ سے لگ گئے تھے۔ اور آج رات وہ لوگ بھی اس میدان میں جمع تھے جو داباندا البستی سے دور بلکہ اس کی سرحد کے قریب یا اس کے پار رہتے تھے۔ مہنتوں کا بھی پورا ٹولا موجود تھا اور آج رات بھی نجومی میناروں پر کھڑے ستاروں کی طرف دیکھ اور ان کے پیغامات اور شگون کو چیخ چیخ کر سنا رہے تھے۔ قربان گاہ کے عقب میں کھڑے ہوئے گانے والے دھیمے اور مدھم سروں میں کوئی گیت گارہے تھے۔ مقدس آگ آج پورے زوروشور سے جل رہی تھی۔ بلکہ آج یہ آگ چتا معلوم ہوتی تھی۔ قربان گاہ اور اس پر سلگتے ہوئے زبردست الاؤ کے سامنے کانیک کھڑا ہوا تھا لیکن اس طرح کہ وہ رسیوں میں جکڑا ہوا تھا اور بھالوں سے مسلح داباندا اسے اپنی حراست میں لئے کھڑے تھے اور قربان گاہ کے دونوں طرف انگوئی کے سفید پوش مشیر بیٹھے ہوئے تھے جو جج تھے یا پھر اراکین جیوری۔ ان مشیروں کے قریب کمپانہ ایسے

مقام پر کھڑا ہوا تھا کہ اس کی آواز پلیٹ فارم پر اور میدان میں بیٹھنے والے بھی سن سکتے تھے۔

میں پلیٹ فارم پر پہنچا تو مجھے کمپانہ کے قریب اس طرح بٹھا دیا گیا کہ میرا رخ کانیک کی طرف تھا۔ میرے آتے ہی کارروائی شروع ہوگئی جس کی تفصیل بیان کرنا یہاں ضروری نہیں۔ مختصر یہ کہ کمپانہ نے کانیک نے گناہوں کی فہرست بیان کرنی شروع کی جو کانیک کے اس گناہ سے شروع ہوتی تھی جو اس نے "گزری" ہوئی انگوئی کے ساتھ اپنی جوانی میں کیا تھا اور اس کے دابانڈا لینڈ سے فرار اور ابانڈا کو چڑھالانے کے جرم پر ختم ہوئی۔

کمپانہ خاموش ہوگیا تو کانیک سے صفائی پیش کرنے کو کہا گیا تھا۔

اس نے بڑی شان سے اور وقار سے کہا کہ وہ دابانڈا کا سردار ہے چنانچہ کسی کو بھی اس پر مقدمہ چلانے اس اسے سزا دینے کا کوئی حق نہیں ہے رہے اس کے گناہ تو ان میں سے اکثر کی اس نے تشریح کردی اور بقیہ سے انکار کردیا۔

کانیک خاموش ہوا تو کمپانہ نے مشیروں سے پوچھا:

"کیا فیصلہ ہے تمہارا؟" اس پر مشیروں نے ایک آواز ہو کے کہا:

"کانیک گنہگار ہے۔" اور میدان میں بیٹھے ہوئے لوگوں نے ایک زبان ہو کر یہی الفاظ دہرائے۔

اور اب کمپانہ نے سر اٹھا کر میناروں پر کھڑے ہوئے نجومیوں سے چیخ کر پوچھا:

"انگوئی سے گستاخی کرنے والے غدار کانیک کے لئے کون سی سزا مقرر کی گئی ہے؟"

میناروں پر کھڑے ہوئے نجومی آسمان کی طرف دیکھتے اور شگون معلوم کرنے کی کوشش کرتے رہے اور پھر ان دونوں نے کسی عجیب اور خفیہ زبان میں کچھ کہا جس کا ایک لفظ بھی میں سمجھ نہ سکا۔ آخر کار دائیں طرف کے مینار پر کھڑے ہوئے نجومی نے اونچی آواز میں کہا:

"آسمانوں کا فیصلہ سن لو۔۔۔ وہ مقدس آگ کا پیٹ بھرے جس نے اسے بجھا دیا تھا۔"

میں نے زبردست الاؤ کی طرف دیکھا جس میں ابھی اور ایندھن جھونکا گیا تھا۔ شعلے



بڑے زوروشور سے بلند تھے چنانچہ میں نے ہیس سے کہا کہ اس آگ کا پیٹ بھرنے کی اب کوئی ضرورت نہیں۔

"باس! سمجھ میں نہیں آتا کہ تمہاری عقل کو کیا ہوگیا ہے؟" ہیس نے کہا۔ "تم اتنی سی بات نہیں سمجھ سکتے کہ لوگ کانیک کو زندہ آگ میں جلانے والے ہیں۔ جھونپڑی میں جو عورتیں ہماری خدمت کرتی ہیں ان میں سے ایک نے مجھے بتایا تھا کہ انگوئی سے گستاخی کرنے والے کو اور کبھی کبھی انگوئی کے شوہر کو بھی جس سے وہ تھک جاتی ہے، زندہ جلا دیا جاتا ہے۔

"خدایا" میں نے کہا اور مجھ پر غشی طاری ہونے لگی۔

اور عین اس وقت کانیک گڑگڑانے اور مجھ سے رحم کی درخواست کرنے لگا۔ اپنی جان بچانے کی غرض سے کانیک نے اپنے اختیارات ہرقل کو بخش دئے تھے۔ اسی ایک واقعہ سے قارئین نے سمجھ لیا ہوگا کہ وہ بزدل اور بودا تھا۔ چنانچہ اب وہ میرے سامنے کھڑا گڑگڑا رہا تھا اور رحم طلب کررہا تھا۔

میں بے حد متاثر ہوا اور میں نے کانیک کی حمایت میں کچھ کہنا شروع کیا۔۔۔ اس وقت یاد نہیں آرہا کہ میں نے کیا کہا تھا۔۔۔ لیکن فوراً ہی کمپانہ نے میری بات کاٹ کر کہا کہ قربان گاہ پر بیک وقت دو آدمیوں کو بھی بھینٹ چڑھایا جاسکتا ہے۔

میکومیزن! اس شخص کو بھی یہی سزا دی جاتی ہے جو گنہگار کو بچانے کی کوشش کرتا ہے کیونکہ یہی یہاں کا قانون ہے۔ کمپانہ نے سختی سے کہا۔

اب میں کچھ نہ کرسکتا تھا لیکن کانیک کو زندہ جلتے دیکھ بھی نہ سکتا تھا۔ حالانکہ وہ اول درجے کا بدمعاش، عیار اور خود غرض تھا چنانچہ میں اٹھا اور اپنی کانپتی ٹانگوں پر اپنے سن ہوتے ہوئے جسم کو سنبھالتا پلیٹ فارم سے اتر کر اپنی قیام گاہ کی طرف چل دیا لیکن جب میں کانیک کے قریب سے گزر رہا تھا اس نے کہا:

"الوداع میکومیزن۔ بڑی منحوس گھڑی تھی وہ جس میں میری اور تمہاری ملاقات ہوئی تھی اس سرزمین سے رخصت ہونے سے پہلے اگر تمہاری ملاقات اس سفید فام چور سے

ہو جائے جس نے میرا حق مار لیا ہے۔ تو اس سے کہنا یہ ایک دن آئے گا جب وہ اپنی حسین بیوی کے ہونٹوں کے بجائے قربان گاہ پر آگ کے شعلوں کو چوم رہا ہو گا۔"

میں جانتا تھا کائنک نے یہ الفاظ میرے دل اور ہر قل کے دل میں بھی' بشرطیکہ یہ الفاظ اس کے کانوں تک پہنچ جائیں۔ شکوک اور خوف پیدا کرنے کے لئے کہے تھے۔

اگر کائنک نے کچھ کہا تھا تو میں نے نہیں سنا کیونکہ عین اس وقت مہنت اونچی آواز میں کوئی وحشت انگیز گیت گانے لگے تھے۔ میدان کے سرے پر پہنچ کے غیر شعوری طور پر میں نے پلٹ کر دیکھا۔ لوگ کائنک کو اٹھا کر الاؤ میں جھونک رہے تھے۔ تماشائیوں نے خوشی کے نعرے لگائے۔

چند ثانیوں بعد ہیس آگیا۔

"یہ اچھا ہوا باس ان لوگوں نے کائنک کو آگ میں جھونک دیا۔" وہ بولا۔

"کیوں؟" میں نے بے خیالی میں پوچھ لیا۔

"اول تو اس لئے باس کہ اسی شخص کی بزدلی اور عیاری سے ٹام اور جیری مارے گئے اور دوم اس لئے باس کہ وہ بچ جاتا اور سردار بن جاتا تو وہ تمہیں' مجھے اور ہمینے باس کو بھی زندہ جلا دیتا جیسا کہ وہ کہہ چکا تھا۔"

"ہیس! سامان سفر باندھو" میں نے کہا۔ "کل ہم روانہ ہو جائیں گے"۔

"ٹھیک ہے باس لیکن کہاں جائیں گے۔"

"چاہے بھاڑ میں جائیں چاہے جہنم میں۔ بہرحال میں اس منحوس مقام سے جلد از جلد نکل جانا چاہتا ہوں۔" میں نے کہا۔

"یہ بات اب تک میری سمجھ میں نہیں آئی کہ مجھے یہاں کیوں لایا گیا تھا۔!"

"لیکن ان لوگوں نے کائنک کو کیوں بلایا تھا؟ اس کے بغیر بھی یہ لوگ جی لیتے۔"

"اس لئے باس کہ اسے زندہ جلا دیا جائے۔ اس نے اس انگوئی سے گستاخی کی تھی جو مرگئی ہے اور پھر وہ بھاگ گیا تھا۔ مہنت کوئی بات بھولتے نہیں۔ چنانچہ وہ کائنک کو دھوکے سے یہاں لے آئے کہ اسے اس کے گناہوں کی سزا دی جائے اس لئے سفید چوہیا کو بھیجا



گیا تھا۔ کہ وہ کائنک کو اکسائے اسے سرداری اور نئی انگوئی سے شادی کرنے کا لالچ دے اور کائنک دام میں آگیا باس۔"

"بہرحال۔ میں اب ان لوگوں کے دام میں نہ آؤں گا۔" میں نے کہا۔

# الوداع

کانیک کی موت کے بعد' جس کا ذکر میں پچھلے باب میں کرچکا ہوں' میری اس مہم کی داستان ختم ہوتی ہے۔ لیکن شاید ایک دو باتیں بیان کردینا مناسب ہوگا۔

کانیک کو زندہ جلا دینے کی وحشیانہ رسم کے بعد دوسرا دن طلوع ہوا تو میں اور ہیس ناشتے سے فارغ ہوتے ہی سفر کی تیاریوں میں مصروف ہوگئے اور پورا دن انہی تیاریوں میں گزرا۔ ہم سے کہا گیا تھا۔ کہ دوسرے دن صبح ہمارے لئے باربردار مہیا کردیئے جائیں گے چنانچہ ہم نے اپنا سامان الگ الگ گٹھروں میں باندھ دیا۔ سفر پر ساتھ لے جانے کے لئے ایک طرف کھانا پکایا جارہا تھا' اور ہم اس کی بھی نگرانی کر رہے تھے اور پھر سفر طویل اور مشکل تھا اور ہمارے جوتوں کی حالت خراب ہورہی تھی چنانچہ انہیں بھی درست کرتے رہے۔ اس کے علاوہ فرصت کے اوقات میں میں اس مسئلے پر بھی غور کرتا رہا کہ واپسی کا سفر کون سے راستے سے کیا جائے۔ اسی راستے سے جایا جائے جس سے ہم تالاب کی سرزمین میں آئے تھے یا پھر وہ حد سے زیادہ مشکل اور دشوار گزار راہ اختیار کی جائے جو ہمیں مغربی ساحل پر پہنچا دے؟ سچ تو یہ ہے کہ میں کوئی فیصلہ نہ کرسکتا تھا۔ رہا ہیس تو وہ .... دونوں راستوں کی دشواریاں اور خطرات یکے بعد دیگرے بیان کردیتا تھا۔

چنانچہ اس رات جب بستر پر لیٹا ہوں تو اس وقت تک کوئی فیصلہ نہ کرپایا تھا۔ آخر کار عاجز آکر میں نے آنکھیں بند کرلیں۔ اور اس امید کے ساتھ کہ شاید رات کو کوئی الہام سا ہو اور میں دوسرے دن صبح ایک آخری فیصلہ کرلوں' اور مجھے الہام ہوا لیکن عجیب ڈھنگ سے۔

آدھی رات کا وقت ہوگا کہ اچانک میری آنکھ کھل گئی اور چراغ کی روشنی میں' جو میں نے جلتا چھوڑ دیا تھا' میں نے دیکھا کہ میرے بستر کے پائینتی ایک سفید پوش عورت کھڑی میری طرف دیکھ رہی تھی۔

"کیا مصیبت ہے کہ ...." میں نے کہنا شروع کیا لیکن اس عورت نے اپنا ایک ہاتھ



اٹھا کر مجھے خاموش کردیا۔

اور پھر اس نے اپنے چہرے پر سے نقاب اٹھا دی اور مارے حیرت کے میری آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ یہ عورت کوئی اور نہیں بلکہ سفید چوہیا تھی۔

سفید چوہیا!" میں نے بڑبڑایا۔

"ہاں میکومیزن۔ کم سے کم یہاں سے دور ایک بستی میں' میں اسی نام سے پکاری جاتی تھی۔" وہ بولی۔

"لیکن تم تو مرچکی تھیں۔ بستی والوں نے تمہیں وہاں' کانیک کے محل کے دالان میں' قتل کردیا تھا؟"

"نہیں آقا۔ وہ مجھے قتل نہ کرسکتے تھے۔ میں ان کے ہاتھوں میں سے نکل آئی تھی اور تمہارے لئے راستہ صاف کرتی تم لوگوں سے پہلے یہاں پہنچ گئی تھی۔"

"ہم سے پہلے! یہ کیسے ہوسکتا ہے؟"

"یہ ایک راز ہے آقا میکومیزن! جو میں تمہیں نہیں بتا سکتی۔ اس کے علاوہ جب کمپانہ تمہیں اس جنگل میں چھوڑ کر چلا گیا تھا اور جنگل کے باسی تمہیں پریشان کر رہے تھے' تو وہ میں ہی تھی جو تمہیں اپنی راہبری میں اس جنگل سے نکال لائی تھی۔

"شک تو مجھے بھی ہوا تھا لیکن اس سے پہلے کہ میں اپنا اطمینان کرتا تم جاچکی تھیں۔ چنانچہ میں نے بھی تمہیں عورت نہیں بلکہ جنگل کے باسیوں میں سے ایک سمجھ لیا تھا۔"

"ہاں۔ میں یہ بھی جانتی ہوں۔" وہ مسکرائی۔ "لیکن کیا اب بھی تمہیں یقین ہے کہ میں عورت ہوں۔"

"نہیں۔ کون ہو تم؟"

"یہ بھی ایک راز ہے میکومیزن۔ بہرحال میں کچھ بھی ہوں اس وقت تو پیغامبر کی حیثیت سے حاضر ہوئی ہوں۔ میں ایک خط لائی ہوں تمہارے لئے۔ میرے خیال میں اس خط کا جواب درکار نہیں ہے اس لئے میرے چلے جانے کے بعد تم یہ خط پڑھ سکتے ہو۔ لیکن اگر جواب دینا ضروری ہی ہو تو اسے تم سوچ لینا اور میں اسی وقت پڑھ لوں گی اور

تمہارا یہ جواب لفظ بہ لفظ اس تک پہنچا دوں گی۔"

"میں پھر سوچنے لگا ہوں سفید چوہیا نے ایک گول لپٹا ہوا کاغذ میری طرف بڑھا دیا جو میں نے اس کے ہاتھ سے لے کر ایک طرف رکھ دیا۔ سچ تو یہ ہے کہ اس وقت مجھے اس خط سے زیادہ سفید چوہیا سے دلچسپی تھی۔

"میکومیزن! حالانکہ اکثر لوگ اس بات سے بے خبر ہیں' لیکن حقیقت یہی ہے کہ ہم سب روحیں یا بھوت ہی ہیں۔ بہرحال ان باتوں کا یہ وقت نہیں ہے۔ میں تم سے کچھ کہنا چاہتی ہوں۔ سنو گے؟"

"شوق سے بلکہ بہ سروچشم سنوں گا کیونکہ اس سرزمین میں ایک تمہاری ہی آواز مجھے پسند ہے۔"

ایک بار پھر وہ مسکرائی اور اس کی اس مسکراہٹ نے میرے خون میں آتش بازی کے انار سے چھوڑ دیئے۔

"لیکن آقا میری آواز تمہیں دوسری سرزمین میں پسند نہ آئے گی۔ ظاہر ہے کہ تم اپنی دنیا میں ایک روح یا چڑیل یا بھوت کی آواز کو سننا پسند نہ کرو گے اس کے باوجود جہاں تم جاؤ گے شاید میں بھی جاؤں گی البتہ تم مجھے دیکھ نہ سکو گے۔"

"کیا مطلب؟" میں نے بڑے اشتیاق سے پوچھا۔

"کچھ نہیں میکومیزن سوائے اس کے تم مجھے پسند ہو۔ اور عورتیں' خواہ وہ انسان ہوں یا روحیں' ان کے ساتھ خوش رہتی ہیں جنہیں وہ پسند کرتی ہیں۔ میکومیزن! تم مجھے دیکھ نہ سکتے تھے لیکن میں شروع سے تمہارے ساتھ تھی اور تمہاری ایک ایک حرکت دیکھ رہی تھی۔ اور میں نے دیکھا۔ میکومیزن کہ تم دوسروں کے مصائب کس طرح اپنے سر اوڑھ لیتے ہو' میں نے دیکھا تم کس طرح دوسروں کی مدد کو دوڑ پڑتے ہو اور کسی خطرے کو خاطر میں نہیں لاتے۔ میکومیزن میں نے تمہاری روح تک میں جھانک کر دیکھا۔ تم بڑے مخلص اور صاف دل ہو جو تمہارا ظاہر ہے۔ وہی تمہارا باطن ہے۔ میکومیزن اس ملک بلکہ اس دنیا میں ایسے صاف دل لوگ نہیں ملتے۔



"شکریہ سفید چوہیا۔" میں نے کہا۔ داباندا لوگوں میں یہی ایک عورت ایسی تھی جس سے مجھے نفرت نہ تھی۔ اور پھر میں نے موضوع بدلنے کی غرض سے پوچھا۔ "جانے سے پہلے میرے ایک سوال کا جواب دو گی؟"

"پوچھو۔"

"مجھے یہاں کیوں لایا گیا تھا؟"

"تم خود یہاں آنا چاہتے تھے۔ میکومیزن اور اگر انسان کی آرزو سچی ہو تو ہمیشہ پوری ہوتی ہے۔"

"یہ تو کوئی جواب نہ ہوا۔"

"کمپانہ تمہیں یہاں لانے کی وجوہات بتا چکا ہے۔ لیکن چند ایسی وجوہات بھی ہیں جو اس نے بیان نہیں کیں اور اگر میں نے بیان کیں بھی تو تم انہیں نہ سمجھ سکو گے۔"

"کیوں نہ سمجھ سکوں گا؟"

"کیونکہ ان کا تعلق ان باتوں سے ہے جنہیں تم بھول چکے ہو۔"

"بھول چکا ہوں!"

"ہاں۔ کیونکہ یہ ان زندگیوں کی باتیں ہیں جو ماضی کی اندھیری قبروں میں دفن ہو چکیں۔ اس دور کی باتیں ہیں جب ہم اور تم ایک تھے۔ جب انگوئی اور اس کا شوہر ایک تھے اور کمپانہ اور کانیک ایک دوسرے سے واقف تھے جس طرح کہ آج کے دور میں وہ ایک دوسرے سے واقف تھے۔ انسان کی حیات کی کہانی بڑی طویل کہانی ہے آقا اور ہم لوگ ایک وقت میں اس کہانی کا صرف ایک باب پڑھ پاتے ہیں اور اسے مکمل یقین کر لیتے ہیں اور نہیں جانتے کہ پچھلے باب میں کیا تھا اور آئندہ باب میں کیا ہوگا۔"

بہت سی قومیں اور بہت سے فلسفی آج کل کی زندگیوں میں یقین رکھتے ہیں۔ لیکن یہ موضوع خاصا بحث طلب ہے اور میں سفید چوہیا سے اس موضوع پر فی الحال بحث کرنا نہ چاہتا تھا چنانچہ میں نے پوچھا:

"اور تم اگلے پچھلے تمام ابواب سے واقف ہو؟"

"تمام تو نہیں چند ابواب سے ضرور واقف ہوں۔ کیونکہ ہم تالاب کے جزیرے میں رہنے والے' جنہیں تم وحشی سمجھتے ہو' ایک عجیب علم سے واقف ہیں۔"

"ہاں۔" میں نے تلخی سے کہا۔ "اس کا تو مجھے اعتراف ہے کیونکہ گزشتہ رات تمہارے اس علم یا دانائی کا یہ ثبوت اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا ہوں کہ ایک شخص کو قربان گاہ کی آگ میں زندہ جلا دیا۔"

"یہ تم نے غلط کہا میکومیزن اور غلط سمجھا۔ تالاب کے جزیروں میں رہنے والے ظالم اور بے درد نہیں ہیں۔ گزشتہ رات جو کچھ ہوا اس سے انگوئی کا دور کا بھی واسطہ نہ تھا۔ حالانکہ وہ داباندا کی حاکم ہے تاہم ایک حد تک خود داباندا آپ اپنی مرضی کے مالک ہیں انگوئی کو جب معلوم ہوا کہ اباندا کے ساتھ جنہیں اس نے واپس بھیج دیا تھا اور کانیک کے ساتھ 'جس نے اباندا کو گمراہ کیا تھا۔ کیا واقعہ ہوا ہے تو وہ رو پڑی حالانکہ وہ جانتی تھی کہ یہ ہو کر رہے گا اور خود اس نے اباندا کو سراپ دیا تھا۔ ہاں میکومیزن! ہم جزیرے میں رہنے والیاں دنیا سے کنارہ کش ہو چکی ہے اور ہم نے آسمانوں سے لو لگائی ہے۔ چنانچہ آقا داباندا لوگوں کے قوانین اور رسومات دیکھ کر ہمارے متعلق کوئی فیصلہ نہ کرو۔ بس میں کہہ چکی۔ اب مجھے کچھ نہیں کہنا ہے سوائے اس کے کہ ذرا بھی نہ گھبراؤ تمہارا واپسی کا سفر پرخطر نہ ہوگا۔ تم بخیر و خوبی اپنی مہذب دنیا تک پہنچ جاؤ گے اور کئی برسوں تک زندہ رہو گے۔ جاؤ جہاں قسمت تمہیں لے جائے اور کامیابی تمہارے قدم چومے گی۔ الوداع میکومیزن۔ کبھی کبھی ہم تالاب والوں کو بھی نیک الفاظ سے یاد کرلینا۔"

اور پھر اس نے جھک کر میرا ہاتھ چوم لیا اور پلٹ کر کمرے سے باہر نکل گئی۔ اور اس سرزمین میں قدم رکھنے کے بعد آج پہلی دفعہ میں نے مسرت کی لہریں محسوس کیں کیونکہ یہ خیال بڑا ہی مسرت انگیز اور تسکین بخش تھا کہ پورا داباندا ملک میں ایک ہستی ایسی بھی تھی جو مجھے پسند تھی اور جو خود بھی مجھے پسند کرتی تھی۔

عین اس وقت دوسرے بستر سے ہیس کی گھٹی ہوئی آواز سنائی دی جسے میں بھول ہی گیا تھا۔



"باس! یہ آخری بوسہ تھا؟ اگر ہاں تو پھر میں لحاف اپنے سر سے ہٹا دوں؟" باس! خدا جانے کب سے میں نے اپنا سر لحاف میں دے رکھا ہے۔ اور اب تو سچ مچ میرا دم گھٹنے لگا ہے۔"

"بہرحال تم نے اپنے کان تو بند نہ کئے تھے چنانچہ بکواس بند کرو اور بتاؤ کہ سفید چوہیا کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟"

"باس۔" اس نے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "میرے خیال میں تو وہ چڑیل ہے۔ لیکن باس نیک چڑیل ہے۔ حالانکہ وہاں کانیک کی بستی میں اس نے مجھے الو بنایا تھا اور کہا تھا کہ وہ کانیک کی بیوی ہے اور یوں ظاہر کیا تھا جیسے مجھے پسند کرتی ہے۔ بہرحال ہے اچھی بیچاری اور اب تو میں اس سے ذرا بھی خفا نہیں ہوں کیونکہ اس نے کہا ہے کہ ہمارا واپسی کا سفر بخیر و خوبی ہوگا چنانچہ میں خوش ہوں لیکن باس تم خوش نہیں ہو کیونکہ تم دوبارہ اسے نہ دیکھ سکو گے جسے تم پسند کرتے ہو اور اس قدر پسند کرتے ہو کہ یہ خط بھی پڑھنا بھول گئے جو تمہارے قریب ہی پڑا ہوا ہے لیکن خط میں عورت کے اور وہ بھی چڑیل کے بوسے جیسا مزہ کہاں؟"

"بکواس بند کرو اور چراغ لاؤ یہاں۔"

اور میں نے خوشبو دار گھاس کی وہ ڈور کھول دی جو خط پر لپٹی ہوئی تھی۔ اس عرصے میں ہیس چراغ لے آیا۔

خط نوٹ بک کے ایک صفحہ پر لکھا گیا تھا اور ہرقل کی طرف سے تھا۔

"عزیز دوست کوارٹرمین!"

ہم جانتے ہیں کہ کل تم رخصت ہو رہے ہو چنانچہ یہ رقعہ میں تمہیں خدا حافظ کہنے کے لئے ایک معتبر ہستی کے ہاتھ بھیج رہا ہوں۔ کوارٹرمین! محض اس وجہ سے میرے متعلق کوئی بری رائے قائم نہ کرنا کہ ایک عورت سے شادی کرنے کے لئے میں نے اپنا وطن اور عزیز و اقربا کو ہمیشہ کے لئے چھوڑ دیا۔ کوارٹرمین! محبت کا بندھن دنیا کے کسی بھی بندھن سے زیادہ مضبوط ہے اور محبت کسی بھی خاندانی روایت سے زیادہ مقدس اور قابل

احترام ہے۔ بہرحال یہی میری قسمت میں لکھا تھا اور یہی میرے لئے مقدر ہو چکا تھا۔ غالباً تمہیں میری ان باتوں میں یقین نہیں جو میں نے تمہیں بتائی تھیں کہ میں کس طرح اپنے وطن سے نکل کر اس کے پاس کھنچا چلا آیا۔ تمہارے نزدیک یہ ایک پاگل دماغ کی اختراع سہی لیکن میرے لئے یہ ایک اٹل حقیقت ہے غالباً تم دابانڈا لوگوں کی عجیب اور پراسرار قوتوں میں یقین نہیں رکھتے۔

کاش کہ میں بھی ایسا ہی سمجھتا لیکن افسوس دابانڈا لوگوں کی ان قوتوں میں میرا یقین پختہ ہو چکا ہے البتہ میں اتنا ضرور کہوں گا کہ ان قوتوں کا انعکاس اس سے نہیں ہوتا جس کا نام انگوئی' سایہ اور دخترِ شب ہے۔ اس کی حیثیت تو محض ایک معمول سی ہے۔ ان قوتوں کا مرکز دابانڈا لوگ اور اس دور میں کپانہ ہے۔

تم نے دخترِ شب کی وہ آواز سنی تھی جس میں اس نے قربان گاہ کے سامنے دابانہ کو اور پھر کشتی میں کھڑے ہو کر ابانڈا کو مخاطب کیا تھا؟ کس قدر غیر قدرتی آواز تھی۔ وہ کم سے کم مجھے اس کی یہ آواز اس آواز سے قطعی مختلف معلوم ہوتی تھی جس میں اس نے مجھے مخاطب کیا تھا' اور اس لئے تھا کہ وہ مجھ سے محبت کرتی ہے۔ مثلاً اس نے ایک عجیب آواز میں ابانڈا لوگوں کی قسمت کا فیصلہ کرتے ہوئے انہیں جانوروں کے سپرد کر دیا تھا' اور جانوروں پر دابانڈا لوگوں کو اختیارات حاصل ہیں۔ چنانچہ' جیسا کہ مجھے معلوم ہوا ہے' ہاتھیوں نے ابانڈا کو کچل کر رکھ دیا۔"

"لیکن یقین کرو کوارٹرمین وہ نہیں جانتی کہ اس نے یہ الفاظ کہے تھے اور نہ ہی اسے یہ معلوم تھا کہ کانیک کو زندہ جلا دینے کا اس نے حکم دیا تھا۔ چنانچہ مختصر یہ کہ یہ الفاظ اس نے نوم توجہ کی حالت میں کہے تھے اور یہ حالت یقیناً کپانہ نے اس پر طاری کر دی تھی۔ اس کے علاوہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ "معمول" کے یہ اثرات ایک نہ ایک دن زائل ہو جاتے ہیں' یعنی انگوئی اس اثر سے آزاد ہو جاتی ہے چنانچہ یہی وجہ ہے کہ منت انگوئی کو' جب وہ خاص عمر کو پہنچ جاتی ہے' قتل کر دیتے ہیں اور اس کے شوہر کو بھی زندہ نہیں چھوڑتے کہ اس کے بعد دوسری انگوئی اس کی جگہ پر کر سکے۔"



"چنانچہ تم کہو گے کہ میرا اور میری بیوی کا بھی یہی خوفناک انجام ہوگا۔ لیکن کوارٹرمین یقین کرو میں خاموش اور چین سے بیٹھنے والا نہیں ہوں۔ کہ میرا بھی یہی حشر ہو۔ میں اب اپنی قوتوں کو بروئے کار لاؤں گا' اور اپنی تمام عقل صرف کروں گا اور مہنتوں کی حکومت کا تختہ الٹ کے ان کا زور توڑ دوں گا.... کس طرح؟ یہ میں نہیں جانتا .... البتہ مہنتوں کی حکومت ختم ہو کر رہے گی اور پھر جو حکومت ہوگی اس میں رحم اور بخشش ہوگی۔ اگر مجھے احساس ہو گیا کہ میں اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوں گا تو پھر میں اپنی بیوی کو لے کر یہاں سے فرار ہو جاؤں گا۔ چنانچہ یہ نہ سمجھو کہ ہم دنیا سے بالکل ہی روپوش ہو چکے ہیں۔ کوارٹرمین! ہماری خصوصاً میری یہ روپوشی عارضی ہے۔"

"اب یہ بھی سن لو کہ اس وقت میں بہت خوش ہوں اور بہت مزے میں ہوں اور دانائی اور علم کی وہ کتاب' جو ناپید تھی۔ میری نگاہوں کے سامنے کھول دی گئی ہے۔ علم کی وہ کتاب جسے ہم گمشدہ یقین کر چکے ہیں۔ کاش کہ تم ان جزائر پر آسکتے اور یہاں کی عمارات اور ان کی دیواروں پر کندہ تحریر کو دیکھ سکتے۔ میں تحریر کو پڑھنا میں سیکھ رہا ہوں۔ لیکن تم یہاں نہیں آسکتے کوارٹرمین کیونکہ اگر تم نے اس کی کوشش بھی کی تو اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھو گے۔ چنانچہ تم اپنے راستے جاؤ' میں اپنے راستے جاتا ہوں اور اس امید کے ساتھ کہ اسی دنیا میں شاید ہماری راہیں آملیں اور ایک بار پھر ہم دونوں مل بیٹھیں۔

"کوارٹرمین! تم نے میرے لئے جو کچھ کیا ہے اسے میں کبھی نہ بھلا سکوں گا۔ خدا تمہارا حافظ و ناصر ہو میرے دوست الوداع میرے دوست۔ ایک درخواست ہے۔ تم سے بھی اور ہیس سے بھی۔ آئندہ کبھی تالاب کی سرزمین میں آنے کا خیال بھی اپنے دل میں نہ لانا اور نہ ہی کسی سفید فام کو اس سرزمین کا پتہ بتانا۔ افریقہ کے جنگلوں میں بہت سے سفید فام غائب ہوئے ہیں۔ پھر ان کا پتہ نہ چلا اور نہ یہ معلوم ہوا کہ ان کا کیا بنا۔ چنانچہ مجھے بھی اسی طرح غائب ہو جانے دو۔

الوداع! الوداع! الوداع! الوداع!

تمہارا

ہرقل۔"

اور خط کے آخر میں عبارت مزید کے طور پر یہ سطور تھیں۔

"اس خط سے میرے ملازموں کے سردار کے نام ایک رقعہ منسلک ہے۔ ان لوگوں کو میں نے ایک بستی میں چھوڑا تھا اور اپنا سامان ان کی حفاظت میں دے دیا تھا اور یہ میں تمہیں بتا چکا ہوں۔ میرے ملازموں کا سردار تھوڑا بہت پڑھ لیتا ہے۔ اس کے نام جو رقعہ ہے۔ اس کے ذریعہ میں نے اسے حکم دیا ہے کہ وہ میرا کل سامان تمہارے حوالے کردے۔ اس سامان میں ایک مقفل صندوق ہے۔ جو سونے سے بھرا ہوا ہے۔ امید ہے کہ یہ سنہری سکے اور دوسرا سامان بھی تمہارے کام آئے گا۔ تم وہاں سے مغربی ساحل کی طرف چلے جاؤ۔ میرے یہ ملازم تمہاری راہبری کریں گے۔

ہرقل۔"

تو ایسا تھا یہ عجیب خط جسے پڑھ کہ مجھے یک گونا اطمینان حاصل ہوا کیونکہ اس خط میں ہرقل نے مجھے یقین دلا دیا تھا کہ وہ ایک نہ ایک دن اپنی بیوی کے ساتھ اس منحوس سرزمین سے فرار ہوجائے گا۔ یہ بڑی تسلی بخش بات تھی اور پھر اس نے اپنے خط میں داباندا لینڈ کے اسرار میں سے چند پر سے پردے اٹھا دیئے تھے۔ کم سے کم میرا تو یہی خیال تھا۔

اور یہاں میں اپنی اس مہم کی داستان کو ختم کرتا ہوں۔ کیونکہ واپسی کے سفر کی تفصیلات بیان کرنے کے لئے ایک الگ کتاب کی ضرورت ہے چنانچہ میرے خیال میں یہاں صرف اتنا کہہ دینا کافی ہوگا کہ سب کچھ ٹھیک ٹھاک رہا۔ ہمیں داباندا لینڈ سے باہر پہنچا دیا گیا۔ اور وہاں سے ہرقل کے پڑاؤ تک بھی پہنچا دیا گیا۔ وہاں ہرقل کے باربردار اس کی واپسی کا انتظار کر رہے تھے۔ ان کے سردار نے ہرقل کا رقعہ پڑھتے ہی اپنے آقا کا کل سامان مع سنہری سکوں کے مقفل صندوق کے میرے حوالے کردیا اور اپنی راہبری میں مجھے مغربی ساحل تک لے آئے۔ وہاں سے میں جہاز پر سوار ہوکر جنوبی افریقہ پہنچ گیا۔ میرے دوستوں نے میری طویل غیر موجودگی کی وجہ پوچھی تو میں نے کہہ دیا کہ میں پرتگالی علاقے



میں شکار کو گیا ہوا تھا۔

ایک دن میں اور ہیس بیٹھے داباندا لینڈ اور ہرقل کے متعلق باتیں کر رہے تھے تو ہیس نے پوچھا:

"باس! جب وہ دو دلوں کے ملاپ کے متعلق کیا کہا تھا تم نے؟"

میں نے حتی الامکان مناسب و موزوں الفاظ میں اس کے سوال کا جواب دیا۔

"باس! جب وہ لوگ کانیک کو آگ میں ڈال رہے تھے تو یاد ہے۔ اس نے کیا کہا تھا؟" ہیس نے کہا۔ "اس نے کہا تھا کہ ایک دن بھینسے باس کا بھی یہی انجام ہوگا۔ چنانچہ اگر دو دلوں کے ملاپ کا یہی انجام ہوتا ہے تو میں خوش ہوں کہ میرا دل کسی سے ملا نہیں ہے۔ ہاں تم سے مل گیا ہو تو کہہ نہیں سکتا۔"

آخر میں یہ بتادوں کہ ہرقل کے متعلق 'بشرطیکہ یہ اس کا اصل نام ہو' پھر میں نے کچھ نہ سنا۔ اس مہم کے برسوں بعد میں داستان لکھ رہا ہوں۔ لیکن ان تمام برسوں میں ہرقل کی کوئی خبر معلوم نہیں ہوئی۔ اگر وہ اپنی بیوی کے ساتھ داباندا لینڈ سے فرار ہونے میں کامیاب ہوگیا ہوتا تو اس طویل مدت میں کسی نہ کسی جگہ اچانک ہم دونوں کی ملاقات ہوجاتی۔ لیکن ایسا نہیں ہوا چنانچہ میں سمجھتا ہوں کہ وہ مہنتوں کی حکومت کا تختہ الٹ کر خود اپنی اور اپنی بیوی کی حکومت قائم کرنے میں کامیاب ہوگیا ہے۔ خدا کرے ایسا ہی ہوا ہو۔